حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً

یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس کی عمر کو پہنچا

مقالاتِ اربعین

تحریر و تحقیق

ڈاکٹر محمد اویس معصومی

تلاش حق فاؤنڈیشن

تلاش حق فاؤنڈیشن

پی۔او بکس 8778 صدر کراچی۔

فون نمبر: 0345-2255080, 021-34590599

E-mail : talashehaq@yahoo.com

Marfat.com

Marfat.com

حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً

یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس کی عمر کو پہنچا

مقالاتِ اربعین

تحریر و تحقیق

ڈاکٹر محمد اویس معصومی

تلاش حق فاؤنڈیشن

تلاش حق فاؤنڈیشن

پی۔ او بکس 8778 صدر کراچی۔

فون نمبر: 0345-2255080, 021-34590599

E-mail : talashehaq@yahoo.com

Marfat.com

110951

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب .... مقالاتِ اربعین

مولف .... ڈاکٹر محمد اویس معصومی

نظر ثانی و تصحیح .... قاری غلام خبیب

ناشر .... تلاش حق فاؤنڈیشن، کراچی

کمپوزنگ .... الناصر ریسرچ اکیڈمی اینڈ میڈیا سروسز، کراچی
(0300-2080345 ، 0345-2766313)

طباعت .... حافظ عابد پرنٹرز (0300-3340980)

اشاعت 2012ء/1433ھ

صفحات .... 608 (چھ سو آٹھ)

قیمت .... -/300 روپے

ملنے کے پتے

- جامع مسجد عمر، پتھر روڈ، گرین ٹاؤن کراچی (0345-2255080)
- جامع مسجد مومن، بریگیڈ پولیس لین، کراچی (0300-7255711)

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اپنے شیخ کریم، اساتذہ کرام، والدین کریمین، مخلص دوستوں، تمام مقتدیوں، تلاش حق کے ساتھیوں، اکلوتے بھائی غلام خبیب، اپنی اہلیہ اور اپنے متبنّیٰ باذان احمد کے نام کرتا ہوں۔

جن کی بے پناہ محبتوں، چاہتوں، شفقتوں، مفید مشوروں اور دعاؤں کے ٹھنڈے سائے نے نہ صرف مجھے غموں کی تمازت وشماتت سے بچائے رکھا بلکہ میری چالیس سالہ زندگی کے ایک ایک لمحے کو خوشگوار اور ایک ایک پل کو یادگار بنا کر میرے بڑھاپے کا سہارا اور آخرت کا ذخیرہ بنا دیا ہے۔ اس احساس کے ساتھ کہ اب جوانی الوداع کہہ رہی ہے اور بڑھاپا زندگی کی دہلیز پر دستک دے رہا ہے۔

توبہ کرو کہ کاملؔ ہوگئے سفید بال
جاگو کہ شب گزر گئی وقتِ سحر ہوا

اپنے ربِّ جلیل کا عبدِ ذلیل

ڈاکٹر محمد اویس معصومی عفی اللہ عنہ

Marfat.com

حسنِ ترتیب

❖	عنوانات	صفحہ نمبر
❖	انتساب	04
❖	کلماتِ تہنیت (حضرت علامہ سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی)	13
❖	اظہارِ شفقت (حضرت علامہ ابوالازہر سید عظمت علی شاہ ہمدانی)	15
❖	حسنِ انتباہ (حضرت علامہ سید شاہ حسین گردیزی)	23
❖	بہترین کاوش (پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید)	25
❖	ترکیب حوصلہ افزائی (پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری)	27
❖	من تراحاجی بگویم (شیخ القراء حضرت علامہ قاری حبیب الرحمن کوہاٹی)	31
❖	قابلِ فخر سپوت (مخدوم ومحترم جناب ماسٹر محمد اشفاق)	33
❖	اظہار تشکر	37
❖	مقدمہ (اور ملا جیت گیا!!!)	39
❖	باب اوّل.........مادرِ علمی	66
❖	تعارف انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ	67
❖	میری مادرِ علمی	70
❖	عید ملن پارٹی	74
❖	اہداف ومقاصد کے تعین کی اہمیت	78
❖	نشانِ اعتراف	92
❖	ماضی کے دریچے	102
❖	تدریب المعلمین	125

Marfat.com

❖	علم کی لذت	132
❖	بزم ہم نشیں	135
❖	الوداعی نصیحت	138
❖	**باب دوم .... چراغ ہائے رونق افروز**	140
❖	بہشتی دروازہ (خواجہ محمد معصوم کی نظر میں)	141
❖	بحرِ بے کراں	143
❖	ضیاء النبی (ایک محب صادق کی داستان جذب دروں)	148
❖	خادم الحدیث کا درسِ حدیث	201
❖	بڑے شاہ صاحب	209
❖	چھوٹے شاہ صاحب	217
❖	استاذ گرامی تاریخ قمر الاسلام کے آئینے میں	236
❖	علامہ نذر محمد راہی کی شاعری	248
❖	میرے استاذ گرامی	258
❖	بوڑھا درویش	267
❖	آہ! جواں مرگ آصف اعوان	270
❖	شاہِ فقیراں زکوئٹہ	271
❖	امیدوں کے چراغ	272
❖	**بابِ سوم .... اصلاح معاشرہ**	276
❖	ضبطِ نفس، ربطِ الٰہی	277
❖	اللہ کی مرضی	288
❖	تعمیر شخصیت وفلاح انسانیت سیرت طیبہ کی روشنی میں	294
❖	منافقت کے کارنامے	314

Marfat.com

❖	عبرت سرائے دھر ہے	319
❖	دعااور حیا	322
❖	زبان ہوئی بے لگام	333
❖	شب برات، سبب نجات	356
❖	ماہِ رمضان المبارک۔ ماہِ احتساب	366
❖	برادری کی اصلاح امت کی فلاح	380
❖	اللہ کے بندوں کی توہین	384
❖	گولڈن کی اسکیم اور چینل لنکس!	388
❖❖	**بابِ چہارم..........شعلہ احساس**	394
❖❖	تدبر وتفکر کا اسلامی تصور	395
❖❖	قرآن وحاملین قرآن، جدید سائنس کے بانی	415
❖❖	اسلام اور سرمایہ داری کی جنگ	435
❖❖	امت پریشاں اور تعلیم نسواں	438
❖❖	بنیاد پرستی کا اسلامی تصور	443
❖❖	جمہوریت اور اسلامیت	447
❖❖	طلبہ پاکستان کا مستقبل ہیں	450
❖❖	تعمیر پاکستان میں طلبہ کا کردار	453
❖❖	ہم سا بے درد کوئی کیا ہوگا	455
❖❖	چھوڑیں گے نا ہم کوشش تعمیر وطن	459
❖❖	ہم کسی سے کم نہیں	461
❖❖	انسانیت کے دشمن	465

Marfat.com

❖❖	نیو ایئر نائٹ	467
❖❖	شائستہ کا ناشائستہ قدم	468
❖❖	آہ وفغاں!..	471
❖❖	**باب پنجم.........تلاش حق فاؤنڈیشن**	474
❖❖	تقریب استقبالیہ کی رپورٹ......خطبہ استقبالیہ	475
❖❖	خطبہ استقبالیہ برائے افتتاح تلاش حق کنونشن	484
❖❖	تلاش حق فاؤنڈیشن کے اغراض ومقاصد	493
❖❖	خطبہ استقبالیہ	496
❖❖	اظہار تشکر!	503
❖❖	پہلا سالانہ جلسہ	508
❖❖	**بابِ ششم............گوشہ ادب**	514
❖❖	رازِ ناگفتہ	515
❖❖	قصہ پارینہ	535
❖❖	داغ ہائے سینہ.	555
❖❖	حمد باری تعالیٰ	556
❖❖	حمد باری تعالیٰ	557
❖❖	حمد باری تعالیٰ	558
❖❖	اللہ ھو، اللہ ھو	559
❖❖	اللہ اللہ بول بندیا	560
❖❖	اے مرے خدا!	562

Marfat.com

❖❖	نعتِ رسولِ مقبول ﷺ	563
❖❖	نعتِ رسولِ مقبول ﷺ	564
❖❖	نعتِ رسولِ مقبول ﷺ	565
❖❖	نعتِ رسولِ مقبول ﷺ	566
❖❖	نعتِ رسولِ مقبول ﷺ	567
❖❖	نعتِ رسولِ مقبول ﷺ	568
❖❖	نعتِ رسولِ مقبول ﷺ	569
❖❖	نعتِ رسولِ مقبول ﷺ	570
❖❖	نعتِ رسولِ مقبول ﷺ	571
❖❖	منقبت	573
❖❖	منقبت	574
❖❖	منقبت	575
❖❖	یااستاذی (عربی)	576
❖❖	GO GO(انگلش)	577
❖❖	کارواں	579
❖❖	ساتھی	580
❖❖	سچائی	581
❖❖	ابوالوقت کے پھول	582
❖❖	دیدار	584
❖❖	زمانے کی منطق	585
❖❖	مکر بے مثال	586

Marfat.com

❖❖	مادرِ علمی	587
❖❖	مدرسہ	588
❖❖	چراغِ عرفاں	589
❖❖	شرابِ علم	590
❖❖	خوابوں کے محل	591
❖❖	دوستو جاؤ	592
❖❖	نغمہ محبت	593
❖❖	بچوں سے	594
❖❖	یہ دورہ	595
❖❖	یہ میلے	596
❖❖	یہ دعا رہے گی	597
❖❖	آدم سازی نہ ہوگر	598
❖❖	بت پرستوں کی خواہش	599
❖❖	انسان	600
❖❖	الوداعی پارٹی	601
❖❖	قصیدہ لکھو	604
❖❖	مجھے شاعر بنادو	605
❖❖	قطعات	606
❖❖	اقوال	608

Marfat.com

کلماتِ تحسین

Marfat.com

کلمات تہنیت

حضرت مولانا سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی

(بانی وناظم اعلیٰ دارالعلوم انجمن قمرالاسلام سلیمانیہ، کلفٹن کراچی)

O

ذہین، زیرک، ہونہار، لائق اور فائق لوگ نہ صرف مادر علمی کا اثاثہ ہوتے ہیں بلکہ ملک وقوم کی امانت ہوتے ہیں جن سے ملت کا اک اک فرد راہنمائی حاصل کرتا ہے، ایسے ہی لوگوں میں سے عزیزی حضرت علامہ مولانا حافظ قاری ڈاکٹر محمد اویس معصومی سلمہ الباری بھی ہیں۔ جن کا وجود دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ اور میرے لیے قابل فخر ہے۔

میں عزیزم ڈاکٹر معصومی کی شخصیت سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اس لیے کہ عزیزم ڈاکٹر معصومی میرے مدرسے دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کے فیض یافتگان میں سے ہیں۔ انھوں نے علومِ دینیہ اور علوم عصریہ کے تمام مراحل میری آنکھوں کے سامنے طے کیے ہیں۔ میں اس کے بچپن، لڑکپن، جوانی اور ''اربعین'' کے تمام مدارج سے واقف ہوں۔

عزیزی ڈاکٹر معصومی بے شمار خداداد صلاحیتوں سے مالا مال ہیں، وہ بہترین قاری، بہترین خطیب اور نہایت منجھے ہوئے ادیب ہیں۔ تحریر، تقریر اور تعلیم وتبلیغ کے ذریعے اسلام کی اشاعت میں مصروف رہتے ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ شاعری سے بھی شغف رکھتے ہیں۔

زیر نظر کتاب ''مقالاتِ اربعین'' ان کی چالیس سالہ زندگی میں جمع ہونے والے مقالات، مضامین، اداریوں، حمدوں، نعتوں، منقبتوں اور نظموں کا ایک حسین گلدستہ ہے، جس میں ایک پورا باب اپنی مادر علمی، اساتذہ اور ساتھی طلبہ کے حوالے سے موجود ہے، جو اُن کی اپنی مادر علمی سے قلبی لگاؤ اور محبت وادب کی عجیب داستان ہے۔

Marfat.com

عزیزی ڈاکٹر معصومی میرے پاس تشریف لائے اور بعض باتوں کی تصدیق وتائید کا مطالبہ کیا اور تاثرات لکھنے کی فرمائش بھی کی ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ ''مقالاتِ اربعین'' نہایت عمدہ اور قابل ستائش کام ہے۔ میں انھیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں نے ان کی دل جوئی کے لیے چند باتیں لکھ دی ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو حق لکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان کی خدمت کو قبول فرمائے اور دنیا و آخرت کے لیے صلہ بنائے۔ آمین

فقط

حقیر فقیر منظور سیالوی (شاہ منظور ہمدانی)

Marfat.com

اظہارِ شفقت

عالم شریعت عارف طریقت، عظمت دین وملت

حضرت علامہ ابوالازہر پیر سید عظمت علی شاہ ہمدانی مدظلہ العالی

مہتمم: انجمن قمرالاسلام سلیمانیہ ، بانی وصدر: شاہ ہمدان ٹرسٹ

سرپرست: دارالعلوم انجمن قمرالاسلام سلیمانیہ، کلفٹن کراچی

O

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل وکرم سے عزیزم ڈاکٹر محمد اویس معصومی حفظہ اللہ تعالیٰ کو ''زادہ بسطۃ فی العلم والجسم'' کی نعمت سے نوازا ہے۔ اسے علم اور جسم دونوں میں فیاضی سے کشادگی عطا فرمائی ہے۔

صوری اور معنوی اعتبار سے بلند و بسیط قد وقامت سے بہرہ مند حافظ، قاری، مولانا، مفتی، ماسٹر، ڈاکٹر، خلیفہ مجاز محمد اویس معصومی مدرس لغتِ عربیہ، مدرس حفظ القرآن، مدرس تجوید و قرآت، مدرس علوم عربیہ (درس نظامی) اسکول ٹیچر، متعدد مدارس میں ممتحن، اصلاحی وفلاحی تنظیموں کے بانی وسربراہ مساجد میں امام وخطیب، مدیر مجلہ اور مفتی کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے ہوئے جب اپنی پوری قوت وطاقت کے ساتھ چالیس سال کی عمر کو پہنچا:

" حتی اذا بلغ اشده و بلغ اربعين سنة "

تو اس نے اپنے اندر انقلاب کی دھمک محسوس کرتے ہوئے اپنی چالیس سالہ زندگی کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے اس دوران معرض وجود میں آنے اولی اپنی تحریروں، تقریروں اور منظوم کلام کو ''مقالات اربعین'' کے نام سے کتابی صورت میں شائع کرنے کا فیصلہ فرمایا اور اپنے اس عظیم شاہ کار پر تقریظ لکھنے کی مجھ عاجز سے فرمائش کی۔

بلند و بسیط اور بھاری بھرکم شخصیت کی ضخیم وفخیم تالیف پر ایک ضعیف ونحیف کی تقریظ

Marfat.com

چہ معنی دارد؟ مجھے حیرت اور تعجب ہے۔ جو خود ہی سب کچھ ہے اسے تقریظ کیا ضرورت؟

''خود کوزہ، خود کوزہ گر و خود گل کوزہ''

گویا: ''آپے بوتل، آپے شربت، آپ بوتل دا کاک ہن سرکار سئے کجھ آپ ہن''

مگر بایں ہمہ عزیزم معصومی کی دل جوئی کے لیے اس کی فرمائش کی تعمیل میں زیر نظر خامہ فرسائی کے سوا چارہ نہیں!!

اللہ تعالیٰ نے استعداد و صلاحیت تو ہر کسی کو بخشی ہوتی ہے کسی کو کم، کسی کو زیادہ، کسی کو معمولی، کسی کو غیر معمولی مگر کسی کو اپنی صلاحیت کا احساس یا ادراک نہیں ہوتا، کسی کو احساس یا ادراک تو ہوتا ہے مگر صلاحیت کو بروئے کار نہیں لا پاتا، کوئی بروئے کار لاتا ہے، مگر اس کا اظہار نہیں کر پاتا یا اظہار کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ کوئی کسی ایک میدان کا شہسوار ہوتا ہے کوئی مختلف میدانوں میں شہسواری کے جوہر دکھانے کا شائق اور متمنی ہوتا ہے۔

ماشاء اللہ عزیزم معصومی کو اپنی خداداد صلاحیتوں کا احساس بھی ہے اور ادراک بھی۔ وہ ان صلاحیتوں کو بروئے کار لانا بھی جانتا ہے اور بروئے کار لا کر اس کا اظہار کرنا بھی جانتا ہے اسے ہر میدان کا شہسوار بننے کا بھی شوق ہے کارنامے انجام دینے کا بھی شوق ہے اور کارناموں کو فخریہ بیان کرنے کا شوق بھی ہے اور سلیقہ بھی۔ مشاہدہ کے لئے ''مقالات اربعین'' کے صفحات حاضر ہیں۔

عزیزم معصومی نے ''40 سالہ سفر زندگی کے نشیب و فراز'' کے عنوان کے تحت اپنے بچپن لڑکپن، عمر کے بانکپن، بڑھاپے کی دہلیز اور آنگن تک کے واقعات و حالات بیان کرتے ہوئے اپنے بچپن میں انتہائی غربت اور پسماندگی کے ماحول کا بھی ذکر کیا ہے جو مجھے بہت اچھا لگا۔ اظہار حقیقت میں ہی عظمت ہے۔

میں تو خود اپنے بچپن کے عسرت و غربت کے حالات کے اظہار میں راحت و فرحت محسوس کرتا ہوں۔ اسے باعث عار نہیں سمجھتا بلکہ باعث افتخار سمجھتا ہوں۔

بندے کو عسرت و غربت اور تنگی و مفلسی کے اوقات کو یاد کر کے اور بیان کر کے فراخی و

Marfat.com

خوشحالی اور وسعت و کشادگی کے اوقات میں حنان و منان پروردگار کے احسانات و انعامات کا شکرادا کرتے رہنے چاہئے۔ یہی شعار بندگی ہے اور اسی میں سرفرازی اور سربلندی ہے یہی اسلام کی تعلیم ہے اور یہی ہمارے عظیم اسلاف کا شیوہ ہے۔

اس مناسب سے متعدد ایمان افروز اور سبق اموز واقعات میرے ذہن میں تازہ ہو گئے ہیں جن میں سے صرف دو کے ذکر پہ اکتفا کرتا ہوں۔

1- سیدنا فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب امیر المومنین تھے عرب و عجم آپ کے زیر نگیں تھے۔آپ کی ہیبت سے قیصر و کسریٰ لرزہ براندام رہتے تھے ایک دن آپ کا اس جنگل سے گزر ہوا جہاں لڑکپن میں آپ اونٹ چرایا کرتے تھے۔اس دور کریاد کر کے آپ آب دیدہ ہو گئے۔فرمانے لگے ایک وہ دور تھا جب میں یہاں اونٹ چرایا کرتا تھا۔شدید گرمیوں میں چلچلاتی دھوپ سے گھبرا کر چند لمحے کسی سایہ دار درخت کا سہارا لیتا اور اس دوران اونٹوں کی رکھوالی میں مجھ سے کوتاہی ہو جاتی تو مجھے اپنے والد ''خطاب'' سے کوڑے کی مار کھانی پڑتی مگر آج سوائے اللہ احکم الحاکمین کے کسی اور کی مجھ پر حکمرانی اور فرمانروائی نہیں۔اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے حبیب اکرم ﷺ کی بدولت مجھے یہ مقام عطا فرمایا۔

2- رہنمائے سالکان خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ جب ایک طالب علم کی حیثیت سے تونسہ شریف پہنچے تھے تو وہاں ان کے کھانے پینے کا کوئی بندوبست نہیں تھا۔ایک شخص نے رحم کھا کر اپنے گھر میں آپ کے کھانے کا انتظام کر دیا۔مگر اس گھر میں ایک کتا بھی تھا۔جب آپ کھانے کیلئے جاتے تو اگر دروازے پہ کتا ہوتا تو آپ کو اس وقت تک رکنا پڑتا جب تک کتا دروازے سے ہٹ نہ جاتا۔کبھی ایسا بھی ہوتا کہ اس کتے کی وجہ سے آپ کو کھانا کھائے بغیر واپس لوٹنا پڑتا۔تحصیل علم کے بعد قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ کی بیعت اور خلافت سے مشرف ہو کر اپنے پیرو مرشد کے حسب ہدایت آپ نے تونسہ شریف میں دعوت وارشاد کا اجرا فرمایا تو عسرت کا یہ عالم تھا کہ آپ سرکنڈوں کی جھونپڑی میں رہتے اور فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرتے۔کچھ عرصہ بعد فتوحات کا سلسلہ جاری ہوا۔دنیا کی ہر نعمت آپ کے

Marfat.com

قدموں میں آنے لگی مگر آپ کے استغنا کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ خانقاہ میں آتا فوراً تقسیم کر دیا کرتے اور اپنے لئے کچھ نہ رکھتے۔نافع السالکین کے الفاظ میں:

''حضرت قبلہ من قدس سرہ العزیز سلطان التارکین بود۔ ہزاراں نقود و اسپاں وشتراں و دیگر چیز از امتعہ واقمشہ کہ مریدان درنذر آوردندے ہماں لحاظ عطا می نمودند و ہیچ چیز با خود نمی داشتند''۔

ایک مرتبہ ایک شخص محمد واصل جس نے عرب وعجم کی سیر کی تھی آپ کی اس عطا وکرم کی تعریف کی تو آپ نے فرمانے لگے۔میاں واصل! میں تو وہی ہوں جو تونسہ میں کتے والے کے مکان سے کھانا لے کر کھاتا تھا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا کرم اور مہربانی ہے''۔

عزیزم معصومی نے اللہ تعالیٰ کے عباد کاملین متواضعین کا طریقہ اختیار کر کے عجز وتواضع کی راہ اختیار کی جو بلا شبہ قابل قدر اور لائق ستائش ہے۔

اس کے باوجود وہ اپنی صوری ومعنوی بسطت و وسعت کی قوت وطاقت کا مظاہرہ بھی فرماتے رہتے ہیں۔ میں انہیں توجہ دلاتا رہتا ہوں کہ جب آپ از خود معصومی بنے ہیں تو آپ کو اپنا منصب معصومیت ہمیشہ مدنظر اور ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے اور تحریر وتقریر میں معصومانہ اسلوب اپنانا چاہیے جارحانہ انداز کو در آنے کا موقع نہیں دینا چاہیے۔

بسا اوقات جوش خطابت سے مغلوب ہوکر یا کسی دوسرے خطیب کے خطاب سے متاثر ہوکر وہ کچھ فرما جاتے ہیں جس کی معذرت یا پھر توضیح یا توجیہہ کرنی پڑ جاتی ہے میں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔

دارالعلوم قمرالاسلام میں بتاریخ 28 نومبر 2010 منعقدہ عید ملن پارٹی میں اپنی تقریر میں پیش رو مقرر سے متاثر ہوکر کہتے ہیں۔'' ہمارے ایک سابق ساتھی کی جانب سے کہا گیا

''مدرسہ مقروض ہے'' ہم یہ بات نہیں مانتے مدرسہ مقروض نہیں ہے بلکہ قرض خواہ ہے یہاں فلوس کی نہیں خلوص کی کمی ہے''۔

''دارالعلوم مقروض نہیں قرض خواہ ہے'' سے ان کی مراد اگر یہ ہے کہ دارالعلوم معنوی

Marfat.com

دولت عطا کرتا ہے اور دار العلوم سے فیض یاب ہونے والے اس کے مقروض ہیں اور وہ قرض خواہ تو یہ بجا ہے لیکن مادی اعتبار سے دار العلوم کا مقروض ہونا امر واقعی اور زمینی حقیقت ہے جس کو نہ ماننا نا قابل فہم ہے پھر مقروض ہونے کو خلوص کے منافی کیسے قرار دے دیا گیا؟

محسن کائنات معلم انسانیت نبی رحمت ﷺ محتاجوں اور ضرورت مندوں کی امداد و تعاون کیلئے قرض لیتے رہے۔ دار العلوم کو بھی محتاج و مستحق طلبا کی کفالت ان کی تعلیم و تربیت اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے قرض لینا پڑتا ہے اور مقروض ہونا پڑتا ہے۔ مزید فرمایا ''میں نے دورہ حدیث کے کمرے میں چندے کے ڈبے دیکھے ہیں جن پر لکھا ہے'' قمر الاسلام ایک علمی و فلاحی تحریک'' میں عرض کرتا ہوں کہ چندے کے ڈبے تیار کر کے جگہ جگہ رکھوا کر آپ قمر الاسلام کو علمی اور فلاحی تحریک نہیں بنا سکتے۔

اس وقت میں نے اپنی گذارشات میں وضاحت کی تھی کہ قمر الاسلام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک علمی اور فلاحی تحریک ہے جگہ جگہ ڈبہ رکھوانے سے مقصود قمر الاسلام کو تحریک بنانا نہیں بلکہ عالمی سطح کی اس علمی اور فلاحی تحریک کے لئے تعاون حاصل کرنا ہے۔ قمر الاسلام ایک ایسی علمی و فلاحی تحریک ہے جس کے فرزندان و فیض یافتگان دنیا بھر میں علمی و فلاحی خدمات خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں انجام دی جانے والی علمی و فلاحی خدمات کا تذکرہ کرنے لگوں تو اس کے لئے کئی صفحات چاہئیں صرف یو کے میں بقول عزیزم مولانا غلام مصطفیٰ ہزاروی قمر الاسلام کے پچاس سے زیادہ فرزندگان علمی اور فلاحی خدمات انجام دے رہے ہیں جن میں بعض نے وہاں ادارے اور تنظیمیں قائم کی ہوئی ہیں۔ جن میں عزیزم مولانا مفتی قاضی حسن رضا، عزیزم مولانا منظور احمد شاکر عزیزم عبدالشکور قادری وامثالہم شامل ہیں۔

امریکہ آسٹریلیا، فرانس اور جنوبی افریقہ تک یہ سلسلہ پھیلا ہوا ہے 2003 میں پہلی مرتبہ میں جنوبی افریقا گیا تو میفی کنگ میں عزیزم قاری ازہار المصطفیٰ مرکزی جامع مسجد میں سترہ سال سے خدمات انجام دے رہا تھا۔ اور مدرسہ میں بچوں کی اسلامی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ پر کئی غیر مسلم اسلام قبول کر چکے ہیں۔ میں نے اس کو تحریک اور تنظیم کے

Marfat.com

قیام کی جانب توجہ دلائی ۲۰۰۵ میں دوبارہ جانا ہوا تو پھر توجہ دلائی۔ ۲۰۰۶ میں پھر یاد دہانی کرائی ۲۰۰۷ میں گیا تو اس نے الدعوۃ الاسلامیۃ الافریقیہ افریقن اسلامک مشن کے نام سے تنظیم قائم کرلی تھی جس کا امیر مجھ عاجز کو بنایا گیا۔ ۲۰۰۸ میں افریقہ گیا تو افریقن اسلامک مشن کے لیے برلب سڑک تیس کنال قطعہ اراضی حاصل کرلیا گیا تھا ایک صاحب خیر نے عطا کیا ۲۰۰۹ میں گیا تو اس قطعہ اراضی پر مسجد کی تعمیر کے لئے مجھ عاجز سے سنگ بنیاد رکھوایا گیا۔

قمر الاسلام کے ایک اور ہونہار فرزند عزیزم پروفیسر عبدالرحمٰن شاہ بخاری زید مجدہ درس وتدریس، دعوت وتبلیغ اور تصنیف وتالیف کے علاوہ ایک امہ فاؤنڈیشن اور عالمی تحریک سیرت بھی چلا رہے ہیں وہ ان تحریکوں کے بانی وسربراہ ہیں جن کا دائرہ کار ہانگ کانگ تک پھیلا ہوا ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ عالمی سطح پر قمر الاسلام کو علمی وفلاحی تحریک تسلیم کیا جاتا ہے۔ مقتدر دینی علمی اور فلاحی شخصیات قمر الاسلام کی تحسین فرماتے رہتے ہیں۔ یو کے برمنگھم میں مولانا پیر سید حافظ محمد فاروق شاہ صاحب سیالوی مدظلہ العالیٰ اپنے ادارہ قمر الاسلام کا قمر الاسلام کراچی کے بچہ کی حیثیت سے ذکر کر کے قمر الاسلام کی عظمت کا اظہار فرماتے رہتے ہیں۔

امیر ملت سینٹر برمنگھم کے سربراہ پیر طریقت حضرت پیر سید منور علی شاہ صاحب جماعتی مدظلہ العالی قمر الاسلام کو عظیم مرکز علم قرار دے چکے ہیں۔ سلطان باہو ٹرسٹ برمنگھم کے سربراہ پیر طریقت حضرت پیر سلطان فیاض الحسن سرور قادری مدظلہ العالی گزشتہ رمضان المبارک اولڈھم میں ایک مجلس میں دارالعلوم قمر الاسلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دارالعلوم تو دارالعلوم، دردارالعلوم...... دردارالعلوم ہے۔ اس دارالعلوم سے کتنے اور دارالعلوم ہیں۔ اسی قسم کے جذبات و خیالات کا مفتی اعظم جنوبی افریقہ حضرت علامہ مفتی محمد اکبر ہزاروی اور افریقہ کے علماء و مشائخ بھی قمر الاسلام کے بارے میں اظہار فرماتے ہیں۔

قمر الاسلام کی علمی وفلاحی خدمات کے حوالے سے رابطہ العالم الاسلامی، موتمر العالمیہ اور المنظمۃ الاسلامیہ العالمیہ جیسی عالمی تنظیمات خراج تحسین پیش کر چکی ہیں۔ میں نے ''قمر اسلام کا'' کے عنوان سے نظم میں قمر الاسلام کے بارے میں مبالغہ آرائی نہیں کی تھی

Marfat.com

بلکہ حقیقت بیان کی تھی۔ جس کے دو شعر پیش خدمت ہیں۔

اللہ اللہ ضوفشاں ہر سو قمر اسلام کا
کس قدر تاباں درخشاں ہے قمر اسلام کا
سارے عالم میں ہیں پھیلے اس کے تابندہ نجوم
وہ کواکب دین کے ہیں یہ قمر اسلام کا

رہا معاملہ چندے اور چندے کے ڈبوں کا تو یہ سلسلہ قرونِ اولیٰ سے جاری ہے اور جب تک رب تعالیٰ چاہے گا جاری رہے گا۔

اسلام اور انسانیت کے خدمت کے لئے چندہ لینا اور دینا اللہ تعالیٰ کے حبیب اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔ یہ جاری ہے اور جاری رہے گی۔

ہلال احمر جیسی عالمی تنظیموں نے دنیا بھر میں جگہ جگہ چندے کے ڈبے رکھوائے ہوئے ہیں۔

عزیزم معصومی کی یہ ہدایت ''اپنا رویہ بدلیں کہ ہم نے طلباء کو روٹی کھلائی کپڑے دیئے، رہائش دی، لکھنا پڑھنا سکھا دیا بس ہماری ذمہ داری ختم ہوگئی''۔

مجھے تو نہیں یاد کہ میں نے میرے دونوں بیٹوں نے یا میرے دیگر رفقاء کار نے کبھی ایسا کہا ہو بلکہ ایسی تقریبات میں تین سے زیادہ بار جناب ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحب نے اپنے ساتھیوں (سابقین قمر الاسلام) کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ دیگر مدارس کے مہتممین و ناظمین اپنے سابقین کو عیدیں یا دیگر مواقع پر وصول سرمایہ کی ذمہ داریاں سونپتے ہیں۔ جبکہ قمر الاسلام میں محض بہر ملاقات تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ لہذا آپ کو از خود اپنی ذمہ داری محسوس کر کے اس کی انجام دہی کرنی چاہیے۔

میں نے صرف ایک تحریر و تقریر سے ایک مثال پیش کی ہے اس قسم کی اصلاح طلب اور توجہ طلب کچھ اور تحریریں بھی ہیں۔ بعض تحریریں ''چہل سال عمر عزیزت گذشت مزاج تو از حال طفلی نہ گشت'' کا مصداق بھی ہیں۔

صرف معصومی ہی نہیں ہر انسان کو ان مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ معلم انسانیت داعی

Marfat.com

رشد و ہدایت ﷺ کے ارشاد گرامی:

''اطلبو العلم من المهد الى اللحد'' گود سے گور تک علم حاصل کرو۔

میں اس جانب لطیف اشارہ ہے کہ انسان تادم آخر تعلیم و تربیت اور اصلاح کا محتاج ہے۔ انسان کو اپنی اصلاح کی کوشش بھی کرتے رہنا چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے حفاظت اور نگہبانی کی التجا بھی کرتے رہنا چاہئے۔

ہادی عالم ﷺ کی دعا مبارک ''لاتکلنی الی نفسی طرفته عین اکلاتی کلاة الولید'' یا اللہ! مجھے آنکھ جھپکنے جتنا بھی نفس کے حوالے نہ کر اور اس طرح حفاظت فرما جس طرح ایک چھوٹے بچے کی حفاظت کی جاتی ہے۔

عزیزم معصومی کو رب کریم کے انعام عظیم ''زادہ بسطۃ فی العلم والجسم'' کی صحیح معنوں میں قدردانی کا حق ادا کرتے ہوئے صلاح و فلاح انسانیت کے لئے ہردم کوشاں رہنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ عزیزم معصومی کی بھی اور مجھ عاجز کی بھی قدم قدم پہ دستگیری فرمائے اور ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے جس میں اس کی رضا ہو۔

اللهم وفقنا لما تحب و ترضى واجعل اخرتنا خيرا من الاولىٰ ..... آمین یا رب العالمین..... وصل وسلم و بارك على حبيبك سيدنا محمد رحمة للعالمين و على آله و اصحابه اجمعين و من تبعهم با حسان الىٰ يوم الدين ۔

(ابو الازہر سید عظمت علی شاہ ہمدانی)

Marfat.com

حسنِ انتباہ

محقق دوراں، مفسر قرآن حضرت علامہ سید شاہ حسین گردیزی مدظلہ العالی

(مہتمم دارالعلوم مہریہ گلشنِ اقبال، کراچی)

O

اہلِ علم عموماً اپنی یادیں سپرد قرطاس کرتے رہتے ہیں جسے ''آپ بیتی'' کا نام دیتے ہیں۔ میں بھی اپنے بچپن میں ''فرینڈ'' نام کی ڈائری اپنے پاس رکھتا تھا اور روزانہ کے حالات و واقعات کو اس میں محفوظ کرتا رہتا تھا مگر یہ شوق زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا۔ محترم حضرت مولانا محمد اویس معصومی جو علم و جسم میں بسطہ ہیں، انہیں بھی یہ شوق دامن گیر ہوا جس میں انہوں نے اپنے زمانہ طفلی کو محفوظ کرنے کی کوشش کی ہے۔ بچپن، بچپن ہی ہوتا ہے۔ اس وقت نگاہوں میں جن چیزوں کی اہمیت ہوتی ہے وہ ''اربعین'' میں آکر ''لعبہ'' کے سوا کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ مولانا صاحب کا یہ بڑا پن ہے کہ انہوں نے ان چیزوں کو بھی بیان کیا ہے اور یہ تاثر دینے کی کوشش نہیں کی کہ میں اس وقت بھی ''اربعین'' ہی تھا۔

مولانا اس وقت اربعین میں ہیں یعنی چالیس کے پیٹے میں ہیں۔ اس وقت انہیں موقع ملا کہ وہ اپنے عہدِ رفتہ پر ایک طائرانہ نظر ڈال لیں اور آئندہ آنے والے چالیس کو محفوظ کر لیں۔ میں نے ''مقالات اربعین'' کو غور سے دیکھا۔ انہوں نے اپنے چالیس سالہ ایام زندگی میں مختلف موضوعات پر لکھے گئے مقالے جمع کر دیئے ہیں اور ان میں نصیحت، عبرت، علم اور تحقیق سب کچھ ہی موجود ہے، لہٰذا وہ تمام لوگ جو اس وقت ''چالیس'' میں ہیں، ان مقالات کو پڑھیں اور اپنے مستقبل پر ''شاہینہ'' نگاہ رکھیں اور وہ نونہال جو ہنوز ''درس و دانش'' میں ہیں وہ بھی اسے پڑھ کر اپنے علم و عمل میں روشنی پیدا کریں۔

آخر میں حضرت پیر سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی دامت برکاتہم کے رویہ کو داد دیئے اور خراج تحسین پیش کیے بغیر نہیں رہ سکتا جو ''جویان علم'' کی سرپرستی کر کے آسمانِ علم کا ستارہ بناتے ہیں۔

والسلام

(شاہ حسین گردیزی)

11 0 9 5 1

Marfat.com

بہترین کاوش

پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید

پرنسپل طارق بن زیاد کالج، شاہ فیصل کالونی / ریسرچ سپر وائزر جامعہ کراچی

قابلِ صد احترام جناب مولانا ڈاکٹر محمد اویس معصومی نے اپنی زندگی کے ابتدائی ایام سے اب تک لکھے گئے مضامین و خطوط اور شاعری کو "مقالاتِ اربعین" کے نام سے تحریر و تحقیق اور کتاب کی شکل میں عام و خاص کیلئے پیش کیا ہے۔ میرے نزدیک یہ کتاب چالیس مقالہ جات پر مشتمل نہیں ہے بلکہ اس کتاب کیلئے قائم کئے گئے چھ ابواب میں تقریباً ایک سو مختلف عنوانات کے تحت مختلف موضوعات پر ہشت پہلو مضامین، خطوط اور حمدیہ و نعتیہ کلام شامل ہے۔

درحقیقت مختلف زاویوں سے موضوعات کو زیرِ قلم لانا اور انہیں خوبصورت ترتیب دینا یہ ایک اچھے قلمکار کی بہترین کاوش تسلیم کی جاتی ہے۔ بلاشبہ فاضل مؤلف نے چند ایک جدید مسائل پر مختصر علم و فضل کے ساتھ کئی تحریریں اور ایک طویل تبصرہ سیرت ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا ہے جو (48) اڑتالیس صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ چند لائنوں کو تحریر میں لانا مشکل امر ہے اور موصوف نے تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب قلمبند کی ہے۔ جس میں طرزِ تحریر نہایت ادیبانہ اور اچھے و موزوں الفاظ کی کثرت ہے۔

"مقالات اربعین" کے نام میں بہت برکت ہے۔ آج بھی اصحاب کہف سے کوئی ہزاروں فٹ بلندی پر چالیس ابدال کا مقام اور اس پر چالیس جائے نماز کا مستقل ہونا اور ان کے فیوض و برکات کے شہرہ عام کا شتون پہاڑ دمشق کے مضافات میں گواہی دے رہا ہے۔ جبکہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی چالیس راتوں کا تذکرہ کوہِ طور و دشت سینا میں خاص و عام کیلئے زیارت گاہ بنا ہوا ہے۔ ان حقائق کی بنیاد پر "مقالات اربعین" کو ایک مبارک کتاب تصور کیا جائے تو عین قرین قیاس ہے۔ اس کتاب میں شامل اصلاحی و فلاحی اور اسلامی مضامین بھی یہی تقاضا کرتے ہیں۔

Marfat.com

دوسرا پہلو مؤلف موصوف کے نام کا بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کو اپنے نام کے ساتھ اپنے نام کا حصہ بنانے والا جہنم سے نجات پا گیا اور ''اویس'' عشق ومحبت کی انتہا ہے۔ وہ بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شہرۂ الفت میں ہمیشہ کیلئے امر ہوگیا ہے اور واصل الی اللہ ہونے کیلئے نیکی اور نیک افراد اور مقدس ہستیوں کا ساتھ ہونا لازمی بات ہے۔ فاضل مؤلف کے شیخ کا نام ''معصوم'' ہے۔ اس کی طرف نسبت روحانیت کیلئے لابدی ہے۔

ان حوالوں سے کتاب کو بابرکت جاننا اور شرفِ قبولیت کی منزل پر فائز تصور کرنا اللہ تعالیٰ کی عنایات میں سے ہے۔ میں اس بہترین کاوش پر علامہ معصومی کو نیک تمناؤں کے ساتھ مبارکباد پیش کرتا ہوں اور حضور نبی کریم ﷺ کے طفیل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہوں کہ ''مقالاتِ اربعین'' کو شہرۂ آفاق کتاب بنادے۔ (آمین)

ناچیز محمد سعید

OOO

Marfat.com

ترکیبِ حوصلہ افزائی

عالی قدر جناب **پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری** دامت برکاتھم العالیہ
چیئرمین شعبۂ پیٹرولیم جیالوجی، جامعہ کراچی / جنرل سیکریٹری: ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

باسمہٖ تعالیٰ!

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروڑوں دُرود

(امام احمد رضا)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کی اپنی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کیلئے زبان و قلم عطا کیے ہیں تا کہ وہ اپنے زمانے کے لوگوں اور آنے والے زمانے کیلئے زبان و قلم سے ایسے رشحات چھوڑ جائے کہ جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی دُعا'' **اھدنا الصّراط المستقیم** '' کی روشنی میں اس سے استفادہ کر سکیں۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے تک انسان جو زبان سے لوگوں کے سامنے کلام کرتا تھا، اس کو چند افراد قلم بند کر کے محفوظ کر لیتے تھے۔ اس طرح کئی اللہ والوں کی باتیں ملفوظات کی صورت میں محفوظ رہ گئیں۔ جو آج ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں مگر اب زمانہ وہ آ گیا ہے کہ اب ایک ایک پل کی خبر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے محفوظ ہونے لگی ہے۔ قلم سے نکلی ہوئی باتیں پہلے اشاعت کی صورت میں محفوظ ہو جاتی تھیں اور پھر اس کی اشاعت کم ہونے کے باعث وہ دنیا کی نادر کتابیں شمار ہونے لگتیں۔ بعض دفعہ اس کتاب کے تمام ہی نسخے تاریخ سے مٹ جاتے تھے یا ان کو دیمک کھا جاتی یا دشمنانِ دین ایسی کتابوں کو جلا کر راکھ کر دیتے اور اس پر سوائے افسوس کے اور کچھ نہ ہوتا مگر اب زمانہ وہ ہے کہ اہلِ قلم سے نکلے ہوئے الفاظ اس طرح ہمیشہ کیلئے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ جس طرح اللہ عز و جل کے پاس لوحِ محفوظ میں ہر چیز لکھی ہوئی محفوظ ہے۔ تو اب جب اہلِ قلم کے رشحات کمپیوٹر کے ذریعے محفوظ کیے جاتے ہیں تو اب دنیا کے ہر کونے میں انٹرنیٹ کے

Marfat.com

ذریعے اس کو پڑھا جا سکتا ہے اور اب یہ ملفوظات یا قلم سے نکلے ہوئے الفاظ ہمیشہ کیلئے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

دنیا میں ایسے خوش نصیب لوگ کم کم ہوتے ہیں جو قلم کے ذریعے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنتے ہیں مثلاً شہر کراچی کی دو کروڑ کی آبادی میں قلم کے ذریعے دین کی خدمت کرنے والے افراد چند ہزار ہوں گے اور ان ہزاروں میں چند سو ایسے افراد اور قلم کار ہوں گے جن کی بات قاری کے ذہن میں آسانی سے اترتی ہوگی جس طرح ایک شخص آسانی سے دودھ کا گھونٹ گلے میں اتارتا ہے۔ اس لیے ہم کو ایسے اہلِ قلم کی قدر کرنی چاہیے جو بے لوث دین کی خدمت کرتے ہیں۔ زمانۂ حال میں قلم کے ذریعے فی سبیل اللہ خدمت گاروں میں استاذ محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مظہری دہلوی علیہ الرحمۃ کا نام سرِفہرست ہے کہ جن کی قلمی یادگاریں ایک سو سے تجاوز کر چکی ہیں اور ان کی بیشتر کتب کے مختلف زبانوں میں تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں اور اردو زبان میں ہر کتاب بیسیوں دفعہ شائع ہوئی مگر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دہلوی نے کبھی ایک پائی کی Reiyalty حاصل نہ کی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی اور ان کی خدمات کی پذیرائی ہوتی رہتی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی دہلوی علیہ الرحمۃ کی پیروی کرتے ہوئے تلاش حق فاؤنڈیشن کے بانی و چیئرمین محترم المقام حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی محمد اویس معصومی صاحب زید مجدہ بھی مصروف عمل ہیں۔ اپنی عمر کے چالیسویں سال کے مکمل ہونے پر اپنی علمی و قلمی زندگی کے چالیس گوشوں کو "مقالاتِ اربعین" کے نام سے تحریروں کو قلم بند کیا ہے۔ اگرچہ اس سے قبل آپ کی کئی اور اہم کتابیں اور مقالات شائع ہو چکے ہیں۔ مثلاً

۱۔ بسم اللہ کی برکتیں

۲۔ بوڑھے لوگ اسلامی تعلیمات کے آئینے میں

۳۔ روشن فکر (روشن خیال کے رد میں اسلام کی فکر)

۴۔ قیوم زماں (حضرت خواجہ محمد معصوم کے حالات و افکار)

محترم جناب ڈاکٹر معصومی صاحب جو حال ہی میں Ph.D ڈاکٹر کہلانے کے مستحق ہو جائیں گے۔ جس طرح آپ مفتی کہلانے کے لائق ہو چکے ہیں اور مُرشد کامل ہونے کی تیاری

Marfat.com

میں مصروفِ عمل ہیں۔ حضرت قبلہ مفتی معصومی صاحب نے ''مقالات اربعین'' کی اشاعت پر اس احقر پر تقصیر سے اپنی اس کتاب پر چند جملے لکھنے کی خواہش کا اظہار کیا اور میرے آفس جامعہ کراچی تشریف لائے۔

احقر کی آپ سے ملاقات تو پہلے بھی کئی بار ہوئی مگر ہر دفعہ رسمی!! اس ملاقات پر آپ سے چند منٹ گفتگو کا موقع ملا اور ان چند منٹوں میں آپ نے اپنی شخصیت کا بہترین تاثر چھوڑا اور سب سے زیادہ مجھے جس بات نے متاثر کیا وہ یہ ہے کہ اگر ان کے سامنے ان کی کسی بات یا تحریر کا متبادل پیش کیا جائے تو وہ اس کو فوراً قبول کر لیتے ہیں اور آپ نے اس بات کا ثبوت دیا کہ آپ کی عقل و دانش شعور پا چکی ہے اور اب آپ اعتدال کی اس منزل پر ہیں جہاں ''میں میں'' ختم ہو جاتا ہے اور مناسب بات تسلیم کر لی جاتی ہے۔

احقر نے ''مقالات اربعین'' کا مطالعہ کیا، اس کتاب کو آپ نے چھ ابواب میں تقسیم کیا ہے:

بابِ اوّل:

مادرِ علمی کے عنوان سے ہے جس میں انہوں نے انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ کے تعارف سے باب شروع کیا ہے۔ اور مادرِ علمی کے مختلف گوشوں کو اُجاگر کیا ہے۔ اور ماضی کے ان دریچوں میں ''علم کی لذت'' سے لیکر ''الوداعی نصیحت'' تک ۱۰ عنوان پر قلمی رشحات تصنیف کیے ہیں۔

باب دوم:

''چراغ ہائے رونق افروز'' کے عنوان سے قلمبند کیا ہے۔ جس میں اپنے اساتذہ کرام کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان کے چیدہ چیدہ گوشوں کو اجاگر کیا ہے۔

باب سوم:

''اصلاح معاشرہ'' کے عنوان پر ہے۔ اور اس باب میں بہت اہم معاشرتی مسائل پر مقالات اور مضامین قلم بند کئے گئے ہیں۔ مثلاً ضبط نفس ربط الٰہی، تعمیر شخصیت وفلاح انسانیت، برادری کی اصلاح اُمت کی فلاح، شبِ برات سبب نجات اور ماہِ رمضان المبارک ماہِ احتساب وغیرہ!

Marfat.com

باب چہارم:

''شعلۂ احساس'' کے عنوان پر لکھا گیا ہے۔ جس میں نوجوان نسل کو بالخصوص اسلام، قرآن اور وطن عزیز کی محبت کا درس دیا گیا ہے اور طلبہ کو تعمیرِ سیرت کے ساتھ ساتھ تعمیر ملت اسلامیہ پاکستان کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

باب پنجم:

اس باب میں تلاش حق فاؤنڈیشن کے متعلق اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ جبکہ آخری باب میں جو کہ گوشۂ ادب کے عنوان پر ہے۔ حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محترم معصومی صاحب نے دیگر عنوانات پر بھی نظمیں لکھی ہیں۔ یہ تمام منظوم کلام آپ کی شاعری میں پختگی کا بھی غماز ہے اور یہ پہلو آپ کو دورِ حاضر کے قلمکاروں میں ممتاز کر دیتا ہے کہ آپ جہاں مقالات تحریر کر رہے ہیں وہیں اظہار خیال کے لیے شاعری کا سہارا بھی لے رہے ہیں۔

محترم مفتی صاحب نے کتاب کے مقدمہ میں اپنی مکمل Biography بھی لکھ دی ہے تاکہ آئندہ آنے والی نسل آپ کی شخصیت اور کارناموں سے مکمل طور پر آگاہی حاصل کر سکے۔ کیونکہ انسان اسی وقت کسی مؤلف یا مصنف سے زیادہ متاثر ہوتا ہے جب وہ اس کے کوائف کو بھی اچھی طرح جان لیتا ہے۔

ماشاء اللہ مفتی ڈاکٹر معصومی صاحب نے مسلسل 28 مصلے قرآن بھی سنائے ہیں جو ایک مصنف کے لیے بہت اہم Achievement ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو مکمل صحت اور محبت کے ساتھ زندگی کے بقیہ ایام میں دین کی خدمت اور لوگوں کی اصلاح کا کامل رہبر و راہنما بنائے۔ آمین

(احقر مجید اللہ قادری)

Marfat.com

''من ترا حاجی بگویم''

شیخ القراء حضرت علامہ قاری حبیب الرحمٰن کوہاٹی مدظلہ العالی
(مہتمم جامعہ رحمانیہ تدریس القرآن، جنڈ ضلع اٹک)

ایک استاد جب کلاس میں پڑھا رہا ہوتا ہے تو اسے خبر بھی نہیں ہوتی کہ اس سے قطرہ قطرہ علم سیکھ کر آگے بڑھنے والوں میں کوئی ایسا باصلاحیت بچہ بھی ہے جو آگے چل کر علمی و عملی دنیا میں نام پیدا کرے گا، نہ صرف اپنے ماں باپ بلکہ اپنے اساتذہ اور مادرِ علمی کا نام بھی روشن کرے گا۔ ایسے ہی ناموں میں سے ایک نام حافظ قاری مفتی ڈاکٹر محمد اویس معصومی کا بھی ہے۔

1981 تا 1983ء میں انھوں نے دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ پنجاب کالونی کراچی میں مجھ سے قرآن کریم حفظ کیا تھا۔ ان کے والد گرامی نہایت دین دار، متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ دورانِ تعلیم کسی موقع پر ان کے لیے مجھ سے ایک جملہ ادا ہو گیا تھا ''حاجی! ارے او حاجی''۔ بس وہ جملہ تو گویا ڈاکٹر محمد اویس معصومی کا لقب بن گیا اور پھر انھوں نے خود بھی اس جملے کو کسی گولڈ میڈل کی طرح سینے پہ سجائے رکھا اور اپنی تحریروں میں جا بجا اس کا اظہار بھی کیا، یہی وجہ ہے کہ یہ نام ہمیں بھی نہیں بھولا ہے۔

جب تک میں کراچی شہر میں مقیم رہا حاجی صاحب سے رابطہ ہوتا رہتا تھا، پھر جب میں یہاں جنڈ ضلع اٹک چلا آیا تو پھر ایک عرصہ تک حاجی صاحب سے رابطہ منقطع رہا، البتہ پھر فون پر نہ صرف رابطہ بحال ہو گیا بلکہ ماہنامہ کاروان قمر کراچی کے ذریعے ہمیں حاجی صاحب کی تحریریں، حمد، نعتیں اور نظمیں پڑھنے کا موقع ملتا رہا اور ہم فون پر حاجی صاحب کو مبارک باد بھی دیتے رہتے تھے۔ پھر 2001ء میں جب اپنے بیٹے کو کراچی کے ایک تعلیمی ادارے میں داخلے کے لیے میں لے گیا تو طویل عرصے کے بعد حاجی صاحب سے جامع مسجد سہروردیہ گولڈن ٹاؤن میں ملاقات ہو گئی۔ پھر یہ سلسلہ اتنا مضبوط اور دراز ہو گیا کہ اب انھوں نے اپنی کتاب ''مقالاتِ اربعین'' پر مجھ

Marfat.com

سے اپنے تاثرات قلم بند کرنے کا کہہ کر مجھے امتحان میں ڈال دیا ہے، اگرچہ میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتا لیکن بے حد ادب ومحبت سے معمور جس لہجے میں مجھ سے کہا گیا ہے اس کی تعمیل ضروری ہے۔

چنانچہ یہ بات تو ہر کوئی جانتا ہے کہ باصلاحیت افراد معاشرے کا حسن ہوتے ہیں جو معاشرتی ومعاشی اور سماجی ومذہبی اقدار میں بگاڑ کے وقت اصلاح وفلاح کے ذریعے توازن پیدا کرتے ہیں اور ملک وقوم کیلئے رحمت ثابت ہوتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''مقالاتِ اربعین'' کے مولف حافظ قاری مفتی ڈاکٹر محمد اویس معصومی بھی ایسی ہی خداداد صلاحیتوں کے حامل نوجوان ہیں۔ پی ایچ ڈی کیلئے ان کا مقالہ جمع ہو چکا ہے۔ ہمارے حاجی صاحب نے زمانہ طالب علمی سے تا حال لکھے گئے اپنے مضامین ومقالات کو اس کتاب میں جمع کیا ہے جو مذہبی واصلاحی، سماجی وفلاحی، معاشرتی ومعاشی اور تنقیدی موضوعات پر مشتمل ہیں۔ چیدہ چیدہ مقامات سے کتاب پڑھنے کا موقع ملا ہے۔ حاجی صاحب کی تحریر میں جوش وولولہ کی فراوانی، الفاظ کی روانی، مفاہیم کا تسلسل، سنجیدگی ومتانت، خلوص ومحبت، سچائی وصداقت، وضاحت وسلاست اور صحافت کا رنگ قاری کو متاثر وقائل کرنے میں زور لگاتا نظر آتا ہے۔ اندازِ بیاں مدلل، شگفتہ، علمی اور ادبی ہے۔ ضرب الامثال اور اشعار کا استعمال بے حد برمحل، برجستہ اور موزوں کیا گیا ہے۔

حاجی صاحب نے نہ صرف شخصیت نگاری فطری انداز میں کی ہے بلکہ خطوط نگاری کا بھی حق ادا کیا ہے۔ عقیدے وعاقبت اور فکر جدید کو سامنے رکھتے ہوئے حمد، نعت، منقبت اور نظم کے ذریعے شاعرانہ تخلیقات بھی کی ہیں۔ ان کی حمد میں التجاء کا قرینہ، نعت میں عشق کا خزینہ، منقبت میں ادب کا نگینہ، فکر میں مدینہ اور نظم میں حالات وواقعات اور حقائق وجذبات کا پسینہ چمک رہا ہے۔ بالخصوص کتاب کے مقدمہ میں حاجی صاحب نے جو اپنے اب تک کے حالات لکھے ہیں وہ ''مقالات اربعین'' کا حسن ہیں۔ الغرض حاجی صاحب کی اس کتاب میں ہر طبقہ فکر کے لوگوں کی نمائندگی اور دلچسپی کا سامان موجود ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ!

(قاری حبیب الرحمٰن کوہاٹی)

Marfat.com

قابلِ فخر سپوت!!

مخدوم ومحترم جناب **ماسٹر محمد اشفاق صاحب**

(ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ پرائمری اسکول چک M.L-104، لیہ)

ہمارا گاؤں چک M.L-104 مہاجرین کی آبادکاری اسکیم کے تحت 1954ء میں تھل کے ریگزاروں میں آباد ہوا تھا۔ سب سے پہلے جو گھر اس ویرانے میں بسائے گئے تھے۔ ان میں ایک گھر ''امرت سر'' کے رہنے والے چار کم عمر نوجوانوں کا بھی تھا۔ جن کے نام محمد سعید، عبدالمجید، محمد ارشاد اور محمد طفیل تھے۔ جو اپنی بیوہ ماں فاطمہ اور دو بہنوں کے ساتھ آئے تھے۔ ان میں سے ہر ایک ہی محنتی اور دیانتدار تھا مگر محترم صوفی عبدالمجید دیوانہ صاحب نے نہریں کھودنے، جنگل اُگانے، کاشتکاری کرنے، جانور پالنے، برتن بیچنے، ملوں میں کپڑا بننے اور بالآخر پاکستان اسٹیل مل میں تپتے ہوئے گرم لوہے سے جنگ کرنے تک ساری زندگی محنت ومزدوری کے ذریعے رزقِ حلال تلاش کرنے میں گزاری ہے۔ وہ گاؤں کے نیک سیرت، نعت خواں اور پرہیزگار اور وضع دار انسانوں میں شامل ہیں۔

گاؤں ودیہات کے ماحول سے جو لوگ واقف ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ گاؤں کا ہر فرد ایک دوسرے سے نہ صرف جڑا ہوتا ہے بلکہ ایک دوسرے کیلئے نہایت اہم ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کی مدد کرنا، خوشیوں کو دوبالا کرنا، دکھ درد میں شریک ہونا اور رشتوں کو سانجھا جاننا دیہاتی زندگی کا حسن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک گھر کا داماد یا بہو، بیٹی سارے گاؤں کا داماد اور بہو وبیٹی کہلاتی ہیں۔ اسی طرح گاؤں کا نمبردار، چوکیدار، دکاندار، ماشکی، موچی، نائی، ترکھان، عام کاشتکار، بڑے بزرگ اور امام صاحب واستادجی سبھی قابلِ عزت واحترام اور سانجھے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

اسی طرح سے یہ دونوں حافظ بھائی حافظ محمد اویس معصومی اور حافظ غلام حبیب پورے گاؤں کیلئے قابلِ فخر سپوت ہیں۔

حافظ محمد اویس معصومی پردیس (منڈی ٹاؤن ضلع بھکر) میں پیدا ہوئے اور مستقل طور پر صرف دو سال کیلئے اپنے گاؤں میں رہے۔ جس میں انہوں نے دوسری اور تیسری جماعت میں میرے پاس پڑھا تھا اور پھر وہ دوبارہ لمبے پردیس چلے گئے۔ وہ پردیس میں پلے، پڑھے اور بڑھے مگر گاؤں اور گاؤں والوں سے ان کا رابطہ کبھی نہ ٹوٹا۔ وہ اپنی کامیابیوں اور ترقیوں سے ہمیں آگاہ کرتے رہتے تھے بلکہ ان کی نگارشات ''ماہنامہ کاروانِ قمر، کراچی'' کے ذریعے بھی ہم تک پہنچتی رہی ہیں۔ اب بھی کئی رسالے میرے پاس موجود ہیں۔ اس کے باوجود ہم تمام گاؤں والے ان کی واپسی کے آج بھی منتظر ہیں۔ ''مقالاتِ اربعین'' کے انتساب میں جو انہوں نے اپنے بڑھاپے کا اعتراف کیا ہے۔ اس نے ہماری امیدوں کو اور بھی جوان کر دیا ہے کیونکہ پنچھی سرِ شام اپنے گھونسلوں کی طرف ہی لوٹتے ہیں۔

1979ء میں جب حافظ محمد اویس معصومی حفظ قرآن کیلئے کراچی گئے تو لوگ کہتے تھے کہ محترم صوفی عبدالمجید دیوانہ صاحب کو یہاں کوئی مدرسہ نہیں ملا تھا۔ اتنی دور بچوں کو لے گیا ہے۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ لوگ حافظ محمد اویس معصومی کے آنے کا انتظار کرتے تھے۔ خوبصورت لب ولہجہ میں جب وہ اذان کہتے تھے تو لوگ جان لیتے تھے کہ حافظ صاحب کراچی سے آگئے ہیں۔ اور اپنی مسحور کن آواز میں تلاوتِ کلام مجید سے دل موہ لیتے تھے۔ لوگ محترم صوفی عبدالمجید دیوانہ صاحب کی قسمت پہ رشک کرنے لگے تھے۔ کئی بزرگ بابا محمد شریف بابا جمال دین، بابا مست اور بابا عنایت قادر اپنی اذان اور قرآن ان کو سنا کر ٹھیک کرتے تھے۔ کوئی نماز اور درود پڑھنا سیکھتے تھے۔ پھر جب حافظ صاحب قاری و عالم بھی بن گئے تو پھر مولوی صادق صاحب مرحوم سے لے کر حافظ غلام حسین صاحب، حافظ شبیر صاحب اور حافظ اللہ ڈیوایا صاحب سمیت سبھی امام صاحبان ان سے بڑی محبت سے پیش آتے تھے۔ جب حافظ صاحب کراچی سے گھر آتے تو تمام ہی امام صاحبان جمعۃ المبارک پڑھانے کی ڈیوٹی حافظ محمد اویس معصومی کی لگا کر خود چھٹی چلے

Marfat.com

جاتے تھے۔ اپنے اپنے علاقوں میں دو تین دفعہ تو عید کی نماز بھی حافظ صاحب نے ہی پڑھائی تھی۔ اور گاؤں کے بزرگ اذان، تلاوت اور تقریر سننے کی فرمائش کرتے تھے۔

ان دونوں حافظ بھائیوں کی پذیرائی اور قدر و قیمت دیکھ کر گاؤں کے بہت سے بچوں میں حفظ قرآن کا شوق پیدا ہوا اور آج ماشاء اللہ ہمارے گاؤں میں کم از کم پندرہ حافظ ہو چکے ہیں اور کچھ ابھی زیرِ تعلیم ہیں۔ حافظ محمد اویس معصومی کے نانا جان محترم چوہدری فضل دین مرحوم گاؤں میں جس سے بھی ملتے تھے یا کہیں بیٹھتے تھے تو ایک بات ضرور سناتے تھے۔ ''میری ایک ہی بیٹی ہے اس کے دو بیٹے ہیں اور دونوں قرآن پاک کے حافظ ہیں''۔ لوگ روزانہ ہی ان سے یہ بات سنتے تھے اور خوش ہوتے تھے اور کبھی نہیں تھکتے تھے۔ ان کا یہ کلام آج بھی کئی لوگوں کو زبانی یاد ہے:

سین سمجھ توں موچیں	پیا دل وچ سوچیں
جتی اُوپروں جو پوچیں	خالی پول وچ کا ردا
جدوں دتا کلبوت	تاگے ٹٹے سی جو سوت
ظاہر ہوئی کرتوت	کیوں نئیں سمجھ و چار دا
کہہ میاں جان	نئیں موچیاں بیان
من حکم قرآن	گل قوماں نوں میں حکم سنانودا

میری والدہ کو اللہ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آمین۔ انہوں نے حافظ محمد اویس صاحب کی والدہ صاحبہ کو اپنی بیٹی بنایا ہوا تھا اور نہایت شفقت سے پیش آتی تھیں اور اپنی سگی بیٹیوں سے بڑھ کر پیار کرتی تھیں، جب بھی انہیں پتا چلتا کہ حافظ صاحب آئے ہوئے ہیں تو کبر سنی و ضعف کے باوجود ملنے کیلئے جاتی تھیں اور فرماتی تھیں میں اپنے نواسوں کو ملنے جا رہی ہوں۔

ہم نے دیکھا کہ حافظ صاحب گاؤں کے لوگوں کی فکری اصلاح کیلئے نہایت فکر مند تھے اور جمعیت اشاعت اہلسنّت کراچی کے چھپے ہوئے کئی رسائل اور کتب ہمیں بذریعہ ڈاک بھیجتے تھے۔ جس سے لوگوں میں شعور بیدار ہوا اور معلومات میں اضافہ بھی ہوا۔ مگر ساتھ ہی مخالفت کی آوازیں بھی اٹھنے لگیں تھیں۔ پھر انہوں نے خود بھی کتابیں لکھنا شروع کیں اور خاص

Marfat.com

خاص لوگوں کو اپنی کتابیں پیش کرتے تھے۔ ہمیں خوشی ہوتی تھی کہ کوئی ہمارا بچہ بھی ہے جو حافظ، قاری، عالم، مصنف، شاعر اور مقرر و ادیب ہے۔ مفتی اور ڈاکٹر بھی ہے۔ ہمیں حافظ صاحب کے (مقالہ برائے Ph.D) کی تکمیل کی بہت خوشی ہے۔ ہمارے گاؤں میں دو (M.Sc) نوجوان ہیں مگر علامہ، مفتی اور ڈاکٹر صرف حافظ محمد اویس معصومی ہی ہے۔ قبیلے کی آنکھ کا تارا اور قوم کیلئے قابلِ فخر آدمی کوئی ایک ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو لمبی عمر دے۔ (آمین)

جن لوگوں نے غربت دیکھی، جھیلی اور چکھی ہے یا غربت میں آنکھ کھولی ہے۔ وہ نہایت ذہین، متحرک اور حساس قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ غالباً یہی بات برخوردار حافظ محمد اویس معصومی پر بھی صادق آتی ہے۔ وہ اپنی اس کتاب ''مقالاتِ اربعین'' میں جا بجا حالات سے لڑتے جھگڑتے، ٹکراتے، خود کو منواتے، آگے بڑھتے اور سب کچھ ٹھیک ٹھاک کرنے کی خواہش کرتے نظر آتے ہیں۔ اپنے خیالات کے ساز کو جہاں انہوں نے نثر کی لے میں چھیڑ کر قاری کو تڑپایا ہے وہیں اپنے جذبات کو نظم کے تیر میں ڈھال کر پڑھنے والے کے سینے میں پیوست کر دیا ہے۔ گویا یہ کتاب حافظ محمد اویس معصومی کا چالیس سالہ سپنا ہے جو انہوں نے اب ظاہر کیا ہے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ حافظ محمد اویس معصومی کو دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔ اور ان کی اس کتاب کو بھی سابقہ کتابوں کی طرح مقبولیت عام بخشے۔ (آمین)

(ماسٹر محمد اشفاق)

ooo

Marfat.com

اظہارِ تشکر

میں اپنے تمام اہل علم وکرم فرما احباب کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بالخصوص حضرت مولانا سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی کا میں مشکور ہوں جنھوں نے اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے نہ صرف ''مقالاتِ اربعین'' کی اشاعت پر خوشی کا اظہار کیا بلکہ ''کلماتِ تہنیت'' لکھنے کے ساتھ ساتھ بعض تاریخی واقعات کی اصلاح بھی فرمائی۔

میں عالم شریعت عارف طریقت، عظمت دین وملت حضرت علامہ ابوالازہر پیر سید عظمت علی شاہ ہمدانی مدظلہ العالی کا بھی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے بے پناہ مصروفیات کے باوجود ازراہِ شفقت اپنے قیمتی تاثرات قلم بند فرمائے۔

میں محقق عصرِ رواں ومفسر قرآن استادِ گرامی حضرت علامہ مفتی سید شاہ حسین گردیزی مدظلہ العالی کا بھی صمیمِ قلب سے مشکور ہوں جنھوں نے اپنے ''حسنِ انتباہ'' سے احقر کے دام بڑھا دیے ہیں۔

میں عالی قدر جناب پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری زید مجدہ کا بھی مشکور ہوں جنھوں نے ''انتساب'' کے حوالے سے مفید مشورے سے نوازتے ہوئے احقر کی دل جوئی کے لئے ''ترکیب حوصلہ افزائی'' کا اہتمام فرمایا۔ میں محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید زید مجدہٗ کا نہایت مشکور ہوں کہ جنھوں نے اپنی علالت کے باوجود احقر کی پذیرائی کیلئے ''بہترین کاوش'' کا اظہار فرمایا۔

میں استاذ القرا حضرت علامہ حافظ وقاری حبیب الرحمٰن کوہاٹی دامت برکاتہم کا بھی مشکور ہوں جنھوں نے دولتِ حفظ قرآن کے حصول میں نہ صرف نگرانی فرمائی بلکہ ''من ترا حاجی بگویم'' کا تمغہ بھی ہمارے سینے پر ٹانک دیا ہے۔ میں اپنے پرائمری اسکول کے معلم عالی قدر جناب ماسٹر محمد اشفاق رحمۃ اللہ علیہ کیلئے اللہ کی بارگاہ میں مغفرت وبخشش کی دعا کرتا ہوں جو دنیا سے جاتے جاتے ہمیں ''قابلِ فخر سپوت'' بنا کر حوصلہ افزائی کا حق ادا کر گئے۔ میں اپنے استادِ گرامی امام النحوبین حضرت علامہ محمد ریاض سعید دامت فیوضہم کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنھوں نے ''مقالات اربعین'' کے نام کی نحوی ترکیب کو سندِ تصدیق سے نوازتے ہوئے احقر کے حوصلوں کو جلا بخشی ہے۔

Marfat.com

میں استادِ گرامی مفتی برحق حضرت علامہ شیخ الحدیث مفتی عبدالعزیز سیالوی مدظلہ العالی، حضرت علامہ سید فیض علی شاہ گردیزی مدظلہ العالی، جناب ڈاکٹر ناصرالدین صدیقی، جناب ڈاکٹر محمد عبدالقیوم، جناب ڈاکٹر سید منصور علی کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے اپنے مفید مشوروں سے ہمیں نوازا ہے اور پروفیسر کامران قریشی صاحب کا بھی "دل کے پھیپھڑوں" سے مشکور ہوں جنہوں نے "مقالات اربعین" کو آپ بیتی" قرار دیتے ہوئے "دریا میں سے کوزہ برآمد" فرما کر ہمیں فون پر مبارک باد کی زحمت فرمائی۔

ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے معاونین و محسنین کا شکریہ ادا نہ کروں جن کے بھرپور تعاون سے "مقالاتِ اربعین" کا خزانہ قارئین وعلم دوست احباب تک پہنچا ہے۔لہٰذا میں سب سے پہلے "تلاش حق فاؤنڈیشن" کے سرپرستِ اعلیٰ محترم جناب چوہدری محمد آصف ہنجرا، جناح پبلک اسکول کے بانی محترم جناب چوہدری محمد ارشد صاحب، جناب چوہدری عارف علی گھنڈھو، جناب چوہدری محمد اشرف منہاس، جناب سید نذر حسین گیلانی اور جناب چوہدری اظہر سلیم سمیت "تلاشِ حق فاؤنڈیشن" کی پوری ٹیم اور عالی قدر جناب محمد حسین حیات صاحب کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔جنہوں نے "مقالات اربعین" کی طباعت کا ذمہ اٹھایا اور اسے خوب نبھایا۔

میں جناب مولانا محمد ناصر خان چشتی اور محمد جاوید اقبال صدیقی صاحب کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے کتاب کی بڑی خوبصورت کمپوزنگ کی ہے اور محترم جناب حافظ محمد عابد سعید صاحب کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے "مقالات اربعین" کی تزئین واوراق بندی اور طباعت کا کام نہایت تندہی سے انجام دیا ہے۔

اللہ کریم ان تمام بزرگوں، دوستوں اور خیر خواہوں کو دین اور دنیا کی دولت سے مالا مال کرے اور انہیں زمینی وآسمانی آفات وبلیات سے محفوظ رکھے۔آمین۔

اپنے رب جلیل کا عبدِ ذلیل

ڈاکٹر محمد اویس معصومی

Marfat.com

مُقدمہ

اور مُلّا جیت گیا!!!

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ○

اللہ کریم کا ارشادِ گرامی ہے:

حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً۔ (سورۃ الاحقاف۔۱۵)

ترجمہ: یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا۔

اٹھارہ سال کی عمر سے جوانی شروع ہوتی ہے جو چالیس سال تک سفر کرتے ہوئے شرعاً، طبّاً، عقلاً اور طبعاً اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ زندگی کے چالیسویں سنگِ میل پر انسان کی جسمانی صلاحیتیں اور ذہنی قوتیں اپنے عروج پر ہوتی ہیں۔ یہ وقت انسانی زندگی کا موسمِ بہار ہوتا ہے۔ انسان کے مزاج میں میانہ روی اور اعتدال کی کلیاں کھلتی ہیں۔ اس کے لہجے میں گلاب کی خوشبو اور گفتگو میں توت کی سی مٹھاس پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے ذہن میں مثبت افکار کا سبزہ لہلہانے لگتا ہے۔ اس کی عقل میں عرفاں کی بارش برستی ہے۔ اس کے کردار میں اعمالِ صالحہ کی شبنم اترتی ہے۔ اس کے من میں احساس کے کنول کھل جاتے ہیں۔ اعتماد و اعتبار کا جادو اس کی شخصیت کو سحر انگیز بنا دیتا ہے۔ فرحت و انبساط کی فراوانی ہو جاتی ہے۔

چالیس سال ہونے کا وقت نہایت معتدل ہوتا ہے۔ جوانی کی گرمی کی شدت، تند مزاجی کی لُو اور جوش و جذبے کے انگارے سرد پڑنے لگتے ہیں اور بڑھاپے کی سردی، تحمل و بردباری، نرمی، معاملہ فہمی، غور و فکر کی عادت انسان کو عبقری بنا دیتی ہے۔ زندگی کے ابتدائی 40 سال تک اس کا جسم مکمل ہوتا ہے اور اکتالیسویں سال سے اس کی روح، عقل اور شعور ترقی کی منازل طے کرنے لگتا ہے۔

بچپن، لڑکپن، جوانی اور پھر بڑھاپے کی دہلیز تک آتے آتے انسان سفرِ زندگی کے

Marfat.com

چالیس سنگِ میل طے کر چکا ہوتا ہے۔ بچپن میں انسان جاننے کی کوشش کرتا ہے۔ لڑکپن میں سمجھنے کی جستجو کرتا ہے۔ جوانی میں پانے کی تگ و دو کرتا ہے۔ اور بڑھاپے تک آتے آتے تجربہ کار، بردبار، سرد و گرم افکار، جہاندیدہ سردار اور قوت فیصلہ کی بدولت نابغہ روزگار بن جاتا ہے۔ جس کے دل کی آنکھ کھل کر اسے شہسوار بنا دیتی ہے۔ وہ اپنے انجام کے متعلق سوچنے لگتا ہے اور یہ خود احتسابی ہی انسان کی عظمتوں کی دلیل ہے۔

انسانی زندگی گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی عقل، سوچ، فکر، روح، معاملہ فہمی، دانش مندی، نکتہ وری، تحریر، تقریر، تاثیر اور ناز و اندازِ بندگی بھی ارتقاء کی منزلیں طے کرتی رہتی ہیں۔ سفرِ زندگی کے چالیسویں سنگِ میل پر اس کی تمام صلاحیتیں اپنے عروج پر ہوتی ہیں۔ پھر انسان بقیہ عمر بڑی پختگی کے ساتھ اسی عروج کی منزل پہ گزارتا ہے اور جو چالیس بہاریں دیکھ کر بھی اپنی زندگی میں انقلاب نہ لاسکیں ان کے لئے کہا جاتا ہے۔

چہل سال عمر عزیزت گذشت
مزاج تو از حال طفلی نہ گذشت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

ان الشیطان یجریدہ علی وجہ من زاد علی الاربعین ولم یتب و یقول بأبی وجہ لا یفلح۔ (روح المعانی۔احقاف۔۱۵)

ترجمہ: وہ آدمی جس کی عمر چالیس سال سے متجاوز ہو اور پھر بھی وہ تائب نہ ہو تو شیطان اس کے منہ پر ہاتھ پھیرتا ہے (بُچہ مارتا ہے) اور کہتا ہے کہ یہ ایسا چہرہ ہے جو کبھی سرخرو نہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

من اتی علیہ الاربعون سنۃ فلم یغلب خیرہ شرّہ فلیتجھّز الی النار۔ (روح المعانی۔احقاف۔۱۵)

ترجمہ: جس کے چالیس سال گزر جائیں پھر بھی اس کی نیکی اس کی برائی پر غالب نہ ہو تو ایسے شخص کو دوزخ کی تیاری کرنی چاہیے۔

Marfat.com

سید اشرف علی کے ایک جملے ''اب آنکھ کھلی ہے ان کی'' نے ہمیں احساس دیا کہ ہماری زندگی اپنے سفر کے چالیسویں سنگِ میل کو عبور کر چکی ہے اور پھر ہم نے اپنے اندر عظیم انقلاب کی دھمک محسوس کی جو یقیناً چالیس سال سے ہمارے اندر انگڑائی لے رہا تھا۔ جس میں کئی تحریریں، تقریریں، نظمیں، نعتیں اور حمدیں وجود میں آئیں تھیں، لہٰذا ہم نے پہلے قدم کے طور پر اپنے چالیس سالہ جشنِ ولادت کے موقع پر اپنی بیتی ہوئی چالیس سالہ زندگی کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کیلئے مقالاتِ اربعین کی اشاعت کا فیصلہ کیا ہے تاکہ یہ مضامین وتخلیقات اور چالیس سالہ سفرِ زندگی مکمل کرنے کے احساس سے لبریز لمحات ہمیشہ کیلئے محفوظ ہو جائیں۔

نغمہ ہائے دل کو بھی اے دل غنیمت جانیئے
بے صدا ہو جائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن

یاد رہے کہ ''اس کتاب کے نام ''مقالاتِ اربعین'' کے اندر ''اربعین'' اسم عدد کے طور پر نہیں اسم صفت کے طور پر استعمال کیا گیا ہے، لہٰذا ''مقالاتِ اربعین'' کا معنی ہوگا ''چالیس سالہ اویس کے مقالات''۔ اس کتاب میں شامل مقالات کی تعداد بھی چالیس ہی ہے۔

اصولِ فقہ کی مشہور درسی کتاب ''اصول الشاشی'' کے مصنف حضرت علامہ نظام الدین شاشی نے بھی اس کتاب کا نام ''کتاب الخمسین ''رکھا تھا، کیونکہ کتاب تحریر کرتے وقت ان کی عمر پچاس سال تھی۔ (کشف الظنون)

اس موقع پر یہ بات ظاہر کر دینا بھی مناسب ہوگا کہ ''مقالاتِ اربعین'' میں شامل بیشتر مقالات زمانہ طالب علمی میں لکھے گئے ہیں۔ اس لیے ممکن ہے وہ تحقیقی معیار پر پورا نہ اترتے ہوں، البتہ بعض مقالات تحقیقی ہیں، اس لیے کتاب کے نام ''مقالاتِ اربعین'' کے نیچے مؤلف کی جگہ ''تحریر وتحقیق'' لکھا گیا ہے۔ محققین وصاحبان علم دوستوں سے پیشگی معذرت!!

40 سالہ سفرِ زندگی کے نشیب وفراز

سہانے دن!

ایک مزدور اور کسان مگر بلند پایہ نعت خوان اور صالح ومہربان باپ (صوفی عبدالمجید

Marfat.com

دیوانہ) کے گھر میں انتہائی غربت اور پسماندگی کے ماحول میں ہم نے آنکھ کھولی تھی۔ گائے چرانا، چارا لانا، کترا بنانا، شدید گرمیوں میں گندم کی کٹائی کرنا، دربار شریف (پیر سواگ) سے گنے کی چھلائی کر کے (آگ) گنے کے پتے جانوروں کیلئے لانا، کڑب (سوکھا باجرہ) اور توڑی لانا، پودوں کو پانی دینا، فالسہ اور آڑو توڑنے کیلئے جانا سب یاد ہے۔

ایک دفعہ والدہ صاحبہ ''گوارا'' کاٹنے کیلئے ساتھ لے گئیں۔ ہم نے انکار کیا تو ماں نے پیار سے فرمایا: اگر گوارا کاٹو گے تو جلدی ہی گھر چلیں گے۔ ہم نے کئی نخروں کے بعد اقرار کیا اور جوش سے کاٹنے لگے تو بجائے گوارا کاٹنے کے اپنی اُلٹے ہاتھ کی بڑی انگلی کاٹ ڈالی۔ خون بہنے لگا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا: اس پر پیشاب کرو! ہم نے کٹی ہوئی انگلی پر پیشاب کیا تو خون بہنا بند ہو گیا۔

جب تصور میرا چپکے سے تجھے چھو آئے
اپنی سانس سے مجھ کو تیری خوشبو آئے

چاندنی راتوں میں ریت کے ٹیلوں پر گاؤں کے لڑکوں کے ساتھ وانجو، کھوتا کوڈی، اڈا کھڈا، اوٹنا لگوٹنا اور کبڈی کھیلنا یاد ہے۔ کبھی کبھی دن میں کھتی لون تیل، لکن میٹی، پٹھو گرم اور گلی ڈنڈا کھیلتے تھے۔ کھیل کا سلسلہ کھیتوں میں بھی جاری رہتا تھا۔ جہاں پوتی پوتا اور کرل کا نگا کھیلا جاتا تھا۔ گرمیوں کی دوپہروں اور لمبے دنوں میں بارہ ٹینی اور چانا کھیلا جاتا تھا۔ پکن پکائی ہوتی تھی کھدّو بھی بنائی جاتی تھی۔ پینگیں جھولی جاتی تھیں۔ گرمیوں کی راتوں میں ماہتاب اور تاروں کی باتیں اور سردیوں کی یخ بستہ ٹھنڈی اور لمبی راتوں میں باتیں (کہانیاں) اور پہیلیاں بوجھی جاتی تھیں۔ ہمارے کزن طاہر محمود لاہور سے ایک (بات) پہیلی لے کر آئے تو کوئی بھی اس کا جواب نہ دے سکا اور وہ جیت گئے۔ وہ پہیلی تھی:

"اُمتَرِی نَکھتی ، نَہ جَڑ نہ پتّی"

اس کا جواب تھا: امرویل (آکاس بیل)

سردیوں میں ہم اور ہمارے دوست شہزاد حسین عاصم عرف ننھا، محمد حبیب عرف بیبا، محمد ابدال عرف دال اور محمد عباس عرف اپو اور دیگر لڑکے ''سرکڑے'' کو آگ لگا کر تاپتے تھے۔ تب

Marfat.com

جلانے کو بہت کچھ تھا اب تو سب کچھ جل چکا ہے۔ آہ!!

نہ وہ عشق میں رہیں سرگرمیاں
نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی
نہ وہ خم ہے زلفِ ایاز میں

ایک دفعہ سردیوں کے دنوں میں ہم دونوں بھائی اور ہمارے کزن اپنے کھیت میں گئے تو اچانک آندھی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ ہمارے کزن تو بڑے تھے جلدی جلدی گھر واپس آ گئے مگر ہم آدھے راستے ہی میں آندھی کے قابو آ گئے دونوں بھائیوں نے گرم چادریں اوڑھ رکھی تھیں اور آندھی نہایت خوفناک طریقے سے چل رہی تھی اور بادل گرج رہے تھے اور ہماری ماں بعد مغرب گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ہاتھ میں لمبی لاٹھی اور لالٹین لے کر ہمیں تلاش کرنے نکل آئیں تھیں۔ ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ مگر ماں کی ممتا بچوں کو آندھی کے خطرے سے بچانے آئی تھی اور آوازیں دے رہی تھی ''وے اویس وے'' (او میرے بیٹے اویس!) ''وے اویس وے، وے اویس وے'' کی آوازیں قریب سے قریب تر ہو رہی تھیں اور ہم دونوں بھائی ایک دوسرے سے چپکے ہوئے ایک درخت کی جڑ کے ساتھ لگے بیٹھے تھے۔ ماں قریب آئی تو ہم نے ان کی آواز کا جواب دیا۔ ماں نے بچے پا کر سکون کا سانس لیا مگر ماں جی کی آواز آج بھی میرے کانوں میں گونج گونج کر ان کی عظمت کے گیت گا رہی ہے۔

اترتی ہی نہیں اسی لیے مجھ پر کوئی آفت
میری ماں کی دعا نے آسماں کو روک رکھا ہے

دکان سے چیز لیتے تو ''چونگا'' بھی ملتا تھا یعنی دکاندار ازراہِ شفقت گاہک کے ساتھ آنے والے بچوں یا پھر گاہک کو بھی دے دیتا تھا۔ گندم کی کٹائی، گہوائی، کپاس کی چنائی وغیرہ پر بھی بچوں کو (پوں ربھوں) دیا جاتا تھا۔ یعنی بچوں کو کام کیے بغیر ہی حصہ مل جاتا تھا اور اس عمل کو ہر کوئی خیر و برکت کا باعث مانتا تھا۔ اس موقعہ پر بابا فضل میراں کے گھر تو گندم کا دلیہ یا گڑ والے میٹھے چاول پکا کرتے تھے اور بچوں سے کہا جاتا تھا کہ ''پَپّا'' لے آؤ ''گھنگنیاں'' بھی بنا کرتی تھیں۔

Marfat.com

گاؤں کے دیہاتی ماحول میں رشتوں کی بڑی اہمیت اور قدر ہوتی ہے، بالخصوص بڑے بوڑھے اور بوڑھیاں تو سارے گاؤں کے سانجھے ہوتے ہیں جو گاؤں کے ماحول کو خوشگوار اور خوشبودار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ہمارے گاؤں میں بھی کئی بوڑھے بزرگ شفقتیں بکھیرتے تھے۔ایک تو بوڑھی خاتون تھیں جو بزبان خود اپنے آپ کو ''میراثی'' کہا کرتی تھیں۔ دائی کا کام کرتی تھیں مگر جہاں سے گزرتی تھیں تمام بچے ان کو ''ماں جی السلام علیکم، ماں جی السلام علیکم'' کہا کرتے تھے اور وہ سب کو دعائیں دیتی تھیں۔

ایک دفعہ گاؤں کے ایک مخنث (خواجہ سرا) تھے۔ان سے ماں جی نے کہا:

''نہ مردانہ نہ زنانہ..........ولایتی کارخانہ''

ان کی یہ بات بڑی مشہور ہوئی تھی۔

ایک ''بابا جی'' تھے جو بکریاں چراتے تھے۔ایک دن مسجد میں گئے تو ان کی ہوا خارج ہوگئی۔ کسی نے کہا: بابا جی! آپ کا وضو ٹوٹ گیا ہے۔ بابا جی بولے ''ہمارا وضو کیا اتنا ہی کچا ہے کہ جو ہوا خارج ہونے سے ہی ٹوٹ جاتا ہے'' اور فضا میں ایک زوردار قہقہہ کی خوشبو بکھر گئی۔

ہمارے پڑوسی بابا جی جمعہ کے دن مسجد پہنچے۔ مسجد جانے سے پہلے انھوں نے اپنی بیگم سے لڑائی کی تھی۔ مسجد میں ٹاہلی کے درخت کے نیچے مولوی صادق مرحوم تقریر کر رہے تھے، وہ کہہ رہے تھے کہ ''جنت میں ہر شخص کو اللہ تعالیٰ ستر حوریں دے گا''۔ بابا جی غصے میں تھے، لہٰذا فوراً بول اٹھے: ''یہ ایک حور سنبھالی نہیں جاتی تو ستر سنائے جا رہا ہے''۔ یہ بات بھی برسوں لوگوں کے حافظے میں محفوظ رہی اور دل و دماغ کی خشکی کو خوشی مین بدلتی رہی۔

ہر مہینے ہمارے خاندان کے لوگ اپنے دھونے والے کپڑے، کھیس اور چادریں وغیرہ دھونے کیلئے نہر پہ لے جاتے تھے۔عورتیں کپڑے دھوتی رہتی تھیں۔ بچے نہاتے رہتے اور کپڑے دھوپ میں پھیلاتے رہتے تھے۔ بچیاں کھٹی لسی اور راکھ سے اپنے سر دھوتی رہتی تھیں۔ گائے اور بھینسیں یا بکریاں چرتی رہتی تھیں۔ دوپہر کا کھانا وہیں کھایا جاتا تھا۔

بچے نہر کے پار جنگل میں بھی اتر جاتے تھے۔ان دنوں جنگل میں درختوں کی بہتات اور لکڑیاں وافر ہوتی تھیں۔ تیتر، بٹیر، جنگلی مرغ، کبوتر گیڈر، بھیڑیئے اور سانپ وغیرہ بکثرت

Marfat.com

پائے جاتے تھے۔ایسے ہی ایک موقع پر ہم اور ہمارے کزن نہر پار سے تیتروں کے ننھے ننھے بچے جھولیوں میں بھر بھر کے لے آئے، والدہ صاحبہ نے دیکھا تو فرمایا یہ بہت چھوٹے چھوٹے ہیں، معصوم ہیں انہیں وہیں چھوڑ آؤ، ہم انہیں پھر وہیں چھوڑ آئے تھے۔

بہن بھائیوں کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات ایک حسین خواب کی طرح لگتے ہیں۔

گھر میں بڑی بہنیں بہت پیار کرتی تھیں اور پیار سے میری چڑ رکھی گئی تھی ''غوث پاک دے دوارے دے اورنگ ڈھے سے'' یعنی غوث پاک رضی اللہ عنہ کے آستانے کے رنگ ہم نے دیکھ لیئے ہیں۔نہ جانے اس بات پر ہم بچپن میں کیوں چڑتے تھے! اور ہمارے کزن جناب چوہدری محمد اصغر صاحب نے آپس کی کشتی کبڈی اور لڑائی کے دوران ہمیں ''کھنڈری سپ'' کے لقب سے نوازا تھا۔جبکہ ایک غریب اور شریف انسان (بابا محمد شریف) کی بچی کی شادی میں تعاون اور مدد کرنے پر ہمارے کزنوں نے ہمیں ''شادی خان'' کے لقب سے بھی یاد فرمایا تھا۔

استادگرامی علامہ نذر محمد راہی علیہ الرحمۃ الباری فرماتے تھے:

''ساری دنیا ہک پاسے تے میرا ڈھولن ماہی ہک پاسے''۔اسی کا اردو ترجمہ پروفیسر مشیر بیگ صاحب یوں فرمایا کرتے تھے''سب ایک طرف میرا صنم ایک طرف''...... پروفیسر محمد صادق بلوچ اور پروفیسر اقبال شیخ نے فرمایا تھا''ہماری طرف سے بھی یہ جملہ آپ کے لیے''تحفہ'' ہے۔پھر کسی نے کہا'' نک تے مکھی نئیں بہون دیندا۔تو کسی نے متکبر ومغرور اور نہ جانے کیسے القابات سے یاد کیا ہے،مگر میں سب کے لیے دعا گو ہوں۔

خدا بھلا کرے اے شاد نکتہ چینوں کا
سکھا دیا ہمیں بچ بچ کر راستہ چلنا

تعلیمی سرگرمیاں:

تعلیم کا آغاز حسب روایت قرآنِ کریم سے ہوا۔لیبر کالونی بھکر کی جامع مسجد اندروالی میں حافظ استاد سرکی سے قرآنِ کریم پڑھنے سے پہلے قاعدہ شروع کیا۔ایک دفعہ یہ قاعدہ جس پر قبلہ والدگرامی نے گتے سے جلد بنائی تھی لے کر بچوں کے ساتھ اس ٹیوب ویل کے پاس گئے جو

Marfat.com

لیبر کالونی کا گندا پانی باہر پھینکتا تھا۔ قاعدہ اس میں گرا تو ہم رونے لگے۔ بچوں نے قاعدہ بڑی مشکل سے تالاب سے نکال کر دیا تھا۔ والد گرامی ہمیں مسجد میں دیکھنے آئے تو ہم سب کو استاد سرکی نے دیوار کے ساتھ کھڑا کیا ہوا تھا۔ ہزاروں بچوں نے ان سے قرآن حفظ کیا تھا۔

دوسری طرف اسکول کی تعلیم کیلئے مالک مکان پٹھی ماسٹر نور محمد کے بیٹے محمد عارف کے ساتھ ہمیں ہائی اسکول منڈی ٹاؤن بھکر بھیجنا شروع کیا گیا۔ جبکہ گھر پر والد گرامی خود پڑھاتے تھے۔ پرانے وقتوں میں والد گرامی نے تقریباً نو جماعتیں پڑھی تھیں۔ آج بھی ہجے (جوڑ) کرانے کی آواز بندے کے کانوں میں باپ کی شفقتوں کا احساس جگاتی ہے۔ ''بے، ہے کی بی بھ'' اور ''تے، ہے کی بی تھ'' وغیرہ۔ آج راقم کی خوشخطی اگر ہے تو والد گرامی کے تختی لکھانے کی بدولت ہے۔

تیری خوشبو نہیں ملتی تیرا لہجہ نہیں ملتا
ہمیں تو سارے جہان میں کوئی تجھ سا نہیں ملتا

ہم نے پہلی، پکی اور دوسری تک ہائی اسکول منڈی ٹاؤن بھکر میں پڑھا تھا۔ اس دوران اسکول جاتے ہوئے سیمنٹ والی سڑک پر پتھر سے کھیلتے ہوئے ہم اسکول جا رہے تھے کہ ٹھوکر لگنے سے گر گئے اور بغل میں لٹکتے ہوئے بستے میں سے تختی کی نکلی ہوئی ''ہتھی'' ہمارے ہونٹ پر لگی اور ہمیشہ کیلئے ایک نشان دے گئی۔ خون بہنے لگا اور ہم واپس گھر لوٹ رہے تھے کہ انکل داؤد خان کی بیٹی نے جو ہمارا خون بہتے دیکھا تو بھاگم بھاگ ہمارے گھر جا کر والدہ صاحبہ سے کہا کہ ''اویس کو کسی نے چھری مار دیا ہے'' ان وقتوں میں ''ڈانگ سوٹا اور چھری چاقو'' ہی لڑائی یا قتل کیلئے بطور آلہ استعمال ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ہمارے گھٹنے پھوڑے پھنسی سے بھر گئے اور چلنا دشوار ہو گیا اور ہم والد گرامی کے ساتھ گاؤں اپنی والدہ سے ملنے لیہ آئے ہوئے تھے۔ واپسی پر والدہ صاحبہ نے ہمیں اپنے کندھوں پر سوار کرا کے نہر والے راستے سے سوکھی نہر کے اندر اندر پکی سڑک تک انڈس اسٹاپ پہ پہنچایا تھا۔ یہ فاصلہ تقریباً 4 کلومیٹر بنتا ہے۔

تیسری کلاس سے اپنے گاؤں (لیہ) میں پرائمری اسکول چک 104 میں داخلہ لیا۔ یہاں ننھا، بیبا، اچھا، دال، مودی، یوسا کاں، پیڈو، اسلم جٹ، ارشد فتو ٹینگیا اور ناصر ڈیرے والا

Marfat.com

ہمارے کلاس فیلو تھے جبکہ سینئرز میں ساقو، سودا، تلتی، قادی، چھیما، اکا اور جانی شامل تھے جبکہ جونیئرز میں اپّو، اجا، تابو، طوطا، ککڑ، طوطی اور سُنڈی وغیرہ شامل تھے۔

سالانہ امتحان کے دنوں میں ہمیں سخت بخار نے گھیر لیا اور خطرہ ہوا کہ شاید کچھ پیپر نہ دیئے جا سکیں مگر والدہ صاحبہ رضائی اُڑھا کر ہمیں کندھے پر سوار کر کے اسکول چھوڑ کر آتی تھیں کہ سالانہ امتحان میں فیل نہ ہو جائے اور واقعی ہم اچھے نمبروں سے پاس ہو گئے تھے۔ اسکول جاتے وقت بچے گھر سے ''دسو یا پنجو'' دس پائی یا پانچ پائی لے کر جاتے تھے۔ جو غربت کے سبب ہمیں کبھی کبھار ہی نصیب ہوتے تھے۔

درد ہی درد کا منظر ہے جہاں تک دیکھوں
اپنے ماضی کو پلٹ کر میں کہاں تک دیکھوں

چوتھی کلاس سے ہم کو فتح پور ہائی اسکول کے A سیکشن میں داخل کروا دیا گیا۔ ماموں کے پڑوسیوں کے لڑکے اسلم اور پرویز بھی وہیں پڑھتے تھے۔ پرویز کو سب لڑکے ''پیجا'' پکارتے تھے، وہ مجھے کہا کرتا تھا یار ''تو ہمارے سیکشن B میں آ جا'' مگر اسلم کہتا تھا نہیں جانا "A" سیکشن اچھا ہے۔ ماموں کا بیٹا عابد حسین چھٹی کلاس میں پڑھتا تھا۔

قرآن پاک تو ہم نے حافظ لالیاں والے اور مولوی صادق صاحب سے مکمل پڑھ لیا تھا۔ حفظ قرآن کیلئے ہم والد گرامی کے ساتھ کراچی آ گئے۔ دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ پنجاب کالونی کراچی نمبر 6 میں درجہ ناظرہ میں داخل ہوئے۔ ساتھ ہی قمر الاسلام پرائمری اسکول میں چوتھی کلاس میں داخل ہو گئے۔ اسی دوران ناظرہ قرآن کریم مکمل ہوا اور حفظ شروع ہوا تو اسکول چھڑوا دیا گیا۔ پھر ہم نے حفظ، تجوید اور موقوف علیہ کے ساتھ میٹرک اور ایف اے کراچی بورڈ سے پاس کیا۔ پھر شھادۃ العالمیہ کیا پھر اردو آرٹس کالج سے ریگولر طالب علم کے طور پر بی اے کیا۔ ایم اے اور Ph.D جامعہ کراچی سے کیا ہے۔ اس دوران A.T.T.C (عربی لینگویج کورس) P.A.C.C. سے انگلش لینگویج کورس۔ I.C.T سے کمپیوٹر کورس۔ آہنگ سے L.S.B.E

Marfat.com

کورس اور ''خواتین کیلئے سماجی انصاف اسلامی تناظر میں'' کورس انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے کیا۔

جن کو پینے کا ڈھنگ آتا ہے
ان کے۔ خالی ایاغ ہوتے ہیں

ہمارے تعلیمی دور کی بقیہ یادیں اسی کتاب میں شاملِ مضمون ''ماضی کے دریچے'' میں پڑھیے۔

گاؤں کی مسجد:

گاؤں کی جامع مسجد میں ہر مسلک و مذہب کے لوگ ایک ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ اگر چہ ایک چھوٹی سی مسجد دیو بند مسلک کی الگ بھی تھی مگر وہاں صرف دو گھرانے ہی نماز کیلئے جایا کرتے تھے اور گاؤں کے آغاز ہی میں ''صوفی کی مسجد'' تھی جہاں وہ اکیلے ہی اذان دیا کرتے اور نماز پڑھتے تھے۔ گاؤں کی مسجد میں درخت بھی تھے جن کے سائے میں گرمیوں میں نماز پڑھی جاتی تھی۔ لکڑی کا منبر بھی تھا جسے ادھر ادھر منتقل کیا جا سکتا تھا۔ روزہ افطار کے وقت نوبت بجائی جاتی تھی۔ سب لوگ مسجد میں مل کر روزہ افطار کرتے تھے۔ حافظ لالیاں والے نہایت پکے حافظ اور متقی انسان تھے۔ ہم مسجد میں پارہ انھیں کے پاس پڑھتے تھے۔ تھل کے ریگزاروں میں سانپ تو عام تھے۔ گھروں میں کھیتوں میں بلکہ ایک دفعہ تو ہم نے مسجد میں جب قاعدہ پڑھ رہے تھے تو دو سانپ دیکھے تھے۔ حافظ صاحب کے حکم پر (ڈگی والوں) کے لڑکے نے مارے تھے۔ غالباً یہ پہلے سانپ تھے جو ہم نے تھل کی اس مسجد میں دیکھے تھے۔

گاؤں کی مسجد میں ہماری زندگی کی پہلی ''رسم بسم اللہ'' گاؤں کے مشہور ماسٹر جناب ماسٹر محمد سعید مرحوم کی اکلوتی صاحبزادی محترمہ ثمینہ کی ہوئی تھی۔ دو پراتوں میں پُھلیاں اور مکھانے لائے گئے تھے۔ حافظ صاحب کیلئے کپڑے اور دیگر تحائف بھی لائے گئے تھے اور یہ ہماری زندگی کی ایک شاندار محفل ختم قرآن تھی۔ محترمہ ثمینہ گاؤں کی اکلوتی خاتون ہیں جو ایم ایس سی اور ہیڈ مسٹریس ہیں۔ آج گاؤں کی مسجد غالباً ضلع لیہ کی سب سے بڑی مسجد ہے اس کا مجوزہ مینار تقریباً دو سو فٹ سے زاید بلند ہوگا۔

Marfat.com

مقابلہ حسنِ قرأت وتقریر:

اگرچہ فقیر کی سرپرستی نہیں کی گئی۔ پھر بھی جامعہ سلیمانیہ کلفٹن کے جھونپڑا نما مسجد و مدرسہ میں 1982ء میں ہونے والے مقابلہ حسنِ قرأت میں اوّل انعام حاصل کرنے سے لے کر سنی جماعت القراء پاکستان کے زیرِ اہتمام 2000ء میں کارساز میں منعقدہ مشکوک نتائج کے حامل مقابلے تک کئی مقابلوں میں حصہ لیا اور کامیابی حاصل کی، کئی اسناد اور ٹرافیاں موجود ہیں۔ ان مقابلوں میں مدارس دینیہ کے علاوہ جنگ گروپ اور ایرانی قونصلیٹ کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والے مقابلہ جات بھی شامل ہیں۔

مقابلہ حسنِ تقریر میں سب سے پہلے 1985ء میں انجمن طلبہ مدارس عربیہ کے زیرِ اہتمام کل کراچی مقابلہ حسنِ تقریر میں اوّل انعام سے لے کر زمانہ طالب علمی میں ریڈیو پاکستان سمیت ہر سطح پر مقابلوں میں حصہ لیا اور کئی انعامات جیتے۔ کچھ انعامات تو ہمارے قبضے میں ہیں اور کچھ دارالعلوم انجمن قمرالاسلام سلیمانیہ کے دفتر میں ہیں۔

بستیاں پھر بس گئیں ورنہ بتاتے آپ کو
ہم نے کیا کیا سانحے دیکھے گزشتہ عمر میں

تفریحی سرگرمیاں:

''کھِدّو'' سے گیند تک، فٹ بال، والی بال اور کرکٹ خوب کھیلی ہے۔ فٹ بال میں قمرالاسلام کی جس ٹیم نے قیوم آباد ٹورنامنٹ جیتا تھا۔ ہم پہلے ہاف میں گول کیپر اور دوسرے ہاف میں (بیک) پہ کھیل رہے تھے۔ وہ ٹرافی دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کے دفتر کی زینت ہے۔ کرکٹ میں تو کئی ٹرافیاں اور انعامات جیتے تھے۔ گارنر، امبروز اور مارشل جیسے ناموں کے القابات پائے تھے، جبکہ والی بال میں کوئی مقابلہ شاید ہوا ہی نہیں تھا مگر کھیل باقاعدگی سے ہوتا تھا۔ کچھ عرصہ باڈی بلڈنگ بھی کی تھی۔

Marfat.com

میرے اساتذہ کرام:

استاد سرکی رحمۃ اللہ علیہ (بھکر)	حافظ لالیاں والے رحمۃ اللہ علیہ (لیہ)
مولوی صادق رحمۃ اللہ علیہ (لیہ)	ماسٹر خلیل رحمۃ اللہ علیہ (لیہ)
ماسٹر اشفاق رحمۃ اللہ علیہ (لیہ)	ماسٹر فدا حسین رحمۃ اللہ علیہ (کراچی)
حافظ عبد الرشید رحمۃ اللہ علیہ	منشی اللہ بچایا رحمۃ اللہ علیہ
قاری تاج بہادر	قاری فضل حسین شجاع آبادی
قاری علی قلی خاں رحمۃ اللہ علیہ	قاری غلام مصطفیٰ سیالوی
قاری حبیب الرحمٰن کوہاٹی	قاری محمد صدیق سیالوی
قاری عبد الرحمٰن شجاع آبادی	قاری خیر محمد چشتی
علامہ ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی	علامہ ڈاکٹر محمد صحبت خان
علامہ ابراہیم فیضی	علامہ محمد اقبال قادری
علامہ مطیع اللہ سہارن	علامہ ضیاء المصطفیٰ قصوری
علامہ ریاض سعید	علامہ اللہ بخش اویسی
شیخ الحدیث علامہ مفتی خالد محمود	شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد رمضان نقشبندی
شیخ الحدیث علامہ مفتی عبد العزیز سیالوی	شیخ الحدیث علامہ مفتی سید شاہ حسین گردیزی
شیخ الحدیث علامہ عبد الواحد	شیخ الحدیث علامہ عبد الکریم
شیخ الحدیث علامہ غلام محمد	شیخ الحدیث علامہ حبیب اللہ
پروفیسر انوار اللہ	پروفیسر سید مبارک شاہ
پروفیسر مشیر بیگ	پروفیسر عمر
پروفیسر اقبال شیخ	پروفیسر نیازی
پروفیسر محمد صادق	پروفیسر اظہار الحق
پروفیسر محمد یوسف	پروفیسر ڈاکٹر ریحانہ فردوس

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین لکھوی	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحٰق منصوری
پروفیسر ڈاکٹر حسام الدین منصوری	پروفیسر ڈاکٹر عبدالجبار قریشی
پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی	پروفیسر ڈاکٹر عارف ساقی
پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج	جناب رئیس الرحمٰن باغی
پروفیسر سعید الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ	جناب عبداللطیف دہلوی
جناب ادیب رائے پوری	جناب حبیب بھائی
جناب عبدالعزیز نیازی	محترمہ مسز عابدی
جناب مظہر بھائی	

مادرانِ علم کے نام:

جامع مسجد (لیبر کالونی بھکر)	جامع مسجد (چک والی لیہ)
گورنمنٹ پرائمری اسکول (بھکر)	گورنمنٹ پرائمری اسکول (چک لیہ)
گورنمنٹ ہائی اسکول (فتح پور)	قمر الاسلام پرائمری اسکول (کراچی)
دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ (کراچی)	دارالعلوم شمس العلوم (کراچی)
دارالعلوم مہریہ (کراچی)	جامعہ علیمیہ (کراچی)
دارالعلوم حنفیہ غوثیہ، طارق روڈ، کراچی	جامعہ اسلامیہ انٹرنیشنل (اسلام آباد)
جامعہ علامہ اقبال (اوپن) (اسلام آباد)	جامعہ کراچی
اردو آرٹس کالج (کراچی)	P.A.C.C. (کینٹ اسٹیشن کراچی)
P.A.C.C (نرسری کراچی)	

تدریسی سرگرمیاں:

تدریسی سرگرمیوں کا آغاز ہم نے جامعہ سلیمانیہ کلفٹن میں ''لغۃ العربیہ'' کی کلاس سے کیا۔ پھر وہیں تقریباً ایک سال حفظ کے بچوں کو بھی پڑھایا۔ دارالعلوم نوریہ رضویہ کلفٹن میں شعبہ تجوید وقرأت کیلئے صدر مدرس مقرر ہوئے۔ اور درسِ نظامی کی ابتدائی کتب پڑھانے کا موقع

Marfat.com

بھی ملا۔ آج ہمارے شاگرد محمد اسرائیل، غلام علی اور عبدالمناف وہیں پر ناظم تعلیمات و مدرس ہیں، بعدہٗ کاغذی بازار کھارادر میں مدرسۃ المصطفیٰ میں شعبۂ تجوید وقرأت تقریباً چار سال پڑھایا اور ہدایہ شریف تک درسِ نظامی بھی پڑھایا پھر گورنمنٹ اسکول میں عربی و اسلامیات کے لیے تقرری ہوئی، مگر نویں اور دسویں کلاسوں کو اردو اور انگلش پڑھانے کا موقع بھی ہاتھ آیا اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

جہاں رہیں گے ، وہیں روشنی بنائیں گے
کسی چراغ کا کوئی اپنا گھر نہیں ہوتا

ممتحن کے فرائض:

دارالعلوم انجمن قمرالاسلام سلیمانیہ اوراس سے ملحقہ اداروں، ضیاء القرآنؒ (اعظم بستی) معین الاسلام (کینٹ) جامعہ سلیمانیہ (کلفٹن) کے شعبۂ تحفیظ وتجوید کے طلبہ وطالبات کے امتحانات اور شعبۂ تجوید کے امتحانات کیلئے پیپر بنانے کا سلسلہ تقریباً دوسال تک جاری رہا۔

بنتے ہیں مری کارگہِ فکر میں انجم
لے تو بھی اپنے مقدر کا ستارہ پہچان

فرائض نظامت

دورانِ تعلیم بزمِ سلیمانیہ کیلئے تو ہم کمپیرنگ نہ کرسکے، البتہ عملی زندگی میں بے شمار پروگراموں میں فرائض نظامت انجام دیتے ہوئے کمپیرنگ کی ہے، جن میں سے یادگار ترین پروگرام ۱۹۹۹ء میں گلشن اقبال کے لالہ زار ہال میں منعقد ہونے والی محفل حسن قرأت ہے جس میں استادگرامی شیخ القراء حضرت قاری خیر محمد چشتی اور قاری غلام رسول قادری بھی رونق افروز تھے۔

۲۰۰۲ء میں بریگیڈ پولیس لین میں منعقد ہونے والی عظیم الشان محفل حسن قرأت ونعت بھی یادگار بن گئی تھی۔ جب ہم نعت کے دعوت دیتے ہوئے قاری طلعت محمود سہروردی سے کہہ بیٹھے کہ ''ہم نے انھیں نعت خوانی کے لیے تھانے میں بلایا ہے''۔ جس کا جواب انھوں نے مائیک پر آتے ہی پوری روحانی طاقت سے دیا اور ہمیں نہ صرف محتاط کردیا بلکہ محفل کو یادگار بنادیا۔

Marfat.com

اس محفل میں قبلہ والد گرامی صدارت فرمارہے تھے۔ جبکہ قاری غلام حسن حسنی اور قاری عنایت اللہ سیالوی بھی موجود تھے۔

۲۰۱۰ء میں تلاش حق فاؤنڈیشن کی طرف سے شیخ زاید اسلامک سینٹر جامعہ کراچی میں ڈاکٹر صحبت خان کوہاٹی صاحب کو استقبالیہ دیا گیا تھا اور فرائض نظامت بندے نے ہی ادا کیے تھے۔ اس استقبالیہ کو فقیر کے خطبہ استقبالیہ اور دعوت نامے پر درج ایک جملے ''تاخیر سے تشریف لانے والے افراد اپنی کوتاہی کے خود ذمہ دار ہوں گے'' نے نہ صرف دھوم مچادی بلکہ تقریب کو یادگار بنادیا۔

اس تقریب پر ہمارے ایک دوست سید شاہ حسین کا تبصرہ کچھ یوں تھا''

''خطبہ استقبالیہ کے الفاظ گوکہ ذرا سخت تھے مگر محبت وعقیدت کے جذبات سے مغلوب۔ پُر تاثیر اور اخلاق کے اندر تھے۔ خطبہ استقبالیہ کے الفاظ بھاری بھرکم تھے مگر نکل گئے تھے نسبتاً کمزور آدمی کے منہ سے اس لیے ہدف تنقید بن گئے، ورنہ ان الفاظ کی تاثیر کا کرشمہ تو سامعین تادیر دیکھیں گے۔ دراصل خطبہ استقبالیہ کے الفاظ آپ (اویس) کی شخصیت سے چپک گئے تھے اور کوئی بھی مقرر الفاظ کے سحر سے باہر نہیں نکل پایا۔ میں آپ کی صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے مبارکباد دیتا ہوں''۔

اور دعوت نامے پر درج جملہ اب ہمارے ایک دوست اور بزرگ کے ہر دعوت نامے پر نظر آتا ہے، شاید ان کو یہ جملہ بھا گیا ہے۔

۲۰۱۲ء میں مولانا فیض اللہ سیالوی کے چہلم اور قاری ضیاء اللہ سیالوی کے بیٹے کی تکمیل حفظ قرآن کی تقریب کے موقع پر انٹرنیشنل محفل حسن قرأت ونعت کی کمپیرنگ کی تھی مگر مہمان قراء کرام شریک نہ ہوسکے تھے۔ قاری کفایت اللہ کوہاٹی نے فرمایا: ''یار! آپ کی تقریریں تو بہت سنی تھیں مگر آپ تو کمپیرنگ بھی لاجواب کرتے ہیں''۔

سلگ اٹھیں گے جانے کتنے دل حسد کی آگ میں
اگر ہوا کے روبرو مرا چراغ جل گیا!!

Marfat.com

تحریری سرگرمیاں:

ہم نے تیسری کلاس سے ہی خطوط لکھنا شروع کر دیئے تھے۔ پہلا خط جو دادی اماں نے والد گرامی کو لکھوایا تھا وہ محفوظ ہے۔ کئی یادگار خطوط کی نقول محفوظ ہیں اور ''قصہ پارینہ'' کے عنوان سے مقالات اربعین کی زینت ہیں۔ کئی خطوط ایسے بھی لکھے جو بوجوہ ارسال نہ کیے جا سکے وہ ''راز ناگفتہ'' کے عنوان کے تحت شاملِ اشاعت ہیں۔

مضامین لکھنے کا آغاز دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کے درجۂ ابتدائیہ/اولیٰ کلاس سے ہوا۔ پہلے پہل خط کی حفاظت کی طرح پہلے پہل لکھے گئے مضامین بھی رف کاپیوں میں محفوظ ہیں۔ کئی مقالات، حمد، نعتیں اور نظمیں وغیرہ جن میں سے بعض ماہنامہ کاروانِ قمر، ماہنامہ السیف الصارم اور سہ ماہی التفسیر کراچی میں چھپ چکے ہیں۔ اس کتاب کا حصہ ہیں جو رہ جائیں گے، انہیں ایک نئی کتاب میں پیش کیا جائے گا۔

رقم کروں گا مسلسل ستم کی تحریریں
تمام ظلم سہوں گا چراغ جلنے تک

تصنیف و تالیف:

الحمدللہ! اب تک سات عدد کتب و رسائل چھپ چکے ہیں۔

1۔ بسم اللہ کی برکتیں۔ (تین ایڈیشن چھپ چکے ہیں اور علامہ مفتی سید احمد علی شاہ صاحب مدظلہ العالی نے اس کا پشتو زبان میں ترجمہ بھی شائع کیا ہے)

2۔ قیوم زمان پنجم (دو ایڈیشن اس کے چھپ چکے ہیں۔)

3۔ روشن فکر (بچوں کے عقائد کی اصلاح کیلئے)

4۔ بوڑھے لوگ اسلامی تعلیمات کے آئینے میں

5۔ دستک (تلاش حق فاؤنڈیشن کی سالانہ رپورٹ)

6۔ جلاء القلوب (سلسلہ نقشبندیہ معصومیہ کے وظائف)

7۔ مقالات اربعین (آپ کے ہاتھوں میں ہے)۔

Marfat.com

8۔ قیاس کی شرعی حیثیت وضرورت ایک تحقیقی جائزہ۔(مقالہ برائے Ph.D)عنقریب شائع ہوگا۔

جبکہ کئی کتب ترتیب وتدوین کے مراحل سے گزر رہی ہیں اور ہمارے ''مفتی'' نے کہہ دیا ہے کہ:

محدود نہ کر ذہن کی ہنگامہ خیزیاں
وہ آئینہ تراش کہ دنیا دکھائی دے

ادارتی فرائض:

سب سے پہلے ''ماہنامہ جہانِ چشت کراچی'' کی ادارت اعلیٰ (چیف ایڈیٹر) سنبھالی اور کئی شاندار رسالوں کے ساتھ ایک جاندار مجلّہ ''گنج شکر نمبر'' نکالا، جبکہ ''ماہنامہ فقہ اسلامی کراچی'' کی مجلس ادارت کی رکنیت بھی ہمارے پاس ہے۔الحمدللہ اسلامک ریسرچ کونسل آف پاکستان کی رکنیت بھی ہمیں حاصل ہے۔اس احساس کے ساتھ کہ:

مصروف رہیں گے تو نئی راہ کھلے گی
ہم وقت کی دیوار میں در کاٹ رہے ہیں

تنظیمی سرگرمیاں:

انجمن طلبۂ اسلام سے ہمدردیاں رہیں۔1994ء کے سالانہ اجتماع موچی دروازہ لاہور میں جناب شمس المصطفیٰ اسدی عرف باباجان کی تحریک وترغیب پر شرکت کی۔سنی جماعت القراٗ پاکستان کے بانی ارکان میں شامل ہوں۔ضلع ملیر کی نائب صدارت بھی کی۔جماعتِ اہلسنت پاکستان کراچی میں لائنز ایریا سیکٹر کا ناظم اعلیٰ بنایا گیا۔نہایت متحرک وفعال کردار ادا کرتے ہوئے سنی کانفرنس نشتر پارک 2000ء کے انعقاد میں بھرپور حصہ لیا اور قرارداد بھی پیش کی جبکہ کراچی کی میئرشپ کیلئے حاجی حنیف طیب کیلئے بھرپور مہم چلائی۔اس سے بہت پہلے علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں غیر جماعتی انتخابات کے دوران ان کے حلقے میں کام کیا۔زندگی میں ایک بار ووٹ کاسٹ کیا جو پیپلز پارٹی کے خواجہ محمد اعوان کو دیا تھا۔اس سے آپ ہماری سیاسی وابستگی اور پختگی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

Marfat.com

جہاں بنی میری فطرت ہے لیکن
کسی جمشید کا ساغر نہیں ہوں میں

اصلاحی سرگرمیاں:

راقم نے اصلاحی سرگرمیوں میں بھی بھرپور حصہ لیا اور تلاش حق کے نام سے گھر گھر جا کر اصلاحی پروگرام کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ یہ ہفتہ وار پروگرام گزشتہ آٹھ سال سے جاری ہے۔ بعد نماز فجر درس قرآن اور پھر جمعۃ المبارک میں درس قرآن کا سلسلہ ترتیب سے جاری ہے۔ بعد نماز عصر درس حدیث اور ہر اتوار کو بعد نماز ظہر درس فقہ ہوتا ہے۔ مؤمن مسجد جیکب لین میں گزشتہ 12 سال سے ہفتہ وار اصلاحی پروگرام جاری ہے۔ اصلاحی پمفلٹ بھی چھاپے مگر درس اتنے دیئے ہم نے کہ ہمارے بعض دوستوں سے اگر کوئی پوچھ لیتا کہ ''مولانا اویس معصومی کہاں ہیں؟'' تو انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ ''وہ کہیں درس دے رہے ہوں گے''۔

چلا جاتا ہوں لوٹتے ہوئے حوادث سے
آسانیاں ہوتیں تو جینا دشوار ہو جاتا

عرس پاک، میلاد شریف اور گیارہویں شریف کے اجتماعات سے خطاب کیلئے گجرات، حافظ آباد، کامونکی، نواب شاہ، دوڑ، باندی، کوٹ لالو، نارووال، لاہور اور سیالکوٹ کا سفر بھی کیا ہے۔

ایک خاتون جن کا تعلق میانمار (برما) سے تھا۔ وہ بدھ مت کی پیروکار تھیں۔ انہیں مسلمان کیا۔ ان کا سابقہ نام YEE MON KHIN تھا۔ اسلامی نام عائشہ رکھا گیا اور ان کا نکاح ایک سید زادے سے کر دیا گیا جبکہ ایک عیسائی نوجوان کو مسلمان کر کے اس کا اسلامی نام محمد عبداللہ رکھا تھا۔

گو سیاہ بخت ہیں ہم لوگ پر روشن ہے ضمیر
خود اندھیرے میں ہیں دنیا کو دکھاتے ہیں چراغ

Marfat.com

فلاحی سرگرمیاں:

سب سے پہلے قاری ممتاز حسین شجاع آبادی کے ساتھ مل کر ''مصباح القرآن'' (ٹرسٹ) بنایا جو پیدا ہوتے ہی وفات پا گیا۔ پھر ''المعصوم قرأت اکیڈمی'' قائم کی جس کے تحت تقریباً 300 بچے اور بچیاں گزشتہ پندرہ سال سے قرآنِ کریم کی مفت تعلیم سے بہرہ ور ہو رہے ہیں اور ''بسم اللہ کی برکتیں'' نامی پہلی کتاب بھی ''المعصوم اکیڈمی'' کے زیرِ اہتمام شائع ہوئی تھی۔ پھر ''تلاش حق فاؤنڈیشن'' قائم کیا، جس کے تحت فری صحت کا تصور پیش کرتے ہوئے ''تلاش حق کلینک'' قائم کیا۔ فری تعلیم کی فکر اُجاگر کی اور تلاشِ حق کوچنگ سینٹر قائم کیا۔ ''فری میڈیکل کیمپ'' لگایا۔ سیلاب زدگان کی امداد کیلئے ''امدادی کیمپ'' لگایا۔ بیواؤں اور بے روزگاروں کیلئے ماہانہ وظائف جاری کیے۔ اور سندھ گورنمنٹ کی طرف سے UC-4 گرین ٹاؤن کی زکوٰۃ وعشر کمیٹی کا چیئرمین بھی بنایا گیا ہوں۔

میرے بارے میں لہریں کچھ بھی سوچیں
میں کہتا ہوں بھرم دریا کا رہ جائے

فرائضِ امامت:

راقم نے امامت و خطابت کا آغاز جامع مسجد علی حیدر کرار کلفٹن سے کیا تھا۔ پھر بالترتیب مومن مسجد جیکب لین ...... سہروردیہ مسجد گولڈن ٹاؤن ...... سلطان مسجد گلستانِ جوہر بلاک نمبر 19 ...... جامع مسجد باب الاسلام 15/A-1 بفرزون ...... اقصیٰ مسجد گولڈن ٹاؤن میں امامت وخطابت کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیتے ہوئے بقلم خود استعفیٰ جات پیش کیے اور ''مولوی استعفیٰ خان'' کا لقب بطور انعام پایا اور تب سے ہم نے استقامت اختیار کرنے کا ارادہ کرلیا ہے۔ اور اب ''یا مقیم یا مقیم'' کا ورد کرتے ہوئے جامع مسجد عمو پتھر روڈ گرین ٹاؤن میں آ کر مقیم ہو گئے ہیں۔ ہوسکتا ہے ہمارا یہ قیام بعض لوگوں کیلئے نزلہ وزکام کا باعث ہو، مگر یہ تو قدرت کا فیصلہ ہے۔ ہم کیا کرسکتے ہیں۔

Marfat.com

یہ ارتقا کا چلن ہے کہ ہر زمانے میں
پرانے لوگ نئے آدمی سے ڈرتے ہیں

مندرجہ بالا تمام مساجد سے رابطہ ایسا ہی ہے جیسے کسی حاضر سروس امام کا ہوتا ہے۔ یہ کرامت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے یقین نہ آئے تو ایک بار ذرا رختِ سفر باندھ کر تو دیکھئے! مؤمن مسجد جیکب لین میں گزشتہ 12 سال سے ہفتہ وار درس کا سلسلہ جاری ہے، جبکہ جامع مسجد باب الاسلام 15/A-1 بفرزون میں بھی استعفیٰ کے بعد دو سال تک درس کا سلسلہ جاری رہا ہے اور سلطان مسجد کے باہر آج بھی سلیم بھائی کا ٹرک تیار کھڑا ہے وہ پوچھتے ہیں کتنے مزدور بھیجوں؟؟

رکھیں لوکاں نال فقیرا ایسا بہن کھلووون
توں ہوویں تے ہسن سارے نہ ہوویں تے رووَن

نمازِ تراویح کی امامت:

1983ء میں حفظ قرآن کی تکمیل کے بعد 1984ء میں مدنی مسجد دہلی کالونی کی دوسری منزل پر سماعت کا آغاز کیا۔ پہلے ہی دن سماعت کے دوران دو تلوار کی چورنگی کے پاس نئی نئی جلنے بجھنے والی والی بتیاں دیکھتے رہے اور حافظ صاحب کو لقمہ نہ دینے پر ساتھ والے باباجی کی کہنیاں سہتے رہے پھر بھی ہم خاموش رہے کیوں!! ''یہ راز کی بات ہے'' دوسرے دن قبلہ والد صاحب تشریف لائے اور ہمیں سماعت کیلئے اپنے ساتھ لے گئے۔ بلٹ مل کی کینٹین والی مسجد میں حافظ رفیع ملتانی سنا رہے تھے، ہم نے بقیہ رمضان ان کی سماعت کی۔

1985ء میں ہم نے پہلا مصلیٰ پڑھا۔ بلٹ مل کینٹین کی مسجد میں۔

1986ء میں دوسرا مصلیٰ پڑھا۔ بلٹ مل کینٹین کی مسجد میں۔

1987ء میں تیسرے مصلیٰ سے لے کر چھٹے مصلے تک۔ غوثیہ مسجد لیبر کیمپ میں سنایا اور اب تک سماعت بھائی خبیب ہی کر رہے تھے۔

1990ء میں ساتواں مصلیٰ کچھی میمن مسجد صدر میں سنایا۔

1991ء میں آٹھواں مصلیٰ ربرائزنگ شاپ میں سنایا۔ حافظ غضنفر اقبال نے سماعت کی تھی۔

Marfat.com

1992ء میں نواں مصلیٰ غوثیہ مسجد لیبر کیمپ میں سنایا۔ حافظ ممتاز نے سماعت کی تھی۔

1993ء میں دسواں مصلیٰ جامع مسجد علی حیدر کرار میں سنایا۔ سماعت مولانا قاسم (میانوالیہ) کے بھائی حافظ منیر نے کی تھی۔

1994ء میں گیارہویں مصلے سے لیکر 2000ء میں اٹھارہویں مصلے تک مؤمن مسجد بریگیڈ پولیس لین میں قرآن سنایا۔ سماعت کیلئے دو دفعہ گلزار حبیب سے، دو دفعہ دارالعلوم غوثیہ طارق روڈ سے اور پھر چار دفعہ بھائی غلام خبیب نے سماعت کی۔

2001ء اور 2002ء میں انیسواں اور بیسواں مصلیٰ جامع مسجد سہروردیہ گولڈن ٹاؤن میں پڑھا۔ سماعت بالترتیب قاری ممتاز حسین سعیدی اور قاری امام دین نے کی۔

2003ء اور 2004ء میں اکیسواں اور بائیسواں مصلیٰ جامع مسجد باب الاسلام سیکٹر 15/A-1، بفرزون میں پڑھا۔ سماعت بالترتیب حافظ سلطان اور شمس العلوم کے ایک طالب علم نے کی۔

2005ء سے 2007ء تک تیسواں، چوبیسواں اور پچیسواں مصلیٰ جامع مسجد اقصیٰ مین بازار گولڈن ٹاؤن میں پڑھا۔ اور سماعت بالترتیب قاری فیاض حسین سعیدی، حافظ فلک شیر اور قاری عطاء اللہ نے کی تھی۔

2008ء سے 2010ء تک چھبیسواں، ستائیسواں اٹھائیسواں مصلیٰ جامع مسجد عمر گرین ٹاؤن میں پڑھا اور سماعت بالترتیب حافظ ممتاز اور حافظ محمد دین نے کی۔ 2011ء شوگر، ہائی بلڈ پریشر اور گلے کی خرابی کی وجہ سے قرآن سنانے کی سعادت سے محروم رہا جس کا قلق شاید تا زندگی رہے۔

ایویں کہندے لوکیں مینوں پے گئی اے چک!
اصل گل اے ہے محمد بخشا وچوں گئی اے مک

یعنی لوگ تو ایسے ہی کہتے رہتے ہیں کہ کمر کا درد (چک) نکل آیا ہے۔ اصل بات یہ ہے محمد بخش جوانی، طاقت اور قوت کا زور ٹوٹنا شروع ہو گیا ہے اور بڑھاپے وصحت کے خرابے کا موسم آ گیا ہے۔ شاید اب قرآن پاک سنانے کی ہمت نہ رہے۔ آہ، آہ!!! واحسرتاہ!!!

Marfat.com

جو آنسو دل میں گرتے ہیں وہ آنکھوں میں نہیں رہتے
بہت سے حرف ایسے ہیں جو لفظوں میں نہیں رہتے

یوں تو بندہ کوئی پکا حافظ نہیں تھا بلکہ رمضانی حافظ تھا، مگر 2004ء میں جامع مسجد باب الاسلام 15/A-1 بفرزون میں نہایت شاندار مصلّٰی پڑھا۔ پھر بھی غالباً پچیسویں پارے میں سامع جو کہ شمس العلوم سے آیا تھا۔ایک ایسا لقمہ دیا جو غلط تھا۔ہم نے دو رکعت مکمل کر کے ان سے کہا کہ میں صحیح پڑھ رہا تھا آپ نے مجھے غلط کیوں بتایا ہے؟ وہ بولے آپ نے غلط پڑھا تھا میں نے صحیح بتایا ہے۔ مسجد میں چھ سات سو نمازی موجود تھے سب خاموش ہو گئے۔ دیکھنے لگے آخر وہ بولے کہ قرآن کھول کر دیکھ لیجئے تو مجمع ساکت ہو گیا۔قرآن کھول کر دیکھا تو بندے کا مؤقف درست نکلا۔جس پر نماز تراویح کے بعد لوگوں نے کہا کہ ہم سب دل ہی دل میں دُعا کر رہے تھے ''یا اللہ ہمارے امام صاحب کی عزت رکھ لینا'' اور اب ہم خوش ہیں۔ہم نے کہا کہ جس کے ساتھ اتنے چاہنے والوں کی دعائیں ہوں، اللہ کریم اس کی لاج رکھ ہی لیتا ہے۔

کالے میڈے کپڑے تے کالا میڈا بھیس
گناہیں بھریا میں لوک آکھن درویش

دارالافتاء کا قیام:

الحمد للہ! اساتذۂ کرام نے ہمیشہ ہی اپنی شفقتوں سے نوازا تھا۔چنانچہ عظمت دین و ملّت حضرت علامہ پیر سید عظمت علی شاہ صاحب مدظلہ العالیٰ اور استادِ گرامی حضرت علامہ مفتی و شیخ الحدیث عبد العزیز سیالوی دامت برکاتہم العالیہ کی تحریک و ہدایت اور خصوصی سرپرستی میں جامع مسجد عمر پتھر روڈ گرین ٹاؤن میں 2010ء میں ''دارالافتاء'' قائم کیا ہے۔ پھر استادِ گرامی نے مزید کرم یہ فرمایا کہ تلاش حق فاؤنڈیشن کی جانب سے منعقد کی جانے والی ''تقریب افتتاح 12 فروری 2011ء کے موقع پر خصوصی شرکت فرمائی اور مجمع عام میں فقیر کی صلاحیتوں کا ذکر کیا اور دارالافتاء کی کامیابی کیلئے دعا بھی فرمائی۔ نہ صرف فقیر کا حوصلہ بڑھایا بلکہ ایک دفعہ پھر فقیر کو فتویٰ لکھنے کی اجازت اور اپنی سرپرستی کا ذکر کیا۔اب تک پندرہ عدد فتاویٰ لکھے گئے ہیں۔ جنہیں استادِ

Marfat.com

گرامی حضرت علامہ مفتی شیخ الحدیث عبدالعزیز سیالوی دامت برکاتہم العالیہ کی مکمل تائید حاصل ہے۔آپ نے شاباشی دے کر اپنی خوشی کا اظہار کیا ہے اور ہمارے لکھے ہوئے فتاوی کو پسند کرتے ہوئے تحقیقی قرار دیا ہے۔جبکہ رفیق ملت حضرت علامہ مفتی محمد رفیق الحسنی صاحب مدظلہ العالی کی سرپرستی بھی بندہ کو حاصل ہے۔

اب جس کے دل میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سر راہ رکھ دیا ہے

اجازت وخلافت:

1974ء میں لندن سے واپسی پر امیر شریعت، شہباز طریقت، جگر گوشۂ زریں زر بخت، قیوم زماں، مجدد دوراں، تاجدار تصوف، داعی ذکر بالجہر عالمی مبلغ اسلام الحاج حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے (لیہ) میں اپنے دیوانے کے غریب خانے میں قدم رنجہ فرمایا تو ہمارے نانا جان عالی قدر جناب چوہدری فضل دین (گرداور) کی درخواست پر ہم دونوں بھائیوں کو شرف بیعت دیتے ہوئے اپنی غلامی میں قبول فرمالیا۔1992ء میں حضرت صوفی عبدالماجد صاحب (ماموں زاد بھائی) کے ساتھ دربارِ عالیہ موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات جاکر تجدید بیعت کی۔آپ کی توجہ،تربیت اور دعاؤں کے رنگ آج اپنے عروج پر ہیں۔

آں آب و تابے کہ فطرت بخشید
درخشم چو ابرے بہ برق سیاہے

(اللہ تعالی نے مجھے جو آب وتاب عطا کی ہے،اس کے ساتھ میں ایسے چمک رہا ہوں، جیسے سیاہ بادل کے اندر بجلی چمکتی ہے۔)

آپ کے وصال مبارک کے بعد آپ کے پسندیدہ و پروردہ پیر طریقت صوفی باصفا حضرت صوفی محمد اسلام خاں لودھی رحمۃ اللہ علیہ نے تجدید بیعت کے بعد دو مرتبہ دستار بندی فرمائی اور سند اجازت وخلافت سے نوازا۔یہ 1995ء اور 1996ء کی بات ہے۔آپ نہایت ہی شفیق وخلیق انسان تھے۔بعدہٗ 2006ء میں پیر طریقت حضرت صوفی محمد اشرف معصومی صاحب

Marfat.com

دامت برکاتہم العالیہ نے سلسلے کیلئے کام کرنے کی ترغیب وتحریص دلاتے ہوئے اجازت و خلافت سے بھی نوازا۔ اللہ کریم ان سب بزرگوں کے فیوض و برکات سے دو جہاں کو مالا مال کرے۔ (آمین)

زیارت حرمین شریفین:

الحمد للہ! والدِ گرامی کے حصے میں ایک زمین کا ٹکڑا آیا تھا۔ ہم اپنے والدین سے عرض کرتے ہی رہے کہ یہ زمین بیچ کر شہرِ کراچی آبسیں، مگر والدِ گرامی نہ صرف زمین سے بلکہ اپنے بہن بھائیوں اور بالخصوص اپنی ماں سے بے پناہ محبت کرتے ہیں اور ان کی قبروں سے بھی دور نہیں جانا چاہتے۔ فرماتے ہیں مجھے یہیں میری ماں کے قدموں میں دفن کرنا۔

جب ہمارا اصرار بڑھا کہ زمین بیچ دیں تو ایک موقع دیکھتے ہوئے ہمارے بھائی غلام خبیب اور ان کے منشی محمد زبیر نے مل کر پروگرام بنایا اور والد گرامی کی اجازت سے آج کے لحاظ سے نہایت کم پیسوں میں زمین اپنے نام کروالی۔ ہم منہ ہی دیکھتے رہ گئے۔ ہمارا مقصد تو سب کو اپنے ساتھ کراچی لانا تھا، مگر انہوں نے مجھے کراچی پیک کر دیا اور خود وہیں ''ٹھہر'' گئے۔

ہم نے اتنے سارے پیسے دیکھے تو فوراً ''وِد فیملی'' زیارت حرمین شریفین کا پروگرام بنا لیا۔ پورے ایک ماہ کا پیکیج لیا۔ دل اور آنکھیں ٹھنڈی کرنے کے ساتھ ساتھ ایمان بھی تازہ کیا۔ مدینہ طیبہ سے رخصت ہوتے ہوئے جب خود بخود آنکھیں چھلک پڑی تھیں اور بیگم کی تو رونے کی آواز بھی بلند ہو گئی تھی اور پھر ہم دونوں کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں اور ہم بوجھل قدموں کے ساتھ عازم سفرِ واپسی ہوئے تھے یہ لمحات میں کبھی نہیں بھول پاؤں گا۔

نیند سے گو نماز بہتر ہے
اثرِ خواب ہے اذاں میں ابھی

یہ سچ ہے کہ انسان کی زندگی میں حسن و رعنائی، کردار میں پختگی، فکر میں بالیدگی، طبیعت میں تحمل و بردباری، دعاؤں میں آہ وزاری، عقل و خرد میں سوجھ بوجھ اور اس کی فطرت میں تابعداری خود بخود پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس کیلئے طویل جدوجہد کے ذریعے صبر آزما کشمکش کا سامنا کرنا پڑتا

Marfat.com

ہے۔ جرأت بہادری اور ہمت واستقامت کے ساتھ اندر کے جذبات واحساسات کا گلا گھونٹتے ہوئے بیرونی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کا بھی ڈٹ کر مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اللہ مغفرت فرمائے، بابا ایوب کہا کرتے تھے'' صاحب! کسی نے وٹے (پتھر) سے پوچھا تو گول کیوں ہوگیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا'' ٹھوکریں کھا کھا کر''۔

اقبال تیرے عشق نے دیئے سب بل نکال
مدت سے آرزو تھی سیدھا کرے کوئی

دردناک حادثہ

20 مارچ 2012 کو میرے پرائمری اسکول کے استاذ محترم جناب ماسٹر محمد اشفاق صاحب کا مجھے فون آیا اور'' مقالاتِ اربعین'' پر اپنے تاثرات لکھنے کے حوالے سے مجھ سے گفتگو کی۔ پھر چند دنوں کے بعد 27 مارچ 2012 کو معلوم ہوا کہ ماسٹر محمد اشفاق صاحب تہجد کے وقت وصالِ حق کے لیے تیار ہوگئے ہیں اور ہمیں اپنی شفقتوں سے ہمیشہ کے لیے محروم کر گئے ہیں۔ ابھی ہم اسی غم میں مبتلا تھے کہ خبر ملی ہمارے بچپن کے سچے، سُچے مخلص اور پیارے دوست شہزاد حسین عاصم اپنی فیملی کے ساتھ زیارتِ حرمین شریفین سے واپسی کے دوران اپنی کار میں لاہور ایئرپورٹ سے لیہ آتے ہوئے سامنے سے آنے والی تیز رفتار گاڑی سے ٹکرا کر اپنی اہلیہ اور جواں سال صاحبزادی سمیت خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔ وہ اپنے خون سے خط لکھ کر اپنے چاہنے والوں کو اپنی محبت کا یقین دلاتا تھا مگر آج اس نے نہ صرف اپنے بلکہ اہلیہ وصاحبزادی کے خون سے خالق کائنات کی زمین کو رنگین کرکے حرمین شریفین میں کی گئی توبہ کے سچا ہونے کو ثابت کر کے شہادت کا مرتبہ پالیا ہے۔ وہ بہت محنتی تھا، اس نے بڑے کٹھن دن دیکھے تھے۔ وہ ماں باپ کا فرماں بردار تھا، یاروں کا یار تھا۔ اس نے بہت جلد ترقی کی منزلیں طے کر لی تھیں۔ شاید میرے رب کو شہزاد حسین عاصم مرحوم کی توبہ کے بعد اس میلی کچیلی دنیا میں رہنا پسند نہیں تھا، وہ نہایت بااخلاق تھا، اس نے آخر تک بھائی چارہ نبھایا تھا۔ اس کے خطوط مجھے اس کی یاد دلاتے رہیں گے۔

Marfat.com

اس کی اہلیہ ہماری بچیوں کی معلمہ بھی تھیں اور ہماری پہلی شادی کے موقع پر رسم ''سرمہ لگائی'' بھی انھوں نے ادا کی تھی۔

عمرہ کیلئے روانہ ہونے سے پہلے وہ دونوں گاؤں کے رواج کے مطابق گھر گھر جا کر لوگوں سے مل رہے تھے۔ جب ہمارے گھر آئے تو واپس جاتے ہوئے شہزاد حسین عاصم کی اہلیہ ایک دفعہ پھر واپس مڑی اور والد گرامی سے کہنے لگی: ''تایا جی! دعا کیجئے گا، ہم خیر سے جائیں اور خیر سے واپس گھر آئیں''۔ شاید اُسے کسی نے بتا دیا تھا کہ حرمین سے واپسی پر اکثر زائرین سے اللہ کو محبت ہو جاتی ہے اور وہ بہت جلد اللہ کو پیارے ہو جاتے ہیں۔

ہمارے گاؤں میں اتنا بڑا سانحہ کبھی نہیں ہوا ہے۔ آج گاؤں کے اسکول اور دکانیں بند ہیں۔ سارا گاؤں آج غمزدہ ہے۔ بھائی غلام خبیب پہلے ہی گاؤں میں موجود ہیں اور پل پل کی خبر دے کر مجھے بھی اس افسوس ناک واقعہ کے غم میں شریک بنا رکھا ہے۔

گاؤں کی تاریخ میں پہلی دفعہ کوئی جنازہ اسٹیڈیم میں ادا کیا گیا ہے جس میں لوگوں کی اتنی بڑی تعداد نے شرکت کی ہے جو جنازہ گاہ میں نہیں سما سکتی تھی۔ اس اسٹیڈیم سے اس کو بہت محبت تھی اور اس کا پیار کراچی، لاہور، فیصل آباد، راجن پور، لیہ، مظفر گڑھ، ملتان، میانوالی، کروڑ، چوک اعظم اور فتح پور تک پھیلا ہوا تھا۔ پہلے وہ سب کے پاس جاتا تھا، آج یہ سب لوگ اکٹھے ہو کر اسے ملنے چلے آئے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلے شہزاد حسین عاصم مرحوم اپنی خوبصورت مسکراہٹ سے ان سب کا استقبال کرتا تھا اور آج یہ سب لوگ آہوں اور سسکیوں کے جھرمٹ میں شہزاد حسین عاصم مرحوم کو سفرِ حرمین شریفین سے سفر آخرت کے لیے الوداع کہنے آئے ہیں۔

میں اور میرے اہل خانہ جناب ماسٹر محمد اشفاق مرحوم اور شہزاد حسین عاصم مرحوم کے تمام لواحقین، والد، بھائی اور بچوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور میں اللہ کریم سے دعا گو ہوں کہ ہمارا مہربان رب ہمارے استاذ صاحب مرحوم، شہزاد حسین عاصم مرحوم، ان کی اہلیہ اور صاحبزادی کی مغفرت اور بخشش فرمائے۔ میرا کریم پروردگار ان کی خطاؤں سے درگزر فرمائے اور

Marfat.com

ان کی نیکیوں کا اپنی شان کے لائق اجر عطا کرے۔ مرحومین کے جملہ لواحقین، دوست، احباب اور عزیزوں کو یہ سانحہ برداشت کرنے کی ہمت اور صبر کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

موت نے جس تیزی کے ساتھ ہمارے گاؤں کا دورہ کیا ہے۔ مجھ فقیر کو یہ فکر لاحق ہوگئی ہے کہ ''مقالاتِ اربعین'' کو چھپتے ہوئے دیکھ سکوں گا یا نہیں!! ے

اے موت ٹھہر جا میں مدینے تے جا لواں
سُتا ہویا نصیب تے میں اپنا جگا لواں

حادثہ سے بڑا سانحہ

حادثے سے بڑھ کر سانحہ یہ ہوا کہ مرحوم شہزاد حسین عاصم اپنی اہلیہ سمیت اس حادثے میں فوراً ہی انتقال کر گئے تھے لیکن مرحوم کی صاحبزادی اور ننھا برھان ابھی شدید زخمی حالت میں تڑپ رہے تھے مگر وہاں آس پاس انسان نما جنگلی درندوں نے زخمیوں کو کار سے نکالنے اور پانی کے دو گھونٹ پلا کر ان کی جان بچانے کی بجائے مرحوم کی جیب سے سوا لاکھ روپے کی نقدی، گاڑی میں سے کپڑے، سونے کے زیورات کے کئی سیٹ، کھجوریں اور آب زم زم کے کین تک لوٹ لئے۔ جبکہ اسی آب زم زم کے دو گھونٹ پی کر مرحوم کی صاحبزادی اس حادثے کا سبب بیان کرنے کیلئے زندہ رہ سکتی تھی جو بے چاری اپنے سے پیچھے دوسری کار میں آنے والے اپنے چچا طاہر کی گود میں سر رکھ کر شکایت کرتی ہوئے اپنے ماں باپ سے جا ملی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

حادثے سے بڑھ کر سانحہ یہ ہوا
کہ حادثہ دیکھ کر لوگ رُکے نہیں

الغرض...... چالیس سالہ سفرِ زندگی میں کئی نشیب و فراز آئے مگر ربّ کریم نے اپنے خاص کرم، والدین کی دعاؤں اور بزرگوں سے محبت و عقیدت کے صدقے سے اس عاجز و ناتواں بندے کو تھامے رکھا اور ہر آنے والا دن گزرے ہوئے دن سے بہتر ہوتا چلا گیا۔ والدین کی

Marfat.com

دعائیں اور شفقتیں حوصلہ بڑھاتی رہیں۔ بالآخر حاسدین اپنی آگ میں آپ جل گئے اور بندہ خود کو منوانے میں کامیاب ہو گیا۔ گویا......شیطان کے منہ میں خاک......اور ملاجیت گیا!!

باغ باں کے ہاتھوں سے گل فروش تک
بکھرے پڑے ہیں عنواں مرے

ناکارۂ خلائق

مولانا مفتی ڈاکٹر محمد اویس معصومی عفی اللہ عنہ

Marfat.com

باب اوّل

مادرِ علی

Marfat.com

تعارف......انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ

۱۹ جنوری ۲۰۰۹ء میں قبلہ سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی کے حکم پر لکھا گیا۔

''انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ'' ایک تعلیمی و فلاحی ادارہ ہے۔ جس کا قیام 1964 عمل میں آیا تھا۔ انجمن کے بانی و ناظم اعلیٰ عزت مآب حضرت ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی ہیں۔ جن کی شبانہ روز محنتوں کے نتیجے میں ''انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ'' نے اپنے قیام کے پہلے ہی سال ایک عظیم الشان تعلیمی منصوبے کا آغاز (پنجاب کالونی۔ خیابان جامی، کراچی) میں کیا تھا جس کا نام بھی ''دارالعلوم انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ'' رکھا گیا تھا۔ یہ ادارہ اچانک نمودار ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے ''وہ آیا اور چھا گیا'' کے مصداق ساری دنیا میں ادارے کی تعلیمی و تربیتی سرگرمیوں کی دھوم مچ گئی۔ طالبانِ دینِ متین دور دراز کے علاقوں اور بیرونِ ملک سے جوق در جوق آ کر اپنی علمی پیاس بجھانے لگے۔ آج دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اپنے ہزاروں حفاظ، قرأ، علماء و فضلاً، خطباء، ادیب، اساتذہ اور مبلغین کی دینی، فلاحی، دعوتی و اصلاحی اور تعلیمی سرگرمیوں کی بدولت ''دارالعلوم انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ'' ایک ''عالمی اسلامی مشن'' کا روپ دھار چکا ہے۔ الحمدللہ!

دوسری ہی جست میں ''انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ'' نے ایک عظیم فلاحی ادارے کی بنیاد رکھی۔ جو ''قمر الاسلام ہسپتال'' کے نام سے پنجاب کالونی کراچی میں لوگوں کو طبی سہولیات و خدمات فراہم کرنے میں مصروفِ عمل ہے۔ ہسپتال میں جدید آلات و شعبہ جات قائم ہیں۔ لاکھوں لوگ اِس ہسپتال سے فیض یاب ہو چکے ہیں۔ غرباء، یتامیٰ، مستحقین اور طلباء کا علاج یہاں پر مفت کیا جاتا ہے۔ پھر ''انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ'' نے ایک قدم اور آگے بڑھایا۔ اور اعظم بستی، کراچی میں طالبات (لڑکیوں) کے لیے ایک عظیم الشان ادارہ ''دارالعلوم ضیا القرآن سلیمانیہ (للبنات)'' کے نام سے قائم کیا۔ جہاں وطنِ عزیز کی بے سہارا اور یتیم بچیوں کے لیے ہاسٹل بھی موجود ہے۔ اس ادارے کی بچیوں نے ملکی سطح پر بے شمار حفظ و قرأت کے مقابلوں میں نمایاں کار کردگی دکھائی ہے۔ اور بیرون ملک مقابلہ حفظ و قرأت میں شرکت کا اعزاز بھی اسی ادارے کی

Marfat.com

طالبہ کے پاس ہے۔ بچیوں کے طعام، قیام اور تعلیمی انتظام کا سارا بوجھ ادارہ برداشت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی مزید چھوٹے چھوٹے ادارے ''انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ'' کے زیر انتظام خدمات انجام دے رہے ہیں۔

''انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ'' کے بانی و ناظم اعلیٰ حضرت ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی پیرانہ سالی کے باوجود ابھی تھکے نہیں ہیں۔ جیسے جیسے بڑھاپا ان کے قدموں سے لپٹتا جاتا ہے۔ ویسے ویسے ان کے کام کی رفتار میں تیزی آتی جاتی ہے۔ اور اب انہوں نے ایک عظیم الشان ''شہرِ علم'' بسانے کا ارادہ کرلیا ہے۔

جس میں پہلے مرحلے کے طور پر ''سلیمانیہ گرلز کالج'' کی عمارت کی تعمیر زور و شور سے جاری ہے۔ یہ کالج دینی وعصری تعلیم کا حسین امتزاج ہوگا۔ جس میں طالبات کے لیے عالمہ کورس کے ساتھ ساتھ (گریجویشن) تک کی تعلیم کا انتظام ہوگا۔ ساتھ ہی 500 طالبات کے لیے ہاسٹل بھی منصوبے میں شامل ہے۔ جہاں طالبات کا قیام اور طعام بالکل فری ہوگا۔

دوسرے مرحلے میں طلباء (لڑکوں) کے لیے دینی مدرسہ اور ہاسٹل قائم کیا جائیگا۔ جہاں 1000 (ایک ہزار) طلباء کی تعلیم و تربیت اور طعام و قیام کی گنجائش ہوگی۔ اس ''شہرِ علم'' میں طلبہ و طالبات کو متحرک رکھنے، ان کی تعلیمی و تربیتی سرگرمیوں کو پروان چڑھانے، دعوتی و اشاعتی کام آگے بڑھانے، لیکچرز، سیمینارز، کانفرنسز اور دیگر پروگراموں کے انعقاد کے لیے ایک وسیع و عریض اور جدید ترین آڈیٹوریم کی تعمیر بھی شامل ہے۔ جس میں ایک ہزار لوگوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہوگی۔

اس کے علاوہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے علیحدہ علیحدہ سیکنڈری اسکول بھی قائم کیے جائیں گے۔ جبکہ فی الحال ایک سیکنڈری اسکول کام کر رہا ہے۔ جس میں 120 بے سہارا اور یتیم بچے زیر تعلیم ہیں۔ جن کی تمام تر کفالت کی ذمہ دار ''انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ'' ہے۔ گویا یہ ایک عظیم الشان (ایجوکیشنل سٹی) تعلیمی شہر ہوگا۔ جہاں کئی ادارے بیک وقت کام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ'' کے بانی و ناظم اعلیٰ اور مردِ قلندر، حضرت ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی کو صحت و عافیت اور لمبی عمر عطا کرے۔ یہ مردِ قلندر جو کہتا ہے پھر، بہر حال! کرتا ہے۔

Marfat.com

اپیل:

''انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ'' کے مستقل آمدنی کے ذرائع بالکل نہیں ہیں۔لوگوں کے عطیات، زکوٰۃ، صدقات اور مالی تعاون سے ہی مندرجہ بالا منصوبے قائم ہوئے اور چل رہے ہیں مگر'' جامعہ سلیمانیہ'' کے نام سے جس''شہرِ علم'' بسانے کا''انجمن'' نے اللہ کریم پر بھروسا کرتے ہوئے آغاز کر دیا ہے۔اس کی تعمیر صرف زکوٰۃ، صدقات، خیرات کے ذریعے ناممکن ہے۔لہٰذا ہم اہل ثروت اور مخیر حضرات سے بھرپور مالی تعاون کے لیے دستِ تعاون دراز کرنے کی پرزور اپیل کرتے ہیں۔اللہ آپ کا اور ہمارا مددگار و حامی ہو۔(آمین)

☆☆☆

Marfat.com

میری مادرِ علمی

جامعہ سلیمانیہ کلفٹن میں 2005ء کے سابقین کنونشن میں پڑھی گئی تحریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

الحمدللہ آج کی یہ تقریب سعید (مادرِ علمی) کے مایہ ناز فرزندوں اور قابل فخر بیٹوں کے احوال سے آگاہی کے جذبات اور باہم پیار و محبت کے اظہار کا احساس لیے ہوئے ہے۔ مادرِ علمی کی ایک آواز پر یہ سب لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوئے ہیں۔ تاکہ ایک دوسرے کے غم میں شریک ہوکر خوشیاں بانٹیں کیونکہ خوشیاں بانٹنے سے یہ خزانہ کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہی رہتا ہے۔ شاید یہ راز میرِ کارواں نے پالیا ہے۔

یقیناً ہم ''اطیعو اللہ واطیعو الرسول'' پر عمل کرتے ہوئے اپنے اچھے اخلاق، پاکیزہ کردار، شیریں گفتار، اخلاص، حسن عمل، دردمندی، اور ''وتعاونوا علی البر والتقویٰ'' کے مطابق باہمی تعاون و ہمدردی سے مسلسل غم میں رہنے والوں کو خوشیاں بانٹ کر ویرانوں میں بہار لاسکتے ہیں۔

بہاریں تم سے ہیں چمن تم سے عبارت ہے
تمھارے سامنے پھولوں سے مرجھایا نہیں جاتا

میرے ہم مکتب ساتھیو!

اس تقریب سعید میں آج وہ عظیم لوگ شریک ہیں جن کی آنکھوں میں طلب علم اور دلوں میں شوق جستجو کی گرمائش نے انہیں ''دارالعلوم انجمن قمرالاسلام سلیمانیہ'' کی دہلیز تک پہنچا دیا تھا۔ پھر یہ لوگ یہیں طلب علم میں سرگرداں رہے۔ یہیں چلتے پھرتے اور اٹھکیلیاں کرتے رہے ہوں گے۔ یہیں کہیں مدرسے کے فرش پر ان کے پاؤں کے نشانات ثبت ہوں گے۔ یہیں کہیں مسجد کی صفوں پر ان کے سجدے تحریر ہوں گے۔ انہیں دیواروں کے سائے میں انہوں نے مستقبل کے خواب بنے ہونگے۔ اسی آغوشِ مادرِ علمی میں اپنے مستقبل کی بنیادیں رکھی ہوں گی۔ یہیں یہ

Marfat.com

لوگ اپنے سنِ شعور و آگہی کو پہنچے تھے۔ یہیں سے ان کی بہار شباب کا آغاز ہوا تھا۔ یہیں سے انہوں نے تحریر و تقریر کے نئے انداز سیکھے تھے۔ یہیں ان کی زندگی میں نکھار آیا تھا۔ یہیں انہوں نے خدمت دیں کا عہد کیا تھا اور گلشنِ اسلام کے تحفظ کی قسم کھائی تھی اور آج یہ سب اپنی مادرِ علمی سے اظہار محبت کے لیے دیوانہ وار حاضر ہوئے ہیں کیونکہ:

اسی کے فیض سے میری نگاہ ہے روشن
اسی کے فیض سے میرے سبو میں جیحوں!

میرے عزیز طلبہ ساتھیو!

مجھے کہنے دیجئے! میری مادرِ علمی اک ایسا پھول ہے جس کی خوشبو دل و دماغ کو معطر کرتی ہوئی ذہنوں میں اُتر جاتی ہے۔

میری مادرِ علمی ایک ایسا نغمہ ہے جس کا ترنم زندگی کا احساس دلاتا ہے۔
میری مادرِ علمی ایک ایسا راز داں ہے جس کے سینے میں میرے لاکھوں راز چھپے ہیں۔
میری مادرِ علمی میں میرے بچپن کی سادگی و سچائی کے سائے محفوظ ہیں۔
میری مادرِ علمی میں منشاءِ الٰہی اپنی فطری آسائشیوں کے ساتھ جلوہ فگن ہے۔
میری مادرِ علمی کا ہر فرزند اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا سچا پیامبر ہے۔
میری مادرِ علمی متانت و وقار کی خوشبو سے مہک رہی ہے۔

الغرض!

میری مادرِ علمی میری یادوں کا آغاز اور میری باتوں کی انتہا ہے۔
میری مادرِ علمی کی یادوں کا ایک ایک لمحہ میری زندگی کا عظیم سرمایہ ہے یہی وہ یادیں ہیں جو حوصلہ دیتی ہیں آگے بڑھنے کا اور وقار سے جینے کا!!

خود کو بھول گیا ہوں لیکن تیری یاد نہیں بھولا
دل کے جتنے زخم ہیں ان میں تیرا عکس ابھرتا ہے

میرے ہم سفر شاہینو!

Marfat.com

یہ عہدِ جدید جو ہم سب کے لیے عہد تشویش بن گیا ہے۔ کہ یہاں باطل کے طرف داروں نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ

اقبال کے نفس سے ہے لالے کی آگ تیز
ایسے غزل سرا کو چمن سے نکال دو

مگر! انہیں نہیں معلوم کہ میری مادرِ علمی، صُفہ اوپن یونیورسٹی کے نصاب کی امین ہے۔ جہاں معلم اعظم ﷺ نے اپنے طلبہ کو علم وعمل، اخوت ومساوات، حریت و معاشرت، امانت و دیانت، عدل وانصاف، تقویٰ و پرہیزگاری، صبر وتحمل اور شریعت مطہرہ کا درس دینے کے ساتھ ساتھ انہیں فن طب، فن زراعت اور فن تدریس وتبلیغ سے آشنا کیا تھا۔ میری مادرِ علمی اسی وراثت نبوی کی امین ہے، مگر کسی کو اپنی ہانکنے سے فرصت ہو تو وہ مانے!! اور اگر آپ نے بتانے کی کوشش کی تو بات زبان درازی و دست درازی سے ہوتی ہوئی دہشت گردی تک آ پہنچے گی اور پھر!!

نوچ لی جائے گی ہر وہ آنکھ جو اُٹھے گی اب
جو زباں بولے گی پتھر کی بنادی جائے گی
کاٹ دی جائیں گی شاخیں ہر تناور پیڑ کی
فصل تازہ اچھے بیجوں کی جلا دی جائے گی

عزیز طلبہ ساتھیو!

آج ہم جو کچھ بھی ہیں جہاں کہیں بھی ہیں مادرِ علمی دارالعلوم انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ کی تربیت وحوصلہ افزائی کی بدولت ہیں۔ مادرِ علمی سے دور رہ کر بھی اس کی خوشبو یاد آتی رہتی ہے۔ اس تقریب کی خوبصورت یادیں بھی ہمیشہ ساتھ رہیں گی اور مادرِ علمی کی رونقوں اور تروتازگی میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

یادرکھئے!!

ہمارا نام، مقام، عزت و وقار اور شمار اس مادرِ علمی سے وابستہ ہے۔ اس ادارے اور اس

Marfat.com

مرکز سے وابستہ ہے۔اس کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں بالکل ایسے کہ جیسے کی درخت کے پتوں، پھولوں اور پھلوں کی شادابی وتازگی درخت کے تنے اور جڑ سے وابستگی پر منحصر ہے۔

آخر میں چند تجاویز پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

سابقین کے گزشتہ اجتماع میں ہمیں ''کاروان قمر'' کا تحفہ ملا تھا۔جس نے نہ صرف ہماری تربیت کی بلکہ ایک دوسرے سے ہمارا رشتہ بھی برقرار رکھا ہے۔ہماری درخواست ہے کہ اب کی بار بھی ہمیں خالی نہ لوٹایا جائے۔

دارالعلوم انجمن قمرالاسلام سلیمانیہ کی عمر پچاس برس ہونے کو ہے لٰہذا نئے عزم وحوصلے کے ساتھ نئی منزلوں کا تعین اور نئے اہداف تلاش کرتے ہوئے ''گولڈن جوبلی'' تقریبات کو بھرپور انداز میں منانے کی تیاری کی جائے۔تاکہ آئندہ پچاس سالوں میں دنیا کے کونے کونے میں ایسے کئی قمرالاسلام قائم ہوجائیں۔گذشتہ سالوں میں ہمارے سفیر دنیا بھر میں پہنچ چکے ہیں۔اب یہ کام ناممکن نہیں ہے۔مگر اخلاص شرط ہے

ہے عمل لازمی تکمیل تمنا کیلئے
ورنہ رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے

☆☆☆☆

Marfat.com

عید ملن پارٹی

28 نومبر 2010ء بروز اتوار دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ پنجاب کالونی کراچی میں عید ملن پارٹی سے خطاب

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم امّا بعد!

فاعوذ باالله من الشیطن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم

(اقرأ)

صدق الله العظیم وبلغنا رسوله الکریم و ونحن علی ذالک لمن الشهدین و الشاکرین۔

قابل صد احترام عظمت دین وملّت حضرت علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی دامت برکاتہم العالیہ لائق صد ادب استاد گرامی حضرت علامہ مفتی عبدالعزیز سیالوی مدظلہ العالی دیگر سابقین و حاضرین طلبہ و اساتذہ کرام!

میرے تمام پیش رو ساتھیوں نے اس عید ملن تقریب کو ملنے اور خوش ہونے کا اک بہانہ قرار دیا ہے اور ہر کسی نے اپنی یادوں کے دریچے وا کیے اور ادارے کے لیے والہانہ جذبات کا اظہار کیا ہے بلکہ ایک صاحب نے کہہ دیا تھا کہ ''ہم قیامت تک مدرسے میں آتے رہیں گے''۔ پھر طلبہ و سابقین کی بے ساختہ ہنسی کے بعد انہوں نے کہا جب تک ہم زندہ ہیں آتے رہیں گے۔

اگر چہ ان کا پہلا بے ساختہ جملہ نہایت وزنی اور درست تھا گویا وہ کہہ رہے تھے کہ ''اے مادرِ علمی! آج ہم آئے ہیں اور پھر میرے بعد میں میری آنے والی نسلیں بھی قیامت تک تیرے دیدار سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتی رہیں گی'' اور ہماری قبر ٹھنڈی ہوتی رہے گی کیونکہ:

(من سَنَّ سُنّۃً حسنۃً فلہ اَجرُ امثالھا)۔

خطبہ استقبالیہ میں بھی سید از ہر علی شاہ ہمدانی نے اس تقریب کو دل کا حال سننے اور سنانے کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے سابقین و حاضرین سے اپنی محبت کا برملا اظہار کر کے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہے۔

Marfat.com

مگر میں بصد احترام یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ عید ملن تقریب اگر ایک رسم اور روایت کے طور پر جاری رکھنے کا ارادہ ہے تو پھر یہ لہو ولعب ہے اور صاحبانِ علم کا اِس میں کھو جانا نہایت نقصان دہ اور جہالت ہے۔ اور دین کے رکھوالوں کو اپنا وقت اور توانائیاں اس طرح کے فضول اور بے جا کاموں میں برباد نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس طرح کی تقریب کو دین کی اشاعت، ادارے کی ترقی، مستقبل کے لائحہ عمل کی تیاری، گزشتہ دنوں کی کارکردگی کے جانچنے اور آگے بڑھنے کے لیے حکمتِ عملی وضع کرنے کے لیے مختص کر کے روایت چھوڑ کر حقیقت کا رنگ بھرنا چاہیے۔ جس سے ادارے، طلبہ، اساتذہ، ملک وقوم مذہب اور معاشرے کو بھی کوئی فائدہ پہنچے، ورنہ آپ بلاتے رہیں گے تو ہم آتے رہیں گے۔ کیونکہ طلبہ کو اپنے ادارے، کی در و دیوار، اساتذہ، کتب اور اپنی مادرِ علمی سے فطری لگاؤ ہوتا ہے۔ جو کبھی ختم نہیں ہوسکتا، کیونکہ ہم جانتے ہیں۔

ٹوٹ جاتا ہے رابطہ خود سے
تجھ سے جب رابطہ نہیں رہتا

جب تک افادہ و استفادہ کا کوئی مستقل ذریعہ نہ بنایا جائے قمر الاسلام کو تحریک میں نہیں بدلا جاسکتا ہے۔ یادِ ماضی پہ رونے اور ماتم کرنے کی بجائے مستقبل کے اہداف کا تعین کرنا چاہئے اور ان بکھرے ہوئے موتیوں کو تسبیح کے دانوں کی طرح پرونا چاہئے جس میں نرمی اور لچک ہوتی ہے ورنہ یہ روایت اُس کہانی کا روپ دھار لے گی جس میں ایک چرواہا آواز لگاتا تھا کہ لوگو! شیر آگیا! لوگ جاتے تو وہ اُن پہ ہنستا تھا کیونکہ شیر نہیں آرہا تھا اور پھر ایک دن اچانک جنگل میں شیر آگیا اب جو اس نے پکارا تو کوئی بھی نہ آیا اس کے انجام سے تو پھر آپ سب ہی واقف ہیں کہ کیا ہوا۔

ہم اپنی مادرِ علمی سے لازوال و بے مثال محبت کا یقین دلاتے رہتے ہیں۔ آپ کی ہر پکار پر لبیک کہتے ہوئے اپنی مادرِ علمی کی زیارت کو چلے آتے ہیں۔ اس ارادے سے کہ:

ہمارے بعد میں اہل جنوں پہ کیا گزری
چلو تو چل کے ذرا کوئے یار دیکھا جائے

Marfat.com

ہمارے ایک سابق طالب علم کی طرف سے یہاں کہا گیا ہے کہ ''مدرسہ'' مقروض ہے۔ ہم یہ بات نہیں مانتے۔ ''مدرسہ'' مقروض نہیں ہے بلکہ ہم مقروض اور مدرسہ ''قرض خواہ'' ہے، یہاں فلوس کی کمی نہیں ہے خلوص کی کمی ہے۔ یہ اللہ کا کام ہے اور اللہ کا اپنے عام بندوں کے لیے اعلان ہے کہ وہ یقین رکھیں (ویرزقہ من حیث لایحتسب) کہ اللہ اس کو وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا ہے۔ تو وہ اپنے خاص بندوں کو کیسے نہیں خفیہ طور سے نوازے گا۔

ذرا دیکھئے ''تلاش حق فاؤنڈیشن'' کو گرین ٹاؤن میں چند روز ہوئے ہیں مگر اس کے کام اور وسائل جا کر ذرا پوچھئے گرین ٹاؤن سے جو ''ویرزقہ من حیث لایحتسب'' کا مصداق ہیں۔

گو سیاہ بخت ہیں ہم لوگ، پر روشن ہے ضمیر
خود اندھیرے میں ہیں، دنیا کو دکھاتے ہیں چراغ

میں نے ابھی دیکھا ہے کہ دورہ حدیث کے کمرے میں پلاسٹک کے ڈبے رکھے ہیں چندے کی اپیل کے لیے اور لکھا ہے کہ ''قمر الاسلام ایک علمی و فلاحی تحریک'' میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چندے کے ڈبے تیار کر کے جگہ جگہ رکھوا کر آپ قمر الاسلام کو علمی و فلاحی تحریک نہیں بنا سکتے اس کے لیے میری ایک تجویز ہے کہ قمر الاسلام میں آنے والے ہر طالبعلم سے اتنی ہی محبت کا ارادہ آپ کرلیں جتنی کہ وہ طالبعلم کرتا ہے۔ اور اپنا یہ رویہ بدل لیں کہ ''ہم نے طلباء کو روٹی کھلائی، کپڑے دیئے، رہائش دی، لکھنا اور پڑھنا سکھا دیا بس ہماری ذمہ داری ختم ہوئی''۔

بلکہ آپ اب ایسا رویہ اختیار کریں کہ طالبعلم مرنے کے بعد ہی قمر الاسلام سے جُدا ہو اُسے یہ اِحساس دلا دیں کہ:

موت ہی ہم کو جدا کرے تو کرے
ورنہ کوئی اور ہم کو جدا نہ کر پائے گا

اس کی تعلیم و تربیت کے بعد سوتیلی ماں جیسا سلوک کرتے ہوئے اسے ماحول و معاشرے اور حالات کے رحم و کرم پہ چھوڑ نہ دیا جائے اسے ضائع نہ کیا جائے بلکہ اس کی سرپرستی

Marfat.com

کرتے ہوئے اس کے علاقے میں اسے بھیجیں وہاں آپ کی زیرِ نگرانی کام کرے اور جہاں رہے۔ وہیں ایک نیا "قمر الاسلام" اُگا دے۔ یہ کام کریں گے تو (قمر الاسلام) ایک تحریک بنے گا ورنہ چندے کے ڈبے بنانے سے "تحریک کے ولولے" نہیں تحریص کی رالیں ٹپکیں گی۔ آج جبکہ سماج میں بگڑے ہوئے لوگوں کا ایک اندھا ہجوم ہے جو کسی خونخوار درندے کی طرح انسانی اقدار کو روندتے ہوئے طاقت، اختیار اور دولت و شہرت کے حصول میں مگن ہے۔ رشتے ناتے، دوستی، رفاقت، شرافت، دیانت، ایثار و قربانی علم و عمل، صبر و تحمل اور پرہیزگاری کی بجائے دولت، طاقت، شہرت اور اختیار ہی عزت و احترام کا معیار بن گیا ہے۔ اور جس ملک کے صحافی، مفتی، راہنما، راہزن، جرنیل سیاستدان اور سرکاری افسر خدمتگار کی بجائے عذاب در عذاب بن چکے ہیں تو اب ایسے حالات میں مذہبی اداروں کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ وہ ان نادار، مفلس و قلاش، مستحق اور دین سے محبت کرنے والے غرباء کے بچوں کو اپنی سرپرستی و نگرانی سے اعلیٰ اخلاقی قدروں اور اعلیٰ انسانی اوصاف سے مزین انسان بنا کر معاشرے اور سماج کی راہنمائی کا کام لیں۔

اگر انہیں خاص ماحول سے نکال کر غافلوں اور جاہلوں کے اندھے ہجوم کے حوالے کیا گیا تو یہ علماءِ حق نہیں بلکہ علم فروش و نعرہ باز مُلّا بنیں گے اور یہ بہت بڑا المیہ ہوگا جس سے قمر الاسلام جیسے اداروں کے قیام کا مقصد یکسر فیل ہو جائے گا۔

کیا آپ سب میری اس تجویز کی تائید کرتے ہیں۔ لیجئے ازہر شاہ صاحب نوٹ کر لیجئے میں اپنے معصومانہ اور مختصر اظہارِ خیال کا اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

ملیں گے تمہیں راہ میں بت کدے بھی
مگر اپنے اللہ کو تم یاد رکھنا

آخر میں سید ازہر علی شاہ ہمدانی اور سید فاروق حیدر شاہ ہمدانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے اس تقریب میں شرکت کے لیے بار بار فون کر کے اطلاع دی پھر یاد دہانی کرائی اور قبلہ شاہ صاحب عظمت دین وملّت کی جانب سے شفقتوں کا پیغام بھی پہنچایا اللہ ان کو برکتیں عطا کرے اور اپنے مشن میں کامیاب کرے۔ (آمین)

☆☆☆

Marfat.com

اہداف ومقاصد کے تعین کی اہمیت

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

۱۹۹۵ء میں عید ملن کے موقع پر سابقین کے اجتماع کیلئے لکھی گئی ایک تحریر!!

وہ تحریک کہ جس کا کوئی نصب العین نہ ہو، ابتدا ہی میں تخریب کا شکار ہو جاتی ہے۔ گولیوں کی وہ بوچھاڑ جس کے سامنے کوئی ہدف نہ ہو، ہوائی فائرنگ کہلاتی ہے جو معاشرے میں خوف وہراس اور دہشت پھیلاتی ہے۔ وہ سفر جس کی کوئی منزل نہ ہو آوارگی کہلاتا ہے جو زندگی کو درندگی میں بدل دیتا ہے۔ بے مقصد وفضول گفتگو ''گپ'' کہلاتی ہے جو جمالیاتی آلودگی اور ذہنی بے ہودگی کا بیج بو کر فرد اور معاشرے کا وقار تباہ کر دیتی ہے۔ الغرض بے مقصدیت وآوارگی، انتشار وآنارکی کی ماں ہے۔ جو دلوں میں دوری، اُکتاہٹ، سستی وکاہلی، حرص وہوس، چوری وڈاکے، چھینا جھپٹی اور بے چینی کے لاروے بھر کر معاشرے کو تاسف وندامت، ظلم وستم، استحصال اور پشیمانی کی بھڑکتی آگ میں جھونک دیتی ہے۔ اسی لئے سیانے لوگ ہر محفل، مجلس، اجتماع، تحریک اور کاروبار شروع کرنے سے پہلے ایک ایجنڈا تشکیل دیتے ہیں۔ اہداف مقرر کرتے ہیں۔ مقاصد کا تعین کرتے ہیں تاکہ بے مقصدیت وآوارگی کے زہر قاتل سے بچا جا سکے۔ اگر پھر بھی ناکامی ہوتی ہے تو اس کے تین ہی اسباب ہوں گے جن کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

(الف) اہداف کا تعین

کسی بھی نظام یا کسی بھی تحریک، مشن، پروگرام، ادارے یا کاروبار کی ناکامی کا پہلا سبب اس کے اہداف کا واضح نہ ہونا اور اس کے مقاصد کا متعین نہ ہونا ہے، کیونکہ نصب العین طے ہونے کے بعد گویا اپنے سفر کا ایک اہم سنگِ میل طے ہو جاتا ہے، جو نہ صرف حوصلہ پیدا کرتا ہے بلکہ مستقبل کی راہیں بھی روشن کرتا ہے اور یہ سبق ہمیں قرآن وسنت سے ملتا ہے:

Marfat.com

آوازِ قرآن ہے:

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً۔

ترجمہ: اے ہمارے رب تو نے کوئی بھی چیز بے مقصد پیدا نہیں کی ہے۔

جن وانس کو پیدا کیا تو مقاصد کا تعین یوں کیا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔

ترجمہ: اور ہم نے جن وانس کو فقط اپنی عبادت وفرمانبرداری کیلئے پیدا کیا ہے۔

اَفْلَاكْ کو پیدا کیا تو یوں ہدف مقرر کیا۔

لَوْ لَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ۔ (حدیث)

ترجمہ: ''میں نے افلاک کو صرف تیری (اے محمد ﷺ) دل داری کیلئے پیدا کیا۔''

مخلوق کو پیدا کیا تو نصب العین یہ بتایا:

كُنْتُ كَنْزاً مَخْفِيًّا فَاَرَدْتُّ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ ۔(حدیث)

ترجمہ: میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا تو میں نے ارادہ کیا کہ میں پہچانا جاؤں بس میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

موت وحیات کا مقصد تخلیق بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

اَلَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً۔ (مُلک۔۲)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیا ہے تاکہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے کام کرتا ہے۔

سورج اور چاند کی تخلیق کے مقاصد یوں بیان کیے ہیں:

هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ۔ (یونس۔۵)

ترجمہ: وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا ہے اور چاند کو روشن کیا ہے اور اس کیلئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرلیا کرو۔

صدیوں سے انسان، صحرائی ہاتھی، حشرات اور شہد کی مکھیاں اپنے گھروں کے راستوں، فاصلوں اور سمتوں کا تعین آفتاب و ماہتاب کے ذریعے ہی کرتے چلے آرہے ہیں بلکہ سالوں،

Marfat.com

مہینوں اور ہفتوں کا حساب بھی انہی سے لگاتے ہیں۔

دن اور رات کے آنے جانے کے اہداف یوں بیان کیے ہیں:

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاساً وَّجَعَلْنَا النَّهارَ مَعَاشاً۔

اور ہم نے رات کو لباس بنایا (آرام کا ذریعہ) اور ہم نے دن کو معاش بنایا (محنت و مزدوری اور کاروبار کا ذریعہ) اور پھر اپنی اس چہیتی مخلوق کیلئے پانی، دریا، سمندر، کشتیاں، جہاز، حیوانات، نباتات اور بے شمار اشیاء بنا کر حضرت انسان کی خدمت پر مامور کر دیا ہے۔ مگر کروڑہا مخلوقات میں سے کوئی بھی چیز بے مقصد نہیں ہے۔ کہیں بھی کوئی جھول یا آوارگی نظر نہیں آتی ہے بلکہ ہر شے ایک سلیقے اور قرینے سے اپنی اپنی جگہ اپنے اپنے کام میں مصروف و مگن ہے اور تخلیق کائنات کے مقاصد کی تکمیل ہو رہی ہے۔ صدیوں سے یہ نظام کائنات کامیابی سے چل رہا ہے اور تاقیامت چلتا رہے گا کیونکہ مقاصد واہداف کی تعین ہو چکی ہے، اب تکمیل ہو رہی ہے۔

دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی پر نظر ڈالیے تو ہمیں اہداف کی تعیین یوں نظر آتی ہے۔ ''خالق کی عبادت، مخلوق کی اصلاح'' یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کا ہدف تھا۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

ترجمہ: یعنی جو بھی کہے گا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

گویا مکی زندگی میں ''تبلیغ اسلام و خدمتِ انسان'' ہی ہدف تھا تو مدنی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہداف پھیل گئے اور اب تبلیغِ اسلام کے ساتھ ساتھ نفاذِ اسلام اور دفاع اسلام بھی اہداف میں شامل ہو گئے تھے۔

شریعت اسلامیہ کے بھی اہداف اللہ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرما دیے ہیں اور انہیں ''کلیاتِ خمس'' کہا جاتا ہے یعنی حفظِ دین، حفظِ نفس، حفظِ عقل، حفظِ نسل اور حفظِ مال...... گویا ہر چیز کی اصلاح اور ہر ایک کا فائدہ ہی شریعت اسلامیہ کا ہدف و مقصود ہے تاکہ اعراض و گمراہی اور بغاوت و سرکشی کے جراثیم کا خاتمہ کر کے زندگی کو پاکیزہ، طیب و طاہر اور محفوظ بنایا جا سکے۔

Marfat.com

(ب) موثر طریقہ کار

کسی ادارے، مشن، تحریک، نظام یا کاروبار کے ناکام ہونے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ متعین کردہ اہداف اور مقاصد کے حصول کیلئے وضع کردہ طریقہ کار غیر مؤثر، لچکدار، کمزور اور ڈھیلا ڈھالا ہوتا ہے یا پھر وضع کردہ طریقہ کار کسی مصلحت کا شکار ہو جائے تو کاروبار وادارے تباہ اور مشن، تحریک اور نظام ناکام ہو جاتے ہیں۔

اللہ کریم نے کائنات کی تخلیق اور اس کے مقاصد کی تعیین کے بعد حصولِ مقاصد و تکمیل اہداف کیلئے مؤثر ترین، غیر لچکدار، مصلحتوں سے پاک اور مضبوط طریقہ کار وضع فرمایا ہے۔ جو نظامِ کائنات کو نسبت و تناسب اور ضرورت کے مطابق خودکار طریقے سے چلانے پر مجبور ہے: یہی وجہ ہے کہ مالکِ کائنات نے اپنی سب سے اعلیٰ مخلوق سے فرمایا ہے:

مَا تَرٰى فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ٥ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ٥ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ٥ (ملک:۳-۴)

ترجمہ: دیکھنے والو! اس رحمٰن (رب) کی تخلیق میں تمہیں کوئی بے ضابطگی نظر نہیں آئے گی تو ایک دفعہ پھر نظر ڈال لو کیا کوئی بھی نقص یا عیب نظر آ رہا ہے۔
پھر دوبارہ آنکھ بھر کے دیکھ لو تمہاری نگاہ ذلیل و عاجز ہو کر تمہاری طرف لوٹ آئے گی۔

یعنی اللہ کی کائنات کا نظام بغیر کسی تناقض، خلل، کجی و کمزوری اور بغیر کسی نقص کے ایک طے شدہ مضبوط فطری قانون کے تحت بالکل سیدھا اور برابر چلتا جا رہا ہے اور لوگوں کو دعوتِ فکر دے رہا ہے کہ غور کرو! ہے کوئی صانعِ ازل کے اس عظیم شاہکار کا ثانی؟ تو ایک ہی آواز آتی ہے۔ کوئی نہیں، کہیں نہیں...... پیغامِ ربانی ہے:

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ٥ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ

Marfat.com

الْقَدِيْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ (یٰسین: ۳۸ تا ۴۰)

ترجمہ: اور آفتاب ہے کہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔ یہ اندازہ بندھا ہوا ہے اس کا جو زبردست علم والا ہے اور چاند کیلئے منزلیں مقرر کیں۔ یہاں تک کہ ایسا رہ جاتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی، نہ آفتاب کی مجال ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے اور دونوں اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں''۔

یہاں بتایا جا رہا ہے کہ آفتاب اپنے طے شدہ راستے پر چلتا رہتا ہے، جسے اللہ نے اپنے علم کے مطابق طے کر دیا ہے۔ اسی طرح چاند بھی ایک منزل سے دوسری منزل کی طرف سفر کرتا رہتا ہے۔ دونوں اپنے اپنے دائرے میں بندھے ہوئے ہیں نہ ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں اور نہ ہی رات، دن سے پہلے آسکتی ہے بلکہ اپنے مقررہ وقت پر ہی آئے گی۔ یہی وجہ ہے کہ صدیوں سے یہ نظامِ قدرت چل رہا ہے اور چلتا رہے گا، کیونکہ یہ نظام قدرت کے مضبوط ہاتھوں میں ہے جس میں کوئی لچک کمزوری یا مصلحت نہیں ہے۔

دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت و رسالت کے اہداف مقرر کرنے کے بعد ان کی تکمیل کیلئے پُرعزم، مؤثر، مصلحتوں سے دور، غیر متزلزل اور پختہ یقین کے ساتھ ایک ایسا طریقہ کار وضع کیا جس میں کہیں بھی لچک یا جھول طمع یا لالچ و حرص نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکایت لے کر سردارانِ قریش کا وفد حضرت ابو طالب کے پاس گیا اور کہا کہ ''محمد آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کو بُرا بھلا کہتا ہے۔ اسے منع کیجئے ورنہ!''۔

اور پھر اس ڈرانے دھمکانے کے ساتھ کفارِ مکہ نے ترغیب و ترحیص سے بھی کام لیا اور پیش کش کی کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کی کسی خوبصورت ترین عورت سے شادی کرنا چاہیں تو ہم آپ کی پسند کی شادی کرانے کو تیار ہیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ بنانے کو بھی تیار ہیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مال و دولت درکار ہے تو ہم آپ

Marfat.com

کو مال و دولت سے مالا مال کر دیں گے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دماغ کا علاج کروانا ہے تو سارا خرچ ہم برداشت کریں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وضع کردہ مضبوط طریقہ کار کے مطابق جواب دیا:

ترجمہ: ''یہ لوگ اگر میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں گے تو بھی میں اپنے مشن (توحید) سے باز نہیں آؤں گا۔''

سود کی حُرمت کا حکم سناتے ہوئے فرمایا: ''سب سے پہلے میں بنو ہاشم کی طرف سے لوگوں کو اپنا سود معاف کرتا ہوں''۔

چوری کا ایک فیصلہ کرتے وقت فرمایا: ''خدا کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کرتی تو اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا''۔

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کسی بوڑھی عورت کا بوجھ اٹھائے اس کو اس کے مالک کے گھر پہنچاتے ہیں اور کبھی اس بوڑھی خاتون کے گھر تیمارداری کیلئے پہنچ جاتے ہیں جو ساری عمر آپ کے سر پر کچرا ڈالتی رہی اور راہوں میں کانٹے بچھاتی رہی اور جب ایک یہودی آپ کے گلے مبارک میں چادر ڈال کر اسے بل دیتا ہے اور صحابہ اسے مارنے کیلئے دوڑتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: عمر اسے چھوڑ دو، مجھے کہو کہ میں نے اس کا قرض دینا ہے۔

یہی وہ بے لوث اور مخلصانہ رویہ اور یقین راسخ سے لبریز غیر لچکدار طریقہ کار تھا کہ جس کی بدولت لوگ اسلام کی طرف یوں کھنچے چلے آرہے تھے جیسے پیاسا کنویں کی طرف بھاگا چلا آتا ہے۔

شریعتِ اسلامیہ نے اپنے اہداف کے تعین کے بعد ترغیب و ترہیب اور تخویب و تادیب سے کام لیا ہے اور کلیاتِ خمس کی حفاظت کیلئے کبھی جنت و رضائے الٰہی کی خوشخبری اور کبھی دوزخ و غضبِ الٰہی کی دھمکی دی ہے۔ کبھی تحمل، بُردباری، صبر اور برداشت کی تلقین تو کبھی لڑنے، مرنے اور جہاد کی ترغیب دی ہے۔ امر و نہی، ثواب زُہد و طاعت اور فسق و فجور، نافرمانی کے عذابات سامنے رکھ کر اعلان کر دیا: '' لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ '' کہ اللہ کی باتیں بدلا نہیں کرتیں، لہٰذا بدلنا تو تمہیں ہی پڑے گا۔ گویا احکاماتِ الٰہیہ شریعت کے اہداف کی تکمیل کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔

Marfat.com

(ج) ہمت واستقامت!

کسی ادارے، مشن، تحریک، نظام یا کاروبار کی ناکامی کا تیسرا بڑا سبب ناظم، مہتمم، امیر یا محرک وسربراہ کی غیر مستقل مزاجی ہے، کیونکہ اہداف کے تعین اور اس کے حصول کے طریقہ کار کو وضع کرنے کے بعد پوری توجہ، انہاک، جوش وجذبہ، ہمت واستقلال اور نئے ولولے کے ساتھ طے کردہ راستے پر صحیح سمت میں سفر جاری رکھنا نہایت اہم ہے۔ اس راہ میں آنے والی مشکلات ومخالفتوں کا حوصلہ مندی سے سامنا کرتے ہوئے ان کا سدِ باب کرنا بھی ضروری ہے۔

اس دوران ذاتی عناد ودشمنی، انا ومفاد پرستی اور حرص وہوس کو قریب بھی نہیں بھٹکنے دینا ہے بلکہ نہایت ایثار وقربانی، ہمت، حوصلہ، برداشت، بردباری اور استقامت وپامردی کا مظاہرہ کرنا ہے ورنہ ناکامی زیادہ دور نہیں ہوتی ہے۔

چل تو منزل کی طرف گردشِ ایام نہ سوچ
حوصلے آگ کو گلزار بنا دیتے ہیں

اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ کی ذات ہمت واستقامت جیسے عوارض سے پاک ہے مگر انسان کو اپنے مزاج میں استقلال پیدا کرنے کا طریقہ اور درس بھی بارگاہِ رب العزت سے ملتا ہے۔ جب اس نے اپنی معرفت وپہچان کو ہدف قرار دیا تو اس ہدف کے حصول کیلئے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تخلیقِ آدم کے ذریعے گویا اس نے طریقہ کار وضع کیا۔ جس کے نتیجے میں پہلے فرشتوں کی مخالفت سامنے آئی جسے " اِنّیِ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ " (بے شک میں وہ سب جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے) کہہ کر ختم کر دیا۔ باوجود طاقت اور قوت کے فرشتوں کو کوئی سزا نہیں دی بات دلیل سے انہیں سمجھا دی گئی۔ پھر جب عظمتِ انسانی کا تاج آدم علیہ السلام کے سر سجا کر فرشتوں سے سجدہ کرایا تو ابلیس کی مخالفت کا ظہور ہوا۔ اللہ نے اسے راندۂ درگاہ قرار دے کر مہلت دی مگر اس کا مشن جاری ہے اور اپنی مستقل مزاجی کا اعلان کرتے ہوئے فرمادیا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَo

ترجمہ: بے شک اللہ اپنے وعدوں (مشن، ادارے، نظام کے مقرر کردہ اصولوں) سے نہیں پھرتا۔

Marfat.com

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًاo

ترجمہ: تو تم ہرگز اللہ کی سنت (طریقوں، ضابطوں اور اصولوں) میں تبدیلی نہیں پاؤ گے۔

ہزاروں جھوٹے اور خودساختہ خدا گزرے ہیں لیکن سبھی نا چاہتے ہوئے بھی سچے خدا کے پابند رہے۔ دیکھیے جب نمرود سے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَo

ترجمہ: بے شک اللہ سورج پچھم (مشرق) سے نکالتا ہے۔ تو بھی اگر اللہ ہے تو سورج کو پورب (مغرب) سے نکال کے لے آ تو کافر ہکا بکا رہ گیا۔

فرعون کے زمانے میں جب قحط پڑا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ تو ہمارا رب ہے۔ قحط نے ہمارا کچومر نکال دیا ہے اب تو بارش برسا دے۔ جب اس سے کچھ نہ بن پڑا تو وہ رات کے اندھیرے میں جنگل کی طرف نکل گیا اور دور ویرانے میں جا کر اپنا تاج اور لباس شاہی اتار کر پھینک دیا۔ سر میں خاک ڈال لی اور سر سجدے میں رکھ کر کہنے لگا "اے سچے خدا تو ہی سچا اللہ ہے میں جھوٹا ہوں مگر میں تیرا بندہ ہوں اور میں نے آخرت کے بدلے دنیا پسند کی ہے اس لیے میری دنیا میں کمی نہ کر اور بارش برسا دے۔" اللہ کو اس پر ترس آ گیا۔ بارش برسا دی۔ مگر جب صبح لوگ اس کے دربار میں آئے تو سب اسی جھوٹے خدا کا شکریہ ادا کر رہے تھے جیسے کہ بارش اسی نے برسائی ہو۔ یہ صرف سچے اللہ کا ہی حوصلہ و ہمت ہو سکتا ہے۔

اللہ کریم نے مصلحتوں سے پاک اور اٹل فیصلہ پہلے ہی سنا دیا تھا کہ:

لَوْ لَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فِى الْاَرْضِo

ترجمہ: اگر اللہ کے علاوہ (بھی) کوئی الٰہ ہوتا تو زمین میں فساد کرتے۔

یعنی اللہ ایک ہی ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کی معرفت و پہچان درکار ہے۔ جس کیلئے آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی ہے اور کائنات میں یہ پسارا ہوا ہے اور اللہ کے عزم و ارادے، طاقت و قوت اور قدرت کے سبب یہ کارخانہ قدرت چل رہا ہے اور چلتا رہے گا۔

کیونکہ اللہ کریم نے فرما دیا ہے: اے بنی آدم تم اور زمین و آسمان کی ساری مخلوق بھی

Marfat.com

مل کر اگر مجھے سجدہ کرو تو میری حکومت و عظمت میں ذرا سا بھی اضافہ نہیں ہوگا اور اگر تم سب میرے باغی ہو جاؤ اور مجھے سجدہ نہ کرو تو میری حکومت و سلطنت اور شان و شوکت میں ذرا سی بھی کمی نہیں ہوگی۔

دوسری طرف اللہ کے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انسانی زندگی کیلئے اہداف مقرر کر دیئے۔ شریعتِ اسلامیہ کے مقاصد متعین فرما دیئے اور ان مقاصد کی تحصیل اور اہداف کی تکمیل کیلئے طریقۂ کار بھی وضع کر لیا تو نتیجتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کو مجنوں، پاگل، جادوگر اور شاعر وغیرہ القابات دیے گئے۔ آپ کو قتل کرنے کی سازشیں کی گئیں۔ شعب ابی طالب میں ۳ برس تک محصور رکھا گیا۔ آپ ﷺ کے صحابہ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ خود آپ کو طائف میں لہولہان کیا گیا۔ پتھروں سے گھائل کیا گیا۔ آپ ﷺ کے صحابہ کو قتل کیا گیا۔ ان کے مال و اسباب کو لوٹا گیا۔ انہیں جلاوطن کیا گیا۔ سولی پہ لٹکایا گیا۔ آپ ﷺ کو گھر بار، وطن اور بیت اللہ چھوڑ دینے پر مجبور کیا گیا۔ آپ ﷺ پر جنگیں مسلط کی گئیں۔ آپ ﷺ کے دندانِ مبارک شہید ہوئے۔ آپ ﷺ پر صلح حدیبیہ جیسے معاہدے تھوپے گئے۔ آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کے جنازے اٹھائے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کے اہلِ خانہ پر بہتان طرازی کی گئی۔ دورانِ نماز آپ ﷺ پر اوجھڑیاں ڈالی گئیں۔ آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر تشدد کیا گیا۔ آپ ﷺ کے گلے میں کپڑے لپیٹ کر دبایا گیا۔ مغلظات بکی گئیں...... مگر پھر بھی دینِ حق کے نفاذ، اشاعت اور دفاع کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری ہمت اور استقلال کے ساتھ ڈٹے رہے اور " نَصْرٌ مِنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ "کا مژدۂ جانفزا سنا کر اپنے ساتھیوں کے حوصلے بڑھاتے رہے۔ بالآخر اللہ نے اعلان کر دیا۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ۔ (جب اللہ کی طرف سے مدد اور فتح آ گئی) مکہ فتح ہو گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اہداف پا لینے کے بعد جہاں سے تشریف لائے تھے وہیں تشریف لے گئے۔ جاتے جاتے حجۃ الوداع کے خطبہ میں لوگوں سے پوچھا: کیا میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے؟ سب نے بیک زباں ہو کر کہا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بے شک آپ نے اللہ کا پیغام ہم تک پہنچا دیا ہے۔ تم سب گواہ ہو جاؤ!!!

Marfat.com

• آج تک نازل ہونے والی تمام آسمانی شریعتیں ردو بدل کا شکار ہوگئیں، کیونکہ ان کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ کریم نے اپنے ذمہ نہیں لی تھی۔ واحد شریعتِ اسلامیہ ہے۔ جس کیلئے اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ۔

ترجمہ: یعنی ہم نے ہی یہ ذکر (قرآن) نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰی۔

ترجمہ: یعنی وہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی مرضی وخواہش سے نہیں بولتے بلکہ جو کچھ وہ بولتے ہیں وہ وحی الٰہی ہوتا ہے اور مزید ارشاد فرمادیا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے۔

شریعتِ اسلامیہ کی طرف سے مکمل ضمانت کے بعد فرمایا:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْئٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ○

ترجمہ: یعنی اگر کسی شے میں تمہارے درمیان تنازع ہو جائے تو اللہ اور رسول کی طرف لوٹایا کرو اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔

شریعتِ اسلامیہ نے خوف، امید، توبہ، اصلاح اور تقویٰ و پرہیزگاری کے چراغ روشن کر کے دینوی اور اُخروی کامیابیوں کا یقین دلایا ہے اور باوقار زندگی کا احسان دیا ہے۔ جس کا جی چاہے اپنی یاد و بندگی سے زندگی کا چراغ روشن کر لے اور جس کا جی چاہے غفلتوں کی چادر تان کر سویا رہے۔ تاقیامت یہی ہوتا رہے گا۔

مدارس اسلامیہ کے اہداف:

دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں جو فکرِ نبوت و رسالت کے امین ہیں۔ اسلامی اقدار و

Marfat.com

روایات کے محافظ ہیں۔ اُن اداروں کو آوارگی و بے مقصدیت کی بھینٹ نہیں چڑھایا جاسکتا۔ ان کا ہدف، طریقۂ تکمیل اور نصاب کا اس سے ہم آہنگ ہونا نہایت ضروری ہے۔

دینی مدارس کے اہداف واضح ہیں:

i۔ تبلیغِ اسلام ii۔ نفاذِ اسلام

iii۔ دفاعِ اسلام iv۔ غلبۂ اسلام

اگر یہ چاروں باتیں دینی مدارس کا ہدف قرار نہ پائیں تو اسلام اور اہلِ اسلام کا مستقبل تاریک ہو جائے گا۔

ان اہداف کے حصول کیلئے ایک ایسا طریقہ کار اور نصاب وضع کرنے کی ضرورت ہے جس کے تحت ایسی شخصیت کی تعمیر کی جائے جو دین سازی، تشکیل کردار، باہمی رابطے، فیصلہ سازی، ہمدردی، اشتراکِ عمل، احترامِ رائے، مذاکرات و انکار، عزتِ نفس، اعتماد سازی، خوبیوں اور خامیوں سے آگہی، خود تشخیصی و خود احتسابی، منصوبہ سازی و مثبت سوچ، دباؤ سے نبٹنے، مقصد کے تعین، اظہارِ خیال، دوسروں کے احساسات و جذبات کو سننے اور سمجھنے کی مہارتوں، احساسِ ذمہ داری و رواداری، بیدار مغزی و بالغ نظری، معاملہ فہمی، زیرکی و روشن خیالی، معرفت نفس، احساس بندگی اور زندگی گزارنے کی ایسی شخصی و سماجی صلاحیتوں سے بہرہ ور ہو کہ جس سے وہ روز مرہ زندگی کے تقاضوں اور مسائل سے بخوبی نمٹ سکے۔ اور تبلیغ اسلام، نفاذِ اسلام، دفاعِ اسلام اور غلبۂ اسلام کیلئے متحرک و مؤثر کردار ادا کر سکے۔

پھر مدارس کی کامیابی کیلئے اخلاص، لِلّٰہیت، ثابت قدمی، اور استقامت درکار ہے۔ ذرا سی لاپرواہی، بددیانتی اور بدنیتی بھی مدارس کو ''مرگھٹ'' بنا سکتی ہے۔ جہاں اسلام اور مسلمان بچوں کے گلے گھونٹ گھونٹ کر انھیں پیاسا مارا جائے گا۔ پھر قبرستانوں میں مکڑی کے جالے اور ویرانوں میں خواہشات کے اُلو ہی پلا کرتے ہیں۔

دینی طلبہ کے اہداف:

مدارس دینیہ میں آنے والے طلبہ یہ آرزو لے کر آتے ہیں کہ کاش! ان کے سینے کے کسی

Marfat.com

زینے پر کوئی ایمان کا دیا جلادے۔ اس کے آسمانِ ذہن میں "قَالَ اللّٰہُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ" کے آفتاب روشن ہوں۔ اس کے صحنِ کردار میں سیرتِ طیبہ کے پھول مہکیں۔ اس کے افکار و اعمال سے اُسوۂ حسنہ کی جھلک نظر آئے۔ اس کے انگ انگ سے خوفِ الٰہی اور حبِ رسول کا رنگ ٹپکے۔ اس کی ہستی کے اندھیروں میں بھی کوئی یقین کے تارے سجادے۔ اس کی زندگی کو بندگی کا چراغ بنا دے۔ اس کا ضمیر جگادے۔ اور اس کے جذبات میں احساسِ عمل کی چنگاری سلگادے اور وہ تعلیم و تربیت پاکر معاشرے میں اسلام کا سچا سپاہی بن کر اپنا کردار ادا کرے اور تبلیغِ اسلام، نفاذِ اسلام، دفاعِ اسلام اور غلبۂ اسلام کا فریضہ انجام دے، اس کیلئے وہ اپنے لیے یہ اہداف مقرر کرتا ہے۔

۱۔ حصولِ علمِ دین	۲۔ احساسِ عمل
۳۔ حسنِ اخلاق	۴۔ رضائے الٰہی

ان اہداف کی تکمیل کیلئے راسخ الایمان، باعمل تجربہ کار، مخلص، ہمدرد، محنتی، بے لوث، صاحبِ کردار علماء و اساتذہ کی صحبت کا انتخاب کرنا چاہیے ورنہ مقاصد کی تحصیل کھٹائی میں پڑ جائے گی۔

اس دوران بھوک، پیاس، موسم کی شدت، طعنے، گالیاں، سخت وست باتیں، انتظامیہ کا بجا و بے جا، ناروا رویہ، اساتذہ کی مار اور ناراضگی، ماں باپ سے دوری، تنہائی کی زندگی، سفر کی صعوبتیں اور فیصلوں کے بوجھ سمیت تمام مشکلات کو نہایت تحمل، بردباری اور ثابت قدمی سے جھیلنا ضروری ہے ورنہ شیطان تو گھات لگائے اسی لیے بیٹھا ہے کہ طلبہ کو حصولِ علمِ دین سے اٹھا کر طلبِ دنیا کی راہ پر ڈال دے۔

مدارس اسلامیہ کی بربادی:

مقصد و ترجیحات بدل جائیں تو مقرر شدہ اہداف بھی پیوند زمین ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً تحریک، مشن اور ادارے بگاڑ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ناامیدی و مایوسی کی زہریلی مکڑیاں جالے تان دیتی ہیں۔ جہالت کے اُلو منڈلانے لگتے ہیں۔ جو آبادی سے الرجک اور ویرانے پسند کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کھنڈرات عبرت کا نشاں ہوتے ہیں۔ انقلاب کا مرکز نہیں!!

آج ہمارے مدارس کی ترجیحات بدل دی گئی ہیں۔ اصل مقصد و مقررہ اہداف گم ہو

Marfat.com

گئے ہیں۔ شومئی قسمت کہ اب ان مدارس میں تبلیغِ اسلام کی بجائے ''تبلیغِ اوہام'' نفاذِ اسلام کی بجائے ''بغاۃِ اسلام'' دفاعِ اسلام کی بجائے ''تباہی اسلام'' اور غلبۂ اسلام کی بجائے ''غلبۂ اجسام'' کیلئے دن رات کام ہو رہا ہے۔ تعمیرِ شخصیت کی جگہ ''تعمیرِ سبعیت'' اور بندہ نوازی کی جگہ ''چندہ نوازی'' کو اصل مقصد قرار دے دیا گیا ہے۔

حفیظ: کہتے تھے احباب جس کو بندہ نواز
بنا ہے گردشِ دوراں سے اب وہ چندہ نواز

یہی وجہ ہے کہ اب مدارس میں ہُو کا عالم ہے۔ جنگل کا سا خوف ہے۔ در و دیوار سے حسرت و یاس کے آنسو ٹپکتے ہیں۔ فضائیں اداس ہیں راتیں چراغِ مطالعہ سے محروم ہیں۔ جذبات سے عاری، بھکاریوں کی ایک بھیڑ کو روٹی مل رہی ہے۔ جن پر قرآن کی یہ آیت خندہ زن ہے:

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوۤا اِنَّ كَثِيْراً مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

(توبہ۔۳۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! اکثر علماء یہود اور علماءِ نصاریٰ لوگوں کے اموال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔

افسوس صد افسوس!! کہ ہماری بے مقصدیت و آوارگی لاپرواہی و بد دیانتی اور عمل سے تہی دامنی نے انسانیت کیلئے امیدوں کے چراغ بجھا کر مدارس کو اسلام اور علم و عرفاں کا قبرستان اور مساجد کو ویران کر دیا ہے۔ جہاں مادیت و نفسانیت کے کالے سمندر سے نکل کر آنے والے طلبہ اپنی شخصیت کے بُت کو بچاتے ہوئے ترغیب نفس کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ ترہیب ضمیر و تادیب قلب سے لڑتے ہوئے بالآخر تہذیب نو کے گندے جوہڑ کا کیڑا بن جاتے ہیں۔ جو اپنی فطرت سے مجبور، اپنے دل کے سیاہ نکتوں کو دیکھنے کی بجائے دوسروں کے زیر و زبر تلاش کرتے کرتے معدوم ہوتے جاتے ہیں۔

Marfat.com

"کسی نے کہا تھا: "اُجڑیاں باغاں دے گالہڑ پٹواری"

یعنی علم و حکمت اور روحانیت کے اجڑے باغوں (مدارس و خانقاہوں) کی سرپرستی کے کے لیے گلہری کی طرح صرف ٹرٹر کرنے والے بے عمل لوگ رہ گئے ہیں۔

اور "سُنجیاں مسیتاں دے گالہڑ امام"

یعنی اخلاص و حسنِ نیت سے بے آباد اور خیر سے محروم و ویران مساجد کے امام بھی بے عمل و باتونی واعظین ہی ہوتے ہیں۔

ایک مسلمان کے یومیہ اہداف:

سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ فجر کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ عِلْماً نَّافِعاً وَّرِزْقاً طَیِّباً وَعَمَلاً مُتَقَبَّلاً۔

ترجمہ: یعنی اے اللہ میں تجھ سے علم نافع اور پاکیزہ رزق اور عملِ مقبول کا سوال کرتا ہوں۔

گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس دعا کے ذریعے ایک مسلمان کی زندگی میں روزمرہ کیلئے اہداف کا تعین فرما دیا ہے: علم نافع، رزق طیب اور عملِ مقبول...... ایک مسلمان کی زندگی انہیں اہداف و مقاصد کی تکمیل و تحصیل میں بسر ہوتی ہے جو دنیا و آخرت میں اس کی کامیابی کی ضامن ہے۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلماں میں اسی لیے نمازی

☆☆☆

Marfat.com

نشانِ اعتراف

۱۵نومبر ۲۰۰۹ءکودارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ میں منعقدہ الوداعی تقریب کے لیے لکھی گئی تحریر

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم!

امّا بعد!! فاعوذ با الله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

شهدالله انه لا اله الا هو والملٰئکة و اولوا العلم قائماً بالقسط

صدق الله العظیم و بلغنا رسوله الکریم۔

اللہ کی حمد کے بعد نہایت ہی واجب الاحترام میرے محسن ومربی حضرت مولانا ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی، بانی وناظم اعلیٰ دارالعلوم انجمن قمرالاسلام سلیمانیہ پنجاب کالونی کراچی

اور میرے مشفق ومہربان عارف طریقت عالم شریعت، عظمت دین وملت حضرت علامہ مولانا ابوالازہر سید عظمت علی شاہ ہمدانی دامت برکاتہم العالیہ

میرے نہایت ہی مہربان اُستاد گرامی حضرت علامہ مفتی عبدالعزیز سیالوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

اور آج کی اِس مجلس اعتراف حسنِ کارکردگی کے دولہا حضرت علامہ سید عابد حسین شاہ صاحب ترمذی دامت برکاتہم العالیہ

اور میرے پیارے بھائی بچپن کے ساتھی اور دوست حضرت علامہ مولانا قاری محمد حسین رضوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

اورعزیز طلبہ ساتھیو!

میں نے قرآن کریم کی جوآیت کریمہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔اُس کا مفہوم کچھ اس طرح سے ہے کہ'' اللہ نے گواہی دی کہ بندگی سوائے اللہ کے کسی کی نہیں ہے، فرشتوں اور علماء نے بھی انصاف پر قائم رہتے ہوئے یہی کہا ہے۔گویا جس بات کی گواہی اللہ نے

Marfat.com

دی ہے فرشتوں اور علماء کی شان یہ ہے کہ پورے انصاف کے ساتھ اُس گواہی پر نہ صرف ایمان لائیں بلکہ اُسے پھیلائیں اور اس کی خوب اشاعت کریں یعنی اِس آیہ کریمہ میں علماء کی ڈیوٹی بیان ہوئی ہے کہ وہ اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیں۔ جو عالم یہ نہ کرے وہ عالم نہیں بلکہ ظالم و جاہل ہے۔ علماء کی شان یہی ہے کہ وہ اپنی زندگیاں اللہ کی اس گواہی کی ترویج و اشاعت میں بتا دیتے ہیں۔ وہ دین کی سربلندی کے لیے خود کو وقف کیے ہوئے ہوتے ہیں۔

چنانچہ سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ زَارَ عَالِماً فَكَاَنَّمَا زَارَنِی وَمَنْ صَافَحَ عَالِماً فَكَاَنَّمَا صَافَحَنِی''

ترجمہ: یعنی جس نے کسی عالم کی زیارت کی اُس نے گویا مجھے دیکھا اور جس نے کسی عالم سے مصافحہ کیا اُس نے گویا مجھ سے مصافحہ کیا۔

علماء کی شان دیکھئے کہ علماء کو دیکھنا اور مصافحہ کرنا اللہ کے رسول کو دیکھنا اور مصافحہ کرنا ہے اور نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''مَن رأنی رأالحق'' یعنی (جس نے مجھے دیکھا اُس نے اللہ کو دیکھا) تو یہ ہیں وہ لوگ جنہیں دیکھنا بواسطہ نبی ﷺ اللہ کو دیکھنا ہے۔ معلوم ہو گیا کہ علماء کی بہت بڑی شان ہے تو جو لوگ ان کی عظمتوں اور بلندیوں کا اعتراف کر لیتے ہیں وہ بھی عظیم ہو جاتے ہیں۔ ہمیں نہایت خوشی ہو رہی ہے کہ مادرِ علمی دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ نے ایک نئی روایت کا آغاز کرتے ہوئے اساتذہ کرام اور علماء کرام کو نشانِ اعتراف پیش کرنے کا آغاز کیا ہے ورنہ دینی و مذہبی اداروں میں ہر کام فی سبیل اللہ سمجھا جاتا ہے یعنی کسی طالبعلم کا آنا جانا، یا کوئی اعلیٰ کارکردگی دکھانا یا اساتذہ کا محنت و دیانت سے کام کرنا اور مرضی سے آنا اور مرضی سے چلے جانا سب فی سبیل اللہ ہوتا ہے۔ تاریخ قمر الاسلام کا غالباً یہ پہلا واقعہ ہے کہ اساتذہ و علماء کرام کو اُن کی محنتوں اور کاوشوں کا اعتراف کرتے ہوئے نہایت اعزاز و اکرام اور نشانِ اعتراف کے ہمراہ رخصت کیا جا رہا ہے۔ دینی و مذہبی اداروں میں مادرِ علمی دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ نے یہ نئی طرح ڈالی ہے۔ میں دل کی گہرائیوں سے حضرت علامہ ابوالازہر سید عظمت علی شاہ ہمدانی کو مبارکباد پیش

Marfat.com

کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ کریم علماء کرام کی عزت واحترام کے صدقے سے آپ کی عزت و احترام، عظمتوں اور رفعتوں میں برکتیں عطا کرے۔ ساتھ ہی میں یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ اس نئی اور نہایت اعلیٰ اور حوصلہ بخش روایت کا آغاز کرتے ہوئے تاریخ قمرالاسلام کے 1964ء تا حال تمام دستیاب اساتذہ کرام، علماء کرام اور قرائے کرام کو بھی اگر شریک کرلیا جاتا اور ان کی خدمات کا بھی اعتراف کرلیا جاتا تو آج کی مجلس کو چار چاند لگ جاتے اور ہماری خوشیاں دوبالا ہو جاتیں! کیونکہ ہمیں نہیں بھولنا چاہئے کہ ادارہ قمرالاسلام اِس پتھر اور سیمنٹ بجری کی عمارت کا نام نہیں ہے۔ قمرالاسلام تو علامہ محمد یوسف فاروقی کا نام ہے۔ قمرالاسلام تو علامہ رضاء المصطفیٰ قصوری کا نام ہے۔ قمرالاسلام تو علامہ اللہ بخش اویسی کا نام ہے۔ قمرالاسلام تو علامہ خالد محمود کا نام ہے۔ قمرالاسلام تو علامہ ریاض سعید کا نام ہے۔ قمرالاسلام تو قاری غلام حسین شجاع آبادی کا نام ہے۔ قمرالاسلام تو قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی کا نام ہے۔ قمرالاسلام تو قاری عبدالقیوم محمود کا نام ہے۔ قمرالاسلام تو قاری محمد حسین رضوی اور علامہ سید عابد حسین شاہ کا نام ہے اور ان کی عظمتوں، رفعتوں، کامیابیوں اور کامرانیوں کا اعتراف ہی قمرالاسلام کی میراث ہے۔ جانے والوں کے لیے دل غمگین اور آنکھیں نمکین ہوا کرتی ہیں مگر مادر علمی قمرالاسلام سلیمانیہ کی جانب سے اساتذہ کرام کے اعزاز میں منعقد کی جانے والی اِس الوداعی تقریب کی خوشی تمام جذبات پر غالب آ گئی ہے۔

ہمارے ایک دوست شاعر جناب مرزا عبداللطیف دھلوی نے ایسے ہی موقع کے لیے کہا ہے۔

باغ سے رخصت صبا ہونے کو ہے
رنگ شادابی ہوا ہونے کو ہے

چیختے ہیں عندلیبان چمن!
پھول کلیوں سے جُدا ہونے کو ہے

چھا گیا مدرسہ پہ غم کا سحاب
دور خوش وقتی جدا ہونے کو ہے

ابھی ابھی سامنے اسٹیج پر بیٹھے ہوئے اپنے دوست محمد حسین رضوی کو میں نے محبت

Marfat.com

ورشک سے دیکھا تو ان کا منہ مارے حیرت کے کھلا ہوا پایا جو آج کی تقریب پذیرائی پر استعجاب کا نتیجہ ہے کیونکہ زمانہ طالب علمی سے آج کی اِس تقریب کے انعقاد تک تمام اساتذہ و علماء کا اجنبیوں کی طرح آنا جانا وہ دیکھ چکے تھے اور آج اپنی خوش نصیبی پر حیرت زدہ ہیں۔ مگر ان کا مقام اس سے کہیں بلند ہے۔

قاری محمد حسین رضوی ابتدا سے انتہا تک میرے ساتھی رہے ہیں ۔ ناظرہ، حفظ، تجوید تک تو ہم ایک ہی اُستاد ایک ہی کلاس میں رہے البتہ درسِ نظامی میں جب اولیٰ میں آئے تو تاریخ قمر الاسلام میں بحیثیت اُستاد کے ایک نئی شخصیت حضرت علامہ ڈاکٹر محمد صحبت خان کوہاٹی دامت برکاتہم العالیہ کی وارد ہوئی۔ ان کے لیے ایک نئی کلاس (ابتدائیہ) کے نام سے بنائی گئی۔ ہم سب کلاس اولیٰ میں موجود تھے، قبلہ اُستاد گرامی حضرت علامہ محمد یوسف فاروقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کلاس میں موجود تھے۔ انہوں نے ہی اعلان کیا کہ ایک نئی کلاس ابتدائیہ بنائی گئی ہے۔ جو بچے اُس کلاس میں جانا چاہیں وہ کھڑے ہو جائیں ہم بھی کھڑے ہو گئے تھے لہٰذا ابھی تک کھڑے ہوئے ہیں اور رضوی صاحب نے اُس وقت بیٹھے رہنے کا فیصلہ کیا تھا، پھر دیکھئے آج تک بیٹھے ہوئے ہیں اور رضوی صاحب کی کرامت یہ ہے کہ یہ بیٹھ کر بھی آگے نکل گئے اور ہم کھڑے ہو کر بھی منزل کی طرف نہ چل سکے!!

داخلہ ملتے ہی مدرسہ میں گروی ہو گئے
چند دنوں میں ہی پھر وہ فدوی ہو گئے
مدرسہ کی روٹی میں عجب تاثیر ہے یارو!
جو آئے تھے محمد حسین، وہ رضوی ہو گئے
رضوی کو کئی بار ہم نے دیکھا ہے اویس
جس کے بھی ہوئے یار، وہ جگری ہو گئے

قاری محمد حسین رضوی نے رحمانی قاعدے سے دورۂ حدیث تک دار العلوم قمر الاسلام سے پڑھا ہے وہ عالم بھی ہیں اور معلم بھی، وہ قاری بھی ہیں اور مقرر بھی، قلم کے بھی دھنی ہیں مگر انہیں جو شہرت ملی ہے وہ قرأت کے حوالے سے ملی ہے۔

Marfat.com

یوں تو رضوی صاحب کے کئی شاگردوں نے ملکی وغیر ملکی سطح پر مقابلہ ہائے حسنِ قرآت میں قمرالاسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے لیکن دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ نے 1998ء میں جب مجھ ناچیز کو شعبۂ تحفیظ وتجوید کا ممتحن مقرر فرمایا تھا۔ اُس وقت ایک معصوم بچی رابعہ گوھر کے حفظ، ترتیل اور حدر نے بندہ کو نہایت متاثر کیا تھا۔ پھر یہ بچی قرأت قرآن کے اُفق پر روشن ستارہ بن کر چمکنے لگی۔ ملکی سطح سے لے کر بین الاقوامی سطح تک مقابلہ ہائے حسن قرأت میں خوب جوھر دکھائے اور ملائیشیا میں منعقد ہونے والے عالمی مقابلہ حسنِ قرأت میں پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے دوسری پوزیشن حاصل کی اور دنیا بھر میں اپنے ملک، مدرسہ اور اپنے اُستادِ محترم جناب قاری محمد حسین رضوی کا نام روشن کیا۔ یقیناً قاریہ رابعہ گوہر صاحبہ قاری محمد حسین رضوی صاحب کی محنتوں کا ثمر ہے۔

ابھی ابھی کوئی طالبعلم رضوی صاحب کی ظریفانہ طبیعت کا ایک واقعہ ذکر کر رہا تھا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ذہانت کے ساتھ ساتھ خوش مزاجی کو بھی انہوں نے ہمیشہ ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہوئے مخلوق کے دل جیتے ہیں دورانِ تعلیم ان دس کمروں میں سے تمام ہی کلاسوں میں ہم نے پڑھا ہے میرے بائیں طرف والی جو کونے کی کلاس ہے یہاں جب قاری عبدالرحمٰن صاحب شجاع آبادی کی پہلی پہلی تقرری ہوئی تو تدریس کا آغاز اس کونے والی سیڑھیوں کے ساتھ والی کلاس سے ہوا۔ اس سے پہلے تجوید کی باقاعدہ کلاس نہیں ہوتی تھی بلکہ قبلہ استادگرامی حضرت شیخ القرأ قاری غلام حسین شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ درس نظامی کی کلاسوں میں ہی پیریڈ لیا کرتے تھے۔ گویا شعبۂ قرأت کے قیام کے بعد ہماری کلاس ہی اس شعبہ کی پہلی کلاس بنی تھی۔ قاری عبدالرحمٰن صاحب شجاع آبادی دامت برکاتہم العالیہ نے علم التجوید سے آغاز کیا تھا اور لکھوایا بھی کرتے تھے۔ حضرت علامہ محمد اقبال قادری (جامعہ مبارکیہ والے) صرف اور نحو تجوید کی کلاس میں پڑھایا کرتے تھے۔ علم التجوید کی کاپی ہم نے رنگ برنگے قلموں سے مکمل لکھی ہوئی تھی مگر ایک درس نظامی کے اُستاد نے ہم سے لی اور پھر آج تک واپس نہیں کی ہے۔ (اگر یہ مضمون وہ پڑھ لیں تو برائے کرم واپس کردیں)۔

Marfat.com

ایک دن قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی دامت برکاتہم العالیہ صبح جب کلاس میں تشریف لائے تو دو بچے کھیل رہے تھے۔ قاری صاحب کو بہت غصہ آیا اور شدید غصے میں کوئی لکڑی یا ڈنڈی تلاش کرنے لگے اتفاق سے انہیں کوئی ڈنڈی وغیرہ تو ہاتھ نہ آئی مگر صحن میں جمعدار صفائی کر رہا تھا جھاڑو کا ایک تنکا جھاڑو سے نکل کر کوڑا بن رہا تھا وہ قاری صاحب کے ہاتھ لگ گیا بس قبلہ قاری صاحب نے اسی جھاڑو کے تنکے سے تمام طلبہ کو اپنے خیال میں زور زور سے پیٹا تھا اور ایک لڑکا جب تنکے سے پٹ رہا تھا تو زور سے چلا رہا تھا ''ہائے، ہائے، ہائے'' جب قاری صاحب کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو وہ کلاس سے نکل کر سیدھا دفتر میں تشریف لے گئے تو جو لڑکا کچھ دیر پہلے تنکے سے پٹ کر کراہ رہا تھا اب وہ زوردار قہقہے سے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا وہ لڑکا تھا! آپ سمجھ گئے ہوں گے!! ''جناب قاری محمد حسین رضوی''۔

کچھ عرصہ پہلے جب رضوی صاحب دارالعلوم قمرالاسلام میں مدرس تھے۔ فقیر مدرسہ میں حاضر ہوا تو رضوی صاحب کہنے لگے کہ میں استعفیٰ دینا چاہتا ہوں۔ تو میں نے اس وقت کہا تھا کہ آپ ڈٹے رہیں اب آپ تاریخ قمرالاسلام میں امر ہو چکے ہیں۔ آپ کے بغیر قمرالاسلام کی تاریخ اب اُدھوری رہے گی۔

سچی بات یہ ہے کہ ہم اسی مدرسے میں پلے، پڑھے اور جوان ہوئے ہیں اکٹھے فٹبال، کرکٹ اور والی بال کھیلا ہے۔ یہ جو آفس میں آپ کو کپ اور ٹرافیاں نظر آ رہی ہیں اس میں ہماری کرکٹ، فٹبال، مقابلہ حُسنِ قرأت اور مقابلہ تقاریر و نعت خوانی کے حوالے سے ہمارا حصہ موجود ہے۔ اور اگر تحقیقی جائزہ لیا جائے تو ہمارے ہم عصر ساتھیوں اور ہم نے جتنے کپ اور ٹرافیاں جمع کی ہیں ہم سے پہلے اور ہم سے بعد کے ادوار میں ایسا نہیں ہو سکا ہے۔

اور یہ دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کا ہی فیض ہے کہ آج یہ ناچیز ملکِ عزیز کی سب سے بڑی یونیورسٹی ''جامعہ کراچی'' کے شعبہ اسلامک لرننگ سے ''Ph.D'' کے لیے اسلامی قانون سازی کے ایک اہم شرعی ماخذ ''قیاس'' کے حوالے سے ایک تحقیقی مقالہ لکھ رہا ہے۔

Marfat.com

رضوی صاحب نے اپنی محنت اور استقامت سے یہ داغ بھی دھوڈالا ہے کہ یہ مذہبی و دینی ادارے اور مدارس اپنے ہی اداروں کے لیے اساتذہ بھی پیدا نہیں کر سکتے ہیں۔ بلکہ رضوی صاحب کی استقامت کا اندازہ اس سے کر لیجئے کہ کئی لائق اور نامور شخصیات باوجود کوشش کے سادات کی دہلیز قلب بھی پار نہ کر سکیں اور رضوی صاحب نے اپنی استقامت سے سادات کے دل میں گھر بنا کر انہیں گھیرے رکھا تھا۔ رضوی صاحب کی کرامات کا اعتراف ان کے طلبہ اور ساتھی ہی نہیں کرتے بلکہ بڑے بڑے لوگ ان کی کرشماتی شخصیت کے اسیر ہیں ہمارے ایک نہایت ہی مخلص دوست محترم جناب محمد ناظم صدیقی صاحب (ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر کراچی) بتا رہے تھے کہ رضوی صاحب کی صحبت نے مجھے کامل بنادیا ہے۔ کہنے لگے کہ بی ایم بی اسکول صدر کراچی میں ہم نے نماز ظہر باجماعت ادا کرنے کا سلسلہ شروع کیا تو میں نے رضوی صاحب سے درخواست کی کہ آپ ہمیں نماز ظہر پڑھادیا کریں۔ ہم نے دریاں بھی لائیں اور سلسلہ شروع کردیا۔ دودن کے بعد رضوی صاحب نے مجھے کہا کہ سر: آپ نماز پڑھائیں! میں نے کہا: میں کیسے پڑھاؤں؟ تو بولے: میں ہوں ناں میں ہوں نا!! میں نے جماعت کروادی۔ اگلے دن سے رضوی صاحب غائب ہوگئے اور پھر اذان اور جماعت دونوں کام میں انجام دیتا رہا۔ جب میں کافی پریکٹس کر چکا تو میں نے کہا کہ میرے مخارج اور تلفظ بھی ٹھیک کرادیں۔ تو رضوی صاحب نے وہ بھی ٹھیک کرادیئے ایک دن اچانک میں رضوی صاحب کے شاگرد جناب قاسمی صاحب کی مسجد چانڈیو ولیج میں گیا۔ رات وہیں سویا صبح کو جمعہ تھا۔ 12:30 پر قاسمی صاحب نے کہا کہ سر! جمعہ آپ پڑھائیں گے میں نے کہا: کیسے پڑھاؤں گا؟ بولے خطاب کرنا ہے۔ میں نے کہا: میں نے کبھی خطاب نہیں کیا ہے: لیکن اُنکا اصرار تھا اور میں سعادت سمجھتے ہوئے تیار ہوگیا غسل کیا اور قاسمی ٹوپی پہن کر منبر پر جابیٹھا اور خطاب شروع کیا مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ لوگ میرے خطاب کو ہمہ تن گوش ہو کر سن رہے تھے۔ 15 منٹ اوپر ہوگئے مگر لوگ محو تھے۔ پھر میں نے کہا کہ پھر جب موقع ملے گا تو مزید خطاب کرونگا۔ میں ایک منجھا ہوا خطیب لگ رہا تھا۔ رضوی صاحب اپنے بچے کے ساتھ چھپ کر میرا خطاب سن رہے تھے۔ بس یہ جمعہ کا خطاب کیا کیا کہ محلّہ کی مسجد کے امام صاحب نے

Marfat.com

میری پیشانی پہ پتا نہیں کیا پڑھ لیا تھا فرمایا: ظہر اور عصر ہمیں پڑھا دیا کریں۔ ہم نے حامی بھر لی۔ ایک دفعہ تو مہینے بھر کی چھٹی پر جاتے ہوئے مجھے کہا نمازیں اور جمعہ بھی آپ ہی نے پڑھانا ہے۔ میں نے حامی بھر لی یہاں تک کہ میں بیک وقت خادم، مؤذن، امام اور خطیب بن گیا ہوں اور یہ رضوی صاحب کی کرامت ہے واقعی ''وہ زندہ بزرگ ہے'' 12 دسمبر 2009 کو ناظم صدیقی صاحب ریٹائر ہو رہے ہیں بعد کی زندگی بڑی کٹھن ہو جاتی ہے مگر ناظم صدیقی صاحب کو اللہ نے عظیم خدمت کے لیے تیار کر لیا ہے۔ اور بقول صدیقی صاحب: یہ رضوی صاحب کی کرامت ہے۔ آج کی تقریب سعید میں ''نشانِ اعتراف''! پانے والے دوسرے دولھا حضرت علامہ سید عابد حسین شاہ ترمذی دامت برکاتہم العالیہ کو ہم نے 1995 سے قمر الاسلام میں دیکھا ہے اور پہلی ملاقات اور تعارف بھی اتفاق سے رضوی صاحب کے ذریعے ہی ہوا تھا۔ نہایت با اخلاق و خوش خصال، قناعت پسند اور حوصلہ مند شخصیت کے حامل ہیں۔ جب بھی مدرسہ میں آنا ہوتا تو عابد شاہ صاحب اپنے مدھم و دھیمے انداز میں فرماتے کوئی نئی کتاب لکھی ہے آپ نے؟ کوئی مضمون لکھا ہے؟ ہم کہتے جی ہاں! تو بڑے خوش ہوئے تھے۔ ہم نے شاہ صاحب سے عرض کیا تھا کہ آپ چلتی پھرتی اور بولتی کتابیں تیار کر رہے ہیں اور ہم خاموش کتابیں لکھ رہے ہیں۔

حضرت علامہ سید عابد حسین شاہ ترمذی دامت برکاتہم العالیہ کی دیانت داری، بُردباری، مستقل مزاجی اور پُر خلوص علمی خدمت نے دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کو اساتذہ کے معاملے میں خود کفیل بنا دیا ہے اور اپنی پندرہ سالہ سخت محنت اور جدوجہد سے انہوں نے ناظم تعلیمات سمیت کئی مدرس پیدا کیے ہیں اس لیے وہ اس بات کے واقعی مستحق ہیں کہ ان کی خدمات کا نہ صرف اعتراف کیا جائے بلکہ انہیں اس اعزاز کے ساتھ رخصت کیا جائے کہ دیکھنے والوں میں بھی دین کی خدمت کا جذبہ و احساس پیدا ہو جائے۔ اور وہ بھی اپنے اس عظیم استاد کے نقش قدم پر چلنے کو سعادت جانیں۔

آج کی اس مجلسِ اعتراف میں اِن دونوں احباب کے ۱۶ سال اور ۱۵ سال کی کارکردگی پر یادگاری شیلڈز اور کتب کے تحائف پیش کیے جا رہے ہیں جو موجودہ اوسط عمر کا چوتھا

Marfat.com

حصہ بنتا ہے، جسے چالیسویں حصہ سے خاص نسبت حاصل ہے۔ اس لحاظ سے تو یہ مدرسہ میں پڑھنے کی زکوٰۃ ادا ہوئی ہے۔ یہ تو ہاؤس جاب تھی اصل کام تو اب شروع ہوگا۔ افادہ و استفادہ کا لطف تو اب آئے گا۔ لہٰذا ہمارے یہ دوست جہاں بھی رہیں دین کی خدمت کا سلسلہ مزید حوصلے اور ہمت سے جاری رکھیں اور اس مجلس اعزاز کو ہی سند بنا کر سبکدوش نہ ہو جائیں ابھی اصل انعام باقی ہے۔

میں ایک مرتبہ پھر حضرت علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی دامت برکاتہم العالیہ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے اساتذہ و علماء و خادمین دین کی محنتوں اور عظمتوں کا اعتراف کیا ہے۔ ان علماء کی عزت و تکریم کے صدقے اللہ کریم دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کو پھر سے ایک فعال، زندہ اور متحرک ادارہ بنا دے آمین

لیجئے آتی ہیں اب فرقت کی گھڑیاں
لوٹ کے آتی ہیں کب الفت کی گھڑیاں
رُخصت ہو رہی ہیں حکمت کی گھڑیاں
نصیحت کی گھڑیاں محبت کی گھڑیاں
یاد رکھنا اویس یہ شفقت کی گھڑیاں
عابد، رضوی اور عظمت کی گھڑیاں

آخر میں ایک فکر کی بات عرض کرنا چاہتا ہوں!

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے افلاطون کو گمراہ قرار دیا ہے۔ یہ ٹھیک ہے، مگر اس گمراہ شخص نے دنیا کو ایک کام کی بات بتائی ہے۔ وہ کہتا ہے:

''اے حکمرانو! اگر اپنے لوگوں کو مسائل و مصائب اور مشکلات سے نجات دلانا چاہتے ہو تو اقتدار و اختیار اپنے علماء کے حوالے کر دو یا پھر خود عالم بن جاؤ''۔

دیکھو! ہم یہ نہیں کہتے کہ اقتدار ہمیں دے دو! ہاں ہم یہ ضرور دعا کریں گے کہ تم عالم بن جاؤ۔ پھر اقتدار بھی تمہارے پاس رہے گا اور ملک و قوم کی مشکلات و مصائب کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

Marfat.com

ہاں، ہاں! اس اُجڑے، محروم و مظلوم، مجبور و مقہور اور خانماں برباد لوگوں کو اگر کوئی آباد کرسکتا ہے تو وہ کوئی "عالم" ہی ہوسکتا ہے، لہٰذا عزیزو تم مدرسہ میں پڑھنے کو معمولی نہ سمجھا کرو۔ مجھے اُمید ہے کہ آج کے ہمارے دونوں خوش نصیب ساتھی اور دوست ہمیشہ ہی گنگناتے رہیں گے۔

یہی وہ مدرسہ ہے جس سے مجھ کو ملے
یہ چاہتوں کے شگوفے یہ محبتوں کے کنول

میں آخر میں صاحبزادہ سید فاروق حیدر شاہ ہمدانی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھ ناچیز کو اس پُروقار الوداعی تقریب میں شرکت کی دعوت دی۔ اگرچہ اس دعوت دینے میں ہماری عزت افزائی سے زیادہ ان کے والدگرامی کی طرف سے ان کی ہونے والی کھچائی کا عمل دخل تھا۔ یہ دونوں بھائی صاحبزادہ سید ازہر شاہ ہمدانی اور صاحبزادہ سید فاروق حیدر شاہ ہمدانی اپنے والد گرامی کے دست و بازو بنے ہوئے ہیں اور ہمہ وقت مدرسہ کی ترقی کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ اللہ کریم انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

Marfat.com

ماضی کے دریچے!

(یادوں کے جھروکوں سے احساس کے چند لمحے)

ملکِ عزیز کی عظیم اور قدیم دینی درسگاہ دارالعلوم قمرالاسلام کے جو طلباءِ علم و ادب کے آسماں پہ چاند تاروں کی مانند چمک رہے ہیں اور مادرِ علمی جن پر فخر و ناز کرتی ہے اُن میں ایک بڑا اور ''معصوم'' نام حضرت مولانا قاری محمد اویس معصومی کا بھی ہے۔ وہ نظم و نثر دونوں میں طبع آزمائی کرتے ہیں اور خوب کرتے ہیں۔ اُن کے مضامین ''ماہنامہ کاروانِ قمر'' میں شائع ہو چکے ہیں۔ اُن کی نعتیں اور نظمیں بھی چھپ چکی ہیں۔
معصومی صاحب نے اپنے معصومانہ دور کی یادوں کو تازہ کرنے کے لیے ایک دلچسپ مضمون لکھا ہے۔ اس میں حالات بھی ہیں۔ دلچسپ واقعات بھی، معلومات بھی اور کہیں کہیں دلآویز اشعار بھی۔ ہم اُن کے شکریہ کے ساتھ اسے دو قسطوں میں نذرِ قارئین کر رہے ہیں۔ (ادارہ...... ماہنامہ کاروانِ قمر)

1978ء میں میرے والد گرامی حضرت صوفی عبدالمجید دیوانہ مدظلہ العالی روزگار کی تلاش میں میرے گمشدہ ماموں عنایت اللہ کے پاس کراچی تشریف لائے۔ میرے ماموں نے ان کو پاکستان اسٹیل مل میں بھرتی کروادیا، وہ خود (کے۔ایم۔سی اسکول برنس روڈ) میں ملازم تھے۔ والدِ گرامی ایک دن قائد آباد سودا سلف لینے آئے تو سید امیر احمد شاہ ہمدانی سے ملاقات ہوگئی۔ والدگرامی سادات کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ باتوں ہی باتوں میں سید امیر احمد ہمدانی صاحب نے بتایا کہ ان کا ایک مدرسہ ہے، دارالعلوم انجمن قمرالاسلام سلیمانیہ پنجاب کالونی گذری روڈ کراچی میں جہاں بچے حافظ و عالم بنتے ہیں۔ آپ اپنے بچوں کو لے آئیں میں ان کو داخل کروادوں گا تو وہ حافظ اور عالم بن جائیں گے۔ طبیعت تو پہلے ہی نیکیوں کی طرف مائل تھی، سید امیر احمد شاہ ہمدانی کی بات نے حوصلہ بڑھا دیا اور والدگرامی نے خوشی خوشی حامی بھر لی۔

یہ اگست 1979ء کی بات ہے۔ راقم فتح پور ہائی اسکول (ضلع لیہ) میں چوتھی جماعت کا طالبعلم تھا۔ اور اپنے گاؤں چک 104/M.L سے باہر نالے پر لگے درختوں کے سائے میں چھٹیوں کا کام کر رہا تھا۔ بڑی سڑک سے ہمارا گاؤں تین کلومیٹر ہے۔ اس وقت راستہ

Marfat.com

نہایت دُشوار اور پیدل تھا۔ راقم کو خبر بھی نہ ہوئی اور والد گرامی نے محبت وشفقت سے دونوں ہاتھ میری آنکھوں پر رکھ دیے۔ راقم کو ہاتھوں سے باپ کی خوشبو آئی اور فوراً کہا ابو جی! والد گرامی نے سینے سے لگاتے ہوئے فرمایا: میں تمہیں لینے آیا ہوں! کراچی چلو گے؟ بس کراچی اور سمندر کا نام سن کر ہم نے بغیر سوچے سمجھے ہاں کہہ دیا اور سمندر دیکھنے کے تصور میں خوش خوش رہنے لگے۔
پھر والد گرامی نے والدہ صاحبہ سے بات کی کہ بچے کو حفظِ قرآن کے لیے کراچی لے جانا ہے، بیٹے کی جدائی کے خیال نے والدہ صاحبہ کو غم زدہ کر دیا تھا لہٰذا والدہ صاحبہ رونے لگیں، مگر پھر حفظِ قرآن کی سعادت کا سن کر صبر کا پیالہ پی کر بیٹے کو خود سے جدا کرنے پر تیار ہوگئیں۔ شاید انہیں یقین ہوگیا تھا کہ ہجر وصبر میں ہی میرے بچے کا مستقبل پوشیدہ ہے اور ایک ماں ہونے کے ناتے یہ قربانی انہیں دینا ہی پڑے گی۔

کراچی کے لیے روانگی

والد گرامی راقم کو لاہور میں اپنے رشتہ داروں سے ملواتے ہوئے بذریعہ ریل گاڑی کراچی لے آئے تھے۔ راستے میں والدِ گرامی کو نیند آ گئی تھی۔ کھڑکی سے ان کے سر سے ٹوپی اُڑی اور ایک جھاڑی پہ لٹک کر مسکرانے لگی گویا کہہ رہی ہو کہ مجھے تو کراچی نہیں جانا ہے۔ ہم نے کہا کہ واپسی پر تجھے دیکھیں گے۔ پھر ہمارا آنا جانا براستہ ملتان رہا اور پندرہ سال کے بعد وہاں سے گزر ہوا تو ہماری آنکھیں جھاڑی پہ لٹکی ہوئی ٹوپی تلاش کرتی رہیں، چونکہ فاصلہ کئی برس کا تھا جسے چند لمحوں میں طے نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لہٰذا اپنی بے بسی کا احساس لیے منزل کی طرف بڑھتے رہے۔
کراچی پہنچے تو رشین ٹاؤن شپ میں مسجد کے ساتھ والے فلیٹ میں چند دن گزارے، جہاں راقم ماچس کی ڈبیوں سے ٹرک بنا بنا کر کھیلتا رہتا تھا۔ والد صاحب ڈیوٹی پہ چلے جاتے تھے۔ ایک دن والد گرامی راقم کو بھی سی۔ بی ورکشاپ لے گئے۔ اپنے ساتھی لیبرز کو خوشی خوشی بتاتے تھے کہ میں بچے کو حفظ کرانے کے لیے لایا ہوں۔ ابا جی کے ساتھ تین دوست تھے، جن میں جناب ربانی صاحب جیسے متقی و پرہیزگار بزرگ بھی شامل تھے۔ انہوں نے کینٹین میں ہمیں ناشتا کروایا اور ہمارے حافظ و عالم بننے کے ارادوں سے وہ بہت خوش ہوئے۔

Marfat.com

مدرسہ میں داخلہ

اگلے دن والد گرامی راقم کا دل بہلانے کے لیے سمندر پر لے گئے پھر حضرت عبداللہ شاہ غازی کے مزار پر دعائیں مانگتے ہوئے گھر واپس آ گئے۔ اب اگلے روز والد صاحب نے راقم کو تیار کیا اور دو جوڑے کپڑوں کے ساتھ لیے اور مدرسہ میں داخلے کے لیے دارالعلوم انجمن قمرالاسلام سلیمانیہ کے دفتر میں پہنچ گئے۔ یہ دفتر موجودہ قمرالاسلام ہسپتال والی بلڈنگ میں تھا جہاں حافظ عبدالرشید مرحوم اور منشی اللہ بچایا مرحوم نے راقم کا داخلہ فارم پُر کیا۔ جب والد گرامی راقم کو مدرسہ میں چھوڑ کر جانے لگے تو راقم نے روتے ہوئے پکارا ابا!! پدرانہ محبت کے جذبات غالب آ گئے اور والد صاحب بھی رو پڑے۔ پھر حافظ عبدالرشید مرحوم اور منشی اللہ بچایا مرحوم نے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ بزرگو! آپ جائیں ایک ہفتہ میں یہ بچوں کے ساتھ گھل مل جائے گا۔ والد صاحب اندیشہ ہائے دور دراز کا بوجھ لیے واپس چلے گئے۔

منشی اللہ بچایا مرحوم نے محمد علی نامی ایک بچے کو بلایا اور کہا کہ اسے اپنے ساتھ اپنے کمرے میں لے جاؤ۔ یہ اردو اسپیکنگ بچہ نہایت خوبصورت اور نیک سیرت تھا۔ اس کی والدہ نہیں تھیں، جبکہ والد جامع کلاتھ مارکیٹ کے پاس عیدگاہ کے عقب میں لوہے کے ٹرنک بناتے تھے۔ اس کے حُسنِ سلوک نے میرا دِل لگا دیا تھا۔ وہ ناشتہ اور کھانا مجھے ساتھ کھلاتا تھا اور ساتھ ہی کہتا کہ ابو سے بولو! ایک مگ، ایک پلیٹ، بستر اور بکس لا دیں، جو والد گرامی نے ایک ہفتہ بعد لا دیا تھا۔ محمد علی مجھے کبھی نہیں بھول سکتا۔ اے کاش! وہ اتنی جلدی مدرسہ کو خیر آباد نہ کہتا۔ چار سال کے بعد ایک دفعہ وہ اچانک مل گیا اور پھر آج تک نہیں ملا۔

پہلا کمرہ اور چائے

ہمارا کمرہ قالین سے اور بھی خوبصورت لگ رہا تھا۔ اس کے نیچے ہی دفتر تھا اور ساتھ میں ٹیلرنگ ورکشاپ، گودام باورچی خانہ اور ڈاکٹر اشرف صاحب کی ڈسپنسری تھی۔ ہم گاؤں کے نہایت غریب و مہاجر خاندان سے تعلق رکھتے تھے مگر راقم نے کبھی چائے نہیں پی تھی۔ ناشتہ میں مشکل پیش آتی تھی کیونکہ ڈبل روٹی بھی اپنے مزاج کی نہ تھی۔ رات کو روٹی چھپا کر رکھ دیتا اور صبح

Marfat.com

کو کھالیتا تھا۔ تین سال کے بعد چائے کی ایسی عادت بنی کہ اب تو چائے نہ ملنے پر اہلیہ سے بھی میٹھی میٹھی شکر رنجی ہو جاتی ہے۔

تعلیم کا پہلا دن

محمد علی اگلے دن مجھے کلاس میں لے گیا۔ اس کلاس میں لمبی لمبی زلفوں والا گورا چٹا آدمی پڑھا رہا تھا۔ محمد علی اسی حفظ کی کلاس میں پڑھتا تھا۔ استاد کو بتایا کہ یہ نیا لڑکا آیا ہے۔ استاد نے راقم کو قریب بلایا اور سامنے ڈیسک پر بٹھا کر پوچھا حفظ کرنے آئے ہو؟ عرض کیا جی ہاں! پھر بولے ناظرہ پڑھا ہوا ہے؟ عرض کیا جی ہاں! تو سناؤ! راقم دیہاتی ماحول سے آیا تھا تجوید سے ناواقف تھا۔ ادھر یہ استاد بھی نیا نیا استاد بنا تھا۔ جب ہم نے سورۃ فاتحہ دیہاتی لہجے میں پڑھ کر سنائی تو ادھر ہمارے منہ سے (ولاالضآلین) کے الفاظ مکمل ہوئے ادھر ایک زوردار تھپڑ راقم کی دائیں گال پر پڑا اور ساتھ ہی حکم ہوا ''ونج پہلاں ناظرہ پڑھ'' ہمارے کان بند اور آنکھوں سے آنسوؤں کا چشمہ اُبل رہا تھا۔ اور ہم اپنے اِس استقبال اور تعلیم کے آغاز پر نہایت خوفزدہ تھے۔ کچھ عرصے کے بعد راقم کو پتا چلا کہ استاد پٹھان تھا مگر تھپڑ سرائیکی میں مارا ہے تو ہمیں نہایت افسوس ہوا۔ آج جب ہم یہ بات قاری تاج بہادر صاحب کو سناتے ہیں تو وہ مانتے ہی نہیں!!

فلک سے چاند ستاروں کا قافلہ بھی گیا
سحر ہوئی تو وہ خوابوں کا سلسلہ بھی گیا
انہیں اداس فضاؤں سے دوستی کر لو
کہ اب تو لوٹ کے جانے کا مرحلہ بھی گیا

درجۂ ناظرہ

ناظرہ کی کلاس دورۂ حدیث کی کلاس کے ساتھ ہی واقع تھی۔ جہاں شیخ الحدیث سید منتخب الحق شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دورۂ حدیث پڑھاتے تھے۔ ہم ناظرہ کی کلاس میں پہنچائے گئے تو قاری فضل حسین شجاع آبادی صاحب سے ملاقات ہوگئی نہایت محنتی اور لائق استاد ہیں۔ چھ ماہ تک تو صرف تعوذ وتسمیہ اور فاتحہ کی مشق کراتے اور رحمانی قاعدہ پڑھاتے تھے۔ ان کے پاس

Marfat.com

ناظرہ پڑھنے والا قاری بن جاتا تھا۔ یہ ان کا کمال تھا۔ جو پھر راقم نے کسی اور میں نہیں دیکھا ہے۔ ناظرہ کی کلاس میں میرے مشہور ساتھیوں میں محمد اللہ (بعد میں محمد عبداللہ ہوگیا)، عبدالقدیر کشمیری، اللہ دتہ شجاع آبادی، محمد نواز شجاع آبادی، محمد اقبال اور ایوب کے نام یاد ہیں۔ قاری فضل حسین صاحب نے اقبال کا نام (خطیب بتڑ) رکھا ہوا تھا ان کے تُتلانے کی وجہ سے یہ خطیب تو نہ بن سکے، البتہ دارالعلوم قمرالاسلام کے ڈرائیور ضرور رہے اور ایوب ٹانگوں سے معذور تھا اس کا نام قاری صاحب نے (مُنڈا موذن) رکھا ہوا تھا۔ اور ایوب کچھ عرصہ مسجد سلیمانیہ کا خادم بھی رہا تھا۔ قاری غلام حسین شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی صاحبزادی طاہرہ (مرحومہ) بھی ناظرہ پڑھنے آتی تھی کیونکہ قاری فضل حسین صاحب ان کے ماموں تھے۔ ناظرہ کے ساتھ قمرالاسلام پرائمری اسکول میں بھی چوتھی جماعت میں ہمارا داخلہ ہوگیا اور ہیڈ ماسٹر صاحب جناب فدا حسین مرحوم کی زیرِ نگرانی اسکول بھی جانے لگے تھے۔ چوتھی کلاس سے آگے جانا نصیب نہ ہوا لیکن چوتھی کلاس میں میمن سر سے سندھی کے الفاظ ''ھی بولڑی آھی'' آج بھی گونج رہے ہیں کانوں میں۔ چوتھی کلاس کے طلبہ میں لطیف نیازی، گُل خان نیازی اور حسنات کے علاوہ اللہ بخش ہوٹل والے کا بیٹا عمر دراز بھی شامل ہے۔ حفظ شروع کرتے ہی اسکول چھڑوا دیا گیا تھا۔

چھوٹے بھائی کی آمد

اس دوران سیف الرحمٰن کوہاٹی سے راقم کی دوستی ہوگئی تو راقم اپنے گھر اور چھوٹے بھائی کے قصے کہانیاں اسے سنایا کرتا تھا۔ راقم کو یاد ہے کہ خوشی خوشی بچوں کو بتاتا تھا کہ میرا چھوٹا بھائی بھی مدرسہ میں آنے والا ہے۔ میرے والد لینے گئے ہوئے ہیں، جب راقم کا بھائی آیا تو راقم اس کے گلے میں بانہیں ڈالے خوشی سے ادھر ادھر لیے پھرتا تھا اور سب کو بتاتا تھا کہ یہ میرا بھائی ہے۔ راقم کو تو تنہائی نے ایک دفعہ رُلا دیا تھا، مگر بھائی غلام خُبیب اپنے بڑے بھائی کے ساتھ نہایت خوش تھا۔

چچا کے خطوط

جب راقم دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ میں داخل ہوا تو راقم کے دو چچے سعودی عرب میں

Marfat.com

ملازمت کرتے تھے۔ بڑے چچا کو ہمارا مدرسہ میں داخل ہونا پسند نہ آیا اور کئی خطوط والد گرامی کو لکھے کہ آپ نے میرے بھتیجوں کو یتیم خانے میں داخل کروا دیا ہے۔ اور ان کی ماں سے بھی جُدا کیا ہے، لہٰذا ان کو فوراً واپس لے جاؤ۔ حفظ تو اپنے علاقے میں بھی ہو سکتا ہے۔ یہ ظلم نہ کرو ان کا خرچہ ہم برداشت کریں گے، لیکن والد گرامی نے ان کی بات نہیں مانی۔ چند سالوں کے بعد ہمارے چچا (رحمۃ اللہ علیہ) ہماری کامیابیوں پر خوش ہوا کرتے تھے۔ وہ خود تو اب موجود نہیں ہیں، اس دنیا میں البتہ ان کے خطوط راقم کے پاس محفوظ ہیں۔

درجۂ حفظ

حفظ میں قاری غلام مصطفیٰ سیالوی دامت برکاتہم العالیہ سے شروع کیا۔ نہایت ہی متقی انسان مگر طبیعتاً گرم مزاج تھے۔ منزل نہایت مضبوط تھی۔ اپنے بچے سمیت بڑے بڑوں کی بھی خوب پٹائی کیا کرتے تھے۔ افریقی طلبہ کی پٹائی بھی پاکستانی طلبہ کی طرح ہی کرتے تھے۔ طارق روڈ کی کسی مسجد کے امام تھے۔ رات کو کپڑے سیتے تھے۔ دن کو حفظ پڑھاتے تھے۔ رات کو جب چاہتے طارق روڈ سے مدرسہ آتے جاتے تھے۔ جب تک نہ آتے ہماری کلاس کی چھٹی نہ ہوتی تھی۔ ایک دفعہ رات ایک بجے تشریف لائے بعض بچے کمروں میں اور بعض کلاس ہی میں سو رہے تھے کہ کمروں میں جا کر سونے والوں کو بلوالیا اور رات کو ہی خوب پٹائی کی طلبہ کی دردناک آوازیں سن کر چھوٹے شاہ صاحب کو بے آرامی کا سامنا کرنا پڑا اور انہوں نے مداخلت بھی کی مگر وہ کسی کی نہیں سُنا کرتے تھے۔ آخری پارہ اور سورۃ مائدہ کے اختتام تک ان کے پاس پڑھا اس وقت کلاس میں حافظ اقبال نیازی، فاروق نیازی مرحوم، اعجاز مرحوم، سرفراز کوہاٹی، محمد حسین رضوی، اللہ بچایا شجاع آبادی (معذور) عبداللہ جان، زمان پٹھان اور براہیم (بلا) پڑھتے تھے۔ ان کے جانے کے بعد قاری حبیب الرحمٰن کوہاٹی دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھانا شروع کیا مگر بیچ میں چند دنوں کے لیے قاری علی قلی خان صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ حرفِ حافیہ (ض) کا مخرج تمام مخارج میں سے مشکل ترین مخرج ہے۔ مگر قاری صاحب (ض) ادا کرتے وقت زبان کی کروٹ کو اوپر کی داڑھوں سے نہ صرف لگاتے بلکہ دکھاتے بھی تھے، راقم نے یہ گُر اُن سے سیکھا اور خوب یاد رکھا۔

Marfat.com

ایک حادثہ

غالباً 1980ء میں سیڑھیوں کے ساتھ والی کلاس میں مقبول کشمیری نامی طالبعلم نے ہمارے ایک ساتھی کو چُھریوں کے پے درپے وار کر کے زخمی کر کے اپنا بھی گلا کاٹ لیا تھا۔ ہم ناشتہ سے فارغ ہوئے تھے کہ حافظ اقبال نیازی بڑے شاہ صاحب کو گھر پر بتانے کے لیے بھاگے جارہے تھے۔ یہ واقعہ آج بھی راقم کے ذہن میں محفوظ ہے۔ وہ ساتھی اب میرے پکے دوست ہیں۔

درجۂ حفظ کے لیے قاری حبیب الرحمٰن کوہاٹی صاحب کے پاس ساتویں کے پاؤ سے 25ویں کے پاؤ تک پڑھا، مگر اب کلاس میں کچھ نئے ساتھی آچکے تھے۔ پرانے درس نظامی میں جاچکے تھے حفظ کے بعد سیف الرحمٰن کوہاٹی، صفدر کوہاٹی، سید معین شاہ ہمدانی، نذیر شجاع آبادی، سید فخر شاہ ہمدانی، ظفر شجاع آبادی، اللہ دتہ شجاع آبادی اور یٰسین شجاع آبادی ہماری کلاس میں آگئے تھے۔ کہیں سے ایک پیٹی سامان کی آئی جو بچوں میں لٹائی گئی تھی۔ اتفاق سے ایک قمیص اور ایک کالی واسکٹ راقم کے ہاتھ آئی۔ وہ واسکٹ کا پہننا تھا کہ قاری صاحب نے ہمارا نام حاجی سبزی والا رکھ دیا جو آخر تک ہمارے ساتھ رہا۔

چوری کا واقعہ

حضرت قاری غلام حسین شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ درجۂ تحفیظ القرآن کے انچارج تھے اور شعبہ درس نظامی کے بچوں کو تجوید وقرآت پڑھاتے اور مشق کرواتے تھے۔ دہلی کالونی کی مدنی مسجد سے ایک شخص آیا اور حافظ رمضان شجاع آبادی کے متعلق شکایت کی کہ مدنی مسجد سے اس نے میرا بیگ چرالیا ہے، چور نہ صرف پکڑا گیا بلکہ مان بھی گیا تو قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تمام بچوں کو بیرونی طلبہ کے کمروں کے سامنے جمع کیا اور ہاتھ پاؤں باندھ کر موٹے ڈنڈے سے اسے اتنا مارا کہ اس کی چیخیں دوسرے بچوں کے لیے عبرت کا پیغام بن رہیں تھی۔ رمضان نے چوری چھوڑی یا نہیں، ہمیں نہیں معلوم لیکن وہ بے چارہ حافظ بننے کے بجائے حافظوں کا باورچی ضرور بن گیا تھا۔

Marfat.com

پہلی دفعہ گھر واپسی

ڈیڑھ سال سے زائد عرصہ راقم کو اور تقریباً 9 ماہ چھوٹے بھائی کو مدرسہ میں ہو چکے تھے۔شوال کی چھٹیوں میں گھر جانا تھا۔والد گرامی ہم دونوں کو رمضان المبارک سے پہلے ہی گاؤں لے گئے تھے۔راقم سے لوگوں کا والہانہ پن اور راقم کا ان سے اردو میں بات چیت کرنا عجیب شوق تھا۔رشتہ دار کہتے تھے"یہ اپنی زبان بھول گیا ہے"کوئی کہتا کہ مادری زبان بھولتی نہیں ہے۔ بڑے ہو کر یاد آجائے گی۔شاید یہ کراچی اور دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ سے راقم کے جذباتی لگاؤ کا اظہار تھا۔

ہو گیا طفلی ہی سے دل میں ترا زور ترا عشق
بھاگے ہیں مکتب سے ہم اوراقِ میزان چھوڑ کر

پہلا مقابلۂ حسنِ قرات

1982ء میں ہماری کلاس جامعہ سلیمانیہ کلفٹن گئی تھی۔ہمارے استاد حضرت علامہ قاری حبیب الرحمٰن کوہاٹی دامت برکاتہم تھے۔اس وقت وہاں جب صرف ایک چھوٹا سا کمرہ ہی مسجد تھی اور ہر طرف جھاڑیوں کے کانٹے تھے۔خرکار چورنگی سے آگے گیدڑوں کی آوازیں آتی تھیں اوراس کمرے کی بے نام مسجد میں مقابلۂ حسنِ قرات بھی ہوا تھا جس میں راقم اول انعام کا حقدار قرار پایا تھا۔بچے جھاڑیوں کے سائے میں ہی سوتے تھے اور کھانا قمر الاسلام سے نور خان ڈرائیور لے کر جاتا تھا۔

گِدڑاں دی اے جا آہی تے نئیں سن صوم صلوٰتاں
اج اوتھے قرآن پڑھیوے تے رحمتاں لائیاں ٹھاٹھاں

ٹھیک دس سال کے بعد 1992ء میں راقم اسی چھوٹی سی مسجد میں خطیب وامام اورعربی وحفظ کے استاد کی خدمات انجام دینے کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔بعدازاں راقم نے 1993ء میں استعفیٰ دے دیا تھا۔حفظ کے لیے 25ویں پارے کے پاؤ سے لے کر 29ویں پارے کے آخر

Marfat.com

تک قاری محمد صدیق سیالوی صاحب کے پاس پڑھا۔ منزل بند اور سبق ایک ایک پاؤ سنا کر قرآن مکمل کیا جمعرات کو صبح کے وقت مسجد میں حافظ ظفر شجاع آبادی اور میری تقریب ختم حفظ القرآن ہوئی اور ٹھیک اسی دن ظہر کے بعد قاری صدیق سیالوی نے راقم کو ایک نہایت سخت ڈنڈے سے خوب مارا کیونکہ راقم اور چند بچے کلاسوں کے سامنے کرکٹ کھیل رہے تھے۔ انہوں نے یہ لحاظ بھی نہ رکھا کہ آج ہی اس کی ختم القرآن کی تقریب ہوئی ہے۔ خوشی کا دن ہے۔ منزل کچی رہی مگر والدِ گرامی کی تحریک و تربیت پر 1984ء میں مدنی مسجد دہلی کالونی میں پہلی تراویح میں سماعت کی اور تین تلوار کے پاس لگی بتیاں دیکھیں اگلے دن پاکستان اسٹیل میں بلٹ مِل کے کنٹین کی مسجد میں حافظ رفیع کو سنا اور 1985ء تا حال 27 مصلّے راقم سنا چکا ہے۔

درجۂ تجوید و قرات

1983ء میں بعض ہمارے ساتھی حفظ کے بعد درسِ نظامی میں چلے گئے اور بعض نے تجوید کی کلاس کا رُخ کیا۔ ان دنوں تجوید کے استاد حضرت قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی تھے۔ قاری صاحب نہایت محنتی مگر غصے والے تھے۔ رجسٹر لانے کے لیے جب حکم فرماتے تو کہتے ''رجھٹر تو لے آؤ'' ایک مرتبہ بچوں کو مارنا چاہتے تھے کسی بات پر چھڑی نہ ملی تو کلاس سے باہر نکلے اور غصے میں یونس بھنگی کے جھاڑو کا تنکا اٹھا لائے اور پیٹنا شروع کیا پہلے پہل جسے پیٹا گیا وہ محمد حسین رضوی تھا تنکا پڑتے ہی رضوی صاحب کبھی ہاتھ ادھر جھٹکاتے کبھی اُدھر جھٹکاتے۔ گویا واقعی تکلیف ہو رہی تھی، جبکہ باقی سب لڑکے رضوی کی اداکاری پر ہنس رہے تھے۔

قاری عبدالرحمن شجاع آبادی دامت برکاتہم العالیہ نے کلاس میں سبق سنتے ہوئے قاری صدیق ہزاروی سے پوچھا کہ ''ہ'' کا کیا مخرج ہے؟ انہوں نے دل پر ہاتھ رکھا اور ایک ٹھنڈی سانس کھینچتے ہوئے کہا ''جی!'' ''ہ'' دل کے پھیپھڑوں سے ادا ہوتی ہے۔ اس لطیفے پر قاری صاحب سمیت تمام لڑکے ہنس پڑے۔ تجوید کی کلاس میں قاری ممتاز حسین شجاع آبادی، قاری محمد حسین رضوی، قاری صدیق ہزاروی وغیرہ ہمارے ساتھی تھے۔ اور مولانا ناظر سیالوی بھی تلفظ درست کرنے آتے تھے، جبکہ تجوید کی کلاس میں مولانا اقبال صاحب مبارکیہ والے کتاب الصرف

Marfat.com

پڑھاتے تھے۔ میری تجوید وقرات کی کاپی حضرت علامہ ریاض سعید صاحب نے لی تھی اور تاحال واپس نہیں کی ہے۔

شعبۂ درسِ نظامی

1985ء میں درسِ نظامی کے بہترین اساتذہ موجود تھے شاید دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کے یہ عروج کا دور تھا علامہ سید منتخب الحق قادری، علامہ اللہ بخش اوریسی، علامہ خالد محمود، علامہ ریاض سعید، علامہ یوسف فاروقی، علامہ ضیاء المصطفیٰ قصوری، علامہ نیاز احمد، قاری غلام حسین شجاع آبادی اور نئے اساتذہ میں علامہ نذر محمد راہی، علامہ مطیع اللہ سھارن، علامہ ڈاکٹر صحبت خان کوہاٹی اور علامہ ابراہیم فیضی شامل تھے۔ یہ نئے اساتذہ دار العلوم قمر الاسلام کے ہی طلبہ تھے۔ جنھوں نے اب پڑھانے کا آغاز کیا تھا۔

راقم نے جب اولیٰ سے تعلیم کا آغاز کیا تو بچوں کی خاصی بڑی تعداد موجود تھی۔ تقریباً دو ماہ کے بعد بڑے شاہ صاحب نے علامہ صحبت خان کوہاٹی کو استاد مقرر کیا اور ان کے لیے (ابتدائیہ) کے نام سے نئی کلاس بنی۔ علامہ یوسف فاروقی صاحب یہ خبر لے کر کلاس میں تشریف لائے اور فرمایا: کون کون ابتدائیہ میں جانا چاہتا ہے؟ جو سیانے تھے وہ بیٹھے رہے اور ہم سب سے بے وقوف کھڑے ہوئے اور بجائے آگے جانے کے پیچھے قدم بڑھا دیا۔ بس پھر تو یہ قدم پیچھے ہی اٹھتے رہے۔ اس لیٹ کا ازالہ ناممکن ہے۔ محمود اقبال، حافظ منیر، ممتاز حسین شجاع آبادی، مزید نئے بچے بھی ابتدائیہ میں داخل ہوئے۔ جن میں جعفر حسین بھی شامل تھا۔ وہ کم عمر مگر شادی شدہ اور ذہین تھا۔ درسی کتب کے ساتھ درسِ نظامی کے طلبہ کو کاپیاں بھی دی جاتی تھیں جو نہایت اعلیٰ کاغذ پر مشتمل ہوتی تھیں اور ٹائٹل پر شیخ زید بن سلطان النہیان کی تصویر چھپی ہوتی تھی۔ ایک کاپی کا کور اب بھی راقم کے پاس محفوظ ہے۔

علامہ یوسف فاروقی

علامہ یوسف فاروقی نہایت پاکیزہ نفس انسان تھے۔ سنجیدہ و باوقار استاد تھے۔ لائبریری میں رہتے تھے اور کبھی کبھی شور سن کر آواز لگاتے۔ ''اومار کہ'' جب بڑی لائبریری بنی حفظ

Marfat.com

کے طلبہ کے ہاسٹل میں تو استاد ریاض صاحب بچوں کو (اندھیرا اجالا) نامی ڈرامہ دکھانے کے لیے لے جاتے تھے تو علامہ فاروقی صاحب بچوں سے فرماتے تھے "پہلے پڑھ لو پھر ڈرامے دیکھنا" انہوں نے (علامہ ریاض صاحب) تو پڑھ لیا ہے۔

علامہ خالد محمود

پیر کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لائق ترین طلبہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ وہ قمر الاسلام میں مدرس علوم عربیہ کی حیثیت سے تشریف لائے تھے بعدہٗ استاذ الحدیث بھی رہے۔ ایک دفعہ مقبول نامی طالب علم نے شادی کے سلسلے میں کوئی بات کی تو استاد صاحب نے مایوسی کے عالم میں یہ شعر پڑھا تھا۔

جا ان حسرتوں سے کہہ دے کہیں اور جا بسیں
اتنی جگہ کہاں ہے اس دلِ داغ دار میں

راقم کو تب سے اب تک یہ شعر یاد ہے اور اکثر گفتگو میں استعمال بھی کرتا رہتا ہے۔ البتہ استاد صاحب کی کیفیت اب کیا ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کیونکہ اب وہ ایک ادارے کے مہتمم بھی ہیں صاحب اولاد بھی اور عیال دار و مال دار بھی!!!

علامہ اللہ بخش اویسی

استاد صاحب مَرن مَرنجان طبیعت کے حامل نیک سیرت استاد ہیں۔ فرماتے تھے "ڈوئے مدرّس بنوہاں! بس نرا مولوی بننا ہے"۔

راقم کے لیے فرماتے تھے کہ "اویس تو مدرّس ہی بنے گا"۔ راقم نے استاد صاحب کی بات کی لاج رکھی ہے۔ دار العلوم نوریہ رضویہ کلفٹن اور کاغذی بازار مصطفیٰ مسجد میں ہدایہ شریف تک پڑھانے کا شرف حاصل ہوا۔ اور اب مسجد میں درسِ فقہ، درسِ حدیث اور درسِ قرآن جاری ہے۔ استاد صاحب کے وسیلے سے راقم کو سرکاری اسکول میں بغیر رشوت کے نوکری بھی ملی ہے۔ آپ کے سنائے ہوئے کئی شعر بھی راقم کو یاد ہیں۔

۱۔ تو برائے وصل کردن آمدی نہ برائے فصل کردن آمدی

Marfat.com

۲۔ جعفر جعفر تے چڑھیا جعفر وچ جعفر دے جانداسی
جعفر نے جعفر نوں پھڑیا جعفر جعفر نوں کھانداسی

۳۔ تیرے سامنے بیہہ کے رونا تے دُکھ تینوں نئیں دسنا

علامہ ریاض سعید

علامہ ریاض سعید صرف ونحو اور بلاغت کے امام تھے۔ آپ کا ایک عربی معقولہ آج بھی راقم کو یاد ہے۔

"العلم صیدٌ والخطُّ قیدٌ"

اور ایک لطیفہ سنایا کرتے تھے "ایک عربی کے استاد نے شاگرد سے سوال کیا (کتا اپنی دُم ہلاتا ہے) اس جملہ کی عربی بناؤ! شاگرد نے جواب دیا:

"الکتۃ تحرك پوچھلها"

پہلا تقریری مقابلہ

ابتدائیہ میں ہی تھے کہ 1985ء میں انجمن طلبہ مدارس عربیہ کا (کل کراچی بین المدارس مقابلہ تقریر) کا انعقاد ہوا قمر الاسلام کی مسجد میں۔ دارالعلوم کی طرف سے سید اکبر شاہ صاحب اور راقم نے حصہ لیا اور راقم نے یہ مقابلہ جیت کر سب کو چوکنا و حیران کر دیا۔ مقابلے کا عنوان تھا "اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے" اس کی آڈیو کیسٹ موجود ہے۔

میرے ہم کمرہ

جب اولیٰ میں آئے تو درسِ نظامی کے ہاسٹل میں کمرہ نمبر 7 میں اختر محمود رضوی سید اکبر شاہ، طفیل کشمیری اور حافظ عبدالشکور قادری صاحب میرے ہم کمرہ تھے۔ اختر محمود رضوی نہایت خوش مزاج، سید اکبر شاہ پُر مزاح، عبدالشکور قادری نیک طبیعت اور طفیل کشمیری ذرا فاخرانہ جبکہ راقم مسکین حیثیت کا حامل تھا۔ اکبر شاہ اور اختر محمود رضوی کی طفیل کشمیری سے نوک جھونک چلتی رہتی تھی ایک دن تو اختر رضوی صاحب نے قوالی گائی طفیل کشمیری کو چڑانے کے لیے اور مجھے

Marfat.com

کہا تالی بجاؤ، ہم تالی بجانے والے تھے، اختر رضوی صاحب گا رہے تھے!!

تیری صورت نگاہوں میں پھرتی رہے
عشق تیرا ستائے تو میں کیا کروں
تیری صورت، تیری صورت! تیری صورت
تیری، تیری تتتیری! تتتری! تیری اور پھر........

حافظ عبدالشکور صاحب، سراج صاحب اور اختر رضوی سمیت ہم سب کا ایک زوردار قہقہہ فضا میں بلند ہوا اور قوالی اپنے اختتام کو پہنچی مگر جب تک طفیل کشمیری سڑے ہوئے بینگن کی صورت اختیار کر چکے تھے۔ راقم اسی کمرے میں تھا۔ جب راقم کے ساتھ ''سانحۂ اغویٰ'' پیش آیا۔ جس نے راقم کے والدین رشتہ داروں اور اساتذہ کو پریشان اور راقم کو خوفزدہ و حیران کر دیا تھا۔

اَب یادِ رفتگاں کی بھی ہمت نہیں رہی
یاروں نے اتنی دور بسالی ہیں بستیاں

قمر الاسلام سے ہجرت

ہم نے 1987ء میں نویں جماعت کا امتحان دیا اور مدرسہ کو خیر آباد کہتے ہوئے دارالعلوم شمس العلوم نارتھ ناظم آباد (این) بلاک میں قاری غلام مصطفیٰ سیالوی صاحب کے پاس منزل یاد کرنے لگے۔ قمر الاسلام کے ایک ساتھی سلیمان سے بھی ملاقات ہوگئی۔ حافظ ابراہیم بلاؔ کے بھائی قاری اسماعیل سے بھی وہاں دوستی ہوگئی۔ افضل کمال بھی قمر الاسلام کا سابق طالبعلم تھا۔ اب یہاں تجوید پڑھ رہا تھا۔ مولانا قاسم، مولانا اکرام حسین سیالوی اور مولانا غلام محمد سیالوی کی بذلہ سنجی سننے اور طلبہ کا کھیل والی بال دیکھنے کا موقع ملا۔ بزمِ ادب میں بھی حصہ لیا۔ حافظ امجد بھی یہیں میرے ساتھ آ گیا تھا قمر الاسلام سے۔ شمس العلوم میں رہتے ہوئے ہی میٹرک کا امتحان دیا۔ رمضان المبارک کے بعد واپس قمر الاسلام میں داخلہ بحال ہوگیا۔

اُٹھ کر تو آگئے تھے تیری بزم سے مگر
کچھ دل ہی جانتا تھا کہ کس دل سے آئے تھے

Marfat.com

1988ء میں میٹرک کا رزلٹ قمر الاسلام میں افضل کمال نے لا کر دیا تھا۔ فاضل عربی کا امتحان دیا، مگر شمس العلوم جانے سے یہاں کے ساتھی مزید ایک سال آگے اور ہم مزید ایک سال پیچھے ہو گئے تھے۔ قمر الاسلام سے جاتے وقت ایک ٹیبل ہم نے اسٹیل مل سے لکڑی لا کر تیار کی تھی۔ واپس آ کر لینا چاہا تو قابض طالبعلم نے قاری غلام حسین شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو شکایت کر دی۔ انہوں نے راقم کو آنکھیں دکھائیں تو راقم ٹیبل لینا بھول گیا۔

امتحانات میں نمایاں پوزیشن

درجۂ ابتدائیہ سے لے کر تمام ہی امتحانات میں راقم اول، دوم میں سے کوئی نہ کوئی پوزیشن ضرور حاصل کرتا رہا ہے۔ درجۂ ابتدائیہ میں جعفر حسین اورل اور راقم دوم آیا تھا۔ درجہ اولیٰ میں سالانہ امتحان میں خالد حسین اوّل راقم دوم اور غالباً سید غلام حسین شاہ سوم آئے تھے۔ درجہ ثانیہ میں 80% نمبر حاصل کرنے پر اس وقت کے ناظم تعلیمات علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی کتب اور ضیائے حرم کے شمارے انعام دیئے تھے۔ اسی طرح موقوف علیہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا تھا۔

اسکول کی تعلیم

دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ نے پہلے پہل منشی اللہ بچایا مرحوم کو اسکول کے مضامین ریاضی وغیرہ پڑھانے پر مقرر کیا تھا۔ پھر ریلوے اسکول کے ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر جناب سید مبارک شاہ صاحب کی خدمات حاصل کیں جو طلبہ کو انگلش پڑھاتے تھے سب سے پہلے Royal Primer نامی چھوٹی سی کتاب پڑھاتے تھے۔ پھر گرامر کے لیے مختلف کتابیں پڑھاتے تھے۔ یہ رائل پرائمر اور انگلش گرامر کی دیگر کُتب اور کاپیاں راقم کے پاس محفوظ ہیں۔ سید غلام حسین شاہ، ظفر حسین نعیمی، اکبر بلوچ، عبدالمجید شجاع آبادی، ممتاز حسین شجاع آبادی اور عبدالرحمٰن گلگتی سمیت ہم سب نے انگلش شاہ صاحب سے سیکھی تھی۔

سید مبارک شاہ صاحب نہایت محنتی اور کمال کے آدمی تھے، جاہل ترین لوگوں کو انگلش سکھانے کے ماہر تھے۔ راقم کو اچھی طرح یاد ہے عبدالمجید شجاع آبادی نے ساتھ بیٹھے ایک بچے سے کہا مجھے پپی دو۔ سید مبارک شاہ صاحب نے بات سن لی اور دوسرے بچے سے پوچھا یہ کیا کہہ

Marfat.com

رہا ہے؟ اس نے بتادیا بس شاہ صاحب نے فرمایا ''ابے او کتے کے بچے'' کتا مانگ رہے ہو؟ تمہیں معلوم ہے پپی کتے کو کہتے ہیں۔ ایک مرتبہ جب بچوں نے عرض کیا کہ ریاضی پڑھانے کے لیے بھی کوئی استاد چاہیے تو فرمانے لگے ہم نے انگلش میں ایم۔اے کیا ہے اور ہماری بیگم نے Maths میں ایم۔اے کر رکھا ہے۔ ریاضی کے لیے جب کوئی استاد نہ ملا تو جناب حاجی غلام نصیر خان نیازی کے بیٹے عبدالعزیز نیازی سے درخواست کی گئی۔ ان کا اندازِ تدریس بھی نہایت آسان اور عام فہم تھا۔ الجبرا اور دیگر مشقیں ایسے سکھائیں کہ جیسے ہم ماہر بنا دیئے گئے ہوں۔ ان کی کاپی بھی راقم کے پاس موجود ہے۔

اسکول کے امتحانات کے لیے عبدالرحمٰن گلگتی کو اس کے ماموں سمجھاتے رہتے تھے بلکہ داخلہ اور رجسٹریشن فارم بھی انہوں نے ہی پُر کیے تھے۔ مگر عبدالرحمٰن گلگتی کو ہمارا ان کے ماموں سے راہنمائی لینا بالکل اچھا نہیں لگتا تھا۔ پھر بھی ہم نے ان کے ماموں سے رہنمائی لے کر داخلہ فارم بھیج دیا اور تیاری شروع کر دی عبدالرحمٰن گلگتی نہایت حاسدانہ شخصیت کا مالک تھا۔ اپنے ساتھ بیٹھ کر پڑھنے بھی نہیں دیتا تھا۔ ایک مرتبہ تو باقاعدہ راقم کے ساتھ ہاتھاپائی پر اُتر آیا اور چیخ چیخ کر بولنے لگا۔ عبدالمجید شجاع آبادی ریاضی اور انگلش کے سوالات کا بھی ایسے رَٹہ لگا رہے ہوتے تھے جیسے حفظ میں رَٹہ لگاتے تھے، البتہ ظفر حسین نعیمی اور اکبر بلوچ افادہ و استفادہ کے مفہوم سے واقف تھے۔ بہرحال ہم نے انگلش اور ریاضی سیکھ کر ایف۔اے تک تعلیم بھی ساتھ ہی مکمل کر لی تھی۔

ہم نے پی اینڈ ٹی اسکول کی طرف جاتے ہوئے حافظ عبدالجبار کو دیکھا تھا۔ راقم کو سائنس سے میٹرک کرنے کا شوق تھا۔ لہٰذا عبدالعزیز نیازی صاحب سے بات کی تو بولے میں معلوم کرتا ہوں۔ انہوں نے بتایا کہ ہو جائے گا مگر افسوس کہ ہم سے ایک وعدہ خلافی ہو گئی، لہٰذا انہوں نے بھی کام سے منہ پھیر لیا۔ اس میٹرک سائنس کے پیچھے ہم نے ایک ہزار روپیہ صوفی عابد حسین سے ادھار لے کر اپنے ایک ساتھی سرفراز صابری کو بھی دیے تھے جو انہوں نے کھا لیے اور آج تک مانے نہیں ہیں مگر راقم ان کو معاف نہیں کرے گا۔

جو گزرتے ہیں داغ پہ صدمے
آپ بندہ نواز کیا جانیں

Marfat.com

بزمِ سلیمانیہ

طلبہ کی تقریر، نعت اور قرات کی صلاحیتوں کو نکھارنے میں بزمِ سلیمانیہ کا بڑا اہم کردار رہا ہے۔ ہمارے ابتدائی دور میں مولانا غلام علی سیالوی صاحب اس کے جنرل سیکریٹری تھے بلکہ الیکشن میں بھی پہلی مرتبہ انہی کو ووٹ دیا تھا۔ پھر ان کے جانے کے بعد حافظ عارف، حمید الحق، حافظ سلطان، یوسف ضیاء اور دیگر ساتھی جنرل سیکریٹری رہے اور بزمِ سلیمانیہ کی صدارت بھی اساتذہ میں سے ہی کوئی نا کوئی کرتا رہا ہے۔ مثلاً استاد ریاض سعید صاحب، استاد نذر محمد راہی صاحب، استاد صحبت خان کوہاٹی صاحب دامت برکاتہم العالیہ وغیرہ۔

راقم نے بزمِ سلیمانیہ میں تقریر اور تلاوت میں حصہ لیا بلکہ 1989ء میں بزمِ سلیمانیہ کے تحت ہونے والا مقابلۂ تقریر بھی جیتا تھا، البتہ نعت شریف میں کبھی حصہ نہیں لیا تھا، جبکہ نعت کا ذوق والدِ گرامی کی میراث ہے۔ یہی وجہ ہے کہ راقم نے حمد، نعت، نظم سمیت عربی، اردو، انگلش اور پنجابی میں شعر کہے ہیں جبکہ نعت بھی راقم ذوق وشوق سے پڑھتا ہے۔

بزمِ سلیمانیہ اتنی مؤثر تھی کہ انتظامیہ سے ناشتہ، کھانا اور تعلیم اور اساتذہ سے متعلق امور پر اپنے رائے اور مطالبات بھی منوالیتی تھی۔ شروع میں بچے ٹی وی دیکھنے پڑوسی کے گھر میں جاتے تھے پھر دہلی کالونی جانے لگے۔ جمعہ کے بعد کشتیاں اور جمعرات کو نیلام گھر اور باقی پروگرام بھی دیکھے جاتے تھے۔ پھر ڈاکٹر طاہر القادری کا پروگرام آنے لگا تو بزمِ سلیمانیہ نے بڑے شاہ صاحب سے TV کی سہولت بھی حاصل کر لی تھی۔

مسجد سلیمانیہ

دارالعلوم کی دونوں عمارتیں اور مسجد سلیمانیہ شیخ عبداللہ ثانی سفیر عرب امارات نے بنوائی تھیں۔ جامع مسجد سلیمانیہ نہایت خوبصورت تھی جو نماز کے ساتھ ساتھ بچوں کے کپڑے دھونے کی بھی جگہ تھی۔ مسجد کے مؤذن قاری عبدالستار صاحب نہایت خوبصورت اذان دیتے تھے اور رمضان المبارک میں قاری محمد اجمل صاحب قرآن سناتے تھے۔ پھر قاری عبدالقیوم صاحب بھی سناتے رہے اور حافظ شفیع مسجد کے خادم تھے۔ قاری غلام حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام اور قبلہ

Marfat.com

سید عظمت علی شاہ ہمدانی خطیب تھے اور تا حال اپنی خدمات جاری رکھے ہوئے ہیں۔ بعد میں قاری ممتاز حسین شجاع آبادی اور قاری محمد حسین رضوی بھی مؤذن رہے۔ تجوید وقرات کی کلاس اور تلفظ کی درستگی کے لیے بھی حضرت قاری غلام حسین شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے اندر ہی بیٹھا کرتے تھے۔

طلبہ کی اسمبلی

ہر صبح کو تعلیم کا آغاز اسمبلی سے ہوتا تھا جس میں تلاوت کے بعد قصیدۂ بُردہ شریف کے چند اشعار اور پھر دعا پڑھی جاتی تھی۔ یہ دعا قبلہ سید منظور ہمدانی مدظلہ العالی کی تحریک پر استادِ گرامی اور اس وقت کے طالب علم علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ نے عربی میں لکھی تھی، جس کی تاثیر نے دیگر مدارس کو بھی متوجہ کیا اور یہ دعا ہر مدرسہ میں گونجنے لگی۔ اسمبلی میں عموماً قاری کفایت اللہ، سید اکبر شاہ، رفیق اختر، قاری عبدالقیوم اور حافظ زاہد حسین قصیدۂ بردہ شریف پڑھتے تھے۔ چونکہ آواز حافظ زاہد حسین مظفر گڑھی کی خوبصورت تھی اور شکل وصورت قاری عبدالقیوم کی سوہنی تھی، لہٰذا بڑے شاہ صاحب جب وڈیو تیار کرواتے تھے تو اندر حافظ زاہد حسین پڑھ رہا ہوتا تھا جبکہ باہر قاری عبدالقیوم صرف مُنہ ہلا ہلا کر اداکاری کرتے رہتے تھے۔ تمام طلبہ سفید رنگ کے جبوں (توپ) میں ملبوس ہوتے تھے۔

طلبہ کی حاضری

دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ میں طلبہ کی حاضری اور موجودگی کو یقینی بنانے کے لیے رات کو بعد نمازِ عشاء اور صبح اسمبلی میں حاضری ہوتی تھی۔ ناظم دارالاقامہ اس حاضری کی نگرانی کیا کرتا تھا۔ یہ حاضری اس حاضری کے علاوہ تھی جو کلاسوں میں ہوتی تھی۔ غیر حاضر طلباء سے باز پرس بھی کی جاتی تھی۔ ہم نے شروع شروع میں عبدالرحیم بلتی کو حاضری لیتے دیکھا تھا۔ وہ جب تک رہے حاضری لیتے رہے۔ ان کے جانے کے بعد یہ حاضری رجسٹر الیاس کے پاس آ گیا اور جب تک وہ رہے رجسٹر ان کے پاس رہا۔ جب کبھی کسی کو ضرورت پڑتی تو عبدالرحیم اور پھر الیاس کو بتا دیتے کہ بھائی میری حاضری لگا دینا اور وہ لگا بھی دیتے تھے۔ ناظم دارالاقامہ قاری

Marfat.com

غلام حسین شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ اور پھر ایک صوبیدار صاحب آئے جو حاضری میں موجود ہوتے اور طلباء کو ایک خوشگوار جملہ دے گئے۔ ''او اپنا الیاس!!'' بابا یعقوب، اللہ وسایا اور حافظ شفیع گھنٹہ بجایا کرتے تھے اور نمروز خان چوکیدار تھے۔

طلبہ کے کھیل

دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کے طلبہ نے کھیلوں میں بھی خوب نام کمایا تھا۔ شروع میں تو چھوٹے بچے ناظرہ وحفظ والے اپنے کمروں میں بچھے خوبصورت قالین پر بنی رنگ برنگی ڈبیوں پر کنچے کھیلا کرتے تھے۔ اگرچہ قرائے کرام منع کرتے تھے۔ مگر پھر بھی بچے چھپ چھپ کر کھیلتے تھے۔ رات کو چھٹی کے بعد لائٹیں بند کر کے سونے کا حکم تھا۔ مگر جب بچوں کو کھیلنا ہوتا تھا تو لائٹ جلائے بغیر بھی کھیلتے تھے۔ باہر برآمدے والی لائٹ کی روشنی میں ایک بچہ نگرانی کرتا تھا، جیسے ہی کسی استاد کے آنے کا اندیشہ ہوتا فوراً کھیلنا بند کر کے سو جاتے، یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے کب سے سو رہے ہوں۔ بچوں کے لیے پی اینڈ ٹی کالونی کا گراؤنڈ بڑی نعمت تھی۔ نمازِ عصر کے بعد بچے یا تو دعوت (قرآن خوانی) پر جاتے تھے یا پھر روڈ پار گراؤنڈ میں۔ اس گراؤنڈ میں سائیکل چلانا، فٹ بال کھیلنا اور کرکٹ کھیلنا بچوں کا معمول تھا۔ بعض دفعہ ناظر سیالوی صاحب کی مسجد کی طرف بھی کھیلنے نکل جاتے تھے، مگر وہاں سے اذانِ مغرب پر واپس لوٹنا مشکل ہوتا تھا۔ پی اینڈ ٹی میں زیادہ لوگ اردو بولنے والے تھے۔ مدرسہ کے طلبہ سے بہت محبت کرتے تھے بلکہ اپنے گھر بھی بلا لیتے تھے۔ راقم کو فاروق بھائی اور آنٹی کے گھر میں جانا اور ان کا ہم سے نیک سلوک ابھی تک یاد ہے۔ ان دونوں گھروں میں آم کے درخت تھے اور بچے کیریاں توڑنے کے لیے پہنچ جاتے۔ پھر نہ جانے کسی بدخواہ کی نظر لگ گئی کہ محبت کی جگہ نفرت نے لے لی اور ایک دیوار کے ذریعے پی اینڈ ٹی کا راستہ بند کر دیا گیا جو تا حال بند ہے۔

کرکٹ میں تو دار العلوم قمر الاسلام کی ٹیم اس وقت کی (ویسٹ انڈیز) کہلاتی تھی اور اکثر بین المدارس ٹورنامنٹ جیتتی تھی۔ راقم کو امجدیہ کی ٹیم کو ہرا کر امجدیہ کے کیپٹن شمسی سے کپ چھیننا یاد ہے اور اس کے بعد دار العلوم غوثیہ طارق روڈ پر ہونے والا ٹورنامنٹ بھی جیتا تھا۔ قمر

Marfat.com

الاسلام کی ٹیم نے ڈیفنس میں پہاڑی سے نیچے والے گراؤنڈ میں کئی ٹورنامنٹ بھی کروائے۔ کرکٹ میں محمد انور، افضل، سرفراز، محمد حسین، صفدر حسین، ممتاز حسین، ظفر حسین اور راقم کے علاوہ بعد میں یوسف ضیاء وغیرہ نمایاں تھے۔

کمال کی بات یہ ہے کہ کرکٹ کھیلنے والے لڑکے ہی فٹ بال بھی کھیلتے تھے۔ فٹ بال کے لیے بڑے پیارے پیارے کھلاڑی موجود تھے مگر قمر الاسلام فٹ بال ٹیم کا وہ یادگار ترین ٹورنامنٹ تھا جو قیوم آباد میں کھیلا گیا تھا۔ راقم اس ٹیم کا حصہ تھا۔ صبح سے ٹیم وہاں گئی تھی اور بندہ پہلے میچ میں فُل بیک تھا اور دوسرے میں گول کیپر تھا۔ جبکہ فائنل کے دوسرے ہاف کے شروع ہونے سے پہلے جبکہ مقابلہ بغیر گول کے برابر تھا گول کیپر بننے کی ایک لڑکے نے خواہش کی وہ آؤٹ سائڈر تھا مگر باہمی مشورے سے اسے گول کیپر بنا دیا گیا۔ وہ ریلوے کی ٹیم کا گول کیپر تھا اس کی گول کیپنگ سے ہر کوئی حیران تھا اور نتیجہ یہ نکلا کہ قمر الاسلام ٹیم نے کپ جیتا اور پھر پیدل ہی قیوم آباد سے مدرسہ تک نعرے لگاتے ہوئے آئے۔ ہمارے اس ہیرو نے کپ اٹھایا ہوا تھا اور کہتا تھا ''اسیں کپ جیتی لائیو!!'' ہم سب جواب دیتے تھے، ''ھے جمالو!! مدرسہ میں آکر اس کی آؤ بھگت اور شکریہ ادا کیا گیا اور وہ خوش خوش روانہ ہوا۔ یہ فٹ بال کپ آج بھی قمر الاسلام کے دفتر کی زینت ہے۔ اس میچ کا گروپ فوٹو بھی بندہ کے پاس محفوظ ہے۔

یہ غالباً 1986ء کی بات ہے۔ فٹ بال میں محمد عبداللہ، عبدالرزاق، محمد صدیق، محمد اکرم، وغیرہ بھی تھے۔ پی اینڈ ٹی کے بعد ڈیفنس میں پہاڑی سے نیچے کھیلنے جایا کرتے تھے اور جب پی ٹی ماسٹر رکھا گیا تو ورزش کے لیے بھی ڈیفنس گراؤنڈ میں بعد نمازِ فجر لے کر جایا کرتا تھا۔ پی ٹی کے بعد واپسی ہوتی تھی پھر ناشتہ اور دیگر تعلیمی معاملات ہوتے تھے۔ پھر جب 1988ء میں پنجاب کالونی کے فٹ بال گراؤنڈ میں کھیلنا شروع کیا تو کرکٹ فٹ بال کے ساتھ والی بال بھی شروع ہوگیا۔ البتہ اس دوران راقم نے دہلی کالونی میں حبیب باڈی بلڈنگ سنٹر میں باڈی بلڈنگ بھی کی اور مدرسہ کے اندر چڑی چھکا اور ٹینس بھی خوب کھیلا بالآخر راقم اور سرفراز نے پنجاب کالونی کی کرکٹ ٹیم مظہر بھائی والی جوائین کی اور کرکٹ جی بھر کر کھیلی اسحٰق نیازی لطیف نیازی نصر اللہ نیازی اور گل خان نیازی وغیرہ ہمارے ساتھ تھے۔ اس کا کِٹ بیگ راقم نے مومن مسجد تھانہ بریگیڈ میں ادریس نیازی نامی بچے کو بیچا تھا۔ اس کے ساتھ ہی کھیل کود کے دروازے بند ہوگئے۔

Marfat.com

سورۃ الملک

دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کی مسجد میں ہر جمعرات کو بعد از عشاء سورۃ الملک کے ساتھ ختم شریف پڑھا جاتا تھا۔ ہم نے بالترتیب حافظ اجمل، قاری عبدالقیوم، حافظ سلطان محمود، قاری ممتاز حسین شجاع آبادی اور محمد حسین رضوی کو پڑھتے دیکھا۔ خیر و برکت کے علاوہ اس کا یہ فائدہ بھی ہوا کہ سن سن کر بچوں کو ہمیشہ کے لیے یاد رہتی تھی۔

راقم کو یاد ہے کہ مسجد میں کوئی پروگرام تھا بڑے شاہ صاحب نے راقم جو کہ سامنے بیٹھا تھا۔ فرمایا سورۃ الملک پڑھو، تو راقم نے سورۃ الملک پڑھی اور ختم شریف بھی پڑھا تو بڑے شاہ صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا ابھی ہمارے پاس ایسے ایسے پڑھنے والے موجود ہیں۔ سورۃ الملک سن کر اندازہ ہو جاتا کہ صبح جمعۃ المبارک اور مدرسہ میں چھٹی ہے۔

لڑائی جھگڑا

راقم نہایت امن پسند طبیعت کا حامل ہے اس امن کے قائم رکھنے کے لیے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرسکتا ہے۔ دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ میں رہتے ہوئے راقم چاہتے ہوئے بھی نہیں لڑ سکا۔ کمرہ نمبر 6 میں رہتے ہوئے سید غلام حسین شاہ صاحب سے شکر رنجی ہوگئی تھی، مگر باوجود ارادے کے ہاتھا پائی کی جرات نہ ہوسکی تھی۔ البتہ چند ایک لڑائیاں راقم کو یاد ہیں۔ سب سے پہلی لڑائی باورچی خانے میں حافظ رفیق اختر اور ایک پٹھان لڑکے مسعود کی ہوئی کھانا کھانے کے لیے اور مناسب جگہ بیٹھنے کے لیے۔ دوسری لڑائی حافظ صفدر کو ہاکی کی پی اینڈ ٹی گراؤنڈ میں وہیں کے ایک لڑکے سے ہوئی، اگرچہ اس لڑکے نے حافظ صفدر کو مارا تھا مگر ہرا نہیں سکا تھا۔ راقم ساتھ تو تھا مگر ذرا کنارے پر رہا اور لڑائی کے بعد حافظ صفدر نے راقم سے کہا کہ "تم کھڑے رہے، پکڑ لیتے نا اس کو!!!" راقم کو یاد نہیں کہ جواب کیا دیا تھا۔

ایک مرتبہ جب محمد حسین رضوی مؤذن تھے تو حنیف دودھ والے کا نوکر مسجد سے پانی لینے آیا۔ سامنے محمد حسین رضوی اذان دینے کے لیے مسجد میں موجود تھے۔ اس کو نہ صرف پانی دینے سے منع کیا بلکہ دو تھپڑ بھی رسید کر دیے اور ہنسنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں حنیف دودھ والے کا

Marfat.com

لڑکا آ گیا اور پوچھنے لگا کہ کس نے مارا ہے ہمارے بندے کو؟ محمد حسین رضوی نے کہا میں نے منع کیا تھا، اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دو تین زوردار تھپڑ بڑی تیزی کے ساتھ محمد حسین رضوی کے چہرے پر جڑ دیئے۔ محمد حسین رضوی اس کے سامنے بے بس تھے وہ کوٹ کر چلا گیا تو محمد حسین رضوی نے راقم سے کہا ''تم کھڑے کیا دیکھ رہے تھے؟'' راقم کو یاد نہیں کہ کیا جواب دیا تھا۔

ایک دفعہ حافظ محمد اکرم سنگی اور قاری ممتاز حسین شجاع آبادی کے درمیان نہایت خونریز لڑائی ہوئی، جس میں لاتوں اور گھونسوں کا آزادانہ استعمال ہوا تھا۔ پلڑا حافظ اکرم سنگی کا بھاری رہا، بہر حال چھڑوایا گیا۔ راقم کم از کم چار گز کے فاصلے سے یہ فل ایکشن لڑائی دیکھ رہا تھا۔ قاری ممتاز حسین شجاع آبادی ایک فرانسیسی لڑکے سے بھی جوڈو کراٹے اور زنجیروں سے جکڑی ہوئی لکڑیوں کے ساتھ لڑ چکا تھا۔ اس کے باوجود راقم کی شہرت یہی رہی کہ بہت لڑاکو ہے، شاید اسی لیے کہ یہ لڑنے والے بھی اپنے ہم سبق، ہم جماعت، ہم پیالہ اور ہم نوالہ تھے۔

وہ گل ہوں خزاں نے جسے برباد کیا ہے
اُلجھوں کسی دامن سے میں وہ خار نہیں ہوں

باورچی خانہ

شروع میں ایک اردو اسپیکر باریش باورچی تھے، سبھی ان کو نانا جی کہتے تھے۔ ایک اور سفید باریش نانا جی برتن دھوتے تھے۔ برتن دھونے والے نانا جی سے جب بھی پوچھا جاتا ''کیا حال ہے؟'' تو فرماتے تھے ''شیٹ اے''۔ انہوں نے ایک گھڑی بھی باندھ رکھی تھی، جب بھی ان سے ٹائم پوچھا جاتا تو ان کی گھڑی پر ہمیشہ ''ساڑھے بتری'' ہی بجے رہتے تھے۔ طلبہ ان سے یہی دو سوال کرتے تھے اور ان کے منہ سے متوقع جواب سن کر محظوظ ہوتے تھے۔

بعد میں اسلم، خادم، رمضان اور نذر بھی باورچی رہے۔ اسلم باورچی کے دور میں ایک مرتبہ پکے ہوئے کھانے میں کسی نے مٹی کا تیل ڈال دیا تھا۔ طلبہ کے بتانے پر سارا کھانا ضائع کیا گیا۔ مشہور یہ ہو گیا کہ باورچی کی شاہ صاحب سے لڑائی ہو گئی ہے، لہٰذا اس نے کھانے میں تیل ڈالا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ لیکن سبھی باورچیوں سے راقم کی اچھی بات چیت رہی بالخصوص نذر باورچی سے۔

Marfat.com

کبھی کبھی تیری یادوں کے پُر سکون لمحے
قسم خدا کی بہت بے قرار کرتے ہیں

قمر الاسلام سے جدائی

راقم نے 1990ء میں ایف اے کا امتحان پاس کیا اور 1991 میں موقوف علیہ مکمل کرلیا مگر قمر الاسلام میں دورۂ حدیث کا انتظام نہیں تھا۔ بڑے شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا، دورۂ حدیث کا انتظام کریں، یا چھوٹے شاہ صاحب ہی یہ ذمہ داری لے لیں۔ مگرافسوس کہ ایسا نہ ہوسکا۔اور پھر راقم اپنے والدِ گرامی کے دوست حضرت صوفی نورزمان صاحب کے ساتھ دار العلوم مجددیہ نعیمیہ صاحبداد گوٹھ ملیر میں مفتی غلام محمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے جو نہایت ہی شفیق وخلیق انسان تھے۔ فرمایا سال کے شروع میں آیئے گا۔اب تو کئی ماہ گزر چکے ہیں پھر ہم دار العلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی میں مفتی عبد السبحان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بالآخر ایک اسٹیل مل کے امام کے توسط سے غیروں کے مدرسہ میں داخل ہوگئے۔

آخری بات

راقم کے ساتھی کہا کرتے تھے اویس تو مدرسہ میں ہی رہے گا اور یہیں کسی ٹینکی میں دفن ہوگا جبکہ ہمارا اپنا بھی یہی خیال تھا۔

ہمیں دنیا سے کیا مطلب مدرسہ ہے وطن اپنا
مرجائیں گے کتابوں میں ورق ہوں گے کفن اپنا

مگر وہ وقتِ جدائی بھی آگیا جس نے مدرسہ سے جانے پر مجبور کردیا بالکل ایسے کہ جیسے پرندوں کے بچے گھونسلوں سے اڑتے ہیں تو فضاءِ بسیط کی وسعتوں میں کھو کر لپکنا، جھپکنا اور پلٹنا سیکھ کر تجربہ کار شاہین کا روپ دھار لیتے ہیں۔ بہرحال حضرت علامہ اللہ بخش اویسی مدظلہ العالی کے طریقۂ تعلیم وترتیب کی شوخی...... حضرت علامہ محمد ریاض سعید مدظلہ العالی کا تکیہ کلام ''اندازہ لگاؤ مسٹر''...... حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قصوری مدظلہ العالی کی خاموشی وغصہ...... حضرت علامہ خالد محمود

Marfat.com

مدظلہ العالی کی سنجیدگی وعلمیت...... حضرت علامہ مفتی عبدالعزیز مدظلہ العالی کا جملہ ''ٹھنج وی ٹھیک اے تے ٹھنج وی ٹھیک اے''...... حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری اور زلفیں چھلکانا...... حضرت علامہ ڈاکٹر محمد صحبت خان کوہاٹی مدظلہ العالی کا اندازِ تحریر وتقریر...... حضرت علامہ مطیع اللہ سہارن مدظلہ العالی کے کاپیوں پر لکھے گئے جملے بالخصوص (سستی کی عادت پستی کی علامت)...... حضرت علامہ ابراہیم فیضی مدظلہ العالی کا فارسی پڑھانا...... حضرت علامہ قاری غلام حسین شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا رعب ودبدبہ اور تکیہ کلام ''مولانا''...... حضرت علامہ سید عظمت علی شاہ مدظلہ العالی کی لاپروائی وبے نیازی...... حضرت پیر ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی کی شفقتیں...... سبز چادر سفید رومال کا اسٹائل اور عاجزی...... محترم قبلہ یار محمد سعیدی کی مسکراہٹیں...... محترم منشی رفیق اختر کا حساب کتاب...... سفیر محترم اصغر گجر کی اٹکیلیاں...... چوکیدار نمروز خان کی پہیلیاں...... پہلے نانا جی، پھر اسلم باورچی کے کھانے...... کچھ بھی تو نہیں بھلایا جاسکتا!!

1979ء سے شروع ہونے والا یہ سفر بالآخر 1991ء کو اپنے اختتام کو پہنچا...... پھر ہم تھے اور نئی راہیں تھیں اور نئے سفر!!!

خدا کرے مرے حوصلے بلند رہیں
صعوبتیں ہیں مسافت کی اور سفر تنہا

☆☆☆

تدریبُ المعلّمین

سمسٹر بہار ۲۰۰۰ء فاصلاتی نظامِ تعلیم کے تحت منعقدہ ایک ورکشاپ کا احوال

وطنِ عزیز میں منفرد انداز کی حامل درس گاہ "علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی" کی طرف سے (لغۃ العربیہ) کے اساتذہ کی تربیت کے پروگرام "تدریب المعلمین" (A.T.T.C) برائے سمسٹر بہار ۲۰۰۰ء کے عملی تربیت کے مرحلے "ورکشاپ" کا اہتمام۔ (کراچی ریجن) کیلئے دفتر نظامت تعلیمات (بلدیہ شرقی) جمشید روڈ میں کیا گیا۔

ورکشاپ کا آغاز:

اس چالیس روزہ ورکشاپ کا آغاز (۱۲ جون ۲۰۰۰ء) کو رنگ برنگی فکر کے حامل تقریباً ۲۰ طلباء اور طالبات پر مشتمل جماعت کے ساتھ محترم جناب پروفیسر محمد اسحٰق منصوری نے کیا، اگر چہ ابتدا میں فضا اجنبیت سے معمور رہی، مگر جلد ہی اساتذہ کے اخلاص و ایثار اور طلبہ کے ذوق وشوق نے اجنبیت کو چاہت و اپنائیت میں بدل دیا۔ کلاس چونکہ عربی کی تھی لہذا طلباء اور اساتذہ کا باہمی تعارف عربی میں ہوا اور آئندہ کا لائحہ عمل بھی عربی مین پیش کیا گیا۔

اساتذہ کا انتخاب:

اس ورکشاپ کیلئے جامعہ نے دو منجھے ہوئے، تجربہ کار اور محنتی اساتذہ کا انتخاب کیا۔ جن میں ایک پروفیسر محمد اسحٰق منصوری اور دوسرے شیخ محمد حسین لکھوی تھے۔

محترم جناب پروفیسر محمد اسحٰق منصوری:

آپ کا شمار جامعہ کراچی کے شعبہ عربی کے ماہر و تجربہ کار اساتذہ میں ہوتا ہے۔ آپ (تدریب المعلمین) کے نگران بھی ہیں۔ انہوں نے پڑھانے کیلئے (طریقۂ تقریری) اختیار کیا

Marfat.com

اور ''اصولِ تدریس، طُرق التدریس، خطواتُ الدرس، الدرسُ المثالی اور وسائل تعلیمیہ پر مسلسل اور مفصل لیکچر دیتے رہے اور طلباء کو نوٹ لکھنے پر اُکساتے رہے اور وقتاً فوقتاً طلبہ سے (خطۃ الدرس) بھی تیار کرواتے رہے اور اسباق پڑھواتے رہے تاکہ طلبہ (طُرق التدریس) کے استعمال میں مہارت حاصل کر سکیں۔ اس سے طلبہ کی صلاحیت کا اندازہ بھی کیا گیا جس سے طلبہ کو بہت فائدہ ہوا۔

انہوں نے صرف کتابیں ہی نہیں پڑھائیں بلکہ طلبہ کی ذہنی وفکری اور اخلاقی تربیت بھی کی جو ایک اچھے استاذ کا خاصہ ہے، مثلاً مذہبی رواداری اور باہمی اُخوت کی اہمیت اور تحمل و بردباری اور اختلافی مسائل کا حل، جیسے موضوعات پر بڑی مدلل گفتگو فرمائی۔

انہوں نے اپنی ہر بات کو اسلامی رنگ میں پیش کر کے اسلامی اقدار کے تحفظ کی ذمہ داری بھی خوب نبھائی۔ مثلاً ایک موقع پر انہوں نے (تعلیم کے جدید طریقے اور نظریات) کا ماخذ قرآن وحدیث کو قرار دیتے ہوئے بطور مثال ایک آیت " یرید اللّٰہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر '' اور ایک حدیث " یسروا ولا تعسروا، بشروا ولا تنفروا '' بھی پیش کی اور بتایا کہ یہ آیت وحدیث مختصر مگر جامع ہیں اور اپنے اندر بے شمار اصولِ تدریس لیے ہوئے ہیں اور ایک بہترین استاذ کیلئے ضروری ہے کہ وہ نہ صرف قرآن وحدیث کا گہرائی وگیرائی سے مطالعہ کرے بلکہ خود کو معلم انسانیت کی سیرت کا عملی نمونہ بھی بنائے۔

بعض مواقع پر انہوں نے کتب کے حوالے بھی دیئے اور مزید مطالعہ کی تلقین بھی کی مثلاً

۱۔ دکتور شوقی ضیف کی کتاب " الادب العربی المعاصر "

۲۔ الاستاذ مصطفیٰ صادق الرافعی کی کتاب " تحت رایۃ القرآن "

۳۔ محمد قطب مصری کی ''الشبہات حول الاسلام'' اور طٰہٰ حسین کی ''فی الادب الجاھلی'' کی طرف بھی اشارہ کیا۔

محترم جناب شیخ محمد حسین لکھوی:

آپ جامعہ ابی بکر گلشن اقبال کے ایک قابل مخلص اور مجاہد استاذ ہیں۔ انہوں نے بڑی

Marfat.com

محنت اور عرق ریزی سے (گرامر) قواعد کے مرحلے کو عبور کرایا۔ وہ طلبہ سے مسلسل عربی بولتے رہے۔ سوال و جواب اور قواعد کا استعمال بھی عربی ہی میں سکھاتے رہے اور طلبہ کی عربی بول چال اور قواعد کے استعمال کی صلاحیتوں کو گاہے گاہے جانچتے بھی رہے۔ جس سے طلبہ کی عربی بول چال، عربی لکھنے، پڑھنے اور عربی سمجھنے کی صلاحیتوں میں خاطر خواہ اضافہ ہوا اور ہچکچاہٹ بھی دور ہوئی اور عربی بول چال میں نکھار پیدا ہوا۔ انہوں نے طلبہ کو عربی زبان پر عبور حاصل کرنے اور اس کی ترویج و اشاعت کو اپنا نصب العین بنانے کی ترکیب بھی دی دونوں کتابوں کا زیادہ تر حصہ انہوں نے ہی پڑھایا۔

کتب کا استعمال:

جامعہ نے کورس کے لئے (۱۲) یونٹس پر مشتمل دو کتابوں کا اجرا کیا جن میں طرق التدریس کے قدیم و جدید نظریات اور قواعد کا کثیر الاستعمال، روزمرہ کی عام بول چال اور محاوروں میں استعمال ہونے والا نصاب بالتفصیل و بالامثلہ اور تدریبات کے ساتھ شامل کیا گیا تھا۔ اگرچہ کتابوں میں موجود مکررات کی بھرمار اور مشکل ترین الفاظ اور بعض تشریح طلب اصطلاحات نے طلبہ کی پریشانی میں اضافہ کیا مگر پھر بھی مجموعی طور پر کتابیں نہایت مفید ثابت ہوئیں، البتہ کتابوں کی ترسیل بعض طلبہ تک بروقت نہ ہو سکی تھی۔

مطالعاتی مرکز:

جامعہ نے طلبہ کی آسانی کے لیے تقریباً مرکز شہر میں مطالعاتی مرکز بنایا۔ سعیدہ حسن صاحبہ (D.E.O) بلدیہ شرقی کراچی نے اپنے زیر انتظام مطالعاتی مرکز میں بھرپور تعاون کیا اور کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں دیا۔ کلاس روم کشادہ، ہوادار اور صاف ستھرا تھا۔ پانی کا بھی انتظام موجود تھا۔

ورکشاپ کے شُرکاء:

ورکشاپ کے شرکاء نے مختلف مسالک و مشارب سے تعلق رکھنے کے باوجود "رحماء

Marfat.com

بینہم" کا بہترین مظاہرہ کیا۔ ان کی یکجہتی، مقصد سے لگاؤ، محنت، ذوق وشوق، یکسوئی، تحریص علی تحصیل العلم اور اساتذہ کرام کے ادب واحترام کے پُرخلوص جذبے نے اساتذہ کرام کو بے حد متاثر کیا، جس کا دونوں اساتذہ نے برملا اعتراف بھی کیا۔ اسی طرح اساتذہ کی یکساں توجہ، فراخ دلی اور شفقتوں نے طلبہ کے دل موہ لیے تھے گویا "آگ دونوں طرف تھی برابر لگی ہوئی"۔

طلبہ وطالبات کا آپس میں رویہ اتنا پُرخلوص و پاکیزہ اور اتنا اچھا تھا کہ ایک طالبہ کو بہ صد حسرت یہ کہنا پڑا کہ "کاش! ہم تمام طلباء انہی اساتذہ کے ساتھ کوئی دوسرا کورس بھی کرتے"۔ شرکاء میں سے بعض طلبہ کو کورس کے اختتام تک مرکزی حیثیت حاصل رہی اور طالبات بھی نہایت ذہین، باصلاحیت اور محنتی تھیں بعض مواقع پر انہوں نے اساتذہ سے مشکل ترین سوالات بھی کیے۔

ورکشاپ میں مندرجہ ذیل اُمور کو اُجاگر کیا گیا:

۱۔ عربی بول چال کی مشق	۲۔ اصول وقواعد
۳۔ عربی عبارات کی عربی میں تشریح	۴۔ اصولِ تدریس
۵۔ طرق التدریس	۶۔ خطوات الدرس
۷۔ وسائل تعلیمیہ	۸۔ عربی زبان کی ترویج واشاعت
۹۔ ذہنی وفکری تربیت	۱۰۔ عربی زبان کی اہمیت

ڈاکٹر خلیل الرحمن:

۸ جولائی ۲۰۰۰ء کو جامعہ کے شعبہ عربی کے مدیر جناب ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب کورس کا جائزہ لینے کے لیے تشریف لائے۔ انہوں نے عربی زبان میں اپنا اور جامعہ کا مختصر تعارف کرایا اور پھر طلبہ کو بتایا کہ جامعہ کا افتتاح بھی عربی پروگرام سے ہوا اور اسے شہرت ودوام بھی عربی پروگرام سے ملا۔ انہوں نے بتایا کہ اس وقت جامعہ میں 1 لاکھ طلبہ زیرِ تعلیم ہیں اور تقریباً تمام مضامین کی تدریس جاری ہے۔ انہوں نے کراچی ریجن میں عربی کورس کے شرکاء کی کم تعداد پر افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ اس پروگرام کی خاطر خواہ تشہیر نہیں ہو پائی۔ مجلات، جرائد اور ریڈیو،

Marfat.com

T.V نے کوئی خاص کوریج نہیں دی۔انہوں نے طلبہ کو بتایا کہ ہم آئندہ سمسٹر سے (B.ED عربی) پروگرام بھی شروع کر رہے ہیں۔انہوں نے اپنی تقریر میں قاری حذیفی کی (سی۔ڈی) کیسٹس اور تفسیر بیضاوی کی خصوصیت (اختلاف قرات) کو بھی بیان کیا۔انہوں نے طلبہ کو عربی زبان کی ترویج واشاعت اور فروغ کے لیے کام کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے کہا کہ آپ تنقید کی بجائے اصلاح کریں ورنہ اپنا کام کرتے جائیں۔" اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا مَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی "اس دعا کے ساتھ ان کا خطاب مکمل ہوا۔آخر میں طلبہ نے ان سے مختلف سوالات کیے اور اپنی مشکلات کا اظہار کیا،جس کے ازالے کا انہوں نے وعدہ کیا۔

الوداعی تقریب:

کورس کے اختتام پر ایک پُر وقار وسادہ الوداعی تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں تمام طلبہ و طالبات نے بھرپور حصہ لیا اور اپنی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیا،تقریب کا آغاز تلاوتِ کلامِ مجید سے ہوا۔ پھر حمد ونعت اور تقاریر و تاثرات اور الدرس المثالی پیش کیا گیا۔پروگرام کا زیادہ تر حصہ عربی زبان پر مشتمل تھا،اس لیے محترم اللہ بخش کے عربی میں تاثرات،محترمہ نگہت کے (الدرس المثالی) اور راقم کی خودساختہ عربی حمد اور بے ساختہ عربی کمپیئرنگ نے خاص طور پر طلبہ و طالبات کو محظوظ اور مہمانوں کو اتنا متاثر کیا کہ محترمہ سعیدہ حسن صاحب (D.E.O، بلدیہ شرقی کراچی) کو کہنا پڑا کہ" میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی آپ کی طرح عربی میں بات کروں۔"

☆ تقریب کے مہمانِ خصوصی جناب پروفیسر شہزادالحسن چشتی صاحب نے" طریقہ تعلیم میں جدید نظریات" کے عنوان پر خصوصی لیکچر دیا،جس میں انہوں نے دو چھوٹے بڑے خالی برتنوں کے ذریعے اساتذہ طلبہ کے باہمی تعلق اور افادہ واستفادہ کو تختہ سیاہ پر باتصویر پیش کیا،جس نے شرکاء کو بے حد متاثر کیا۔

انہوں نے انتقالِ علم کے تین طریقے بیان کرتے ہوئے اس شخص کو کامیاب اُستاذ قرار دیا جو طلبہ پر نہ بوجھ ڈالے،نہ سخت سست کہہ کر تعلیم سے انہیں متنفر کرے بلکہ حسبِ ضرورت کلاس

Marfat.com

میں مندرجہ ذیل تینوں طریقے اختیار کرے:

۱۔ طریقۂ تقریر (Lecture method)

۲۔ طریقۂ سوال و جواب (Question, Answer Method)

۳۔ طریقۂ تحریر (Writing Method)

☆ کورس کی میزبان اور تقریب کی مہمان محترمہ سعیدہ حسن نے اپنے خطاب میں ''اپنے تعاون کو خدمت قرار دیا۔ عربی سے لگاؤ کا اظہار کیا اور جامعہ کا شکریہ بھی ادا کیا۔

☆ شیخ محمد حسین لکھوی نے عربی میں خطاب کرتے ہوئے پروفیسر اسحٰق منصوری اور جامعہ سمیت محترمہ سعیدہ حسن صاحبہ کا شکریہ ادا کیا اور اپنے طلبہ کی صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے ان کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

☆ آخر میں کورس کے نگراں، استاذ اور تقریب کے صدر محترم جناب پروفیسر محمد اسحٰق منصوری تشریف لائے اور عربی زبان کی اہمیت وفضیلت اور علماء کے مقام و مرتبے پر مفصل گفتگو کے بعد اپنے دست راست شیخ محمد حسین لکھوی صاحب کی کارکردگی کو سراہا اور مہمانوں کا شکریہ بھی ادا کیا۔

☆ پروگرام کا اختتام پروفیسر محمد اسحٰق منصوری کی دعاؤں پر ہوا۔

ضیافت:

آخر میں شرکاء تقریب اور مہمانوں کو پُر تکلف ضیافت دی گئی۔ جس کا سارا انتظام طلبہ نے خود کیا تھا۔ ضیافت کے لیے طالبات، خاص طور پر دہی بڑے، کیک اور سویٹ ڈش خوبصورت انداز ولذیذ ذائقے کے ساتھ وافر مقدار میں تیار کر کے لائیں جس سے ضیافت یادگار ہوگئی اور ساتھ ہی طلبہ کو جدائی کی نوید سنا دی گئی۔

☆ ضیافت سے مستفید ہو کر جامعہ کے کراچی ریجن کے آفس سپرنٹنڈنٹ جناب اسرار صاحب نے جامعہ کی طرف سے طلبہ کو 1000/= ایک ہزار روپے دینے کا اعلان کیا۔

Marfat.com

آخری دو دن:

۲۱ جولائی ۲۰۰۰ء بروز جمعہ پروفیسر محمد اسحق منصوری تشریف لائے اور کمالِ شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام لیکچرز کا خلاصہ اور وسائل تعلیمیہ کا خصوصی نوٹ لکھوایا اور ساتھ ہی حسب عادت مختلف طلبہ و طالبات کو "خطۃ الدرس" "رپورتاژ" اور "مشق کے متعلق جدید ہدایات" لکھنے کو دیا اور پھر الوداعی سلام کیا۔

☆ ۲۲ جولائی ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ استاد محمد حسین لکھوی سمیت تمام طلبہ و طالبات کچھ بجھے بجھے سے دکھائی دیئے۔ کلاس میں بالکل خاموشی طاری رہی۔ پھر ایک طالبہ نے (طرق التدریس کے مطابق سبق پڑھایا اور خاموشی کو توڑا اور فوراً بعد راقم نے خود ساختہ اردو شاعری سے طلبہ و طالبات کو محظوظ کیا۔ بعدہ تمام طلباء و طالبات نے باری باری اپنے خیالات و جذبات اور احساسات کا کھل کر اظہار کیا۔ بالآخر دنیا کا دستور اور جدائیوں کا ناسور، اس چالیس روزہ، کم سن، نوزائیدہ مگر موثر و مفید ورکشاپ کو نگل گیا اور ہر چہرے کو اداس کر گیا۔ " کاش! یہ چالیس روزہ ورکشاپ چالیس سالہ ہو جاتی۔"

اللہ ہمیں صبر دے اور آئندہ ہمیں مزید استفادہ کا موقع نصیب کرے۔ (آمین)

☆☆☆

Marfat.com

علم کی لذت

22 نومبر 2010ء کو ماہانہ گیارہویں شریف کے موقع پر کیا گیا خطاب

علم، دراصل عمل کی بنیاد ہے۔ حصولِ علم کا اہم ترین مقصد کردار سازی، محنت و جانفشانی سے کام کرنے کی تربیت حاصل کرنا ہے۔ جو انسان کے وجدان اور روح کو متاثر کر کے اسے بااخلاق و باادب بنادے۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ''احیاء العلوم'' میں علم کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''علم وہ ہے جو انسان کو باادب بنادے اگر کوئی علم انسان کو باادب نہ بنائے تو وہ علم ہی نہیں ہے بلکہ فن یا ہنر ہے''۔

دینی و مذہبی، روحانی اور وجدانی تعلیم کے حصول سے انسان مادہ پرستی، حرص و لالچ، ہوا و ہوس اور مفاد پرستی سے بے نیاز ہو کر درجہ کمال تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر وہ زمان و مکان کی حدود سے بھی آگے تک نظر دوڑانے اور مستقبل میں جھانکنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس لیے زندگی کا ہر سانس تعلیم کے لیے وقف کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

تَعَلَّمُوا یا فتیٰ فاِنّ الجھل عار○ لا یرضیٰ بہٖ الا الحمار

خودی، عشق، عقل، آرزو اور عمل کا جذبہ تعلیم یافتہ ہونے کی نشانی ہے۔ جبکہ فقر مسلمان کا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمان علم و عرفاں میں گم ہو کر اپنے معبود برحق کے سامنے مجسمہ عجز و انکساری بن جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے ''الفقر فخری'' (فقر میرا فخر ہے)۔

علم انسان کو زندگی کے حقائق و اوصاف سے آگاہ کر کے اطاعت کا جذبہ عطا کرتا ہے۔ علم سے خیالات میں گہرائی اور فکری قوت کو صحیح استعمال کرنے کی راہنمائی ملتی ہے۔ اور علم ہی روحانی ترقی، دیدار الٰہی، اور زندہ دلی کے رازوں سے آشنا کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت حکیم بن جبلہ عبدی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ''سندھ'' کے پہلے قاضی کے طور پر نامزد کیے گئے تھے۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا ہے مگر رویت اور روایت کا ثبوت نہیں ملتا ہے۔ آپ نہایت صالح اور اپنی قوم میں معزز و محترم بزرگ تھے۔ آپ کا شعر ہے:

Marfat.com

لیس الرزیۃ بالدینار نفقدہ ○ ان الرزیۃ فقد العلم والحکم

ترجمہ: ''یہ مصیبت کوئی مصیبت نہیں کہ ہمارے دینار ختم ہو جائیں بلکہ بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہمارا علم وحکمت کا سرمایہ گم ہو جائے''۔

فکر ہی علم کا دروازہ کھولتی ہے۔ نبی ﷺ نزول وحی سے پہلے فکرِ کائنات اور فکر خالق کائنات میں مستغرق رہا کرتے تھے۔ مالک حقیقی نے استقامت وثابت قدمی اور شوق وذوق ملاحظہ فرمایا تو نزول وحی سے علم کا دروازہ کھولا اور انسان کی پیدائش اور کائنات کے خالق کے پہچان کرائی۔ ارشاد الٰہی ہے:

''اقرا باسمِ ربّك الّذی خَلَق○ خلق الانسان من علق○ اقرا وربك الاكرم ○الذی علم بالقلم○ علم الانسان مالم یعلم''○ (سورۃ علق)

دورِ فترت میں وحی کا نزول معطل رہا تو سرور دو عالم ﷺ بے حد پریشان رہنے لگے۔ کیونکہ علم جتنا بڑھتا ہے، اس کی لذت وچاشنی کا اتنا ہی زیادہ نشہ چڑھتا ہے۔ جو مزید جستجو کا خواہاں ہوتا ہے، نہ ملے تو مضطرب وبے چین کرتا ہے۔ تحقیق وتفتیش میں مبتلا کرتا ہے۔ طلب وتڑپ میں اضافہ کر کے بے چارگی کا لباس پہنا کر بھکاری بنا دیتا ہے۔ جب رب کائنات نے یہ منظر دیکھا تو ساقی حق نے نوازشوں کی انتہا کر دی اور فرمایا: ''وعلمک مالم تکن تعلم''۔

پھر نبی ﷺ کے اشارے سے ڈوبا سورج پلٹ آیا۔ چاند کا کلیجہ چر گیا، بادل سایہ کرنے لگے، پتھر کلمہ پڑھنے لگے۔ مگر تشنگی نہیں مٹی، جستجو اور تحقیق وتفتیش خدا کی عبادت ولذت میں کمی نہیں آئی۔ جب سجدے بڑھتے ہی گئے تو رب کریم نے اپنی عنایتوں کے دریا بہا دیے۔ پہلے اشیاء کے حقائق کھولے پھر سب پردے کھول کر پاس بٹھا کر بے پردہ زیارت بخشی اور اپنا دست قدرت نبی ﷺ کے سینہ اقدس پہ رکھا جس نے (ماکان ومایکون) کے جامِ علم سے شاد کام کیا۔ وہ ٹھنڈک، وہ سکون، وہ راحت، وہ لذت، علم کی وہ چاشنی اے اللہ اب کیسے پاؤں گا، کہاں سے ملے گی اپنے حبیب پاک کے اس استفسار پر فرمایا: اے حبیب جب بھی علم کی چاشنی اور لذت درکار ہو تو: (وقل رب زدنی علماً) کا جام نوش کیا کیجئے اور سدا سرشار رہیے!!

یاد رکھئے!! ملکی ومذہبی، سماجی ومعاشی اور ملی ترقی کا انحصار تعلیم پر ہے جبکہ تعلیم کا

Marfat.com

انحصار نصاب پر اور نصاب کا انحصار شخصیت پر ہے اور مارکیٹ میں شخصیات کی بھر مار ہے۔ جو باعثِ انتشار ہے، لہٰذا ہمیں سوچنا ہوگا کیسی شخصیت ہو جو ہمارے لیے نصاب زندگی اور آداب بندگی بنائے۔ تو ہمیں نہیں بھولنا چاہیے کہ شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے سیرت سے اور سیرت وہ کہ جس کی چاندنی سے کائنات کا ذرہ ذرہ چمک جائے اور قرآن کہے۔

"لقد کان لکم فی رسولِ الله اسوة حسنه"

شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے کردار سے اور کردار وہ کہ جس کا تقاضا پروردگار کرے اور قرآن اس کا یوں اعلان کرے:

"وقضیٰ ربّك الاّ تعبدوا اِلاّ ایاّہ وبالوالدینِ احساناً"۔

شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے طبیعت سے اور طبیعت وہ جو شریعت کی پابند ہو اور اعتراف کرے کہ (وانا اوّل المسلمین)۔

شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے فطرت سے اور فطرت وہ کہ جو اللہ کی فطرت پر ہو۔

"فطرة الله التی فطر الناس علیها لاتبدیل لخلق الله"۔

شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے دعوت سے اور دعوت وہ کہ جس کا طریقہ رب بتائے۔

"اُدع الیٰ سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة"۔

شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے صحبت سے اور صحبت وہ کہ جس کی انبیاء نے خواہش کی۔

"وادخلنا برحمتك فی عبادك الصالحین"۔ گویا وہ شخصیت جو ہر وقت اللہ کے ساتھ رہے۔ اور اللہ اس کے ساتھ رہے وہ جو نصاب تعلیم بنائے گی وہ ہماری روحانی، وجدانی، اخلاقی، سماجی، معاشرتی، ملکی اور ملی ترقی کی ضامن ہوگی۔

یعنی ہمیں وہ نصاب تعلیم چاہیے جو اللہ کے پڑوس میں رہ کر بنایا جائے۔ ورنہ اللہ کے باغی و نافرمان لادین و سیکولر لوگ "خود تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے" کا نعرہ لگاتے ہوئے قوم و ملک کا بیڑا غرق کر دیں گے۔

اُن کی سیرت سے ہے وابستہ نجاتِ عالم
اہلِ عالم کے مصائب کا مداوا وہ ہیں

☆☆☆☆

Marfat.com

بزمِ ہم نشیں!

۲۰ اگست ۱۹۹۳ء کو مؤمن مسجد بریگیڈ پولیس لین میں بچوں کی اخلاقی تربیت کے لیے مسجد ھذا کے جنرل سیکریٹری جناب ڈاکٹر سکندر حیات صاحب کی صدارت میں ''بزمِ ہم نشیں'' کا آغاز کیا گیا۔ جو تلاوت و نعت، تقریر اور خدمتِ خلق کے پروگراموں سے بچوں کی تربیت و اصلاح کا کام کرتی تھی۔ اس کے افتتاحی پروگرام میں پیش کیا گیا ''سپاس نامہ'' آپ کے سامنے ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم جناب ڈاکٹر سکندر حیات صاحب جنرل سیکریٹری مسجد ہذا و صدرِ گرامی ''بزمِ ہم نشین''! اور عزیز طلبہ و طالبات:

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،

آپ کے علم میں ہے کہ ہم نے آپ کی ضرورت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تعلیم قرآن کے لیے ''المعصوم قرأت اکیڈمی'' قائم کی ہے۔ جس میں ابتدائی دو ماہ میں ہی کم و بیش پچاس طلبہ و طالبات نے رجوع کیا ہے اور روز بروز ان کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے بچوں میں قرآنی تعلیم کے حصول کا ذوق موجود ہے۔ مگر کسی پر خلوص شخصیت کے میسر نہ آنے کے سبب دین سے دور ہو کر تباہ اور ضائع ہو رہے تھے۔ آج بڑی تعداد میں بچے ''المعصوم قرأت اکیڈمی'' میں داخلے کے خواہش مند ہیں۔ جو ہماری کامیابی اور خلوص کی نشانی ہے۔ بہرحال ہم نے اللہ کی رضا کے لیے تعلیمِ قرآں کے لیے ''المعصوم قرأت اکیڈمی'' کی صورت قرآنی علم کا چشمہ جاری کر دیا ہے۔ اب اس سے فیض یاب ہونا آپ کا کام ہے۔

یہی ہے آرزو کہ تعلیمِ قرآن عام ہو جائے
ہر پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے

میرے عزیز نونہالو!

جناب ڈاکٹر سکندر حیات صاحب کی شخصیت آپ سب کے لیے تعارف کی محتاج نہیں

Marfat.com

ہے۔ گو کہ وہ ایک طالب علم ہیں مگر عام طلبہ کی نسبت ان میں مذہب سے لگاؤ، فکرِ اسلامی، پابندی نماز اور اخلاق کی اعلیٰ قدروں کا شعور زیادہ ہے۔ وہ نہ صرف طالب علم ہیں بلکہ علم دوست اور سلجھے ہوئے کردار کے مالک ہیں۔ جب ہم نے انہیں ''بزمِ ہم نشیں'' کی صدارت کے لیے نامزد کیا تو اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود انہوں نے قبول کیا۔ ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ انہوں نے اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ یہ اقرار بھی کیا کہ ہر طرح سے سرپرستی کریں گے۔ جوان کے علم دوستی، خیر خواہی علمی و ادبی ذوق کی اعلیٰ مثال ہے۔

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جس کا ہو بے داغ ضرب ہو کاری

میرے عزیز بچو!

آج جبکہ دنیا کے گوشے گوشے میں بے چینی اور بے قراری بڑھ رہی ہے۔ بے راہ روی کا دور دورہ ہے۔ تنگ نظری اور ہوس نے انسان کی عقل ماردی ہے جو چیز اس کے لیے مفید ہے اسے وہ مضر قرار دے رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مذہب سے دوری کا یہی نتیجہ ہوتا ہے، وہ آفاقی مذہب جو اندھیروں کو مٹانے آیا تھا آج اس کے ماننے والوں نے ہی اسے ناقابلِ عمل قرار دیکر اندھیری کوٹھری میں بند کر رکھا ہے۔ ایسے تاریک ماحول میں طلبہ و طالبات کی مذہبی و تاریخی تشنگی اور علمی و عملی پیاس بجھانے کے لیے ''بچوں کی لائبریری'' کے نام سے ہم ایک کتب خانہ کھولنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جس کے لیے ہم ماہانہ پانچ روپے ممبر شپ چندہ لیں گے۔ ممبران کو مفت مطالعہ کی سہولت ملے گی۔ اگر کوئی ساتھی کتاب گھر لیکر جائے گا تو کتب بینی کے بعد کتاب واپس ضرور کرے ورنہ فی یوم 50 پیسے کے حساب سے جرمانہ وصول کیا جائے گا۔ ''بچوں کی لائبریری'' کے قیام سے آپ کو معلومات کا خزانہ ہاتھ لگے گا۔ اور ''بزمِ ہم نشیں'' کے ذریعے اظہارِ خیال کا موقعہ ملے گا۔ اظہارِ خیال سے نئے نئے خیال تخلیق ہوتے ہیں۔ خیالات میں پختگی آتی ہے۔ سوچ اور فکر کی قوت بڑھتی ہے۔ اظہارِ خیال سے لوگوں میں مقبولیت کے ساتھ ساتھ ذہن کا بوجھ بھی ہلکا ہو جاتا ہے۔ اور تازگی وارد ہوتی ہے۔ جو شخصیت کے نکھار کا سبب بنتی ہے۔

Marfat.com

جبکہ خیالات کو جھٹک دینے اور دبا دینے سے ذہن بوجھل ہو جاتا ہے۔ تخلیقی و تحقیقی اور علمی و عملی صلاحتیں ماند پڑ جاتی ہیں۔ تمام جذبات دل کے تہہ خانوں میں گمنامی کی موت مر جاتے ہیں۔ جو شخصیت کو پژمردہ و بیمار کر دیتے ہیں۔ لہٰذا ہماری اللہ سے دعا ہے کہ وہ آپ سب کو اور ہمیں قرآن پڑھنے اور پڑھانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور علمِ دین سیکھنے کی ہمت دے۔

میرے عزیز ہم نشینو!

پاک وطن کو بد مذہبیت و عیسائیت کے بڑھتے ہوئے اثرات و خطرات کا سامنا ہے۔ جس سے بچنے کے لیے ہمیں تیاری کرنا ہے۔

ہمارے پیارے اسلامی ملک میں لادینیت کے سائے پھیل رہے ہیں۔ اسلامی اقدار و روایات کو دبایا اور بھلایا جا رہا ہے۔ ایسے میں ہمیں اسلامی طرزِ زندگی کو اپنا کر دینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانا ہے۔ بد عملی کی وجہ سے امن و سکون غارت ہو چکا ہے۔ اسلام کی اخلاقی و آفاقی تعلیمات پر عمل سے ہی پیار و محبت کی فضا قائم ہو سکتی ہے۔

پیارے اور ننھے منھے بچو! المعصوم قرأت اکیڈمی میں بلا ناغہ آیا کرو۔ بھرپور جذبے کے ساتھ قرآن کی تعلیم حاصل کریں۔ دینی کتب کا مطالعہ ضرور کریں۔ نماز کی پابندی کیا کریں۔ ''بزمِ ہم نشیں'' کے مختلف پروگراموں بالخصوص ہفتہ وار پروگرام میں ضرور شرکت کیا کریں۔ ماں باپ اور بڑوں کا ادب کریں۔ اپنے سے چھوٹوں سے شفقت سے پیش آئیں۔ غریبوں کی مدد کیا کریں اور بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھایا کریں۔ اللہ ہمارا اور آپ کا حامی و ناصر ہو۔

آخر میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ ''بزمِ ہم نشیں'' کی طرف سے ماہانہ مقابلہ تلاوت و نعت، تقریر اور رحمانی قاعدے کے قواعد کی یادداشت پر ہوں گے جن میں اول، دوم اور سوم آنے والوں کو انعامات بھی دیئے جائیں گے۔ ہم ڈاکٹر سکندر حیات صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ وہ تشریف لائے اور ہماری سرپرستی فرمائی۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆

Marfat.com

الوداعی نصیحت

۲۰ مارچ ۱۹۹۳ء کو جامعہ سلیمانیہ کلفٹن سے استعفیٰ دینے کے بعد لکھی گئی تحریر!!

عزیز طالب علمو! کبھی منظر اور منزل سے نظریں نہ ہٹانا ورنہ رستے کے پتھر منزل کا رستہ ہمیشہ کے لیے تمہارے آنکھوں سے اوجھل کردیں گے اور آپ قیامت تک کے لئے تاریکیوں کے راہی ہو جائیں گے۔ پھر یہ آنکھوں کا نور اور عقل وشعور سوائے ماتم کے کچھ بھی نہ کر پائیں گے۔ لہٰذا اپنے بینائی کے چراغوں سے دور بلندیوں میں موجود اپنی منزل پہ ہی شعائیں پھینکیں تاکہ منزل پہ آسانی سے پہنچ سکیں، دیکھو ہمیشہ نظر نیچی مگر سوچ اونچی رکھنا، ہمیشہ حق ہی کہنا، حق کا ہی ساتھ دینا اور حق پہ ہی ڈٹ جانا چاہے جان چلی جائے۔ بیٹا جی! اپنی غلطی ہمیشہ تسلیم کر لینا۔ یہی بہادروں کا شیوا ہے۔ جھوٹ سے دامن بچانا، خیالات کو اُجلا، اُجلا اور مثبت رکھنا، تخریب کے بجائے تعمیر پہ زور دینا حسنِ ظن، حسنِ سیرت اور ادب وشفقت جیسے عظیم اوصاف سے اپنی ذات کو متصف رکھنا، شکایت شکوہ، شور شرابہ، غل غباڑہ، اور بدگمانی جیسی قبیح عادات اور چغل خوری کی سی لعنت سے بچتے رہنا، جو چاہو سو اللہ سے مانگو بیٹا کبھی ناکام نہیں رہو گے۔

فقط، تمہارا مخلص و مشفق روحانی باپ

محمد اویس معصومی

☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

باب دوم

چراغ ہائے رونق افروز

Marfat.com

بہشتی دروازہ

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

ماہنامہ جہانِ چشت کے "گنج شکر نمبر" کے لیے لکھی گئی تحریر فقیر اس ماہنامے کا چیف ایڈیٹر تھا

مجدد دوراں، قیوم زماں، عالمی مبلغ اسلام، جگر گوشۂ زریں بخت، الحاج خواجہ محمد معصوم نور اللہ مرقدہ کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت تھی۔ اکثر اپنے بیانات میں تذکرہ کیا کرتے تھے۔ بڑے بڑے القابات و خطابات کے ساتھ نام لیا کرتے تھے، مثلاً "ہمارے حضور شہنشاہ اہل بہشت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ" ایک دن آپ اوکاڑہ میں محفل ذکر سے مخاطب تھے۔ فرمایا "تنزل الرحمۃ عند ذکر الصالحین" یعنی اللہ کے بندوں کا جہاں ذکر ہوتا ہے، وہاں رحمت خداوندی کا نزول ہوتا ہے۔ پھر فرمایا، اویار! صالحین کا نام لیتے وقت سونگھار کر کے نام لیا کرو پھر آپ نے دیوانہ وار یہ نعرہ مارا "فرید۔ فرید۔ فرید"۔

پھر ارشاد فرمایا کہ فقیر صبح حضور شہنشاہ اہل بہشت کے مزار پاک پر گیا۔ فاتحہ پڑھی اور خاموشی کے ساتھ سوچنے لگا کہ جو لباس زندگی میں مرد کے واسطے پہننا حرام ہے۔ واہ شہنشاہو! آپ کی قبر پہ آتے ہی زائرین میں یہ گفتگو ہونے لگتی ہے کہ ریشمی چادر لے چلو اور مخملی چادر لے چلو۔

بہشتی دروازہ فقیر کے لیے کھولا گیا باہر کنڈی لگی ہے، تالے لگے ہیں، دروازہ چاندی کا ہے، خیر!! اندر داخل ہوا تو رونقیں لگی ہوئی ہیں چادریں چڑھی ہیں۔ مجھے روحانی تسکین میسر آئی تو ساتھ ہی حضور زریں زر بخت حضرت (نظام الدین اولیاء دہلوی) کا قول یاد آ گیا کہ "بابا کی بہشت دیکھو"۔

پھر فرمایا "جنت نہ تو بابا کے دائیں طرف ہے نہ بائیں طرف" بلکہ جنت بابا کے قدموں میں ہے۔ نبی علیہ السلام کی حدیث ہے۔ "قبر المومن روضۃ من ریاض الجنۃ" مومن کی قبر جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔ ارے جہاں ولی کے قدم لگ جائیں وہ جگہ جنت

Marfat.com

ہو جائے تو جو ولی کی بارگاہ میں آجائے سمجھو وہ جنتی ہو گیا۔ اس لیے کہ ولی کے پاس وہی آئے گا جو جنتی ہو گا۔ دوسرے کو تو توفیق ہی نہیں ملے گی۔ جسے یہاں جنت مل گئی وہ یقین رکھے کہ اسے وہاں بھی جنت مل جائے گی۔

او یار! فقیر کو اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم تو جنت بانٹتے پھرتے ہیں۔ ذرا دیکھو، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو کہ جنت کا دروازہ کھول کے بیٹھے ہیں۔ جس کی روایت یہ ہے کہ جب آپ کو لحد مبارک میں اتارا گیا تو خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ نبی علیہ السلام اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ موجود ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں کہ ''اے نظام بلند آواز سے کہہ دو اور یہ مغفرت کی بشارت تمام جن وانس کو سنا دو کہ جو شخص اس دروازۂ فرید رحمۃ اللہ علیہ سے گزر جائے گا امان پائے گا۔ (من دخل هذه الباب امن)

اب لوگ ہم سے سوال کرتے ہیں کہ جو شخص بہشتی دروازہ سے گزرے گا کیا اس کا جنت میں جانا یقینی ہے؟ او یار! فقیر یہ کہتا ہے کہ اس دروازے سے وہی گزرے گا جو بہشتی ہو گا۔ کیونکہ حدیث قدسی ہے کہ (لایشقیٰ جلیسهم) ان کے پاس بیٹھنے والا کبھی بد بخت نہیں ہوتا تو جو بد بخت ہو گا وہ اللہ والوں کی محافل میں ہی نہیں آئے گا اور جو آجائے گا وہ بد بخت نہیں رہے گا۔

☆☆☆

Marfat.com

بحرِ بے کراں

☆☆ ماہنامہ کاروانِ قمر دسمبر ۱۹۹۸ء کے لیے لکھا گیا ایک مضمون ☆☆

کسی کو لیل ونہار کی گردش بنا گئی تو کسی کو کوئی اور حادثہ سنوار گیا۔ کوئی سجی سجائی مسند پہ براجماں ہوا تو کسی کو روپے پیسے کی ریل پیل نے شہرت کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ کوئی آیا تو چھا نہ سکا اور کوئی چھایا تو زندگی ہی میں بھلا دیا گیا۔ لیکن بعض ہستیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جو صبح کاذب سے چھٹ کر صبح صادق کی طرح طلوع ہوتی اور روز روشن کی طرح عالم پر چھا جاتی ہیں۔ ان کے کارہائے نمایاں کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ ان کی یاد کو سینوں سے محو نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے نام پر تاریخ بھی ناز کرتی ہے، انہی پاکباز ہستیوں میں سے ایک نابغۂ روزگار ہستی جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری (رحمۃ اللہ علیہ) کی بھی ہے جو اپنے اخلاص، للٰہیت، یقین محکم، عمل پیہم، جہد مسلسل اور اللہ کے کرم سے آئے، ابر کرم بن کر چھائے تو پھر چھاتے ہی چلے گئے اور بوقت رخصت بھی ان کا آفتاب عالم تاب پوری آب و تاب کے ساتھ نصف النہار پر چمک رہا تھا۔ اس لیے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی ہدایت کے لیے چن لیتا ہے۔ پیغامِ حرم ہے۔

اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب۔

فخر صادق ﷺ نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا سے علم کو ایک دم سے نہیں اٹھائے گا بلکہ امت کے علماء کو جلدی جلدی اٹھا لے گا۔ ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی معلوم ہوتا ہے۔

چراغ بجھتے چلے جا رہے ہیں سلسلہ وار
میں خود کو افسانہ ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں

اور بوقت رخصت جب ان کی روح وصال حق کے لیے بے قراری سے اڑی ہوگی اور سارا عالم ان کی جدائی کے صدمے سے مرغ بسمل کی طرح لوٹ پوٹ ہو رہا ہوگا تو ایسے میں اگر

Marfat.com

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لمحے کے لیے پیچھے مڑ کر دیکھا ہو اور حفاظت حدیث و اشاعت قرآن وسنت، تحفظ ناموس رسالت اور ختم نبوت کے لیے اپنی جدوجہد اور اپنی ضیاء القرآن، ضیا النبی، سنت خیر الانام، عظیم دینی درسگاہ اور جند اللہ کے شاہین صفت، صالح نوجوانوں کے قافلے پر ایک الوداعی نگاہ ڈالی ہو اور مسکراتے ہوئے یہ کہہ کر اطمینان وسکون سے آگے بڑھ گئے ہوں تو وہ یہ کہنے میں حق جانب ہیں کہ

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں، ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
تعبیر ہے جس کی حسرت وغم، اے ہم نفسو! وہ خواب ہیں ہم

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ ان چند خوش نصیب ہستیوں میں سے ہیں جنہیں اللہ رب العالمین نے ظاہری علوم وفنون کے علاوہ باطنی کمالات، قلبی کیفیات، ذہنی واردات اور عرفان ذات سے بھی خوب نوازا تھا، بلکہ بیک وقت ''تصرف فی الدنیا اور تفقہ فی الدین'' جیسی لازوال دولت سے بھی بہرہ ور کیا تھا۔ دور حاضر میں آپ مشرق و مغرب چھان ماریئے اور ایسی ہمہ گیر و ہمہ جہت اور ہمہ صفت ہستی تلاش کیجئے کہ جو ایک ہی وقت میں پیر طریقت بھی ہو اور رہبر شریعت بھی، واقف اسرار حقیقت بھی ہو اور نباض فطرت بھی، نقیب خارزار سیاست بھی ہو اور لائق سیادت و قیادت بھی، جو مفکر بھی ہو اور محقق بھی، مفسر بھی ہو اور محدث بھی، جو مدرس بھی ہو اور مصنف بھی، جو عالم باعمل صوفی باصفا، فقیر، فقیہ، درویش، قاضی اور پراثر خطیب وبلند پایہ ادیب بھی ہو تو یقیناً آپ کی نگاہ انتخاب جس نام پہ ٹھہرے گی وہ ہے نامِ نامی اسم گرامی! ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ کی تقریر کی لذت اور تحریر کی چاشنی سے کون واقف نہیں؟ کہ تقریر و تحریر کے میدان میں شہسواری کرنے میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل تھا۔ آپ کا طرز تقریر و انداز تحریر، حق کے متلاشیوں، ہدایت کے طالبوں اور تشنہ کام لوگوں کے لیے آب حیات، مفرح شربت کی نہر ہے۔ سبک، نرم رو، نازک، لطیف، پاکیزہ، شائستہ وشیریں، ذہنی خلفشار قلبی قساوت اور روحانی امراض کا شافی و کافی علاج ہے۔ فن تقریر میں ان کا انداز منفرد و نرالا تھا۔ الفاظ کی نشست و

Marfat.com

برخاست اور اشعار کے برجستہ استعمال پر انہیں مہارت تامہ حاصل تھی، موضوع پر گرفت اور دریا کی سی روانی سے بولتے چلے جانا ان کی تقریر کا خاص وصف تھا۔ اخلاص، سچائی، مدلل گفتگو، احساس عمل اور بات کو ذہن نشیں کرنے جیسی خوبیوں کی وجہ سے آپ ہر طبقہ کے لوگوں میں پسندیدہ ترین مقرر مانے جاتے تھے۔ رہی آپ کی تحریر! تو آپ کی تحریر نے کھوٹے و کھرے میں تمیز کرنے کے لیے انوکھی کسوٹی مہیا کی ہے کہ اس دور ابوجہل میں بھی ضمیر کی تاروں کو کس کس کر، حق و صداقت کی ضربات سے مُن کی جھل کپٹ دور کر کے، حق کی سچی سُر اور عمل کی سچی لے سنائی ہے۔ آپ نے ''ماہنامہ ضیاء حرم'' جاری کیا تو دیکھتے ہی دیکھتے اس کا شمار مقبول ترین مجلوں میں ہونے لگا۔ اداریہ ''سر دلبراں'' مسائل کا اسلامی حل، قرآنی اسلوب، سنجیدہ اسلامی فکر، شائستہ زباں اور شستہ بیان، اخلاص و دیانت اور

میں نے یہ جاناں کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

جیسے اپنے منفرد انداز تحریر کی وجہ سے پڑھنے والا بے خودی و وارفتگی سے پڑھتا جاتا ہے اور اس کے دل و دماغ سے وسوسوں کے ہجوم منتشر اور خیالات کی گندگی دھلتی جاتی ہے۔ (آزمائش شرط ہے) یقیناً ''ضیائے حرم'' میدان صحافت کا عظیم شہکار ہے اور اس میں موجود ''سر دلبراں'' کے الفاظ کی مٹھاس وہی محسوس کر سکتا ہے جس کی روح زندہ اور مغز بیدار ہو۔ کیا ہی اچھا ہو کہ وہ تمام اداریئے جو محترم ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے تحریر کردہ ہیں انہیں ''سر دلبراں'' ہی کے نام سے کتابی شکل میں پیش کیا جائے تا کہ اوٹ پٹانگ کی سیاست سے نکل کر حقیقت حال سے واقفیت حاصل کی جائے۔

فی زمانہ اہل علم کی باتیں، گھاتیں اور وارداتیں گردش کر رہی ہیں عمل صالح کا خانہ خالی ہے۔ انا ولا غیری کے چکر میں اکھڑے اکھڑے، شہرت و بلندی چاہتے ہوئے، تھکن سے چور ہو کر مرنے والوں کے ہاں فرحت و انبساط کی بھی ہمیشہ سے کمی رہی ہے۔ جبکہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں عمل کی ثروت اور قلب کی فرحت اتنی وافر تھی کہ تاوصل بانٹتے رہے۔ مگر وہ اور بڑھتی رہی کم ہونے کا نام بھی نہیں تھا۔ کیونکہ انہوں نے فقر و غیور اپنا کر، عجز و رجز کرتے اور یاد الٰہی

Marfat.com

میں مشغول رہتے ہوئے ہمیشہ خلوص، دیانت، انسیت، اور سادگی کا درس دیا اور شراب علم کی لذت عام کرنے کے لیے ''میخانۂ حکمت'' (دارالعلوم) کو جدید و قدیم علوم سے سجا کر علم کا گہوارہ بنا دیا اور اپنے عمل صالح کے ذریعے اسے روحانیت کا آہنگ بنا دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی شخص کتنے ہی میخانوں سے سرور لوٹے مگر شراب علم کی لذت اور جام عمل کا ذائقہ اسے محسوس ہوا تو ''میخانۂ دانش'' سے دل کے دریچے کھلے، آنکھیں روشن ہوئیں اور سینہ باغ باغ ہوا تو ضیاء الامت علیہ الرحمہ ہی کے میخانۂ حکمت سے۔ اسی جامِ بے دام سے متاثر ہو کر سابق صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے ضیاء الامت علیہ الرحمۃ کو شرعی عدالت کے جج کے بلند مرتبے پر فائز کیا تا کہ ساقی کے انداز و ادا سے ہر کوئی سیراب ہو سکے۔

سرورِ علم پاتا ہے جو پی لے ایک جام ان سے
زمانہ سیکھتا ہے سنت خیر الانام ان سے

(سید خضر چشتی)

تنگ نظری سے نفرت اور وسیع ظرفی کی عادت نے آپ کو بندگان خدا میں بے حد مقبول و محبوب بنا دیا تھا۔ آپ کے ''میخانۂ حکمت'' (دارالعلوم) میں مسلک و موقف کی آزادی اور عقائد کے تنوع کا ٹھکانہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کا بھرم ہونے کے باوجود ہر مسلک و مشرب کے لوگ آپ کے مؤقف کو نا صرف پڑھتے ہیں بلکہ اسے اپناتے ہوئے آپ کی عالی ظرفی و فراخ دلی پر داد و تحسین دیتے ہیں اور آپ کی کتب پڑھ کر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کا عقیدہ یا مسلک بدل گیا تھا۔ بلکہ آپ کی فکر کا محورِ، کعبہ اور سوچوں کا مرکز گنبد خضریٰ رہا ہے اور قلندر اقبال کی طرح آپ کا بھی یہی ایمان تھا۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
گر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

تحریک پاکستان ہو یا جہاد کشمیر، ختم نبوت کا معاملہ ہو یا تحفظ ناموس رسالت کا مسئلہ، میدان صحافت ہو یا خارزار سیاست ہر لمحہ ہر گھڑی آپ نے اپنی معاملہ فہمی، نکتہ وری، جد و جہد،

Marfat.com

اخلاص اور دیانت سے واضح کیا کہ آپ نے خود کو دین حق کی خاطر وقف کر رکھا تھا۔ اصلاحِ معاشرہ، اتحاد بین المسلمین اور اسلامی، فکری، مذہبی اور اخلاقی اقدار کو از سر نو زندہ کرنے کے لیے شاہین صفت جوانوں کا ایک لشکر تیار کیا۔ جن کے سینوں میں وہی درد، وہی علمی وقار، چال میں وہی متانت و سنجیدگی، کردار میں وہی پختگی، علم کی روانی، عمل کی چاشنی، وہی نکتہ وری، وہی معاملہ فہمی، وہی دیانت، وہی اخلاص اور وہی للّٰہیت ہے جس کی آئینہ دار ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت تھی۔ انہی جوانوں اپنے (اساتذہ) سے متاثر ہو کر راقم نے ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ سے شرف تلمذ حاصل کرنے اور آپ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کے لیے بھیرہ شریف ایک خط ۱۹۸۶ء میں لکھا تھا جس کا جواب مولانا معراج الاسلام صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے دیا تھا کہ مولانا خالد محمود صاحب، مولانا محمد ریاض صاحب، مولانا محمد ضیاء المصطفیٰ قصوری صاحب اور مولانا محمد یوسف فاروقی صاحب کے ہوتے ہوئے آپ کو بھیرہ شریف آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (کاش کہ راقم کو یہ خط کاغذات کی تہہ سے میسر آجاتا کہ آپ کے لیے پیش کرتا) راقم کو شرف تلمذ بلاواسطہ تو حاصل نہ ہوسکا البتہ ''قمر الاسلام'' کراچی میں قیام کے دوران جو مصافحہ کرتے ہوئے ''شرف لمس'' حاصل ہوا اس کی ٹھنڈک آج بھی راقم کے لیے تسکین قلب اور سرور جاں کا ساماں مہیا کیے ہوئے ہے۔

بالآخر اپنے فکر و عمل کی ضیا پاشیوں سے بند ذہنوں پر دستک دیتے ہوئے، محبت کی جوت جگاتے ہوئے، ایثار و قربانی کا درس دیتے ہوئے، فقر غیور سکھاتے ہوئے، مسائل کی گھتیاں سلجھاتے ہوئے، عشق رسول کے چراغ روشن کرتے ہوئے اور دار البقا کا رستہ دکھاتے ہوئے، یہ مسیحا، وصال حق کی تمنا لیے ہوئے، جانب حق روانہ ہوا کہ وصال حق، برحق ہے اور مؤمن کامل کے دل کی خواہش بھی۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

☆☆☆

Marfat.com

ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ایک محبّ صادق کی داستانِ جذب دروں!

حافظ محمد اویس معصومی، دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کراچی کے ذہین زیرک، ہونہار، لائق اور فائق طلباء میں سے ایک ہیں، وہ نظم ونثر دونوں میں طبع آزمائی کرتے ہیں اور خوب کرتے ہیں۔ ماہنامہ کاروانِ قمر کے صفحات پران کے مضامین، نعتیں اور منقبتیں کئی بار شائع ہوکر قارئین سے داد حاصل کرچکی ہیں۔ ماہنامہ کاروانِ قمر کے سلسلے ''بکھرے موتی'' میں ان کا تعارف شائع ہو چکا ہے، ہماری خواہش ورفرمائش پرانہوں نے ''ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نمبر'' کے لیے بین الاقوامی سیرت ایوارڈ یافتہ کتاب ''ضیاء النبی'' پرطویل اور وقیع مضمون تحریر فرمایا۔ پہلے ساری کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کیا پھر ایک جاندار شاندار اور یادگار مضمون لکھا۔ یہ مضمون جس عقیدت، جس ذوق اور جس محنت سے لکھا گیا ہے اسی عقیدت اور ذوق سے پڑھا جائے گا اور ان شاء اللہ باذوق قارئین کی تسکین کا باعث بنے گا۔ ہماری دعا ہے رحمٰن ورحیم خدا حافظ محمد اویس معصومی صاحب کوسدا شاداں، فرحاں اور کامراں فرمائے۔ آمین (ادارہ...... کاروانِ قمر، دسمبر ۱۹۹۸ء)

ابتدائے آفرینش سے ہی اس کائنات ارضی وفرشی میں سیرت کے نغمے بلند ہونے لگے تھے اور جب تک سیاروں کی ضو اور ستاروں میں لَو باقی ہے کائنات کی پیشانی دہلیز مصطفیٰ علیہ السلام پہ جھکتی رہے گی چمکتی رہے گی اور ذرہ ذرہ گواہی دیتا رہے گا کہ جہالت کے اندھیروں کے خاتمے، ظلم کی سیاہی دور کرنے، بنی نوع انسان کے عروج وارتقا، فوز وفلاح، تسخیر کائنات اور اُخروی انعام کے لیے سیرت طیبہ ہی مشعل راہ ہے۔

سیرت کے معنی عام طور پر چال ڈھال، گفت وشنید کے ڈھنگ ڈھب، سوچنے سمجھنے کے انداز اور رہن سہن کے طور طریقے کیا جاتا ہے، مگر جب سے لفظ ''سیرت'' کو آقائے نامدار سے نسبت ہوئی ہے، اس میں حسن ونزاکت آگئی ہے۔ اب لفظ ''سیرت'' سنتے ہی مدنی یار،

Marfat.com

انسانیت کے تاجدار، کونین کے دلدار، حبیب پروردگار علیہ السلام کے پُر بہار شب و روز کا لمحہ لمحہ کیف آگیں اور وجد آفریں سماں ہو کر آنکھوں میں سماتا ہوا، احساس کو بیدار کرتا ہوا اور شعور کی آنکھیں کھولتا ہوا حبیب کریم رؤف الرحیم (علیہ الصلوۃ والتسلیم) کی سادگی سے پُر زندگی کے جگمگ جگمگ یاد کے جگنو اور خیالوں کی جگنائی میں الفت اور محبت و فدائیت کا میٹھا درد چھیڑ کر روح کو تازگی بخشتا ہے۔

باغ سیرت کے اولین باغباں ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام ہیں ان کے بعد سے اب تک لاتعداد پھول کھلے ہیں مثلاً سیرت رحمت عالم، سیرت النبی اور سید الوریٰ مگر اس باغ میں ایک پھول ایسا کھلا ہے جو ان سب سے جدا و الگ ہے۔ وہ باغ سیرت کی رونق ہے اور وہ ہے پیر محمد کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی معرکہ الآرا تصنیفِ لطیف ''ضیاء النبی ﷺ'' چمنستان سیرت میں جس پھول سے لہجے اور زاویئے سے پیر صاحب نے سیرت مطہرہ کا عکس تراشا ہے وہ سماعتوں کی فضاؤں کو خواب کرنے کے لیے کافی ہے۔ محبت و فدائیت، انس و الفت اور عقیدت کی خوشبو سے خالی چمنستان ''ضیاء النبی'' کے آگے چیستان ہو گئے ہیں۔ اس لیے کہ ان کے باغباں باغِ سیرت کو نمونہ خدوخال اور کیفیت چال و مقال تک محدود و مسدود کرنے کے نقشہ جات تیار کرنے میں لگے رہے اور عشق کے پانی سے باغ کو سیراب کرنا بھول گئے۔ دراصل نیت و ارادے میں فتور اور عقیدے میں شکوک و شبہات کی دھند پھیل جائے تو پھسلتے دیر نہیں لگتی۔ مولانا شبلی اور سر سید احمد خاں جیسے کئی اور بھی بڑے بڑے ٹھوکر کھا کر دور جا گرے اور سیرت لکھتے ہوئے حضور علیہ السلام کے جسمانی خدوخال کے ظاہری حسن و جمال میں کھوئے رہے اور گلاب کی بجائے ببول کے کانٹے لگاتے ہوئے یہ بے روح لوگ روح کائنات کے روحانی تصرف و فضل و کمال کو نہ دیکھ سکے۔

صورت کی دیوانی دنیا من کے اندر جھانکے کیا
دل کو جو پہچان سکے وہ آنکھ کسی کے پاس نہیں

مگر پیر صاحب نے اس گوشہ گمنام کو سرنام و زد عام کیا اور اپنے جذبہ عشق و جنوں، درد و سوز، محبت و الفت، حدود ادب کی پاسداری، امرت گھولتی تحریر اور عجز و رجز کے انوکھے انداز کا حسین سنگم بنا کر، بندۂ عشق کی زندگی سے ہم آہنگ کر کے اسے ''داستان جذب دروں'' بنا ڈالا

Marfat.com

ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا دائرہ اثر ان تحریروں سے زیادہ وسیع ہے جنکے لکھنے والے ابلاغِ مطالب سے زیادہ اپنے علم وفضل کے اظہار کو اہمیت دیتے رہے ہیں۔

پیر صاحب نے ''باخدا دیوانہ باشد بامحمد ہوشیار'' پر عمل کرتے ہوئے بڑا محتاط وزیرک رویہ اپنایا ہے۔ انہوں نے کیف ومستی میں بھی سنجیدگی وقناعت اور آداب کا دامن نہیں چھوڑا اور سیرت کو عشق کی پڑیا میں باندھ کر اس کے اثرات وثمرات کو عقیدت ومحبت کے نازک آبگینوں سے مزین کر کے ہر خاص وعام کی روح میں اتارنے کا جتن کر کے بڑے بڑوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے، کیونکہ عام آدمی موجودہ حالات سے تنگ اور عاجز آچکا ہے۔ دوسری طرف تہذیب حاضر کے گرو گھنٹال اور پجاری اسے ہم دام رنگ زمیں کرنے کے اپنے حربے آزما رہے ہیں تو ایسے میں انہیں سیدھی راہ پر لانے کے لیے سیرت کے اثرات وثمرات اور فیوض وبرکات سے آگاہی دلانا، سیرت کے ہشت پہلو ہیرے کی شعاع ریزیوں سے قساوتِ قلبی کا خاتمہ کر کے زندگی کی کیاری میں عاجزی وانکساری کی کلیاں کھلانا اور بندے کو اطاعت وفرماں برداری پہ مائل کر کے زندگی کی راہوں میں خوشگوار لطافت اور بانکپن کے آثار پیدا کرنا اور عشق وجنوں کے زیر اثر لانا نہایت ہی اہم اور ضروری ہے۔ محبت سے نہ صرف باطن کی کثافت دُھلتی ہے بلکہ آداب زندگی ودانائی بھی ملتی ہے اور محبت رسول ﷺ ہی ہمارے درد کا درماں ہے۔ اس نسبت کو پختہ تر کرنے کے لیے سیرت کا مطالعہ ضروری ہے، کیونکہ یہی زندگی باقی زندگیوں کو ظاہری و باطنی کثافتوں سے پاک کر کے درندگی، بے بندگی، شرمندگی اور گندگی سے بچا کر نئی زندگی اور بندگی و تابندگی عطا کرسکتی ہے، اس لیے کہ جو کنواں خود پیاسا ہو وہ اوروں کو سیراب کیسے کرسکتا ہے؟ ہماری تعظیم وتکریم اور تحریم وتقدیس کا راز بھی ان کے نقوش پاک کو شعار بنانے میں مضمر ہے، صدائے حرم ہے!

لَقد کان لکم فی رسول اللّٰہِ اسوۃ حسنۃ۔

پیر صاحب کہیں بھی لکیر کے فقیر نظر نہیں آئے بلکہ ''الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوان گان عشق'' کے مصداق وہ دامنِ قرطاس پر محبت کے موتی ٹانکتے ہیں اور سینہ قرطاس پر محبت رسول ﷺ کے گل کھلا کر جذبات عقیدت سمو دیتے ہیں اسی لیے آپ حلقہ سیرت نگاراں میں منفرد د

Marfat.com

یکتا نظر آتے ہیں اور ان کی تصنیف ''ضیاء النبی'' گلستانِ سیرت میں سرو کے درخت کی مانند دراز قد نظر آتی ہے۔

جانِ جاناں، جانِ جہاں، شہہِ شاہاں اور مالکِ کون و مکاں کی محبت و چاہت کا تمغہ ہمیشہ (پیر صاحب کے) سینے پہ سجا رہا اور عشقِ حبیبی (علیہ السلام) کی برکت سے ان کا انگ انگ بلکہ سارا آنگن بھی منور و روشن تھا جس کا اظہار ضیاء النبی ﷺ میں ہر سو بکھرا پڑا ہے۔ مثلاً گل شکستہ کو دیکھ کر وہ رنجیدہ و رنجور اور افسردہ خاطر نظر آتے ہیں۔ بُرے اور کٹھن حالات و واقعات کا ذکر کرتے ہوئے ان کا دل ناشاد جلتا اور کڑھتا ہے۔ ولادت باسعادت بیان کرتے ہوئے وہ خوشیوں کا ساگر بن جاتے ہیں۔ ہجرت و قتال کا ذکر کریں تو ان کا دل دشت ملال میں گم ہو جاتا ہے۔ محبوبِ کریم ﷺ کو خارِ مغیلاں چُبھے تو اداس اداس اور زخم نصیب دکھائی دیتے ہیں۔

محبت کا سندیسہ:

دامن محبوب کی ٹھنڈی اور مہکی مہکی ہواؤں کے تصور میں کھو کر، فرحت و سُرور میں لہک لہک اور چہک چہک کر، سیرت مقدسہ کا یہ سندیسہ لکھا ہے۔ خودی میں ڈوب کر نہیں بلکہ خودی کو محبوب کے چشمہ مہر و وفا میں ڈبو کر بے خود ہو کر لکھا ہے۔ کوثر و تسنیم کے صاف و شفاف پانیوں سے دُھلے ہوئے قلم سے تصور جاناں میں جھوم جھوم اور چوم چوم کر لکھا ہے۔ محبوب کریم کے رنگ میں رنگ ہو کر، بندۂ مولا صفات بن کر لکھا ہے۔ انس و محبت کے مقدس جذبے کی چھپر چھایا میں، فنا فی الرسول کے مرتبے پر فائز ہو کر، بہر حال جو بھی لکھا ہے خدا کی قسم لاجواب لکھا ہے۔ پیر صاحب نے عقل و خرد کے گھوڑے پر سوار ہو کر، نگاہ نارسا سے محمد بن عبداللہ (علیہ السلام) کا تذکرہ نہیں بلکہ صدیق اکبر کی نگاہِ ناز اور چشم رسا سے دیکھ کر محمد الرسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا سہرا لکھا ہے۔ چشمِ بوجھل رکھنے والے لوگ تو صرف خدا کو ہی محبت و عقیدت کا مستحق گردانتے اور مانتے ہیں۔ ان کے ہاں نبی کا اللہ سے کیا مقابلہ! توحید کی چلمن کے پس پردہ رہ کر آفتاب رسالت کی طرف پھونکیں مار مار بے حال ہو کر قصر نبوت پہ کنکر پھینکنا اور عظمت توحید کی اوٹ میں کمالات و معجزات مصطفیٰ علیہ السلام کا انکار کرنا، ان خود ساختہ توحید کے پجاریوں کا کھلا عقیدہ اور شمع رسالت کے

Marfat.com

پروانوں کے لیے بند عقدہ ہے۔اس نفاق کے عقدے میں دیو بند ہے یا پری! جو بھی بند ہے اسے بہر حال کھلنا ہے ''وحُصل مافی الصدور'' کے پورا ہونے کا انتظار کیجئے۔

مگر قلندر لاہوری کی طرح پیر صاحب کے ہاں بھی ذات خدا سے محبوب تر نبی کریم علیہ السلام کی ذات ہے اور عشق رسول ﷺ کائنات کی عظیم ترین سچائی ہے۔رزم گاہِ حیات و بزم کائنات میں رونقیں بحال کرنے اور معرکہ حق و باطل میں عشق رسول علیہ السلام ہی کی روح کارفرما ہے خود دیوان عشق کی تدوین بھی آپ علیہ السلام کے جمال جہاں آرا کی جلوہ نمائیوں سے ہوئی ہے۔عشق کا مبدا و منتہیٰ آپ ہیں۔عشق کے مستحق و مقتضی اور مرکز و محور آپ ہیں۔ایک عاشق صادق کی طرح پیر صاحب کے اعمال واقوال، سیرت و کردار، اختیار و افکار، اعتماد اور اعتبار کے سیم و زر کا منبع و کان بھی ذات رسول ﷺ ہی ہے۔آپ ہی کے دریائے رحمت و شفقت سے انسانیت سیراب و فیضیاب ہوسکتی ہے۔ اقتصادی، معاشی، معاشرتی، سماجی، روحانی اور اخلاقی بحرانوں کے سوکھے گرداب میں اڑتی مایوسیوں کی دھول سے ''سیرت رسول علیہ السلام ہی ہمیں نکال سکتی ہے کہ نبی کسی کا ہتھکنڈہ نہیں بلکہ رب کریم کا بندہ ہوتا ہے اور اپنے رب کی فرمانبرداری کرتے ہوئے نہایت ذمہ داری و خودمختاری سے وہی اقدامات کرتا ہے جو تمام بنی نوع انسان کے مفاد میں ہوں پیغامِ حرم ہے۔

لقد جآء کم رسولٌ من انفسکم عزیز علیه ما عنتم
حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم ط (القرآن)

پیغامِ محبت:

پیر صاحب کا قلم حضور علیہ السلام کی دہلیز عظمت پر جا بجا سجدے کرتا اور موتی بکھیرتا نظر آتا ہے۔گویا کہہ رہا ہو'' رہ یار ہم نے قدم قدم تجھے یادگار بنا دیا'' ناامیدی اور خوف و حزن مؤمن کے لیے برائیوں کی جڑ اور زندگی کے لیے پیغام مرگ ہے،جس کا علاج اسرار عشق میں پوشیدہ ہے، جو پیر صاحب کے مخانہ عشق و محبت سے وافر دستیاب ہے۔پیر صاحب کا پیغام! تہذیب نفس، صحبت صالح، اقرار و عمل اعتبار و وقار اور اجلے افکار کا پیغام ہے۔دو مفسد قوتوں کو ان کی بداعمالیوں

Marfat.com

کا احساس دلانے اور باز آجانے کا رجحان پیدا کر کے محبت کا پیغام دینا چاہتے ہیں۔ پیر صاحب زندگی کے روح فرسا مناظر کو بندگی کے روح پرور عناصر میں بدلنے کے لیے چراغ الفت کی لو سے دراحساس پہ دستک دے کر ضمیر کو جھنجھوڑ بھنبھوڑ کر، اشک ورشک اور محبت و عشق سے مالا مال کرنا چاہتے ہیں تاکہ جب تک سازِ حیات بجتا رہے، اس کے تاروں سے محبت رسول ﷺ کا ہی سازوسوز سنائی دے اور ذات رسالت مآب ﷺ سے والہانہ محبت اور ذہنوں میں فنافی الرسول ﷺ کا سودا سما جائے اور ان کا رحمۃ اللعلمین، رؤف الرحیم ہونا آفتاب نیم روز کی طرح واضح اور بے نقاب ہو جائے اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری سہل ٹھہرے۔ پیر صاحب کی خواہش نظر آتی ہے کہ ایسا محاذِ عشق گرم کیا جائے جو ذہنوں میں فہم وشعور اور فکر و آگہی کا الاؤ دھکا دے۔ عام آدمی میں حیات رسالت مآب ﷺ کی سادہ و پروقار زندگی کی تڑپ پیدا کرے اور زندگی امیز وزندگی آموز ضابطہ حیات سے آگاہ کر کے زندگی کے معطل و ویراں کنوؤں کو ازسرنو بحال کر دے کیونکہ جس عہد کے کنویں خود پیاسے ہوں وہاں زندگی کے آثار کیونکر ہرے ہو سکتے ہیں۔ ان کی آرزو ہے کہ سوچ وفکر کے پرندے گنبدِ خضریٰ کے گرد ہی طواف کریں، چہچہائیں اور اپنے سچے و سچے سروں سے محبت کے سرور لٹائیں۔ وہ محبت وعقیدت کا دامن پھیلائے بکھرے ہوئے اسلامی تشخص کے ریزے اکٹھے کرنے کے لیے کوشاں ہیں کہ کہیں اخلاقی وروحانی زندگی کا دیا گل نہ ہو جائے اور مئے عشق کی صراحی خم کیے محبت کے جام پلا کر جمال مصطفیٰ ﷺ کا گرویدہ کر کے ہمدرد وہمدم، پرنم اور بے غم کرنا چاہتے ہیں۔ بقول پیر صاحب!

میں نے اپنی طرف سے یہ کوشش کی ہے کہ حضور سرور دو عالم ﷺ کی سیرت طیبہ کو اس انداز سے بیان کروں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس کے مطالعہ کی توفیق عطا فرمائے وہ اپنے دل میں اپنے حبیب ﷺ کی محبت کی شمع روشن کر سکیں میں نے جب اس کام کا آغاز کیا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں دو التجائیں کی تھیں ایک التجا تو یہ تھی کہ مولیٰ کریم مجھے اپنے رسول ﷺ کے مقام کا عرفان نصیب فرمانا۔ دوسری میں نے التجا کی تھی کہ یارب العلمین مجھے ایسا انداز بیاں عطا فرمانا کہ جس کے ذریعے اس کتاب کے قارئین اپنے دل میں عشق رسول ﷺ کی شمع روشن کر سکیں۔

Marfat.com

محبت لفظوں کے جال میں:

پیر صاحب کی اختیار کردہ طرز تحریر میں عشق رسول ﷺ روح رواں کی طرح رچا ہوا ہے۔ تحریر و ترمیم میں والہانہ محبت و عقیدت کے ساتھ شگفتگی کا دریا موجزن ہے۔ انداز نگارش، مزاج موضوع سے کامل مطابقت رکھتا ہے تو دوسری طرف الجھاؤ اور ژولیدگی بیاں سے بھی پاک ہے جو تسخیر قلوب کے لیے درکار ہے۔ ان کی تحریر دل پذیر بحر زندگی کے جمود میں جذبات و احساسات کے تموج اٹھنے کا باعث ہے اور تلخی حیات کے ڈسے ہوؤں کے لیے محبت رسول ﷺ کے تسکین آمیز شبنمی قطرے تسکین جسم و جاں بن کر سینوں میں جذب ہو جاتے ہیں۔ تحریر کی سادگی اور بے ساختہ پن محبت افزودگی کا باعث اور الفت فروتنی ہونے کے ساتھ ساتھ پیر صاحب کے دلی جذبات کی پاکیزگی اور خلوص کا آئینہ دار بھی ہے۔ وجد و مجد کے بل کھاتی تحریر آنکھ کے شہتیر پار کر کے، دل کی لکیر مٹاتی ہوئی سادگی و بندگی اور زندگی کے والہانہ و فقیرانہ راز کھولتی ہوئی دامن ذہن سے لپٹ کر غفلت و لاپرواہی کی نیند سے جگاتی اور مجرمانہ زندگی سے حریفانہ کھینچ کر شریفانہ بندگی کی طرف راغب کرتی ہے کہ بندگی ہی زندگی ہے، ورنہ شرمندگی و گندگی ہے۔ دل کے گرد و غبار پر چاہت و الفت کا چھڑکاؤ کرتی تحریر، ساون کی گھنگھور گھٹا بن کر خیالات و افکار کی فضاؤں کو آلودگی سے پاک کرتی اور رحمت و رافت کی مہین مہین پھوار کے قطروں سے زندگی کے صحرائے خشک کو جل تھل کر کے روح افزا و حیات آور تازگی بخشتی ہے لگتا ہے کہ پیر صاحب! ساری زندگی حروف کو آغوش محبت میں پالتے رہے۔ شبنم کے پانی میں دھوتے رہے۔ ہر فقرے کو قوس و قزح کے رنگ میں رنگتے اور آداب تعظیم و تکریم اور تحریم و تقدیس کی تربیت کرتے رہے، جبھی تو الفاظ کی خوشبو سے دل کی کلیاں کھلتی ہیں اور معنوی مٹھاس کی لذت سے وادی جاں مہک اٹھتی ہے۔ غرض کہ تحریر کیا ہے، بس! ہر طرف محبت کا بے عیب اجالا بکھرا ہوا نظر آتا ہے۔ دراصل پیر صاحب نے اپنے حبیب کریم ﷺ سے والہانہ قلبی لگاؤ، غم ہجر، نالہ ہائے پردرد، یادوں، فریادوں، حسرتوں، محبتوں اور چاہتوں سے مجبور، ہو کر اپنے عشق و جنوں کو تحریر کی طشتری میں سمیٹنے، خود کو بہلانے اور سہلانے کا خوب بہانہ کیا ہے ورنہ! محبت کو لفظوں کے جال میں قید نہیں کیا جا سکتا!

Marfat.com

تحریر میں سمٹے ہیں کہاں دلوں کے درد
بہلا رہے ہیں خود کو ذرا کاغذوں کے ساتھ

عنوانات کا چناؤ:

عنوانات کے چناؤ اور الفاظ کی صف بندی میں رکھ رکھاؤ اور سلاست و تفہیم کی سعی بلیغ نے کتاب کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ ضیاء النبی ﷺ کے عنوانات پر ہی اگر ایک نظر ڈالی جائے تو مصنف علام کے اخلاص وایثار اور محبت وفدائیت کا رنگ جھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔ عنوانات کے ساتھ ساتھ تحریر کے بدلتے رنگ سے دل کا زنگ اترتا اور اللہ کا رنگ چڑھتا ہے۔ جسے پیر صاحب نے اپنے کوثر و سلسبیل سے دھلے قلم کے زور عشق اور ادب وانشاء کی چاشنی کے سنگ سے روح کا آہنگ بنادیا ہے۔ ذرا ایک نگاہ آپ بھی دیکھ لیجئے کہ اربابِ محبت یارانِ زندگی کو متاثر وفریفتہ کرنے کو ایک ہی نظر کافی ہے۔

''شب ویجور، کعبہ مقدسہ اور اس کے تقدس شعار معمار، نسب پاک سید لولاک ﷺ، صبح نور، طلوع آفتاب مطلع نبوت و رسالت، مولود مسعود کا اسم مبارک، جسم اطہر کی جمال آرائیاں، آثار بعثت کا ظہور، صحابہ کرام پر ظلم وستم کی روح فرسا داستانیں، اشاعت اسلام کی تازہ لہر، کاروانِ عشق وایثار، یوم الفرقان غزوۂ بدر الکبریٰ وغیرہ''۔

تحقیق وتفتیش:

ضیاء النبی ﷺ تنقید سے مبرا اکتسابی طغریٰ ہے جس کی تحقیق میں تصدیق وتنقید کی نزاکت کا احساس نمایاں ہے۔ اس لیے کہ اس مرد قلندر نگاہ کو بخوبی علم ہے کہ یہ کوئی عام ممدوح کا تذکرہ نہیں بلکہ معلم ومحسن انسانیت اور ہادی اعظم ﷺ کے معمولات ومعجزات اور کمالات و جمالات کا ذکر رفیع ہے، جسے خالق کل نے ''اسوہ حسنہ'' کے پیارے نام سے یاد کیا ہے جس میں فکر کرنے سے شعور کو وجدان، دل کو فرحت وسرور، روح کو تازگی اور زندگی کو بندگی کا سلیقہ آتا ہے اس لیے پیر صاحب نے تحقیق کے ڈانگ سوتے نہیں چلائے، نہ ہی تفتیش کی نشتر زنی کر کے توہین و تنقیص کے پہلو تلاش کیے بلکہ ہاتھوں میں کاسہ گدائی لے کر اس دانا و داتا کے در اقدس پر حاضر ہو

Marfat.com

کر اپنی ناقص عقل اور کمزور سمجھ کی کسوٹی پر ذات رسالت مآب ﷺ کو نہیں بلکہ آپ علیہ السلام کی سیرت مطہرہ کے کیف آور و دل فریب ،خوبصورت و نازنیں پیمانوں پر اپنے آپ کو اور اپنے کردار و عمل کو ناپا ہے۔ پیر صاحب! دبانے ،منوانے ،زچ کرنے اور عملیت جتا کر اپنا آپ دکھانے کے چکر میں پڑ کر نہ تو احساس کمتری کا شکار ہوئے نہ ہی غیر معروف کتب کا حوالہ درج کیا بلکہ اعلیٰ و بنیادی، مستند اور قابل اعتماد مآخذ و مصادر کے حوالہ جات سے اپنی کتاب کو مزین کیا ہے اور جو بات پایہ ثبوت کو پہنچی وہی درج کی ہے، ایک مخلص اور سچے کسان کی طرح حق کی کھوج لگانے اور سچ کی دریافت کے لیے پیر صاحب نے اپنا جگر خون کیا ہے۔ پیر صاحب کے الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

> ’’ میں اپنے اندر ایسا کرنے کی ہمت نہیں پاتا۔ قرآن کریم میں اس موضوع سے متعلق جو آیات ہیں۔ کتب حدیث و سیرت میں جو معتبر روایات ہیں۔ دفاتر تاریخ میں مستند واقعات مندرج ہیں ان سب کو نظر انداز کر دوں محض اس لیے کہ فلاں مستشرق نے فلاں پروفیسر نے، عالمی شہرت کے مالک فلاں مورخ نے ان کو تسلیم نہیں کیا، اگر میں ایسا کروں تو اپنے آپ کو اظہار حقیقت میں بخیل، بزدل بلکہ خائن قرار دوں گا البتہ یہ میرا فرض ہے کہ صرف ان احادیث، روایات اور تاریخی وقائع کے ذکر پر اکتفا کروں جن کو ہمارے سلف صالحین نے ہمارے علماء ربانیین نے ہمارے اہل تحقیق فضلاء نے اور ہمارے اعلیٰ پایہ کے ثقہ مورخین نے صحیح اور قابل اعتماد قرار دیا ہے۔‘‘

غیر مصدقہ و غیر علمی اعتراضات سے اجتناب اور سچ کے ابلاغ و اظہار کے لیے بے جا لگاوٹ و بناوٹ اور کسی قسم کے تصنع سے کام نہیں لیا بلکہ سچی بات بلا جھجھک، بے تامل، بغیر کسی خوف کے بڑی بے باکی و جرات سے کہتے ہیں۔ اسلامی تہذیب کو رسول ﷺ کے حسن سرمدی کا پرتو ثابت کر کے بدخواہوں کو شرمندہ کرتے اور ثقافت و روایت کو جمال مصطفیٰ ﷺ سے روشن کرتے ہیں۔ تحقیقی مناہج و اسالیب، احوال و کوائف درج کرتے وقت تاریخی صحت و اسناد کا خوب خیال رکھا ہے اور ابن اسحاق، ہشام اور زرقانی کے علاوہ معاصر سیرت نگاروں کے حوالہ جات سے بھی ضیاء النبی علیہ السلام کی تزئین و آرائش کی ہے۔

Marfat.com

طرز استدلال حق وصداقت پہ مبنی ہونے کے ساتھ ساتھ ایسا سادہ، جاندار اور دلنشیں کہ قاری عش عش کر اٹھے۔ متفقہ امور کا اختصار اور مختلف فیہ امور میں تطبیق و ترجیح کے اصول پر کاربند نظر آتے ہیں۔ مدلل بحث کے بعد مختار ومفتی بہ قول کو ترجیح دے کر حق واضح کرتے ہیں۔ کوئی فقہی مسئلہ آجائے تو بھرپور وضاحت کرتے اور تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ مثلاً محافل ومجالس، برموقع ولادت باسعادت، کے انعقاد پر ابن جوزی، امام سخاوی اور امام ابوشامہ کی آراء وخیالات کو نقل کیا ہے لیجئے آپ بھی پڑھیئے، لطف اٹھایئے اور حسب ذوق استفادہ کیجیے۔

محفل میلاد کے بارے میں بعض مدعیان علم و دانش کی غلط اندیشیاں

بعض مدعیان علم و دانش فرزندان اسلام کے ان مظاہر تشکر و مسرت کو دیکھ کر غصہ سے بے قابو ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ان شکرگزار بندوں پر طعن و تشنیع کے تیروں کی موسلا دھار بارش شروع کر دیتے ہین کیا ان حضرات نے کبھی اس فرمان الٰہی کا بدقت نظر مطالعہ فرمایا ہے۔

قل بفضل اللّٰه و برحمته فبذلك فليفرحوا هو خير مما يجمعون ٥

ترجمہ: ''اے حبیب! آپ فرمایئے اللہ کا فضل اور اس کی رحمت سے اور پس چاہئے کہ اس پر خوشی منائیں یہ بہتر ہے ان تمام چیزوں سے جن کو وہ جمع کرتے ہیں''۔ (سورۂ یونس: ۵۸)

اس آیت کریمہ میں حکم دیا جا رہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہو تو منہ بسور کر نہ بیٹھ جایا کرو اپنی ہانڈیوں کو اوندھا نہ کر دیا کرو۔ ایسا نہ کرو بلکہ ''فلیفرحوا'' خوشی اور مسرت کا مظاہرہ کیا کرو۔ اور یہ بتانے کی قطعاً ضرورت نہیں کہ اظہار مسرت کا کیا طریقہ ہوتا ہے جب دل میں سچی خوشی کے جذبات امڈ کر آتے ہیں تو اپنے ظہور کے لیے وہ خود راستہ پیدا کر لیا کرتے ہیں۔

امت اسلامیہ صدیوں سے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ پر اپنے جذبات تشکر و امتنان کا اظہار کرتی رہی ہے۔ ہر سال ہر اسلامی ملک کے ہر چھوٹے بڑے گاؤں اور شہر میں عید میلاد النبی ﷺ منانے کا اہتمام کیا جاتا ہے ان راتوں اور ان دنوں میں ذکر و فکر کی محفلیں منعقد کی جاتی ہیں

Marfat.com

جن میں اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی اور اس کے محبوب مکرم شفیع المذنبین کی شان رفعت و دلربائی کے تذکرے کیے جاتے ہیں سامعین کو اس دین قیم کے احکامات سے آگاہ کیا جاتا ہے علماء تقریریں کرتے ہیں اور ادباء مقالے پڑھتے ہیں۔ شعراء اپنے منظوم کلام سے اظہار عقیدت و محبت کرتے ہیں۔ صلوٰۃ و سلام کی روح پرور صداؤں سے ساری فضا معطر اور منور ہو جاتی ہے۔ اہل خیر کھانے پکا کر غرباء و مساکین میں تقسیم کرتے ہیں۔ صدقات و خیرات سے ضرورت مندوں کی جھولیاں بھر دیتے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ گلشن اسلام میں ازسرنو بہار آگئی ہے۔

امام ابوشامہ جو امام نووی شارح صحیح مسلم کے استاذ الحدیث ہیں فرماتے ہیں۔

ومن احسن ما ابتدع فی زماننا مایفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولدہ ﷺ من الصدقات والمعروف و اظہار الزینۃ والسرور فان ذلک مع مافیہ من الاحسان للفقرآ، مشعر بمحبۃ النبی ﷺ و تعظیمہ فی قلب فاعل ذلک و شکر اللہ تعالیٰ علی مامن بہ من ایجاد رسول اللہ ﷺ الذی ارسلہ رحمۃ للعالمین۔

ترجمہ: ''ہمارے زمانہ میں جو بہترین نیا کام کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ لوگ ہر سال حضور ﷺ کے میلاد کے دن صدقات اور خیرات کرتے ہیں اور اظہار مسرت کے لیے اپنے گھروں اور کوچوں کو آراستہ کرتے ہیں کیونکہ اس میں کئی فائدے ہیں۔ فقراء و مساکین کے ساتھ احسان اور مروت کا برتاؤ ہوتا ہے۔ نیز جو شخص یہ کام کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے محبوب کی محبت اور عظمت کا چراغ ضیاء بار ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو پیدا فرما کر اور حضور کو رحمت اللعالمینی کی خلعت فاخرہ پہنا کر مبعوث فرمایا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بہت بڑا احسان ہے جس کا شکر یہ ادا کرنے کے لیے اس سے محبت و مسرت کا اظہار کیا جا رہا ہے''۔

Marfat.com

ایک دوسرے محدث امام سخاوی کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں آپ فرماتے ہیں۔

ان عمل المولد حدث بعد القرون الثلاثة ثم لازال اهل الاسلام من سائر الاقطار والمدن الكبار يعملون المولد ويتصدقون فی لياليه بانواع الصدقات ويعتنون بقراءةِ مولده الكريم و يظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم۔

ترجمہ: کہ موجودہ صورت میں محفل میلاد کا انعقاد قرون ثلاثہ کے بعد شروع ہوا پھر اس وقت سے تمام ملکوں میں اور تمام بڑے شہروں میں اہل اسلام میلاد شریف کی محفلوں کا انعقاد کرتے رہے ہیں اس کی راتوں میں صدقات و خیرات سے فقراء و مساکین کی دل داری کرتے ہیں حضورؐ کی ولادت باسعادت کا واقعہ پڑھ کر حاضری کو بڑے اہتمام سے سنایا جاتا ہے اور اس عمل کی برکتوں سے اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم کی ان پر بارش کرتا ہے"۔

ایک تیسرے محدث جو ضعیف احادیث پر تنقید کرنے میں بے رحمی کی حد تک بے باک ہیں یعنی علامہ ابن جوزی (علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن جوزی) کی رائے بھی اس سلسلہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

قال ابن الجوزی من خواصه انه امانٌ فی ذالك العام و بشریٰ عاجلة بنيل البغية والمرام۔

ترجمہ: "ابن جوزی فرماتے ہیں کہ محفل میلاد کی خصوصی برکتوں سے یہ ہے کہ جو اس کو منعقد کرتا ہے، اس کی برکت سے سارا سال اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں رہتا ہے اور اپنے مقصد اور مطلوب کے جلدی حصول کیلئے یہ ایک بشارت ہے"۔

علماء کرام نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ محافل میلاد کے انعقاد کا آغاز کب ہوا اور کس نے کیا۔

امام ابن جوزی ہی لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے اربل کے بادشاہ الملک المظفر ابوسعید

Marfat.com

نے اس کا آغاز کیا وراس زمانہ کے محدث شہیر حافظ ابن دحیہ نے اس مقصد کے لیے ایک کتاب تصنیف کی اوراس کا نام ''التنویر فی مولد البشیر النذیر'' تجویز کیا۔ ملک مظفر کے سامنے جب یہ تصنیف پیش کی گئی تو اس نے ابن دحیہ کو ایک ہزار اشرفی بطور انعام پیش کی۔ وہ ربیع الاول شریف میں ہر سال محفل میلاد کے انعقاد کا اہتمام کرتا تھا۔ زیرک، دانا، بہادر اور مرد میدان تھا۔ دانشور اور عدل گستر تھا، اس کا عہد حکومت کافی طویل ہوا۔ یہاں تک کہ اس نے ۶۳۰ ھ میں اس حالت میں وفات پائی کہ اس نے عکہ شہر میں جہاں صلیبیوں نے قبضہ کر رکھا تھا، اس کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اس کا ظاہر اور باطن بہت ہی پسندیدہ تھا۔ ابن جوزی کے الفاظ میں آپ اس مرد مومن کی سیرت کا مطالعہ فرمائیں۔

كان شهما، شجاعا، بطلا، عادلاً وطالت مدته فى الملك الى ان مات وهو محاصر الفرنج بمدينة عكا سنة ثلا ثين و ست مائةٍ محمود السيرة والسريرة۔

سبط ابن الجوزی، اپنی تصنیف ''مراۃ الزمان'' میں اس ضیافت کا ذکر کرتے ہیں جو ملک مظفر میلاد شریف کے موقع پر کیا کرتا تھا اور جس میں اس زمانہ کے اکابر علماء اور اعظم صوفیہ شرکت فرمایا کرتے تھے۔ اس ضیافت کا یہ حال اس آدمی کی زبانی بیان کیا گیا ہے جو خود اس دعوت میں شریک تھا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے بھیڑ بکریوں کے پانچ ہزار سر، دس ہزار مرغیاں اور فیرنی کے ایک لاکھ کٹورے اور حلوے کے تیس ہزار طشت خود دیکھے جو علماء صوفیاء اس ضیافت میں شرکت کرتے ملک مظفر انہیں خلعتیں پہناتا اور میلاد شریف کی اس تقریب پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا۔

علامہ محمد رضا نے اپنی سیرت کی کتاب ''محمد رسول اللہ'' میں مندرجہ بالا حوالہ جات ذکر کرنے کے بعد ان پر مندرجہ ذیل اضافہ کیا ہے، جس کا خلاصہ ترجمہ ہدیہ قارئین ہے۔

جزائر کے سلطان ابوحمو موسیٰ بڑے اہتمام اور اجلال کے ساتھ شب میلاد منایا کرتے تھے۔ جس طرح مغرب کے سلاطین اور اندلس کے خلفاء اس زمانہ میں یا اس سے پہلے اس تقریب سعید کا اہتمام کرتے تھے۔

سلطان تلمسان کی ایک تقریب میلاد کا آنکھوں دیکھا حال الحافظ سیدی ابوعبداللہ التنسی

Marfat.com

نے ''راح الارواح'' میں تحریر کیا ہے لکھتے ہیں۔ ابو حمو موسیٰ شب میلاد مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنے دار الحکومت تلمسان میں بہت بڑی دعوت کا اہتمام کیا کرتے تھے جس میں خاص و عام سب لوگ مدعو ہوتے تھے۔ جلسہ گاہ میں ہر طرف قیمتی قالین بچھے ہوتے۔ ان پر گاؤ تکیے لگے ہوتے اور بڑی بڑی شمعیں جو دور سے ستون کی طرح نظر آتی تھیں اور دستر خوان، انگیٹھیاں جن میں خوشبو سلگ رہی ہوتی تھی یوں محسوس ہوتا تھا کہ خالص پگھلا ہوا سونا انڈیلا جا رہا ہے۔ تمام حاضرین کو رنگ برنگے لذیذ کھانے پیش کیے جاتے تھے، معلوم ہوتا کہ موسم بہار کے رنگین پھولوں کے گلدستے ہر مہمان کے سامنے سجا کر رکھ دیئے گئے ہیں۔ ان کی رنگت کو دیکھ کر ان کے کھانے کی خواہش دو بالا ہو جاتی ہے۔ آنکھیں ان کی رنگینی کو دیکھ کر روشن ہوتی تھیں اور بھینی بھینی مہک مشام جاں کو معطر کر رہی ہوتی تھی۔ تمام لوگوں کو درجہ بدرجہ بٹھایا جاتا تھا۔ سب حاضرین کے چہروں پر وقار اور احترام کی روشنی چمک رہی ہوتی تھی اس کے بعد بارگاہ رسالت میں ہدیہ عقیدت پیش کرنے کیلیے مدحیہ قصائد پڑھے جاتے تھے اور ایسے مواعظ اور نصائح کا سلسلہ جاری رہتا تھا جو لوگوں کو گناہوں سے برگشتہ کر کے عبادت و اطاعت کی طرف راغب کرتے تھے یہ سارے کام اس ترتیب سے ہوتے کہ حاضرین کو قطعاً تھکاوٹ یا اکتاہٹ کا احساس نہ ہوتا اس روح پرور تقریب کے مختلف پروگراموں کو سن کر دلوں کو راحت ہوتی اور نفوس کو مسرت حاصل ہوتی۔ سلطان رضوان اللہ علیہ کے قریب شاہی خزانہ رکھا ہوتا جس کو ایک رنگ برنگی یمنی چادر سے ڈھانپا ہوا ہوتا۔ رات کے گھنٹوں کے برابر اس میں دروازے ہوتے جب ایک گھنٹہ گزرتا تو اس دروازے پر اتنی چوٹیں لگتیں جتنے بجے ہوتے۔ دروازہ کھلتا اور ایک خادمہ نکلتی جس کے ہاتھ میں انعامات لینے والوں کی فہرست ہوتی۔ سلطان اس کے مطابق انعام تقسیم کرتا اور یہ سلسلہ صبح کی اذان تک جاری رہتا۔

ہمارے یہ سیرت نگار اپنے زمانہ کے حال بھی لکھتے ہیں کہ مصر میں کس اہتمام سے عید میلاد کا جشن منایا جاتا ہے۔

''بعض متشددین، محفل میلاد کے انعقاد کو بدعت کہتے ہیں اور بدعت بھی وہ جو مذمومہ ہے اور ضلالت ہے۔ بے شک حدیث پاک میں بدعت سے اجتناب اور پرہیز کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ غور طلب امر یہ ہے کہ بدعت

Marfat.com

کا مفہوم کیا ہے اگر بدعت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ عمل جو عہد رسالت میں اور عہد خلافت راشدہ میں نہ تھا اور اس کے بعد ظہور پذیر ہوا وہ بدعت ہے اور بدعت مذمومہ ہے اور اس پر عمل کرنے والا گمراہ ہے اور دوزخ کا ایندھن ہے تو پھر اس کی زد صرف محفل میلاد پر ہی نہ پڑے گی بلکہ امت کا کوئی فرد بھی اس کی زد سے بچ نہیں سکے گا، مثلاً یہ علوم جن کی تدریس کے لیے بڑے بڑے مدارس اور جامعات اور یونیورسٹیاں قائم کی گئی ہیں (یہ سب بدعت کے زمرے میں آجائیں گی اور یہ کوئی بھی نہیں کہتا)''۔

طرزِ اسلوب عام ہے کہیں بھی مجادلہ ومناظرہ کی راہ نہیں اپنائی بلکہ کسی غلط فہمی کا ازالہ بھی کیا تو افہام وابلاغ اور صوفیانہ وفقیرانہ رنگ میں کیا ہے۔ عام طور پر تحقیق میں تنقید کی گنجائش ہوتی ہے مگر ضیاء النبی ﷺ عام نہیں خاص ہے۔ اس میں تنقید کی گنجائش آٹے میں نمک کے برابر ہوگی جو آدمی ہونے کے ثبوت اور ذائقہ بدلنے کے لیے ضروری ہے پھر بھی کسی کو نمک چھاننا ہو تو کمر کس لے!!!

گلستانِ سیرت کی ملکہ:

ضیاء النبی ﷺ اس اعتبار سے، باقی تمام سیرت کی کتابوں سے مختلف ومنفرد اور یکتا ہے کہ اس کے صفحات ایسی تحریر سے آراستہ وپیراستہ ہیں جو حقیقی معنوں میں اہل محبت کے جذبات و احساسات کو کلیوں کی طرح کھلا کر تسکین کا باعث ہوتی ہے۔ ضیاء النبی ﷺ متنوع تحریروں اور قلم گوہر بار سے نکلے ہوئے، رنگا رنگ جواہر پاروں، سنگریزوں اور صدف ریزوں سے مرصع و مقفع، جذب وکرب سے پر، فصیح وبلیغ اور مستانہ ووالہانہ سیرت کا شاہکارِ عظیم ہے۔ جس کی سطر سطر مہک، لفظ لفظ خوشبو اور حرف حرف روشنی ہے۔ جس کا ورق ورق نسبتوں کی بہاریں دکھلاتا اور عقیدت کی خوشبو سے مشامِ جاں کو معطر کرتا ہے۔

ہر بات نہایت ہی سادہ، لطیف اور پرکار انداز میں کہی گئی ہے کہ ساری کتاب ''از دل خیزد بردل ریزد'' کے مصداق خود کو نہ صرف پڑھواتی ہے بلکہ منواتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ ضیاء النبی ﷺ

Marfat.com

مایوسی کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں محبت کا چراغ ہے جو نہ صرف زندگی کی جوت جگاتا ہے بلکہ نفسانی سرکشی کو روحانی سرمستی میں بدل کر سود وزیاں کا شعور دیتا ہے۔ضیاء النبی ﷺ محبت کے پانی کا ابلتا اور اچھلتا چشمہ ہے جو مسلسل بہے جارہا ہے اور سانسوں کے تسلسل کو بحال رکھ کر زندگی کو رواں دواں رکھے ہوئے ہے۔ضیاء النبی ﷺ کیف وعرفاں کا لبالب چھلکتا پیمانہ ہے جس کا خمار، سرکار ابد قرار کے دیدار کا باعث ہوسکتا ہے۔ضیاء النبی ﷺ ایسا البیلا سازِ حیات ہے جس کی لے کی چاشنی سے سارا عالم محوِ خرام ہے۔ضیاء النبی ﷺ، سیرت طیبہ کی ادائے دلبرانہ و انداز فقیرانہ اور سادگی و نرمی کا ایسا ترانہ ہے جو منفرد تشخص دے کر انفرادی واجتماعی، زندگی میں انقلاب برپا کرتا ہے۔ضیاء النبی ﷺ ایسا ابر بہاراں ہے جو محبت وعقیدت کی ثروت اور قلبی فرحت سے زندگی و روح کے مردہ ریشوں کو زندہ کر کے شاہراہِ حیات کو روشن و رواں رکھتا ہے۔ضیاء النبی ﷺ پھول سے زیادہ نرم اور کلیوں سے زیادہ نازک چہرے کی تفسیر ہے۔ عاشقِ زار کے سوز و گداز کا قصہ ہے۔موتیوں کی مالا ہے بلکہ یہ کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں ہوگا کہ ضیاء النبی ﷺ گلستانِ سیرت کی حاکم وملکہ ہے۔

سنا ہے کوئی شہزادی ہے حاکم اس گلستان کی
کہ جس کے نقشِ پا سے پھول ہوں پیدا بیاباں میں

از آدم تا ایں دم بے شمار و قطار اوران گنت کتابیں لکھی گئی ہیں اور تا قیام قیامت لکھی جاتی رہیں گی مگر محبوب کریم ﷺ کے اوصاف کا ایک باب بھی پورا نہ ہوا، نہ ہوگا۔ ہاں! آنے والے سیرت نگار محبت سے خالی سیرت کے گلستانِ خزاں منظر میں شاخِ تازہ اگانے اور سیرت کے ست رنگے پھولوں میں عشق وجنوں اور جذبِ دروں کا رنگ بھرنے کے لیے یقیناً ضیاء النبی ﷺ کی ارمغانِ محبت والفت سے خوشہ چینی کے محتاج ہوں گے۔

دعا کا منظر:

ضیاء النبی ﷺ کی پہلی جلد کے پہلے مالے پر ایک عاشق صادق کی صدا سنائی دیتی ہے، جو ساری کائنات کو بھیک دینے والے آقاءِ نامدار کے کوچۂ دلدار میں وفا شعاری و جاں سپاری کی تصویر بنے دعاؤں، آرزوؤں اور امیدوں سے لبالب بھرا کاسۂ گدائی لیے بڑی منت وسماجت اور لجاجت سے رحمت ورافت، مغفرت وبخشش اور نظر کرم کی بھیک مانگنے کے لیے بے ساختہ قصیدہ

سرائی سے محبوب علیہ السلام کو بھیک عطا کرنے پر ابھار کر دنیوی واخروی خزانوں سے مالا مال ہونا چاہتا ہے۔اس یقین واعتماد کے ساتھ کہ اس شاہ کے در سے کوئی سائل بے وسائل اور کوئی بھکاری خالی نہیں جاتا ہے اور یہ بھیک منگا، پیر کرم شاہ صاحب ہے، جن کی دعا میں ادب کا سلیقہ اور محبت کا قرینہ یوں چمک رہا ہے جیسے کپاس کے سفید پھولوں پر شبنم کے قطرے موتی بن کر چمکتے ہیں۔ رب کریم پر یقین اور محبوب کریم ﷺ سے قلبی لگاؤ اور عشق ومحبت سے لبریز، دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعا، لیجئے! آپ بھی سیکھئے اور در سلطانِ حسینانِ جہاں کی راہ لیجئے!

اے سلطان حسینان جہاں!

اے سرور اورنگ نشینان عالم!

ایک مفلس وکنگال منگتا، خالی جھولی لے کر تیرے حسن وجمال کی خیرات لینے کے لیے حاضر ہے اور ایک ادنیٰ سا ارمغانِ عقیدت ومحبت پیش کرنے کا آرزومند ہے۔

اے میرے ذرہ پرور آقا! ازراہ بندہ نوازی اسے قبول فرمایئے اور اپنے اس حقیر سے غلام کے دامن تہی کو اپنے سچے عشق اور پکی غلامی کی نعمت عظمیٰ اور دولت سرمدی سے بھر دیجئے۔

شبِ تار میں اجالا:

بعثت سے قبل کے پرآشوب حالات وواقعات، انسانیت سوز حرکات، ان کے دامنِ اخلاق کا تارتار ہونا ظاہر کرتے ہوئے تہذیب وتمدن کا بیان لکھتے ہوئے تحریر کی متانت وسنجیدگی سے پتا چلتا ہے کہ پیر صاحب نے ان حالات کو بغیر کسی تمسخر وتبختر کے، درد بنا کر آمدِ نبی ﷺ کو چارہ ودوا کے طور پر پیش کیا ہے تاکہ بعثت سے قبل کی نحوست ولعنت اور بعثت کے بعد کی برکت و رحمت اور نعمت کے بیان سے کماحقہ لطف اندوز ہوا جائے۔ چنانچہ بعثت نبوی ﷺ سے قبل انسانیت کے سانسوں کی مالا بکھری بکھری زندگی الجھی ہوئی اور اعصاب لٹک چکے تھے۔ لوگ انجانے خوف اور اندیشوں کے بوجھ تلے دبے، بیٹھے دل کے ساتھ مایوس نظریں کبھی آسماں کی طرف اٹھاتے اور کبھی زمین میں گاڑ رہے تھے مگر زمین وآسماں کی وسعتیں ان پر تنگ ہو چکی تھیں اور غلط کار نظام کی غلط کاری اپنی تباہ کاری سے زمین کو ''ظهر الفساد فی البر و البحر'' کا نمونہ بنا چکی تھی۔ چنانچہ پیر صاحب نے متمدن وترقی یافتہ قوموں کے رذائل ونقائص اور ان کے عبرت خیز حالات ورویوں پر کچھ یوں نظر ڈالی ہے، پڑھئے اور باخبر رہیے۔

Marfat.com

ہندوازم

مرد اور عورت:

ایک ہی طبقہ کے مرد وزن کے حقوق بھی یکساں نہیں تھے۔ عورت، مرد کی ایک تابع مہمل تھی۔ اگر اس کا خاوند عنفوان شباب میں ہی مرجائے تو اس کے لیے باعزت اور بہترین طریقہ یہ تھا کہ وہ مرد کی لاش کے ساتھ ہی جل کرتی ہو جائے اور اگر وہ اپنے آپ کو جلا دینے کی جرات نہیں کرسکتی تو اسے ساری عمر ایسی زندگی بسر کرنا ہوگی جس میں اسے نہ اچھا لباس پہننے کی اجازت ہوگی نہ وہ زیورات سے اپنی آرائش کرنے کی مجاز ہوگی۔ اسے دوسری شادی کرنے کی بھی اجازت نہیں ہوگی۔ خواہ وہ اس وقت بیوہ ہوئی ہو جب کہ اس نے ابھی جوانی میں قدم رکھا ہو۔ عورت زیورات کی مالک تو ہو سکتی ہے لیکن کسی غیر منقولہ جائیداد کی مالک نہیں بن سکتی۔ عورت ہر حالت میں غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھی بچی تھی تو باپ کے حکم کی پابند...... بیاہی گئی تو خاوند کے ہر حکم کی پابند...... بااولاد ہوگئی تو بچوں کا ہر حکم ماننا اس پر واجب...... اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ مرد سے پہلے نہ سوئے اور مرد کے بیدار ہونے سے پہلے جاگ اٹھے...... آریوں کے نزدیک تعدد ازواج کی اجازت تھی چار عورتوں سے بیک وقت وہ شادی کرسکتے تھے اور ان کے راجے مہاراجے ہر قسم کی پابندی سے بالاتر تھے۔ انہیں ان گنت عورتوں کے ساتھ شادیاں رچانے کی کھلی چھٹی تھی۔

اخلاقی حالت:

آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ آئے ہیں کہ "سوما" کے پودے کو تمام پودوں کا بادشاہ کہا جاتا ہے اور اس سے کشید کی ہوئی شراب کو پجاری پی کر پوجا کرتے تھے۔ سوما، خود بھی ان کے دیوتاؤں میں سے ایک دیوتا تھا جس کی پوجا کی جاتی تھی کیونکہ اس سے ایسی عمدہ اور نشہ آور شراب بنتی تھی جسے پی کر انسان سرمست و مخمور ہو جاتا تھا۔

Marfat.com

یہ بھی آپ پڑھ آئے ہیں کہ بڑے بڑے مندروں میں دیوداسیوں کے طائفے ہوتے تھے جوان مورتیوں کے سامنے رقص کیا کرتے اور گیت گایا کرتے تھے۔ مندر کے پروہت کو اختیار تھا کہ وہ کسی پجاری کو شاد کام کرنے کیلئے کسی دیوداسی کو اس کے پاس شب بسری کیلئے بھیج دے۔

علامہ بیرونی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ مسٹر ودیا (ہندو مؤرخ) وہ لکھتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ تمام مندروں میں پیشہ ور عورتیں ناچنے کے لیے اپنی زندگی کو وقف کیے ہوئے تھیں۔ خاص کر شیو جی کے مندروں میں یہ رسم عام تھی اور راجے ان مندروں سے خاص آمدنی حاصل کرتے تھے۔''

آج بھی ان کے قدیم مندروں کو دیکھا جائے تو ان مندروں کے باہر اور اندر عورتوں کی برہنہ تصویریں اور برہنہ مجسمے جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ مہادیو کے عضو تناسل کی پوجا ان کے ہاں عام ہوتی ہے۔ جس میں مرد وزن پیرو جواں سب شریک ہوتے ہیں اور اس کی شبیہ بنا کر اپنے گلے میں آویزاں رکھتے ہیں۔ سوامی دیانند سرسوتی اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں:

''حقیقت میں ہندوؤں کی خرابی کے آثار مہا بھارت کی جنگ سے ایک ہزار سال پیشتر ہی رونما ہو چکے تھے۔۔۔ مہا بھارت کی جنگ کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جوا دھڑلے سے کھیلا جاتا تھا۔ جس میں بیویاں اور سلطنتیں تک داؤ پر لگا دی جاتی تھیں۔ اچھی خاصی عالی خاندان کی عورتیں بہ یک وقت پانچ پانچ خاوند کر لیتی تھیں۔''

سوامی دیانند کے حوالہ سے ہی مولانا سالک لکھتے ہیں:

اب ان خود غرض مذہبی پیشواؤں نے ایسے باطل مذہبوں کی تلقین شروع کی جس سے کوئی بداخلاقی گناہ نہ رہی۔ زنا کاری کی نہ صرف عام اجازت دے دی گئی بلکہ ایک خاص موقع ''بھیرویں چکر'' پر شراب خوری اور زنا کاری مذہباً فرض قرار دے دی گئی۔ اس موقع پر مرد و عورت سب ایک جگہ جمع ہوتے۔ مرد ایک ایک عورت کو مادر زاد برہنہ کر کے پوجا کرتے اور

Marfat.com

عورتیں کسی مرد کو ننگا کر کے پوجتیں ۔اس موقع پر شراب پی جاتی اور بدمست ہو کر کوئی کسی کی عورت کو، کوئی اپنی یا کسی دوسرے کی لڑکی کو، کوئی کسی اور کی یا اپنی ماں بہن بہو وغیرہ کو جو وہاں موجود ہوتی پکڑ لیتا اور جس کے ساتھ چاہتا بدفعلی کر سکتا تھا۔

اس مذہبی تقریب کے علاوہ عام طور پر زنا کار کے لیے ایک خاص فقرہ مولانا عبدالمجید سالک نے اپنی ''مسلم ثقافت'' میں ستیارتھ پرکاش کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

''مذہب خاص لوگوں کے قبضہ میں آ گیا جو من گھڑت عقیدوں کی تبلیغ کرنے لگے۔ برہمنوں نے اپنی روزی کا بندوبست کرنے کے لیے کھشتری اور دوسری قوموں کو یہ اپدیش دیا کہ ہم ہی تمہارے معبود ہیں۔ ہماری خدمت کے بغیر تم کو مکتی حاصل نہیں ہوگی۔''

ان کے عقائد کے بگاڑ نے عجیب وغریب عملی صورت اختیار کر لی جس کے ذکر سے ہی جبین حیا عرق آلود ہو جاتی ہے۔ لیکن قارئین کو صورت حال کی سنگینی سے آگاہ کرنے کے لیے ان امور کا ذکر کرنا بھی ناگزیر ہو جاتا ہے۔ مولانا سالک اپنی کتاب ''مسلم ثقافت'' میں لکھتے ہیں۔

''اس زمانہ میں ہندوستان کے اندر ایک ایسا مذہب پیدا ہو گیا تھا جو صرف خواہشات نفسانی پر مبنی تھا اس میں شراب کی پوجا کی جاتی اور ایک برہنہ مرد کے ہاتھ میں تلوار دے کر اس کو مہادیو کہہ کر اور ایک ننگی عورت کو دیوی قرار دے کر ان دونوں کی پوجا کی جاتی''۔

مندروں میں مرد و زن کے برہنہ مجسمے اور تصویریں اب بھی دیکھنے والوں کو محو حیرت کر دیتی ہیں کیا یہ وہ عبادت گاہیں ہیں جن کا مقصد پاکیزہ سیرت کی تعمیر اور اخلاق کی تطہیر ہے؟۔

ان مقامات پر اس قسم کے ہیجان انگیز اور اخلاق سوز مجسموں کو لوگ تقدس کی نظر سے دیکھتے تھے اور ان کی پوجا پاٹ کرنے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔

Marfat.com

زرتشت:

ان کے نزدیک جب انسان بیمار ہو جائے تو وہ کسی شفقت اور خصوصی توجہ کا مستحق نہیں رہتا بلکہ وہ قابل نفرت ہو جاتا ہے کیونکہ بیماری اس بات کی علامت ہے کہ اس پر بری قوت نے قابو پالیا ہے۔ اس لیے اس کے قریبی رشتہ دار بھی اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اسے زندگی کی ضروریات سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے۔ بیمار کے علاج میں تساہل، گائے کے پیشاب سے ناپاک کو پاک کرنے کا طریقہ، اس حیرت انگیز مذہب کے کمزور پہلو ہیں۔

جب کوئی زرتشتی قریبِ مرگ ہو جاتا ہے تو روٹی کے ٹکڑے کو کھالے تو سمجھ لیا جاتا ہے کہ یہ شخص مر گیا ہے۔ مرنے کے بعد اس کے ساتھ جو ذلت آمیز برتاؤ کیا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں سن کر انسان سراپا حیرت بن جاتا ہے کہ مرنے والے کے بیٹے، بھائی اور قریبی رشتہ دار اس کی لاش کے ساتھ ایسا ذلت آمیز سلوک کیونکر گوارا کر لیتے ہیں۔ وہ زمین میں دفن بھی نہیں کرتے کیونکہ اس طرح مٹی جوان کے نزدیک پوتر ہے وہ پلید ہو جاتی ہے اس کو نذر آتش کر کے بھسم بھی نہیں کرتے کیونکہ آگ جوان کی معبود ہے وہ اس کی آلائشوں سے ناپاک ہو جاتی ہے بلکہ اس کو ایک گہرے کنویں (دخمہ) میں لٹکا دیتے ہیں۔ گوشت خور پرندے کوے، چیلیں، گدھیں اس پر جھپٹ جھپٹ کر اس کا گوشت نوچ لیتی ہیں۔ دل یہ تسلی کرنے کے لیے تیار نہیں کہ زرتشت جیسے توحید کا درس دینے والے مصلح اور معرفت الٰہی کا سبق پڑھانے والے معلم نے اپنے مالک و خالق کی تخلیق کے اس شاہکار کی یوں تحقیر اور تذلیل کی اجازت دی ہو، لیکن زرتشت کا امتی کہلانے والے صدیوں سے یہی کر رہے ہیں اور آج بھی مردوں کے ساتھ ان کے رویہ میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔

قریبِ مرگ آدمی کے پاس ایک رسم ادا کی جاتی ہے جسے "سگرید" کہتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ زرد رنگ کا کتا جس کی چار آنکھیں ہوں یا ایک سفید رنگ کا کتا جس کے بھورے کان ہوں وہ اس قریب مرگ آدمی کے پاس لایا جاتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ کتے کے دیدار سے شیطان اس مرنے والے کی لاش میں گھسنے کی جو کوشش کر رہا ہے وہ اس کوشش میں ناکام ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

سلطنت رومہ:

عوام کی خستہ حالی کا تو یہ عالم تھا لیکن شاہی خاندان اور حکومت کے افسران اور رؤساء کی عیش کوشی کی داستانیں پڑھ کر انسان ششدر رہ جاتا ہے۔ان کے عالی شان محل، دیوان خانے، ناؤونوش کی مجلسیں، عیش وعشرت کے ساز وسامان کی انتہا نہ تھی۔

حضرت حسان بن ثابت نے جبلہ بن الایہم غسانی کی مجلس کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے:
میں نے دس باندیاں دیکھیں جن میں پانچ روم کی جو بربط پر گا رہی تھیں اور پانچ وہ تھیں جو اہل حیرہ کی دھن میں گا رہی تھیں جنہیں عرب سردار ایاس بن قبیصہ نے تحفہ بھیجا تھا۔اس کے علاوہ عرب کے علاقہ مکہ وغیرہ سے بھی گویوں کی ٹولیاں جاتی تھیں۔جبلہ، جب شراب نوشی کے لیے بیٹھتا تو اس کے نیچے فرش پر قسم قسم کے پھول چنبیلی، جوہی وغیرہ بچھا دیئے جاتے اور سونے چاندی کے ظروف میں مشک وعنبر لگائے جاتے۔چاندی کی طشتریوں میں مشک خالص لایا جاتا۔اگر جاڑوں کا زمانہ ہوتا تو عود جلایا جاتا۔اگر گرمیوں کا موسم ہوتا تو برف بچھائی جاتی اور اس کے ہم نشینوں کے لیے گرمیوں کا لباس آتا جس کو وہ اپنے اوپر ڈال لیتے۔جاڑوں میں سمور، قیمتی کھالیں اور دوسرے گرم لباس حاضر کیے جاتے۔

اس قسم کے حوالوں سے تاریخ کی کتابوں کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔یہاں تو صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ عظیم رومی سلطنت کے سائے میں انسانیت کو کس طرح دو طبقوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ایک طبقہ کو دنیا بھر کی راحتیں آسائشیں اور جملہ وسائل عیش وطرب میسر تھے اور دوسری طرف عوام کا سواد اعظم تھا جو زندگی کی بنیادی ضرورتوں کے لیے بھی ترس رہا تھا اور افلاس و تنگ دستی کے باوجود مملکت کی ساری مالی ضروریات بہم پہنچانے کا بوجھ اس نے اٹھا رکھا تھا۔

ان چند صفحات کے مطالعہ سے آپ نے رومی مملکت کے اقتصادی نظام کا اندازہ لگا لیا ہوگا۔

رومہ کی اخلاقی حالت:

اس کے بارے میں ول ڈیوران کی مشہور کتاب ''دی ایج آف فیتھ'' کا ایک اقتباس ہی کافی ہے، وہ لکھتے ہیں۔

Marfat.com

''اخلاقی، جنسی اور کاروباری لحاظ سے رومی سلطنت کے مکینوں کی حالت قابل رشک نہ تھی۔ ایک طرف تو رقص کی مذمت کی جاتی تھی لیکن قسطنطنیہ میں رقص گاہیں اور ناچ گھر آباد تھے۔ کلیسا نے اعلان کر دیا تھا کہ وہ ایکٹروں کو بپتسمہ نہیں دیں گے یعنی وہ ایکٹروں کو عیسائی مذہب قبول کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ اس کے باوجود بیزنطی اسٹیج پر ایکٹروں اور ان کے کھیلوں کو بڑی پزیرائی بخشی جاتی تھی۔ قانونی طور پر ان پر یہ پابندی تھی کہ وہ ایک سے زیادہ شادی نہیں کر سکتے لیکن دوسری طرف ان کی جنسی خواہشات کی تسکین کا سامان کر دیا گیا تھا''۔

ان تمدنوں میں انسانیت کی ردائے شرف پارہ پارہ اور انسانوں کی حالت قبل رحم تھی۔ یہ کوئی بے سروپا عام کہانی نہیں بلکہ ''من قبل لفی ضلال مبین'' کی گناہ آلود شب کا دل خراش پس منظر ہے۔ بالآخر جس میں حضور پرنور شافعِ یوم النشور ﷺ کی عظمت و رفعت کا تابندہ ستارہ چمکا اور انہیں آگ کے گڑھے سے بچالیا۔ پیر صاحب نے جہاں گزشتہ اقوام کے رذائل و نقائص اور تاریک گوشوں کو بغیر مبالغے کے بڑے کرب سے بے نقاب کیا ہے۔ وہیں ان کے خصائص کا ذکر بھی پوری دیانت سے بغیر کسی بخل کے کیا ہے مثلاً! ''اطلبوا العلم ولو کان بالصین'' کے فرمان نبوی ﷺ سے چین کی اہمیت اور اہل چین کی قدر و قیمت واضح ہے کہ وہاں علم و ہنر کا کمال اور انسانیت کا جمال ابھی کائنات میں رعنائیاں بکھیر رہا تھا۔ زندگی کی رمق ابھی باقی تھی۔ انسانیت کے اس ٹمٹماتے چراغ کی مدہم لو کا احوال بھی ذرا پڑھئے اور اپنی بصیرت کا سامان کیجئے!!

''بات کی گواہی دیتے ہیں کہ جب دنیا کے اکثر ممالک جہالت اور ناخواندگی کے اندھیروں میں لپٹے ہوئے تھے اس وقت بھی چین کے طول و عرض میں علم کی شمعیں فروزاں تھیں۔ چینیوں نے ہی کوئلہ کو بطور ایندھن استعمال کرنا شروع کیا۔ چوتھی صدی عیسوی میں انہوں نے لوہے کو پگھلانے کے فن میں مہارت حاصل کی۔ ان کے ماہرین فلکیات نے ۲۸ قبل مسیح میں سورج کے قرص پر جو داغ ہیں ان کا سراغ لگایا۔ انہوں نے ۱۳۲ء میں وہ آلہ ایجاد کیا جس سے زلزلہ کی جگہ اور اس کی قوت کا سراغ لگایا جا سکتا ہے۔ بارود کے اجزاء بھی انہوں نے دریافت کیے۔ اس وقت

Marfat.com

بارود انسانوں کے جسموں کو پرزے پرزے کرنے کیلئے استعمال نہیں ہوتا تھا بلکہ اس سے گولے اور پٹاخے چھوڑے جاتے تھے تا کہ خبیث روحوں کو خوف زدہ کر کے بھگا دیا جائے۔

دوسری صدی عیسوی میں انہوں نے درختوں کی چھال، سن کے ریشوں اور پرانے کپڑوں سے کاغذ بنانے کی صنعت ایجاد کی اس صنعت نے علم و دانش کی نشر و اشاعت میں انقلاب آفریں لیا، اس سے پانچ سو سال بعد بلاکوں کے ذریعہ کتابوں کی طباعت کا کام شروع کیا۔ دسویں صدی عیسوی میں نہ صرف چین میں بلکہ کوریا اور جاپان میں بھی کتابوں کی بکثرت اشاعت کا آغاز ہو گیا تھا۔ چین میں بدھ مت کی اشاعت کے بعد چینیوں کی ذہنی اور فنی ترقی کو چار چاند لگ گئے۔ انہوں نے صرف مذہب کو ہی نہیں بلکہ موسیقی کو بھی بڑا فروغ بخشا۔

ایک عجیب و غریب بات ایسی ہے جس میں اہل چین بالکل منفرد ہیں۔ دنیا کی شاید ہی کوئی دوسری قوم اس معاملہ میں ان کے ساتھ مماثلت رکھتی ہو۔ وہ یہ کہ چینی بہ یک وقت کئی مذہبوں کے پیروکار ہوتے تھے، وہ اگر بدھ مت قبول کرتے ہیں تو اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ کانفیوشس یا تاؤازم سے اپنا تعلق پہلے منقطع کریں پھر یہ نیا مذہب اختیار کریں بلکہ بہ یک وقت وہ تینوں مذہبوں سے اپنی عقیدت کا رشتہ استوار رکھتے ہیں اور زندگی کے مختلف مراحل میں جس مذہب کی تعلیمات کو وہ اپنے لیے مفید پاتے ہیں اس کو اپنا لیتے ہیں۔

میگزین لائف کی ورلڈ لائبریری نے چین پر جو کتاب شائع کی ہے، اس میں اس کے ایڈیٹر لکھتے ہیں۔

> ''چینی جب تک اپنے منصب پر فائز ہوتا ہے تو وہ کانفیوشس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتا ہے اور جب وہ اپنے عہدہ سے معزول ہوتا ہے تو وہ تاؤازم کے اصولوں کو اپنانے لگتا ہے اور جب وہ بڑھاپے کی طرف قدم بڑھاتا ہے تو وہ بدھ ازم کے سایہ میں آ کر پناہ لیتا ہے''۔

دوسری طرف رحمت عالم ﷺ کی دادرسی فرمانا اور رفوگری کر کے انہیں ''ضلال مبین'' سے صراط مستقیم پر لانا بیان کیا ہے کہ جب آپ ﷺ انسانیت کی کشتِ زار پر ابر بہار بن کر برسے اور انہیں پیالوں اور ندی نالوں سے نکال کر سمندر کا ہمرکاب کیا، ان کی سانسوں کی مالا کو ہمیشہ

Marfat.com

کے لیے منتشر ہونے سے بچالیا، انہیں آداب زندگی، صبر کی تلقین، دعا کے ڈھنگ سکھائے۔ ان کے دل کی گہرائی میں اللہ کی رحمت پہ یقین کی چنگاری سلگائی، جس نے زندگی کے بکھرے ہوئے درہم برہم لمحات کو حکمت و دانائی سے مجتمع کر کے ''افہام و تفہیم'' پیدا کر کے یکسانیت و ہم آہنگی کو فروغ دیا۔ جس سے ان کی اہمیت و مقبولیت میں اضافہ ہوا اور بے روح لوگ روحِ رواں بن گئے بلکہ ایک عہد ساز قوم اور تاریخ ساز تہذیب کے خالق ہو گئے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ آپ ﷺ نے اپنے لافانی پیغام سے حیوانوں سے بدتر انسان کو ہم دوشِ ثریا کر دیا۔

جزیرۃ العرب اور مکہ:

اقوامِ عالم کے تذکرے کے بعد لہجہ بدل کر بڑی شائستگی سے جزیرۃ العرب کا تاریخی و جغرافیائی پس منظر اور مذہبی و معاشرتی زندگی کے نقائص و خصائص اور نظریات و اعمال کی قباحتوں کا بڑی تفصیل سے جائزہ لیا ہے اوروں نے بھی عربوں کے حالات و واقعات لکھے ہیں، مگر اس مردِ خدا مست کا طریق جداگانہ ہے۔ پیر صاحب کی نگاہِ دور بین نے جان لیا تھا کہ قدرت کی نگاہِ انتخاب میں عرب کے ریگزاروں کو جو بلند مقام حاصل ہوا ہے۔ بے آب و گیاہ صحرا کو شجر اسلام کی کاشت کیلئے جو چنا گیا ہے اور امام الانبیاء علیہ السلام کے ظہور کیلئے اس خطے کو جو منتخب کیا گیا ہے تو ضرور خصائص و خصائل کے کچھ ایسے سیماب ذرے اس بیاباں میں ہوں گے جو شجر اسلام کی آب یاری کے کام آسکیں گے، لہٰذا انہوں نے عربوں کی ذہانت و متانت، قوت حافظ، سخاوت و فیاضی، شجاعت، ایفائے عہد، غیرت و حمیت اور جوہر عصمت کی قدر افزائی کی خصوصیات کو اجاگر کرتے ہوئے جو نفیس موتی چنے ہیں وہ پڑھئے اور قدرت کی نظر التفات پر قربان ہو جائیے!!

عربوں کی ذہانت:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا کی کوئی قوم قوت حافظ میں اہل عرب کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔

فرانس کے وزیر تعلیم ''دردی'' نے اعتراف کیا ہے کہ عرب زبان میں جو وسعت ہے اور ہر چیز کے مختلف حالات اور مختلف صفات کے اعتبار سے الگ الگ نام ہیں ان کے ہاں

Marfat.com

مترادفات کی بھر مار ہے، اس لیے ان کے شعر و سخن کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ان کے ہاں شہد کے اسی نام ہیں۔ سانپ کے دو سو، شیر کے پانچ سو، اونٹ کے ایک ہزار، تلوار کے بھی ایک ہزار اور آلام و مصائب کی تعبیر کے لیے چار ہزار الفاظ ہیں۔

وزیر موصوف لکھتے ہیں کہ ان تمام اسماء کو یاد کر لینا قوی حافظ کے بغیر ممکن نہیں اہل عرب کو قدرت نے جو ذہانت اور قوت حافظ عطا فرمائی تھی اس کا انکار ممکن نہیں۔ ان کے مشاہیر سے حماد نامی ایک راویہ تھا، اس نے خلیفہ ولید کو کہا کہ وہ یہاں کھڑے کھڑے ایک سو قصیدہ زبانی سنا سکتا ہے اور ہر قصیدہ بیس سے سو اشعار پر مشتمل ہوگا۔

اہل عرب کی غیرت وحمیت:

عرب کے یہ بادیہ نشین دیگر صفات حمیدہ سے متصف ہونے کے ساتھ ساتھ غیرت کے جذبہ سے بھی سرشار تھے۔ یہ اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کے لیے خون کے دریا بہا دینا اور کشتوں کے پشتے لگا دینا اپنا اہم ترین فریضہ سمجھتے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ ان کی ناموس کی طرف بری نگاہ سے دیکھ سکے اور وہ اسے خاموشی سے برداشت کر لیں۔ اسی جذبہ سے سرشار ہونے کے باعث اپنے نسب کی حفاظت کیا کرتے تھے اور اپنے شجرۂ نسب کو یاد رکھا کرتے تھے اور ہر وہ شخص جس میں شرافت وفضیلت کا ادنیٰ سا بھی حصہ پایا جاتا ہو، وہ لازمی طور پر غیرت مند ہوتا ہے اور وہ قوم جو شجاعت وسخاوت اور پاس عہد میں اس بلند درجہ پر فائز تھی، وہ بھلا اپنی عصمت، ناموس کی حفاظت میں کیونکر سہل پسندی کا مظاہرہ کر سکتی تھی۔ ان کی بڑی بڑی جنگوں کے پس منظر میں اکثر اسی قسم کے واقعات ہوا کرتے تھے۔ کسی بڑے سے بڑے سردار نے اگر کسی شخص کی ماں کو کوئی ایسی خدمت بجا لانے کا حکم دیا جو اس کے مرتبہ سے فروتر ہوتی تو وہ خاتون اس تذلیل پر آتش زیرپا ہو جاتی اور اپنے خاوند، بھائیوں اور فرزندوں کو للکارتی۔ ایک عورت کی للکار پر سینکڑوں تلواریں بے نیام ہو جاتیں اور آن واحد میں خون کے دریا بہنے لگتے۔ ان کا جذبہ غیرت بھی ان کی شجاعت اور ان کی موت کا ایک مظہر تھا۔ وہ قوم بزدل ہو جایا کرتی ہے، جس میں مروت کا جذبہ موت کی نیند سو جایا کرتا ہے۔ ماں غیرت بھی دم توڑ دیتی ہے، جو چاہے ان کی عصمتوں کے ساتھ کھیلا کرے، جو

Marfat.com

چاہے ان کی بچیوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنائے۔ غیرت کی بجھی ہوئی اس راکھ میں کوئی چنگاری ایسی نہیں ہوتی جو چھٹے اور اس رسوائی پر شعلہ جوالہ بن کر ٹوٹے۔ اور قوم کے گوہر عصمت کو لوٹنے والوں کو جلا کر خاک سیاہ بنا دے۔

اس لئے ان کے شرفاء اور نجباء اپنے لیے اور اپنے بچوں کے لیے ایسی بیویوں کا انتخاب کیا کرتے تھے جن کا دامن عصمت، فسق و فجور کے بدنما داغوں سے پاک صاف ہوتا۔ وہ ظاہری حسن و جمال پر اس امر کو ترجیح دیتے کہ وہ خاتون جس نے ان کی اولاد کی ماں بننا ہے یا ان کی ہونے والی بہو، رنگ و روپ میں اگر کسی سے کم ہو تو ہو لیکن شرافت اور عفت میں اس کا معیار بہت ہی بلند ہونا چاہیے۔

ایکیم بن صیفی جو عہد جاہلیت کے حکماء اور دانشوروں میں ایک ممتاز مقام پر فائز تھا جس کی دانائی اور عقلمندی سے متاثر ہو کر کسریٰ نوشیرواں نے یہ کہا تھا۔ ''لو لم یکن للعرب غیرہ لکفی'' ''اگر اہل عرب میں اس کے بغیر کوئی اور مرد دانا نہ ہوتا تو یہ ایک بھی ان کے لیے کافی تھا۔'' اس نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا۔

یابنی لایحملنکم جمال النساء عن صراحة النسب فان المناکح اللئیمة مدرجة للشرف۔

ترجمہ: ''اے میرے بیٹو! عورتوں کا ظاہری حسن و جمال تمھیں نسب کی پاکیزگی سے غافل نہ کردے کیونکہ کمینہ صفت اور بدکردار بیویاں خاندانی شرف کو خاک میں ملا دیتی ہیں''۔

اہل عرب کی سخاوت:

اس سے بھی ایک عجیب و غریب واقعہ ہے جو حاتم کی موت کے بعد رونما ہوا۔ محرز، جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ وہ روایت کرتے ہیں قبیلہ عبدالقیس کا ایک گروہ حاتم کی قبر کے پاس سے گزرا۔ اس کے نزدیک انہوں نے رات بسر کرنے کے لیے پڑاؤ کیا۔ ان میں سے ایک آدمی جس کا نام ابوالخیبر ی تھا اٹھا اور اس نے آکر حاتم کی قبر کو لاتیں مارنا شروع کردیں اور کہا ہم تیرے مہمان ہیں، ہماری مہمان نوازی کرو۔ کسی نے اس کو کہا تمہیں

Marfat.com

شرم نہیں آتی ؟ تم مرے ہوئے شخص سے ایسی باتیں کر رہے ہو۔ اس نے کہا بنی طے کہتے ہیں کہ اب بھی اگر کوئی شخص حاتم کی قبر کے پاس جائے اور رات وہاں بسر کرے تو وہ ان کی مہمان نوازی کرتا ہے۔ چنانچہ رات ہوگئی۔ سب سو گئے آدھی رات کے وقت ابوالخیبر ی گھبرایا ہوا اٹھا وہ کہہ رہا تھا۔ ''وارا حلتاہ وارا حلتاہ'' ہائے میری سواری! ہائے میری سواری! لوگوں نے کہا تجھے کیا ہو گیا ؟ اس نے بتایا، میں نے حاتم کو خواب میں دیکھا، اس نے اپنی تلوار سے میری اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالی ہیں، میں سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ حاتم نے چند شعر کہے جو مجھے یاد ہیں۔

ابا الخيبری وانت امرو ظلوم العشيوة شتامها

ترجمہ: ''ابوالخیبر ی! تم ایسے آدمی ہو جس نے قبیلہ پر ظلم کیا اور اسے برا بھلا کہا ہے''۔

اتيت بصحبك تبغی القریٰ لدیٰ حفرة قد صدت هامها

ترجمہ: ''تم اپنے ساتھیوں کو لے کر ایک ایسے گڑھے پر مہمانی طلب کرنے کے لیے آئے ہو، جس میں مدفون شخص کی کھوپڑی گل گئی ہے''۔

اتبغی لی الذم عند لمبيت وحولك طی وانعامها

ترجمہ: ''کیا رات کے وقت میرے لیے مذمت کا ارادہ کرتا ہے، حالانکہ تیرے اردگرد بنی طے قبیلہ آباد ہے اور اس کے اونٹ بھی موجود ہیں''۔

فانا لنشبع اضيافنا وناتی المطی فتعتامها

ترجمہ: ''ہم اپنے مہمانوں کو سیر کرتے ہیں اور اپنی اونٹنیوں کو دیر کے بعد دوہتے ہیں''۔

ہم اٹھے اور اس شخص کی اونٹنی کے پاس گئے، اس کا ایک پاؤں کٹا ہوا تھا۔ چنانچہ ہم نے اس کو ذبح کیا۔ اس کا گوشت خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ لوگوں نے کہا حاتم نے زندگی اور موت میں ہماری ضیافت کی ہے اور اس آدمی کو جس کی اونٹنی ذبح کی گئی تھی اسے پیچھے سوار کر لیا اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستہ میں انہیں ایک شتر سوار ملا۔ اس کے ہاتھ میں ایک دوسرے اونٹ کی نکیل تھی۔ اس نے پوچھا تم میں ابوالخیبر ی کون ہے؟ اس آدمی نے کہا میں ہوں۔ اس نے کہا یہ اونٹ پکڑ لو۔ میں حاتم کا بیٹا عدی ہوں، وہ مجھے خواب میں ملا اور اس نے کہا کہ اس نے تمہاری اونٹنی ذبح کر کے تمہاری ضیافت کی ہے۔ مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں سواری کے لیے اونٹ پہنچا دوں۔ چنانچہ اس نے اونٹ کی نکیل اس کو تھما دی اور خود چلا گیا۔

Marfat.com

اہل عرب کی شجاعت:

اہل عرب جن خوبیوں سے متصف تھے۔ان میں ایک اعلیٰ ترین خوبی ان کی شجاعت اور بہادری تھی۔اپنی عزت وناموس کے لیے اپنے حقوق کے تحفظ اوران کی بازیابی کے لیے اپنے قبیلہ کی سطوت کا ڈنکا بجانے کے لیے وہ اپنی متاع زیست کوقربان کرنے کے لیے بلاتامل تیار ہو جایا کرتے تھے۔اپنا سر کٹادینا،اپنے جسم کے پرزے اڑا دینا،عالم شباب میں موت کا تلخ پیالہ اپنے لبوں سے لگالینا ان کے لیے ادنیٰ سی بات تھی۔وہ زندگی اوراس کے عیش وطرب کوکوئی اہمیت نہیں دیتے تھے۔اپنی عزت اوراپنے قبیلہ کی آبروکو بچانے کے لیے موت سے کھیل جانا ان کے لیے قطعاً کوئی خوفناک کھیل نہ تھا۔وہ اپنے خیال کے مطابق اپنے اعلیٰ مقاصد کے لیے اپنی جان اورخون کا نذرانہ پیش کرنا اپنا فرض اولین سمجھا کرتے تھے۔ان کی ساری زندگیاں اپنے دشمنوں سے لڑتے ہوئے گزرتی تھیں۔وہ میدان جنگ کی موت کوبستر پرایڑیاں رگڑ رگڑ کرمرنے پرترجیح دیا کرتے۔بستر کی موت ان کے لیے قابل مذمت تھی۔ایک عرب کواس کے بھائی کے قتل ہوجانے کی اطلاع دیگئی تواس نے بڑے سکون سے کہا:

ان يقتل فقد قتل ابوه واخوه وعمه، انا والله لانموت حتفا ولكن قطعا باطراف الرماح وموتا تحت ظلال السيوف۔

ترجمہ: ’’اگرمیرابھائی قتل ہوگیا ہےتو کیا ہوااس سے پہلےاس کا باپ اس کا بھائی اوراس کا چچابھی میدان جنگ میں قتل ہوئے تھے،بخدا ہم بستر پرنہیں مرا کرتے بلکہ نیزوں کی انیوں سے ہمارے پرزے اڑائے جاتے ہیں اورہم تلواروں کے سائے میں موت کا پیغام قبول کرتے ہیں‘‘۔

امرؤالقیس جب قیصر کی ملاقات کیلئے اپنے وطن سے روانہ ہواتواس نے اپنی زرہیں سموؤل کے پاس بطورامانت رکھیں۔امرؤالقیس مرگیاتو شام کے کسی بادشاہ نے سموؤل پرچڑھائی کردی۔سموؤل قلعہ نشین ہوگیااوراپنے قلعہ کے دروازے مضبوطی سے بندکردیے۔سوئے اتفاق سے اس کا ایک لڑکا قلعہ سے باہر رہ گیا۔اس حملہ آور بادشاہ نے اس لڑکےکوگرفتارکرلیااور بلند آواز سے سموؤل کوندادی۔سموؤل نے قلعہ کے اوپر سے جھانکا تواس بادشاہ نے کہا، یہ دیکھوتمہارا بیٹا

Marfat.com

میرے قبضہ میں ہے اور تمہیں اس بات کا بھی علم ہے کہ امرؤالقیس میرے چچا کا بیٹا تھا، میرے قبیلہ کا فرد تھا اور میں اس کی میراث کا دوسروں سے زیادہ حقدار ہوں، اگر تو اس کی زرہیں میرے حوالے کردے تو فبہا ورنہ میں تیرے اس بیٹے کو ذبح کردوں گا۔ سموؤل نے اس سے مہلت طلب کی اور اپنے اہل خانہ اور خواتین کو اکٹھا کیا۔ صورت حال سے انہیں آگاہ کیا اور ان سے رائے پوچھی کہ اس حالت میں اسے کیا کرنا چاہیے۔ سب نے یہی مشورہ دیا کہ تم زرہیں اس کے حوالے کردو اور اپنے بیٹے کی جان بچاؤ۔ جب صبح ہوئی تو اس نے قلعہ کی فصیل سے جھانک کر کہا۔

لیس الی دفع الدروع سبیل　　　فاصنع ما انت صانع

ترجمہ: ''اے بادشاہ! میں کسی قیمت پر وہ زرہیں تمہیں نہیں دے سکتا، اب جو تیرا جی چاہے کرلو۔''

اس نے اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے بیٹے کے گلے پر چھری چلادی اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بادشاہ زرہیں حاصل کرنے میں ناکام رہا اور اسے نامراد واپس آنا پڑا۔ سموؤل وہ زرہیں لے کر امرؤالقیس کے اہل خانہ کے پاس گیا اور وہ امانت اس کے ورثا کے سپرد کردی۔ اس کے یہ شعر ہیں۔

وفیت بادرع الکندی انی　　　اذا ما خان اقوام وفیت

ترجمہ: ''میں نے امرؤالقیس کندی کی زرہیں اس کے وارثوں کو پہنچادیں، جن حالات میں دوسری قومیں خیانت کرنے پر مجبور ہوجاتی ہیں، میں ان حالات میں بھی اپنا وعدہ پورا کرتا ہوں''۔

وقالوا انه کنز رغیب　　　ولا واللہ اغدر مامشیت

ترجمہ: ''وہ کہتے ہیں یہ خزانہ بڑا قیمتی اور دل کش ہے، لیکن بخدا میں دھوکا نہیں کروں گا، جب تک میں اس زمین پر چلتا رہوں گا۔''

بنی لی عادیا حصنا　　　وبئرا کلما شئت استقیت

ترجمہ: ''میرے دادا عادیہ نے میرے لیے ایک مضبوط مستحکم قلعہ تعمیر کردیا ہے اور ایسا کنواں کھودا ہے جس سے جس وقت میں چاہتا ہوں، پانی پیتا ہوں۔

Marfat.com

☆ عربوں کی شخصی انانیت وتہور اور شہرت ونمائش سے اٹی خصوصیات ذکر کرنے کے فوراً بعد پیر صاحب ان کے وہ مصائب ونقائص بھی بڑی دردمندی سے ذکر کرتے ہوئے ان کی زندگی کے تاریک پہلوؤں سے پردہ سرکاتے ہیں۔ جس سے یہ سارے خصائص ووظائف بے مصرف ہوکر سماج کو کھوکھلا و ناکارہ کرنے میں مصروف تھے تاکہ خوب معلوم ہوجائے کہ مصطفیٰ کریم علیہ التحیہ والتسلیم نے کس طرح اس ضلال مبین کے عہد میں کتاب مبین کے ذریعے ان کی تقدیر بدل ڈالی۔ ہاں تو پھر ان کی توہم پرستی، وڈیرہ شاہی کی بھیانک مثالوں کو آئینہ بنا کر سر راہ نہ رکھ دوں!! تاکہ اس جاہلیت اور اس جاہلیت کا موازنہ کیا جائے!

چراگاہوں پر اجارہ داری:

آپ کو معلوم ہے کہ عرب کے بادیہ نشین قبائل کا ذریعہ معاش ریوڑ پالنا تھا۔ وہ چشموں اور چراگاہوں کی تلاش میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے تھے۔ جہاں ان کی بھیڑ بکریوں کے لیے پینے کا پانی اور چرنے کے لیے گھاس بآسانی دستیاب ہوتا تھا۔ اس پر ان کی معاشی خوشحالی کا دارومدار تھا لیکن اس سلسلہ میں بھی طاقت ور روساء ایسی حرکتیں کرتے تھے جن سے عوام الناس کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ جہاں بھی کسی قبیلہ کا کوئی طاقت ور سردار پہنچتا تو وہ اپنا ایک کتا اونچی جگہ پر کھڑا کرتا اور اس کو بھونکاتا اور جہاں جہاں تک اس کتے کے بھونکنے کی آواز پہنچتی وہاں تک وہ چراگاہ اس ایک شخص کی مقبوضہ بن جاتی تھی۔ اس کے ریوڑ کے علاوہ کسی اور کا ریوڑ ادھر کا رخ نہیں کرسکتا تھا، نہ اس محدود علاقہ کے چشموں سے کوئی پانی پی سکتا تھا۔ یہ ایک صریح ظلم تھا۔ بسا اوقات عوام جب گوناگوں صعوبتوں سے دوچار ہوتے تو تنگ آمد بجنگ آمد کے قاعدہ کے مطابق اس ظالم سردار کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے۔

کلیب بن وائل جو اپنے زمانہ میں ربیعہ کا سردار تھا۔ اس کی ہیبت اور رعب کا یہ عالم تھا کہ جس چراگاہ کو وہ اپنے لیے مخصوص کرلیتا کوئی دوسرا اس کے قریب نہ پھٹک سکتا۔ جن شکاری جانوروں کو وہ پناہ دے دیتا کوئی دوسرا شخص ان کا شکار کرنے کی بجائے خود انہیں اپنے ٹھکانے سے خوف زدہ کرکے نکالنے کی جرات بھی نہیں کرسکتا تھا۔ جب وہ کسی باغ کے پاس سے تالاب

Marfat.com

کے پاس سے گزرتا جو اسے پسند آجاتا تو وہ اونچی جگہ پر اپنے کتے کو کھڑا کر کے بھونکاتا اور جہاں تک اس کے بھونکنے کی آواز پہنچتی کسی دوسرے کی مجال نہ ہوتی کہ وہاں دم مار سکے۔ اس کی عزت و احترام کی یہ کیفیت تھی کہ اس کی آگ کے قریب کوئی دوسری آگ نہ جلائی جاتی۔ پانی کے گھاٹ سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی پانی لینے کے لیے نہیں جا سکتا تھا۔ اس کی محفل میں کوئی گفتگو نہ کر سکتا تھا۔ لوگ اس کے ظلم و ستم سے بہت تنگ آ گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے موقع پا کر اس کو قتل کر دیا۔ عباس بن مرداس، اپنے قصیدہ میں کہتا ہے۔

كما كان يبغيها كليب بظلمه　　من العز حتى طاح وهو قتيلها

علىٰ وائل اذ يترك الكلب نابحاً　　واذ يمنع الافناء منها حلولها

ترجمہ: ''جس طرح کلیب نے اپنے ظلم سے وہ عزت حاصل کر لی تھی کہ جہاں اس کا کتا بھونکتا تھا کوئی دوسرا قبیلہ اس طرف کا رخ نہیں کر سکتا تھا یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا گیا۔''

اس کا بھائی مہلہل، اس کا مرثیہ لکھتے ہوئے کہتا ہے۔

نبئت ان النار بعدك اوقدت　　واستب بعدك يا كليب المجلس

ترجمہ: ''مجھے بتایا گیا ہے کہ تیرے مرنے کے بعد مہمانوں کو ضیافت کے لیے تیری آگ کے بغیر اور آگ بھی جلائی گئی اور تیرے بعد اے کلیب کئی مجلسیں آراستہ کی گئیں۔''

وتكلموا فى امر كل عظيمة　　او كنت شاهدهم بها لم ينبسوا

ترجمہ: ''انہوں نے ہر بڑی بات میں گفتگو شروع کر دی اور اگر تو موجود ہوتا تو کوئی زبان کو حرکت بھی نہ دیتا۔''

اسلام نے دوسری خرافات کی طرح اس توہم پرستی کی بھی بیخ کنی کر دی اور اہل عرب کو اس ناسور سے شفا بخشی، جس سے ہر وقت خون رستا رہتا تھا۔ اور قیامت برپا کرتا رہتا تھا۔

ان کی جاہلانہ رسوم میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ جب کوئی شخص کسی ایسے گاؤں میں

Marfat.com

داخل ہونے کا ارادہ کرتا جس میں کوئی وبا پھوٹی ہوئی ہوتی تو اس سے بچنے کے لیے اور وہاں کے جن کے شر سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لیے وہ اس گاؤں کے دروازے پر کھڑا ہو جاتا اور اندر قدم رکھنے سے پہلے گدھے کی طرح ہینکتا پھر خرگوش کا ٹخنہ اپنے گلے میں باندھ لیتا اور یقین کر لیتا کہ اب نہ وبا مجھے کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ یہاں کا جن مجھے کوئی اذیت پہنچا سکتا ہے۔ اس ہنگنے کو وہ 'تعشیر'' کے لفظ سے تعبیر کرتے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

ولا ینفع التعشیر ان حم واقع
ولا زعزع یغنی ولا کعب ارنب

ترجمہ: ''جب کوئی جنگ بھڑک اٹھتی ہے تو گدھے کی طرح ہینکنا کوئی نفع نہیں دیتا اور نہ اپنے مقام سے ادھر ادھر ہٹ جانا اور نہ خرگوش کے ٹخنے کو اپنے گلے میں لٹکانا سودمند ثابت ہوتا ہے۔''

ان کے ہاں ایک قبیح رسم یہ تھی کہ جب کوئی شخص سفر پر جاتا تو ایک دھاگا کسی درخت کی ٹہنی کے ساتھ باندھ دیتا یا اس کے تنے کے اردگرد لپیٹ دیتا۔ جب سفر سے واپس آتا تو اس دھاگے کو دیکھتا اگر وہ صحیح سلامت ہوتا تو وہ سمجھتا کہ اس کی بیوی نے اس کی غیر حاضری میں کوئی خیانت نہیں کی اور اگر وہ اسے ٹوٹا ہوا یا کھلا ہوا پاتا تو خیال کرتا کہ اس کی بیوی نے اس کی غیر حاضری میں بدکاری کا ارتکاب کیا ہے، اس دھاگے کو'' الرتم'' کہتے تھے۔

ان کی ایک رسم بد کے بارے میں ابن سکیت نے روایت کیا ہے کہ عرب کہتے تھے اگر کسی شریف آدمی کو قتل کر دیا جائے اور وہ عورت جس کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو وہ اس مقتول کی لاش کو روندتی ہوئی اوپر سے گزرے تو اس کے بعد جو بچہ وہ جنے گی وہ زندہ رہے گا۔

ان کی ایک قبیح رسم یہ تھی کہ جب کوئی آدمی مر جاتا تو وہ اس پر نوحہ خوانی کرتے، روتے، اپنے چہروں پر طمانچے مارتے، گریبان پھاڑتے اور سر منڈا دیتے۔ بسا اوقات مرنے والا مرنے سے پہلے خود اپنے وارثوں کو اس امر کی تاکید اور وصیت کر جاتا۔ چنانچہ طرفہ بن عبد جو عرب کا ایک مشہور شاعر تھا، وہ اپنی بھتیجی کو وصیت کرتا ہے۔

Marfat.com

فان مت فانعینی بما انا اھلہ
وشقی علی الحبیب یا ابنۃ معبد

ترجمہ: "اے معبد کی بیٹی! (معبد اس کے بھائی کا نام تھا) جب میں مرجاؤں تو شایانِ شان طریقہ پر میری موت کا اعلان کرنا اور میرے لیے اپنا گریبان چاک کر دینا۔"

یہ ماتم اور نوحہ خوانی ہفتہ دس دن تک جاری نہ رہتی بلکہ ایک سال تک یہ محشر بپا رہتا۔ اور اس کے بعد گریہ وزاری اور ماتم کساری کا یہ سلسلہ کہیں جا کر اختتام پزیر ہوتا۔

لبید اپنی دونوں بیٹیوں کو وصیت کرتا ہے۔

فقوما وقولا بالذی تعلمانہ ولا تخمشا وجھا ولا تحلقا شعر

ترجمہ: "کہ میرے مرنے کے بعد تم دونوں کھڑی ہو جانا اور میرے محامد اور اوصاف جو تم جانتی ہو انہیں بیان کرنا نہ اپنے چہروں کو نوچنا"۔

پیر صاحب وادیٔ مکہ کو اس وقت کی متمدن دنیا کا مرکز قرار دیتے ہیں۔ مگر حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہونے کے بعد وادیٔ مکہ صرف ارضی وتجارتی مرکز ہی نہیں بلکہ روحانی ورحمانی بہاروں اور بزم گیتی کی امیدوں کا مرکز بھی بن گیا ہے۔ اس بیاباں، سنسان، اجاڑ اور وادیٔ غیر ذی زرع کی قسمت پر پیر صاحب رشک کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ایسے خطہ کو اپنے گھر کے لیے منتخب فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنی اس عظیم شان یختص برحمتہ من یشاء کا اظہار فرمایا یعنی وہ جس کو چاہتا ہے اپنی خصوصی رحمتوں سے سرفراز فرما دیتا ہے۔ اور جب وہ کسی خطہ کو اپنی نگاہِ کرم سے نوازتا ہے تو وہی خطہ رشکِ صد فردوس بن جایا کرتا ہے۔ سارے جہان کی رونقیں اور زندگی کی ساری رعنائیاں سمٹ کر وہاں جمع ہو جاتی ہیں۔ اس علاقہ کو ایسی بے پایاں مقناطیسی کشش بخشش دی جاتی ہے کہ شرق وغرب میں بسنے والے اربابِ قلوب سلیمہ کھنچے چلے آتے ہیں اور دیکھنے والے اس ایمان پرور منظر کو دیکھتے ہیں اور حیرت سے دیکھتے رہ جاتے ہیں۔

واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق۔ (سورۃ الحج: ۲۷)

ترجمہ: "اور اعلان عام کر دو لوگوں میں حج کا وہ آئیں گے آپ کے پاس پا پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر سوار ہو کر جو آتی ہے ہر دور دراز راستہ سے"۔

Marfat.com

نسب پاک صاحب ﷺ لولاک:

بعدہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کے نسب پاک کا تذکرہ چھیڑ کر پیر صاحب نے نبی رحمت ﷺ کے غبارِ راہ سے پھول چننے کا ارادہ کیا ہے اور سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام سے آپ ﷺ کے اجدادِ کرام اور والد کریم سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چیدہ چیدہ اور پاکیزہ حالات وواقعات درج کر کے ثابت کیا ہے کہ جس محبوبِ گلفام علیہ السلام کے گلستانِ سیرت میں محبت و عقیدت کی گلکاریوں اور لفظوں کی کیاریوں سے خود کو بہلایا ہے۔ وہ آئینے سے زیادہ صاف و شفاف، پاکیزہ سلسلۂ نسب کا حامل اعلیٰ حسب وعظیم کسب ہے۔ رب کریم کا بندۂ خاص اور عبد اولین وآخرین ہے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی متاثر کن حسنِ سیرت اور قابل صد رشک قسمت کا حال پڑھ کر ان سے نسبت پر فخر ہونے اور کیف ووجد آنے لگتا ہے۔ خوشیوں سے دامنِ قلب بھر جاتا ہے۔ لیجئے! آپ بھی شریک ہو جائیے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ:

دنیا کا کوئی باپ آپ سے زیادہ خوش بخت اور بلند اقبال نہیں ہے۔ آپ اس عظیم ہستی کے باپ ہیں جو باعثِ تکوین کائنات ہے۔ اولین وآخرین انبیاء، مرسلین اور ان کی امتیں جس کے فیض سے فیض یاب ہیں جو شفیع المذنبین ہے۔ جو فلک نبوت ورسالت کا آفتاب عالم تاب ہے۔ جس کے طلوع ہونے کے بعد ہدایت کی روشنی اتنی فراواں ہوگئی کہ اس کے بعد کسی دوسرے نور ہدایت کی ضرورت ہی نہ رہی۔ جس نے اپنی شبانہ روز محنت سے انسان کا ٹوٹا ہوا رشتہ اپنے رب سے جوڑ دیا۔ جس نے دل لوٹ لینے والی اپنی معصوم اداؤں سے اور دل لبھانے والی اپنی میٹھی میٹھی باتوں سے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی سچی محبت کا چراغ روشن کیا۔ جس نے اپنی نگاہِ کرم سے جاں بلب انسانیت کو حیات جاوداں سے بہرہ ور کیا۔ ایسی بے مثال بے نظیر ہستی کے باپ کا نام عبداللہ ہے۔

Marfat.com

مستشرقین کا ہدف:

مستشرقین کے سنگ ملامت کا ہدف سیرتِ سردار اور نگ نشینانِ عالم ہے۔ پیر صاحب نے ضیاء النبی ﷺ کی پہلی جلد میں "بشرا بین یدی رحمته" کے عنوان سے مستشرقین کے غلاظتوں کے خوب بخیئے ادھیڑے ہیں اور ان کی مکاریوں و عیاریوں اور سازشوں کے تارو پود بکھیر کر رکھ دیئے ہیں۔ وہ ایک لمحے کے لیے بھی محبوب کریم علیہ السلام کی شان میں گستاخی سننے کے روادار نہیں ہیں اور خواہشات کی نیلم پری کی تلاش میں سیرتِ حبیب علیہ السلام کو اپنی ژاژ خائی و ہرزہ سرائی کا نشانہ بنا کر اپنی خامہ فرسائی کی دھول سے سیرتِ مطہرہ کے آبدار و چمکدار آئینے کو گدلا اور میلا کرنے کی کوشش کرنے والوں کے دلائل و براہین کے ہتھیاروں سے قابل تحسین انداز میں لتے لیے ہیں۔ اور ان کے ذہنوں میں موجود ابہام و انتشار کے جالوں کو صاف کر کے ان مرشدان خود بیں کو خرد دور بیں بنانے کی بھرپور کوشش کی ہے اور انہیں یہ باور کرایا ہے کہ سیرتِ طیبہ کی چاندنی سے کائنات کا سینہ روشن ہے اور ذرہ ذرہ سیرت مطہرہ کی کرنوں سے فیض پا رہا ہے۔ ہم اس چاندنی پر اندھیروں کی سنگ باری کرنے کی اجازت ہرگز ہرگز نہیں دیں گے۔

ایک محبِ صادق کی طرح پیر صاحب نے بحث و حجت اور مناظرہ و مبارزہ کے بجائے محبت ہی کو سب کچھ بنا کر پیش کیا ہے۔ منوانے و دبانے کے اصرار و تکرار سے بچ کر ابلاغ و تفہیم کے انداز میں اپنائیت و چاہت اور الفت کے اظہار جو ہر بار پر زور دیتے ہوئے کیا کہتے ہیں؟ ذرا ناز و انداز تو دیکھو!!

یہ نیک بخت اتنا نہیں سوچتے کہ اگر یہ کمالات، اگر یہ بلند شانیں، جو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ارزانی کی ہیں مقصد بعثت کی تکمیل میں حجاب ہوتیں تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو عطا ہی نہ فرماتا تاکہ مقصد بعثت کی پوری طرح تکمیل ہو سکے کیا اللہ تعالیٰ سے زیادہ انہیں بعثت نبوی کے مقاصد کی تکمیل کا پاس ہے:

"بسوخت عقل زحیرت که این چه ابو العجبیست"

Marfat.com

☆ مستشرقین اپنے مکروفریب کے جال کاندھوں پر لادے گھوم رہے ہیں اور کچھ سادہ لوح ان کے دامِ میں آجاتے ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ بہت سے محقق و سیرت نگار بھی مستشرقین کے مسموم و مذموم پراپیگنڈے کے زہر ہلاہل کی شکر آلود گولیوں سے متاثر ہو کر ذہنی و فکری صلاحیتوں سے معذور ہو چکے ہیں اور اب جمال مصطفیٰ ﷺ، کمال مصطفیٰ ﷺ اور معجزات ساطعات کا ذکر انہیں چبھنے لگتا ہے...... ''چاند دو ٹکڑے ہوا'' معجزہ بیان کرنے سے ان کی پیشانی پہ بل...... ''سورج الٹے پاؤں پھرا'' یہ سن کر بھنویں تن گئیں اور انکار...... سنگریزے کلمہ پڑھ دیں تو کہتے ہیں یہ جادوگری ہے...... جو لوگ سیرت کے مذکورہ بالا پہلو کو نظر انداز کرتے، انہیں بیان کرنے سے ہچکچاتے اور مقام مصطفیٰ ﷺ کو ہمہ وقت مشکوک بنانے میں لگے رہتے ہیں۔ ان پر گہرے تاسف کا اظہار کرتے ہوئے دکھی دل کے ساتھ پیر صاحب! کہتے ہیں:

''سچ تو یہ ہے کہ جو استشراق کے مہیا کیے ہوئے سرمہ سے اپنی آنکھوں کو سرگیں کرتے ہیں۔ انہیں جمال محمدی ﷺ کما حقہ نظر ہی نہیں آتا۔ اس پیکر نورانی کو جن رعنائیوں اور دلربائیوں سے سجایا گیا ہے اور بادیہ ضلالت میں بھٹکنے والے کاروان انسانیت کو راہ ہدایت پر گامزن کرنے کا فریضہ سونپا گیا ہے وہ فریضہ اسی وقت ادا ہوسکتا ہے کہ جب داعی دین حق کی حقانیت پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ دل ونگاہ بھی اس داعی کے کمال و جمال پر نثار وقربان ہو جانے کے شوق سے معمور ہوں۔ جدید درسگاہوں، ملکی اور غیر ملکی دانش کدوں کے فضلاء اور اعلیٰ ڈگری یافتہ حضرات اگر مستشرقین کے مہارت سے بنے ہوئے اور بڑی عیاری سے بچھائے ہوئے دام ہمرنگ زمین کا شکار ہوتے تو ان کے لیے عذر پیش کیا جاسکتا تھا۔ مقام تاسف تو یہ ہے کہ ہماری دینی درسگاہوں کے کئی فضلاء بھی مستشرقین کی اس گری سازش کا شکار ہو گئے۔''

☆ پہلی جلد کے آخری صفحات پر پیش گوئیاں بیان کر کے بتایا ہے کہ محبوب عالمیان ﷺ کی آمد کے چرچے اور غلغلے کن کن ادوار میں کس کس انداز میں ہوئے اور عرشی وفرشی کب سے ان کے منتظر ومشتاق تھے۔

دوسری جلد ولادت باسعادت کے واقعہ سے شروع ہوتی ہے جسے ''صبح نور'' کا نام دیا

Marfat.com

گیا ہے۔ ایسا پیارا نام ہے کہ دل کی انگوٹھی کا نگینہ بنانے کو جی چاہتا ہے۔ دوسری جلد میں واقعات کا تسلسل ہے اور ولادت سے معراج تک کے واقعات کو بڑے دلنشیں انداز میں بیان کیا ہے۔

طلوعِ صبح جانفزا:

ولادت باسعادت کا واقعہ بڑے البیلے وانوکھے انداز میں ذکر کرتے ہیں محسوس ہوتا ہے کہ کوئی مجذوب اور نشۂ عشق میں چور فقیر خدامست چہرے پر شگفتگی و شیفتگی سجائے، لفظوں کے موتیوں کی مالا بن رہا ہو کہ پیرہن الفاظ کی تنگ دامنی کے عذر نے سفید موتیوں کی مالا کو کلیوں کی طرح بکھیر دیا ہو اور وہ لازوال محبت کی بلند و بالا چمکتی اور بہتی ہوئی آبشار لگنے لگے ذرا آپ بھی اس آبشارِ محبت میں نہا کر نہال ہو جایئے اور بے خود و بے مثال بن جایئے!!

''ایسا مولود مسعود تولد ہوا جس کے من موہنے مکھڑے نے صرف اپنی غمزدہ ماں کو ہی سچی خوشیوں سے مسرور نہیں کیا بلکہ ہر درد کے مارے کے لبوں پر مسکراہٹیں کھلنے لگیں۔ اس نورانی پیکر کے جلوہ فرمانے سے صرف حضرت عبداللہ کا کلبہ احزاں جگمگانے نہیں لگا بلکہ جہاں کہیں بھی مایوسیوں اور حرماں نصیبوں نے اپنے پنجے گاڑ رکھے تھے، وہاں امید کی کرنیں روشنی پھیلانے لگیں اور ٹوٹے دلوں کو بہلانے لگیں۔ صرف جزیرہ عرب کا بختِ خفتہ ہی بیدار نہیں ہوا بلکہ انسانیت، جو صدیوں سے ہوا و ہوس کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی اور ظلم و ستم کے آہنی شکنجوں میں کسی ہوئی کراہ رہی تھی اس کو ہر قسم کی ذہنی، معاشی اور سیاسی غلامی سے رہائی کا مژدہ جانفزا ملا۔ فقط مکہ و حجاز کے خدا فراموش باشندے، خداشناس اور خودشناس نہیں بنے بلکہ عرب و عجم کے ہر مکین کے لیے میخانۂ معرفت کے دروازے کھول دیئے گئے اور سارے نوعِ انسانی کو دعوت دی گئی کہ جس کا جی چاہے آگے آئے اور اس مئے طہور سے جتنے جام نوش جاں کرنے کی ہمت رکھتا ہے۔ اٹھائے اور اپنے لبوں سے لگا لے۔ طیور خوش نواز مزمہ سنج ہوئے کہ خزاں کی چیرہ دستیوں سے تباہ حال گلشن انسانیت کو سرمدی بہاروں سے آشنا کرنے والا آ گیا۔ سربگریباں غنچے خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے کہ انہیں جگانے والا آیا اور جگا کر انہیں شگفتہ پھول بنانے والا آیا، افسردہ کلیاں مسکرانے لگی تھیں کہ ان کے دامن کو رنگ و نکہت سے فردوس بداماں کرنے والا آیا، علم و آگہی کے سمندروں

Marfat.com

میں حکمت کے جو آبدار موتی آغوشِ صدف میں صدیوں سے بے مصرف پڑے تھے ان میں شوق نمود انگڑائیاں لینے لگا۔

جمالِ مصطفیٰ ﷺ:

☆ کاروانِ انسانیت کے سرخیل آقاء دو جہاں ﷺ جمال ظاہری اور حسن باطنی کی دلربائیوں اور جسد اطہر کی لطافتوں اور عظمتوں کو بڑی دیوانگی و مستانگی سے قلم بند کیا ہے۔ عنوان ہے۔ ''جسدِ اطہر کی جمال آرائیاں'' بس محبت و رافت کی سلسبیل ہے جو مسلسل بہتی اور قاری کو بیان کی لطافت و نزاکت اور پاس ادب کے امتزاج سے سیراب کر کے حوصلہ عطا کرتی ہے۔ لیجئے پڑھئے! دل کی ٹھنڈک آنکھوں کا سرمہ بنائیے اور فرط محبت سے مالا مال ہو جائیے۔

''یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ داعی کی جسمانی ساخت کی دلکشی، اعضاء کا تناسب، چہرہ کے خدو خال کی دلآویزی اور نگاہوں کی حیا آمیزی، اس کی دعوت کو دلوں کی گہرائیوں تک پہنچانے میں ایک فیصلہ کن کردار انجام دیتی ہے۔ قسام ازل جو حکیم بھی ہے اور علیم بھی، جتنی بڑی دعوت کی ذمہ داری کسی کو تفویض کرتا ہے ظاہری حسن و جمال سے بھی اتنا حظ وافر اس داعی کو ارزانی فرما دیتا ہے۔ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت عالمگیر تھی اور ازازل تا ابد تھی، اس لیے حسن کی ساری رعنائیاں اور جمال و زیبائی کی جملہ دل ربائیاں اس ذات اقدس واطہر میں جمع کر دی گئیں تھیں تاکہ حسن کی کسی ادا کا متوالا۔ اس کی بارگاہ جمال میں آئے سیر کام ہو کر، شاد کام ہو کر واپس جائے۔ زمانہ کے بدلنے سے حسن و جمال کے معیار بدلتے رہیں، حالات کے تغیر کے ساتھ پسند و ناپسند کے پیمانوں میں تبدیلی آتی رہے لیکن یہاں جو بھی حاضر ہوگا۔ جب بھی حاضر ہوگا، اس کے حسرت زدہ دل کی حسرت پوری کر دی جائے۔ کسی کو مایوسی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا''۔

دعوتِ اسلام:

نبی ﷺ نے دین حق کی دعوت کو عام کرنے کے لیے اپنا پیغام اہل مکہ کے ایک اجتماع میں سنایا تو کور چشم، دنیا پرست، لات و عزیٰ کے پجاری، نفس و شیطان کے بندے اور کفر کے

Marfat.com

پھندے کہ جن کے دلوں کے چراغ ازل سے ہی بجھ چکے تھے جن کے قبولیتِ حق کے تلوں میں تیل باقی نہیں رہا تھا، وہ بے چراغ لوگ چشم مازاغ کا نظارہ ہی نہ کر سکے اور پیغام حق سن کر ان کے خبث باطن میں ہلچل مچی اور بے چینی پھیل گئی اور وہ بھنائے ہوئے یوں بھاگے جیسے گدھا خوف و دہشت کے عالم میں بدک کر، دم اٹھائے، ناک پھلائے اور منہ کو سجائے ہوئے ڈینگیں مارتا، ہینگتا اور بھاگتا ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے: ''کانھم حمر مستنفرۃ ط فرت من قسورۃ ط'' ان گدھوں کے ریوڑ میں ابولہب چونکہ سب سے آگے آگے ہے، لہٰذا اسی کی ہینگ پڑھیے اور اس کے انجام بد سے عبرت و بصیرت کے چراغ روشن کیجئے۔

''یہ سن کر ابولہب بولا۔

تبا لك سائر ہ الیوم لھٰذا جمعتنا۔

ترجمہ: ''تو برباد ہو! کیا اسی لیے ہمیں آج جمع کیا تھا؟''

اللہ کے محبوب نے تو اس گستاخی کا کوئی جواب نہ دیا اور اپنے بے پایاں حلم اور عالی ظرفی کے باعث سکوت اختیار فرمایا لیکن آپ کے غیور رب نے اس وقت اس بدبخت اور گستاخ کی مذمت میں ایک پوری سورت نازل فرمادی۔ ''تبت یدا ابی لھب وتب ''یعنی ابولہب کے وہ دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں جس کی ایک انگلی سے میرے محبوب کی طرف اشارہ کیا اور وہ خود بھی تباہ و برباد ہو جائے۔

یونس بن بکیر کہتے ہیں کہ اس کو دبانے کے لیے گڑھا بھی کسی نے نہیں کھودا بلکہ ایک دیوار کے سہارے اس کی لاش کو کھڑا کیا گیا اور دیوار کے پیچھے سے اس پر پتھر پھینک کر اسے آنکھوں سے اوجھل کر دیا گیا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اگر اس مقام پر گزر ہوتا تو اپنا چہرہ چھپا لیتیں۔ ''تبت یدآ ابی لھب وتب'' کا فرمان الٰہی کس طرح پورا ہوا۔ ساری دنیا نے اس کا مشاہدہ کر لیا اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ گستاخان بارگاہِ رسالت کا انجام عبرتناک، حسرتناک اور اذیت ناک ہوتا ہے۔ ان بدبختوں کو گور و کفن بھی نصیب نہیں ہوتا۔ ان کی ہلاکت پر کسی کی آنکھ سے ایک آنسو بھی نہیں ٹپکتا بیگانے تو ہوئے بیگانے ان کے فرزند بھی ان کی قبروں پر ایک مشت مٹی ڈالنے کے روادار نہیں ہوتے۔''

Marfat.com

☆ مگر کفر وشرک کے ستائے ہوئے، دنیا سے بیزار، دل بیدار اور چشم محبت و مؤدت رکھنے والے حق شناس، حق کے متلاشی اور حق کے لیے سرگرداں رہنے والے مسافر! کفر وشرک کے گناہوں کی چیر دینے والی تمازت سے بچتے بچاتے، پیاسوں کی طرح اسلام کے ٹھنڈے، میٹھے چشمۂ صافی پر جمع ہوکر اسلام کے شجر سایہ دار کی گھنی چھاؤں میں اطمینان وسکون کے جھونکوں سے فرحت وسرور لوٹنے لگے تو اہل مکہ کو حسد کی آگ نے آلیا اور اپنی سزا و ایذا رسانی سے ان کا قرار لوٹ کر انہیں واپس خواہشات کی دھول، کفر وشرک کے اندھیروں اور امیدوں کے سرابوں میں لے جانا چاہتے تھے۔ نادان یہ نہ سمجھے کہ جس آنکھ میں محبوب کریم ﷺ کا من موہنا مکھڑا سما جائے وہ دنیا کے خواب دیکھنا بھول جاتی ہے اور اس کے لیے کائنات کی ہر دولت رخ مصطفی ﷺ کی ایک ہلکی سی جھلک سے بھی ہیچ تر ہو جاتی ہے۔ اس قبیلے کا ہر فرد استقامت کا کوہ گراں ہے جسے کوئی سازش نہ سرکا سکی۔ ان مردان وفا کیش کی استقامت و پامردی کے چند واقعات پڑھیے۔ ایمان تازہ کیجئے اور اپنے جذبہ محبت کو تپا کر کندن کیجئے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ:

آپ امیہ بن خلف کے غلام تھے اور ان ازلی سعادت مندوں میں سے تھے، جن کا شمار "السابقون الاولون" میں ہوتا ہے۔ امیہ کی اسلام دشمنی یہ کب برداشت کر سکتی تھی کہ اس کا زر خرید غلام اس کی مرضی کے بغیر اس کے بے شمار خداؤں کے خلاف علم بغاوت بلند کرے اور ایک خداوند حقیقی کی بندگی کا دم بھرنے لگے۔ اسے جب معلوم ہوا کہ اس کا حبشی غلام مسلمان ہو گیا ہے تو غصہ سے اس کا خون کھولنے لگا۔ اس نے عزم کر لیا کہ وہ بلال کو اس جرم کی اتنی سخت سزا دے گا کہ اس کا برداشت کرنا ممکن نہ ہوگا۔ وہ مجبوراً اس نئے دین سے اپنا رشتہ توڑ لے گا وہ آپ کے گلے میں رسی ڈال کر آوارہ لڑکوں کے ہاتھوں میں پکڑا دیتا۔ وہ ان کا تمسخر اڑاتے، مذاق کرتے، مکہ کی گھاٹیوں میں لے کر انہیں گھومتے اور گلیوں میں انہیں گھسیٹتے، لیکن میخانہ وحدت کا یہ مستانہ کیف و مستی میں کھویا رہتا اور اَحَدٌ اَحَدٌ کے نعرے لگا لگا کر کفر وشرک کے حواریوں کا منہ چڑاتا رہتا۔

وہ بے شعور بچے رسی کو اس زور سے کھینچتے کہ ان کی گردن پر گہری خراشیں پڑ جاتیں اور خون بہنے لگتا۔

Marfat.com

حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

میں اسلام قبول کرنے سے پہلے حج کرنے کیلئے مکہ آیا تو میں نے بلال کو دیکھا کہ اس کے گلے میں ایک لمبی رسی تھی جسے بچوں نے پکڑا ہوا تھا اور وہ اسے کھینچ رہے تھے اور بلال کہہ رہے تھے۔

احد حد انا اکفر باللات و العزیٰ و ھبل و نائلہ۔

ترجمہ: ''وہ یکتا ہے یکتا ہے میں لات عزیٰ، ہبل اور نائلہ کی خدائی کا انکار کرتا ہوں۔''

حضرت بلال جب شدت عذاب میں احد حد کے نعرے لگاتے تو کافران کو تلقین کرتے کہ اس اذیت سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ تم یہ کفر یہ جملے کہو۔ آپ فرماتے میری زبان ان کو بولنے سے قاصر ہے، میں معذور ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت بلال، عبداللہ بن جدعان کے غلاموں میں سے تھے اور مکہ کے گردونواح میں اس کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ جب انہیں اسلام کی دعوت پہنچی تو انہوں نے بلا جھجک اسے قبول کرلیا لیکن اس کو ظاہر نہیں ہونے دیا۔ ایک روز یہ کعبہ کا طواف کرنے گئے اس کے اردگرد بت قطار در قطار نصب تھے ان پر نفرت سے تھوک دیا اور زبان سے نکل گیا۔

خاب و خسر من عبد کن۔

ترجمہ: ''وہ مردار گھاٹے میں ہے جو تمہارے عبادت کرتا ہے۔''

قریش نے ان کی یہ حرکت دیکھ لی اور ان کے مالک عبداللہ بن جدعان سے ان کی شکایت کی۔ اس نے بلال کو امیہ بن خلف کے حوالے کر دیا تا کہ وہ ان کی خوب مرمت کرے اور یہ نئے مذہب کو چھوڑنے پر مجبور ہو جائے وہ سنگ دل اس مسکین کو عذاب دینے کے نئے نئے طریقے اختیار کرتا اور اپنے دل کی بھڑاس نکالتا۔ ایک روز سرکار دو عالم ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا۔ جہاں انہیں عذاب دیا جا رہا تھا اور یہ کیف و مستی سے سرشار نیم مدہوشی کے عالم میں اَحَدٌ اَحَدٌ کے نعرے بلند کر رہے تھے اس رحمت مجسم نے اپنے ستم جھیلنے والے غلام کو یہ مژدہ سنا کر مطمئن کیا۔

سینجیک اَحد اَحد

ترجمہ: ''کہ جس وحدہ لاشریک کے تم نعرے لگا رہے ہو وہی اس عذاب الیم سے تمہیں نجات دے گا۔''

Marfat.com

یہاں علامہ حلبی نے کتنا پیارا جملہ لکھا ہے۔

وکان بلال بقوله احد احد یمزج مرارة العذاب بحلاوة الایمان۔

ترجمہ: ''یعنی بلال اَحَدٌ اَحَدٌ کہہ کر عذاب کی تلخی میں ایمان کی مٹھاس کا امتزاج کررہے تھے۔''

زنیرہ:

یہ بھی ایک مشرک کی کنیز تھیں۔ جب مسلمان ہوگئیں تو ان کے بے رحم مالک نے ان پر ظلم وتشدد کی انتہا کردی۔ یہاں تک کہ ان کی بینائی ختم ہوگئی۔ ایک روز ابوجہل نے اس پاک باز خاتون کو طعنہ دیتے ہوئے کہا کہ، لات وعزیٰ نے تیری آنکھوں کو اندھا کردیا ہے۔ انھوں جھٹ جوادیا۔

کلا لاتملك اللات والعزیٰ نفعا ولا ضرا ھذا امر من السمآء وربی قدر علی ان یرد بصری۔

ترجمہ: ''ہرگز نہیں بخدا لات وعزیٰ نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ضرر، یہ تو آسمانی حکم ہے اور میرا رب اس چیز پر قادر ہے کہ میری بینائی لوٹادے۔''

جب صبح ہوئی تو ان کی بینائی لوٹ آئی اب ہر چیز ان کو نظر آنے لگی تھی قریش کی آنکھوں پر بدبختی کے پردے پھر بھی پڑے رہے کہنے لگے یہ محمد کے جادو کا اثر ہے۔

لُطیفہ:

یہ عامر بن فہیرہ کی بہن تھی اور حضرت عمر کی لونڈی تھی۔ ان کی ایک اور لونڈی بھی تھی جو مسلمان ہوگئی تھی۔ اسلام لانے سے پہلے عمر بن خطاب کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بغض وعناد کے جو دریا موجزن تھے۔ اس کی وجہ سے ان بیچاری لونڈیوں کو وہ خوب پیٹتے تھے۔ انہیں کوئی چھڑانے والا بھی نہ تھا۔ اتنا پیٹتے کہ تھک جاتے اور ستانے کے لیے رکنا پڑتا انہیں کہتے کہ میں ذرا دم لے لوں پھر تمہاری خبر لیتا ہوں۔ اس بہیمانہ زدو کوب کا سلسلہ دیر تک جاری رہتا۔

Marfat.com

ایک روز جب حضرت عمر اُن پر مشق ستم کر رہے تھے اور مار مار کر تھک گئے تو اس لونڈی نے کہا۔ اے عمر! اگر تم مسلمان نہ ہوئے تو میرا رب تمہیں بھی ایسے ہی عذاب میں مبتلا کرے گا۔(۱)

الٰہی! کیا شان ہے تیرے نام کی، کن نا قابل تسخیر قوتوں کا مخزن ہے تیری ذات پر ایمان، کیا عظمتیں ہیں تیرے محبوب کے طوق غلامی کی جن کو یہ سرمدی نعمتیں تو ارزانی فرماتا ہے، وہ ذرے ہوں تو رشک آفتاب بن جاتے ہیں۔ وہ قطرے ہوں تو سمندر کی بیکرانیوں کے امین بن جاتے ہیں، وہ غلام ہوں تو دنیا کے کج کلاہ ان کے باج گزار بن جاتے ہیں۔ اس لطیفہ کو بھی حضرت صدیق اکبر نے خریدا اور خرید کر اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا۔

حضرت ابو بکر کے والد ابو قحافہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ ان کا بیٹا ابو بکر نحیف و نزار غلاموں اور لونڈیوں کو خریدتا ہے اور آزاد کر دیتا ہے تو انہوں نے ازراہ خیر خواہی اپنے بیٹے کو نصیحت کی۔

یابنی ازاك تعتق رقاباً ضعافا فلو انك فعلت فاعتقت رجالاً جلداء یمنعونك ویقومون دونك۔

ترجمہ: ''اے میرے بیٹے! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایسے غلاموں کو آزاد کرتے ہو جو ضعیف اور کمزور ہیں اگر تمہیں غلاموں کو آزاد کرنے کا شوق ہے تو جواں اور طاقتور غلاموں کو آزاد کیا کرو جو مشکل میں تمہارے دست و بازو بنیں اور دشمن کے مقابلہ میں وہ تمہارے لیے سینہ سپر ہوں۔''

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواد یا۔

یاأبتِ انما ارید ما ارید للہ عزوجل۔

ترجمہ: ''کہ میں تو یہ جو کچھ کر رہا ہوں محض اپنے بزرگ و برتر رب کی رضا کیلئے کر رہا ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے باپ اور بیٹے کی گفتگو سنی اور یہ پیغام دے کر جبرئیل امین کو اپنے محبوب رؤف رحیم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔

Marfat.com

فاما من اعطیٰ و اتقی۔ و صدق بالحسنی۔ فسنیسرہ للیسریٰ۔

ترجمہ: ''اچھی بات کی تصدیق کی تو ہم آسان کر دیں گے اس کے لیے آسان راہ۔''

(سورۃ الیل: ۵۔۷)

معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

اس سراپا جنت نگاہ وحق نما، جس کی باتیں فردوس گوش، جس کے حسن کی بھیک سے چاند روشن، بےلوث ایسا کہ اپنے سوا سب کے لیے سوچتا ہے۔ باخبر ایسا کہ وحدہ لاشریک کی ذات گرامی کی بھی خبر رکھتا ہے۔ وہ جو انسانیت پر سائبان کی طرح ہے۔ جہالت کی تیز آندھیوں میں علم وحکمت کے چراغ جلانے والا اور فسق وفجور کی ٹنڈ منڈ شاخوں میں شاخ تازہ اگانے والا ہے۔ اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جو آنسو سرزمین طائف میں بہے، خون ناب کے معطر قطرے اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہوا اور خاطر عاطر پر پڑنے والے غبارِ حزن وملال کو صاف کرنے کا ارادہ فرمایا اور شربت دیدار الٰہی سے سیراب کیا۔ پیر صاحب اس واقعہ کو بڑے دلفریب و خوبصورت انداز اور قدر وعقیدت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ پڑھئے اور مشام جاں کو معطر کیجئے۔

''اللہ جل مجدہ کے عبد منیب اور حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جو آنسو، طائف کی زمین پر ٹپکے، خون ناب کے جو معطر قطرے گلشن اسلام کی آبیاری کے لیے جسم اطہر سے بہے۔ شان کریمی نے انہیں موتی سمجھ کر چن لیا اور دعا کے لیے اٹھنے والے ہاتھ کیا اٹھے کہ قدرت کی بندہ نوازیوں نے روشن مستقبل کی کلیدان مبارک ہاتھوں میں تھمادی۔ آئے روز الطاف الٰہی کا یوں مسلسل ظہور ہونے لگا کہ خاطر عاطر پر حزن وملال کا جو غبار پڑا تھا۔ وہ صاف ہوتا گیا آخر وہ مبارک رات آئی جب کہ دست قدرت نے اپنے مادی، معنوی اور روحانی خزانوں کے منہ کھول دیئے۔ نور ذات پر صفات کے جو پردے پڑے تھے ایک ایک کر کے اٹھنے لگے۔ بکراں مسافتیں سمٹتی گئیں اور عبد کامل حریم قدس میں دنا فتدلی کی منزلیں طے کرتا ہوا قرب وحضوری کے اس مقام رفیع پر فائز کر دیا گیا جس کی تعبیر زبان قدرت نے فکان قاب قوسین اودنیٰ کے پیارے پیارے کلمات سے فرمائی۔ اس سے مزید قرب کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا اور اس قرب خاص کے بیان کے لیے اس سے دل

Marfat.com

نشین کوئی اسلوب بیان اختیار نہیں کیا جاسکتا۔ رب قدوس نے اپنے محبوب کریم کے غلاموں کو لیلۃ القدر کے انعام سے بہرہ ور فرمایا اور اس ایک رات کی عبادت کو ایک ہزار مہینوں کی عبادتوں سے افضل قرار دے دیا اور جس محبوب کے صدقے ہم بے نواؤں اور خطا کاروں پر یہ لطف و کرم ہوا اس حبیب کے علو مرتبت کے اظہار کیلئے اور دن رات ماہی بے آب کی طرح تڑپنے والے دل کو اپنے دیدار سے مشرف کرنے کے لیے رات کو سفر معراج کا اہتمام فرمایا۔

واللّٰہ یختص برحمتہٖ من یشآء واللّٰہ ذو الفضل العظیم۔

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ مخصوص فرماتا ہے اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔'' (البقرہ: ۱۰۵)

☆ تیسری جلد کا آغاز ہجرت طیبہ سے کیا ہے اور پیر صاحب نے عام سیرت نگاروں سے ہٹ کر ادب و انشاء کا جو پہلو اختیار کیا ہے اور اسلوب بیاں کی فصاحت و بلاغت میں محبت و مودت اور عشق کی جس کشش کو جاری کیا ہے وہ قاری کو متاثر کر کے عشق رسول ﷺ کی راہ کھولنے کے لیے کافی ہے۔ الغرض پیر صاحب نے اس غریب الوطنی کا جو نقشہ کھینچا ہے اور اس عظیم روحانی تجربے سے گزرنے والے افراد کی جس طرح تحسین کی ہے وہ قابل رشک ہے۔ ایک جھلک ملاحظہ ہو:

''سفر کی جملہ انتظامات کی تفصیلات طے پا گئیں۔ سورج آہستہ آہستہ مغربی افق کی اوٹ میں رات بسر کرنے کے لیے آگے بڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ آنے والی تاریخ ساز رات نے اسے اپنے آغوش میں چھپالیا اور اپنے تاریک پر ساری کائنات پر پھیلا دیئے۔ جب اندھیرا گہرا ہو گیا تو قریشی قبائل کے منتخب نوجوان ابلیسی منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے عزم سے سرشار ہو کر اس سادہ سے مکان کی طرف بڑھنے لگے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کا محبوب اور کاروان انسانیت کا خوش بخت قائد، ابتلاء و آزمائش سے لبریز زندگی بسر کر رہا تھا۔ انہوں نے کسی مزاحمت کے بغیر بہت جلد اس مرکز رشد و ہدایت کو اپنے حصار میں لے لیا خون آشام بے نیام تلواریں ان کے ہاتھوں میں تھیں۔ وہ اب اس لمحہ کا انتظار کرنے لگے جب اللہ کا حبیب اپنے کاشانہ اقدس سے قدم باہر رکھے وہ بجلی کی سرعت کے ساتھ اس پر یکبارگی حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیں۔ کفر و

Marfat.com

شرک کے ان جیالوں کے ناموں کو تاریخ نے فراموش نہیں کیا بلکہ ان کو اپنے صفحات پر ثبت کردیا ہے تاکہ روز قیامت تک جب بھی مہر و وفا اور اس کے مقابلہ میں جور و جفا کی یہ داستان بیان کی جائے تو ابوبکر و علی جیسے جاں نثاران حق کے اسماء گرامی کے ساتھ ساتھ ان ناموں کا بھی ذکر ہوتا رہے جو طرح طرح کی غلط فہمیوں کا صیدِ زبوں بن کر عالم انسانیت کے مقدر کو ہمیشہ کے لیے ظلمتوں اور تیرگیوں کے حوالے کرنے کے لیے میدان میں نکل آئے تھے۔ میں ان کے نام علامہ زینی دھلان رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت سے نقل کر رہا ہوں۔

اقلم بن ابی العاص　　عقبہ بن ابی معیط　　نضر بن حارث　　امیہ بن خلف

زمعہ بن اسود　　ابوالہیثم　　ابوجہل

یہ تھے مکہ کے وہ بہادر جنگ آزما، دولت منداور بارسوخ خاندانوں کے چشم و چراغ، جو برہنہ تلواریں اپنے فولادی ہاتھوں میں تھامے اس غلط فہمی کا شکار ہو کر میدان میں نکلے تھے کہ وہ اس آفتاب عالم تاب کو بے نور کردیں گے۔ جس کو اس کے خالق نے تا ابد مطلع حیات پر ضیاء بار رہنے کے لیے طلوع ہونے کا حکم دیا ہے قدرت کا یہ اعلان سننے سے ان کے کان بہرے تھے۔

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہٖ ولو کرہِ المشرکون۔

☆ جہادی کاروائیاں:

قدرت الٰہیہ سے بے رخی اور احکام الٰہی کی خلاف ورزی سے ترقی کی تمام راہیں مسدود اور مزید پیش رفت ختم ہو جاتی ہے۔ فکر کا رساؤ اور عمل کا پھیلاؤ رک جاتا ہے اور معاشرہ رکے ہوئے پانی کا جوہڑ بن جاتا ہے جس کے تعفن سے لوگوں کی زندگیاں رنگ رنگ کے عذابوں سے جھلس جاتی ہیں۔ زندگی کے چشمۂ صافی کو بحال کرنے کے لیے عملی کوشش کا نام جہاد ہے جو کوشش کرے وہ پہل کرے گا اور پہل کرنے والا اقدام کرتا ہے نہ کہ دفاع!

سرسید احمد خان اور مولانا شبلی نعمانی سمیت بعض جدت پسند اور مستشرقین جہاد کے متعلق معذرت خواہانہ رویہ رکھتے ہیں اور بڑی بے باکی سے غزوات کو دفاعی جنگیں ثابت کر کے جذبہ جہاد کو سرد سے سردتر کرنے میں مصروف ہیں۔ ان کا رد کرتے ہوئے پیر صاحب کہتے ہیں:

Marfat.com

''چند ایسے لوگ جن پر اپنے آپ کو محقق کہلانے کا خبط سوار ہے ان کی کوشش اور خواہش ہوتی ہے کہ وہ جو بھی ہرزہ سرائی کرتے رہیں۔ لوگ انہیں پھر بھی غیر جانبدار اور غیر متعصب ہونے کا سرٹیفکیٹ ضرور عطا کرتے رہیں۔

یہ لوگ راہبر انسانیت ﷺ کی ان کاروائیوں پر چیں بہ جبیں ہیں وہ ان اقدامات کو لوٹ مار اور قزاقی وغیرہ سوقیانہ الفاظ سے تعبیر کرتے رہتے ہیں لیکن جسے زندہ رہنا ہو صرف اپنے لیے نہیں بلکہ سارے عالم انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے وہ ان مہیب طوفانوں کے سامنے بے بس تماشائی کی طرح کھڑا نہیں رہ سکتا کہ وہ آئیں اور خس و خاشاک کی طرح ان کی امیدوں کے نشیمن کو اڑا کر لے جائیں بلکہ اس کی زندگی کا اعلیٰ و ارفع مشن اس سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ ان طوفانوں کے سامنے چٹان کی طرح سر اونچا کر کے اور سینہ تان کر کھڑا ہو۔ یہاں تک کہ اس طوفان کی بے رحم موجیں اس چٹان سے ٹکرا ٹکرا کر اور اپنا سر پھوڑ پھوڑ کر واپس ہونے پر مجبور ہو جائیں۔ وہ ان تقاضوں کو کمال شجاعت سے پورا کرتا ہے۔ وہ شمع نور جس کو اس کے روشن کرنے والے نے اس لیے روشن کیا ہے کہ عالم رنگ و بو کا گوشہ گوشہ اس کے نور سے رشک طور بن جائے اور قیامت تک اس کی تابندہ اور رخشندہ کرنیں ہر قسم کی تاریکی کو فنا کا پیغام دیتی رہیں۔ اس شمع کا پاسبان کسی سے امن پسند ہونے کا تمغہ لینے کے لیے کسی بزدلی اور نامردی کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔ وہ اپنی امیدوں کی کروڑوں شمعوں کو تو نثار کر سکتا ہے لیکن جب تک اس کے جسم میں جان ہے کوئی ظالم آگے بڑھ کر اس شمع حق کو گل کر دے۔ ناممکن قطعاً محال۔

حق کی حفاظت کے لئے۔ اس کی بقا کے لئے، اس کی نشو و نما کے لیے اس کے دشمنوں اور بد خواہوں کو شکست فاش دینے کے لیے جو قدم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھایا وہ صرف یہ نہیں کہ صحیح تھا بلکہ از حد ضروری تھا۔ اسی میں سرور عالم ﷺ کے عظیم مشن کی کامیابی اور عالم انسانیت کی فوز و فلاح کا راز مضمر تھا۔

اسلام کے نظریہ جہاد پر سیخ پا ہونے والے اور ہادی برحق پیکر رافت و رحمت ﷺ پر خونریزی اور لوٹ مار کی جھوٹی تہمتیں لگانے والے اگر حقائق کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات

Marfat.com

کرنے کی جرات رکھتے ہیں تو آئیں نتائج کی زبان سے حقائق کی داستان سنیں وہ یقیناً تسلیم کریں گے کہ مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس سلسلہ میں جو قدم اٹھایا وہ صرف جزیرہ عرب کے مکینوں کے لیے نہیں بلکہ سارے جہان والوں کے لیے آیۂ رحمت ثابت ہوا صرف امت مسلمہ کے لیے ہی اس میں خیرات و برکات کے خزینے پنہاں نہیں تھے بلکہ جملہ اولادِ آدم کے لیے اس میں ابدی سعادتیں لازوال رحمتیں، بے پایاں احسانات اور گراں بہا انعامات کے گنج ہائے گراں مایہ مخفی تھے۔ بعثت کے بعد مکہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ نے تیرہ سال گزارے اس عرصہ میں شرک و کفر کے علمبرداروں نے جو ظلم کیے۔ حضور اور حضور کے غلاموں نے جس محیر العقول صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا۔ اس کا تذکرہ آپ پڑھ چکے ہیں۔

☆ مگر پیر صاحب نے بڑی دیانت اور جرات سے بتایا ہے کہ اسلامی ریاست کی تکمیل و استحکام اور بقا کے لیے غزوات ناگزیر تھے اور ان میں اکثر اقدامی تھے مثلاً غزوۂ بدر اقدامی فوجی کاروائی کی اعلیٰ مثال ہے۔ فتح مکہ بھی اقدامی کاروائی کا نقشہ ہے۔ اگرچہ باقاعدہ جنگ کی نوبت نہ آئی۔ اب جبل ہمت و کوہ استقلال اور پیکر شجاعت ﷺ کی اقدامی کاروائیوں کی مختصر جھلکیاں ملاحظہ کیجیے اور خوب ازبر کر لیجئے کہ امت مسلمہ کی سیاسی و سماجی اور اقتصادی استحکام و مضبوطی کے لیے جہاد کو اقدامی طور پر اپنانا ہوگا کہ اطاعت و بندگی، پروقار اور باعزت زندگی گزارنے کا یہی ایک چارہ ہے۔

"لانا جزنھم"۔

ترجمہ: ''اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اگر انہوں نے مدینہ طیبہ پر چڑھائی کی تو میں فوراً ان کے تعاقب میں جاؤں گا اور انہیں جنگ کا چیلنج دوں گا۔''

اپنے دو وزیروں کی یہ تجویز سن کر سرکار دو عالم ﷺ کی مسرت و شادمانی کی کوئی حد نہ رہی ارشاد فرمایا۔

والذی نفسی بیدہٖ لاخرجن وان لم یخرج معی احد۔

Marfat.com

ترجمہ: ''کہ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ میں ضرور ان کے مقابلہ کیلئے نکلوں گا خواہ میرے ساتھ ایک آدمی بھی نہ جائے۔''

حضور کے اس فیصلہ کن ارشاد نے حالات کا رخ موڑ دیا۔ خوف وہراس کے بادل چھٹ گئے ہر مسلمان جوش ایمان سے سرشار ہو کر کفن بدوش، سربکف میدان جہاد میں اپنے آقا کے ہمراہ جانے کے لیے بے قرار ہو گیا۔ شیاطین الانس والجن کی ساری فسوں کاریوں کا طلسم ٹوٹ گیا۔ مدینہ طیبہ سے روانگی سے پہلے سرکار دو عالم ﷺ نے رئیس المنافقین کے بیٹے عبداللہ کو اپنی مسجد مبارک میں امامت کے فرائض تفویض فرمائے تاکہ دنیا کو پتا چل جائے کہ اخبث الناس کے گھر میں پیدا ہونے والے کو نگاہ مصطفیٰ ﷺ کے فیضان نے ان تمام آلودگیوں سے پاک کر کے ان مراتب رفیعہ پر فائز کر دیا ہے جن کے لیے فرشتے بھی ترستے ہیں۔ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی اس شان کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ تخرج الحی من المیتِ تو جب چاہتا ہے تو مردہ سے زندہ کو پیدا کرتا ہے۔ اس سفر میں حضور پرنور کے ہم رکاب، پندرہ سو صحابہ کرام کا نورانی لشکر تھا۔ گھڑسواروں کی تعداد بھی پہلے سے کئی گنا تھی۔

آپ اپنے تیں اصحاب کو لے کر آیئے ہم بھی اپنے تیں عالموں کو ساتھ لے آئیں گے اور فلاں مقام پر دونوں فریق اکٹھے ہوں گے۔ ہمارے علماء آپ کی بات سنیں گے، اگر انہوں نے آپ کی بات کی تصدیق کر دی اور آپ پر ایمان لے آئے تو ہم بھی آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

حضور ﷺ نے مجمع عام میں یہودیوں کے اس پیغام کے بارے میں اعلان کر دیا۔

دوسرے روز رسول اللہ ﷺ اپنی فوج لے کر آئے اور بنی نضیر کا محاصرہ کر لیا اور انہیں فرمایا، بخدا جب تک تم میرے ساتھ معاہدہ نہ کرو گے، میں تمہیں امن نہیں دوں گا۔ لیکن انہوں نے معاہدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اس روز ان سے جنگ ہوئی۔ دوسری صبح حضور اکرم ﷺ نے بنی قریظہ کی بستی پر اپنے لشکر سمیت چڑھائی کی اور انہیں معاہدہ کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ وہ معاہدہ کرنے پر رضامند ہو گئے۔ وہاں سے فارغ ہو کر نبی کریم ﷺ پھر بنی نضیر کی بستی کی طرف تشریف لے آئے اور ان سے جنگ کی۔ یہاں تک کہ انہوں نے مدینہ طیبہ سے جلاوطن ہونے پر

Marfat.com

رضامندی ظاہر کردی۔ چنانچہ بنونضیر یثرب کو ترک کر کے چلے گئے۔ انہوں نے اپنا سامان، اپنے اونٹوں پر لادا ہوا تھا یہاں تک کہ اپنے مکانوں کے دروازے اور لکڑیاں بھی وہ اٹھا کر لے گئے۔

دعاؤں کی بہار:

دعا عبادت کا مغز ہے اور بندے کی اپنے رب سے عرض بھی، دعا آرزو ہے اور التجا بھی، دعا درد بھی ہے اور دوا بھی، جس کا اثر اور ذائقہ نیتوں پر منحصر ہے۔ پیر صاحب ایک عاشق زار کی طرح ضیاء النبی ﷺ میں بلکتے نظر آتے ہیں اور محبوب کریم کے مصائب پر دل گرفتہ ہوتے ہیں اور اصحاب عزیمت کے صبر و استقلال اور محبت رسول ﷺ کو دیکھ کر اس بوسیدہ معاشرے میں راہِ وفا میں کانٹے چبھنے اور زخم نبی سہنے کی تمنا چاہتے اور "اللھم اجعلنا منھم" کا نغمۂ آرزو الاپتے ہیں۔ مگر بے ادب و گستاخِ رسول ﷺ اور طعن و تشنیع کرنے والوں سے آزردہ و بے زار دکھائی دیتے ہیں اور محبت رسول ﷺ میں گھل گھل جاتے، گھائل ہوئے۔"اللھم و لاتجعلنا منھم" کی سائیکانہ صدائیں لگاتے اور دعائیں مانگتے ہیں۔ یہ دعائیں ضیاء النبی ﷺ کی انفرادیت کو مزید نکھارتی اور جا بجا خوشبو محبت پھیلاتی ہے۔ پڑھیئے، دامن دل پسارئیے اور جلا پائیے!!

(۱) اللہ تعالیٰ زندہ جاوید عاشقان رب العالمین اور جاں نثاران رحمت للعالمین کے نقوش پا کو ہمیں خضر راہ بنانے کی توفیق مرحمت فرمائے ان کے خلوص اور جذبہ للّٰہیت کے صدقہ ہم ناکاروں کو شہادت کی نعمت عظمیٰ سے بہرہ ور فرمائے۔

فاطر السمٰوٰتِ والارض انت ولی فی الدنیا والاٰخرۃ توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین۔

ترجمہ: "اے بنانے والے آسمانوں اور زمین کے تو ہی میرا کارساز ہے دنیا و آخرت میں مجھے وفات دے درآں حالیکہ میں مسلمان ہوں اور ملادے مجھے نیک بندوں کے ساتھ۔"

(۲) گروہ منافقین خذلھم اللہ تعالیٰ:

جب یہ ایسی حقیقتیں ہیں جو آفتاب و ماہتاب سے بھی تابندہ تر ہیں تو اس کے باوجود

Marfat.com

ذات پاک حبیب کبریاء ﷺ کی وحی آسمانی کے بارے میں اس قسم کے خیالات کو بے ہودگی کی انتہا نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔

(۳) (اللہ تعالیٰ ہمیں حق اور باطل میں امتیاز کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور شیطانی وسوسوں سے بچا کر راہ مستقیم پر چلنے کی ہمیں ہمت عطا فرمائے۔آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس ﷺ)

(لا) نعوذ بالله العظيم من اساءةِ الادب فی حضرة حبيبهٖ وصفيهٖ محمد المصطفیٰ عليه وعلىٰ الهٖ واصحابهٖ اطيب التحيةِ واجمل الثناءِ

(۵) اے سلطان حسینانِ جہاں!
اے سرور اورنگ نشینانِ عالم!

ایک مفلس وکنگال منگتا، خالی جھولی لے کر تیرے حسن و جمال کی خیرات مانگنے کے لیے حاضر ہے اور ایک ادنیٰ سا ارمغانِ عقیدت ومحبت پیش کرنے کا آرزومند ہے۔

پیر صاحب کی شخصیت:

پیر صاحب ایک مختلف و منفرد اور دلفریب شخصیت ہیں۔ان کی شخصیت روایت وجدت کا سنگم، والہانہ عقیدت وحکیمانہ بصیرت کا امتزاج، ذکر وفکر کی رسیا، شب زندہ دار، عمل کی خوگر اور قسمت کی دھنی ہے۔آپ کے حلقۂ یاراں کے علاوہ بھی ہر کوئی آپ کے حسنِ اخلاق وکردار اور امانت ودیانت سے متاثر ہے۔گویا!

سر سے پا تک وہ، گلابوں کا شجر لگتا ہے
باوضو ہو کے بھی چھوتے ہوئے ڈر لگتا ہے

اے وہ! کہ تیری باتوں کا رس بوند بوند لوح سماعت پہ ٹپکتا اور ویرانہ دل کو روشن ونہال کرتا تھا۔اب تیرے جانے سے بزم عاشقاں اجڑ گئی ہے۔

چاند خاموش، زمین سرد، فضائیں چپ چاپ
شہر ویراں ہوا اک تیرے چلے جانے سے

Marfat.com

حرفِ آخر:

یہ خستہ وشکستہ تحریر راقم کے اساتذہ کرام کے جوتوں کا صدقہ ہے، بالخصوص استاد محمد صحبت خان کوہاٹی زید مجدہ کے حکم کی تعمیل ہے۔ اس تحریر کی حیثیت، عاجز ولاچار اور لب قبر بڑھیا کی، یوسف کے خریداروں میں نام لکھوانے کی معصوم خواہش سے زیادہ نہیں ہے۔ اس تمہید کے بعد ذرا سنئے کہ ضیاء النبی ﷺ میں پھیلے ہوئے محبت کے بے عیب اجالے کی مہک، مجسم ہو کر آئی اور راقم کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگی۔

کرن چاند میں شرر سنگ میں
یہ بے رنگ ہے ڈوب کر رنگ میں

بس پھر محبت رسول ﷺ سے آئی ہوئی ہوا کا ایک جھونکا آیا اور راقم کو ایک ولولۂ تازہ دے گیا۔ پیار کے دیپ جلا گیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اکھیاں کھل گئیں۔ برس گئیں اور راقم کا سینہ بے کینہ محبت ومؤدت کا سفینہ ہو گیا۔ اللہ اس محبت کے بیڑے کی حفاظت فرمائے۔ ضیاء النبی ﷺ کو مقبول عام بنا کر پیر صاحب کے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین بسید المرسلین و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین و بارك وسلم۔

☆☆☆

Marfat.com

خادم الحدیث کا درسِ حدیث

جو بہار ملتی تو پوچھتا کہ کہاں وہ کیف نظر گیا
وہ صبا کی شوخیاں کیا ہوئیں وہ چمن کا حسن کدھر گیا

مولانا قاری حافظ محمد اویس معصومی، حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے معروف اور محبوب تلامذہ میں سے ایک ہیں۔ معصومی صاحب مادرِ علمی دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کے نامور فیض یافتگان میں بھی نمایاں ہیں۔ ان دنوں جامع مسجد اقصیٰ گولڈن ٹاؤن کراچی کی امامت وخطابت کے علاوہ ایک گورنمنٹ سیکنڈری اسکول میں عربی استاذ تعینات ہیں۔ ادیب بھی ہیں، خطیب بھی، قاری بھی ہیں، حافظ بھی، شاعر بھی ہیں اور عالم بھی۔ نظم ونثر دونوں میدانوں کے شہسوار ہیں۔

الحمد للہ بے حد ذہین اور وجیہ وشکیل قاری محمد اویس معصومی ماہنامہ کاروانِ قمر کے قلمی معاونین میں سرفہرست میں شامل ہیں۔ یہ تحریر آپ نے مختصر نوٹس پر ہمیں بھیجی، ہم ان کے شکریے کے ساتھ یہ جاندار اور شاندار مضمون شائع کر رہے ہیں۔

پروف ریڈنگ کے دوران اس تحریر نے اشکبار کر دیا۔ آپ بھی کسی گوشۂ پرسکون میں اس کے مطالعہ سے لطف اٹھائیں۔ یہ دل کی آواز ہے دل میں اترتی محسوس ہوتی ہے۔ اس میں سوز بھی ہے، گداز بھی اور کہیں کہیں مزاح بھی۔

صاحب مضمون اور ان کے استاذِ ذی احترام، ہم سب کے محسن علامہ محمد رمضان علیہ الرحمٰن کے بلند درجات کے لیے دعاؤں کی سوغات بھیجیں۔ (محمد صحبت خان کوہاٹی)

دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کے دارالحدیث میں اس ناکارہ نے حضرت علامہ سید منتخب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ سمیت کئی شیوخ کو ''مسند حدیث'' پر فائز ہوکر علم حدیث کی خدمات انجام دیتے ہوئے دیکھا ہے، جن میں سے ایک حضرت علامہ شیخ الحدیث محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ اسلاف کرام کی یادگار کے طور پر علمِ حدیث کی خدمت میں مصروف تھے۔ دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کی گاڑی آپ کو دارالعلوم حنفیہ غوثیہ طارق روڈ سے لینے اور پہنچانے کے لیے جاتی تھی جس کے ساتھ جانے کی سعادت تو حاصل رہی مگر آپ سے شرف تلمذ حاصل کرنے کا موقع ہاتھ نہیں

Marfat.com

آیا۔ جب ہم نے دورۂ حدیث کے کمرے کی دہلیز کو چھوا تو یہ عظیم الشان کمرہ نہایت اداس تھا اور کسی خادم حدیث کا منتظر تھا، جو اس کو حدثنا، اخبرنا اور قال رسول اللہ کے کلمات سنائے، اور سنا ہے کہ وہ کمرہ تاحال کسی خادم، حدیث کے انتظار میں ہے۔ اللہ اس کے حال پر رحم کرے۔

علم حدیث کی لذت نے ہمیں کئی اپنے اور پرائے مدارس کے در و دیوار دکھائے، جہاں سے نہایت قیمتی تجربات ہاتھ آئے۔ مگر محبت و عشق کے والہانہ و قلندرانہ انداز کہیں دکھائی نہیں دیئے۔ زمانے کی نشیب و فراز میں وقت کی پگڈنڈیوں پر سفر کرتے ہوئے یہ ناکارہ بھی ۱۹۹۳ء میں اپنے ایک دیرینہ ساتھی مولانا قاسم بلوچ کے ہمراہ دارالعلوم حنفیہ غوثیہ طارق روڈ پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ کمرۂ حدیث میں داخل ہوئے تو شیخ الحدیث صاحب درس حدیث میں مصروف تھے۔ سبق کے اختتام پر تعارف ہوا تو فرمایا: ''ہمیں تو آپ کی تلاش تھی۔'' اس جملے نے ہمارے حوصلوں کو نئی تازگی عطا کر دی تھی۔ پھر فرمایا: ''مؤمن مسجد بریگیڈ تھانہ کے امام خالد مسعود کو چھٹی جانا ہے۔ آپ کچھ دن وہاں امامت کریں۔'' خالد مسعود چھٹی سے واپس آتے ہی (کے ایم سی کی مسجد) کے امام ہوگئے، تو انتظامیہ نے مختصر مذاکرات کے بعد اس ناکارہ کو اپنا امام تسلیم کر لیا۔ دوسری طرف صبح کو درس حدیث کا سلسلہ جاری رہا۔ یوں اس ناکارہ کی کامیابیوں کا سہرا شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے۔

اسی کے فیض سے مری نگاہ ہے روشن
اسی کے فیض سے ہے مرے سبو میں جیحوں

آپ درس حدیث کے لیے بڑے اہتمام اور بڑی شان سے کمرۂ حدیث کی طرف تشریف لاتے تھے۔ تمام طلباء پہلے ہی سے آپ کے منتظر ہوتے تھے۔ آپ اپنا لباس اور عمامہ شریف روزانہ تبدیل فرماتے تھے اور باوضو درس حدیث دیا کرتے تھے اور اعلیٰ قسم کی خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ آپ کا درس نہایت سادہ، آسان، عشق رسول ﷺ میں گندھا ہوا اور ادب و شائستگی اور محبت سے مزین ہوتا تھا۔ ایک عام آدمی بھی اگر آپ کے درس حدیث میں آکر بیٹھ جاتا تو وہ حدیثِ رسول ﷺ کا سچا عاشق ہو جاتا تھا۔ آپ کبھی بھی مطالعہ کیے بغیر درس نہیں دیا کرتے تھے

Marfat.com

بلکہ اسے بے ادبی خیال فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بغیر مطالعہ کیے پڑھانے سے حدیث پاک کا حق ادا نہیں ہوتا ہے اور یہ شعر سنایا کرتے تھے۔

بے وضو جو پڑھاتے ہیں بخاری
آتا ہے بخار ان کو بخاری نہیں آتی

شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا طرزِ تعلیم نہایت ہی جداگانہ تھا۔ ہر حدیث پڑھنے کے بعد آپ بیان فرما دیتے تھے کہ یہ حدیث ائمہ میں سے کس کی مستدل ہے۔ احناف کے مخالف ہے یا موافق ہے۔ بعض دفعہ امتحاناً طلباء سے بھی سوالات کیا کرتے تھے۔ بلکہ بعض الفاظ کا ترجمہ بھی پوچھ لیتے تھے۔ بعض مسائل میں آپ حواشی کی طرف بھی رجوع فرماتے تھے۔ البتہ آپ نے کبھی طلباء سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ ”تم مطالعہ کر کے آئے ہو یا نہیں؟ کل میں نے کیا پڑھایا تھا؟ وغیرہ اسی لیے آپ طلباء میں نہایت ہی مقبول و محبوب تھے۔

تو نے جس وادیٔ پُرخار میں قدم رکھا
وہ چمن بن کے رہی خلد نشاں ہو کے رہی

مجھ ناکارہ کو مطالعہ کا شوق تو رہا ہے مگر دل میں کبھی بھی گھمنڈ نہیں آیا اسی لیے شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ عبارت پڑھنے کے لیے عموماً مجھ ناکارہ کو ہی حکم فرماتے تھے کیونکہ یہ ناکارہ عبارت صاف صاف اور تیز پڑھتا تھا اور اس ناکارہ کو گھاٹ گھاٹ کا پانی پی کر عبارت پڑھنے کا کچھ سلیقہ سا بھی آ گیا تھا۔ اسی لیے شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ خیال فرماتے تھے کہ یہ خوب سمجھ کر عبارت پڑھ رہا ہے۔ جبکہ صورتحال یہ ہے کہ ابھی تک جاہل کا جاہل ہوں۔ استاذ صاحب یہ خیال فرماتے تھے۔

سرِ ساحل ضرور اُتریں گے اِک دن
پرندے راستہ بھولے ہوئے ہیں

شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کو علم حدیث سے والہانہ محبت تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ کام عبادت ہے کیونکہ اس میں بار بار نبی ﷺ کا اسم گرامی آتا ہے اور یوں درود پڑھنے کی سعادت ملتی ہے۔ اگر کسی ساتھی سے ناغہ ہو جاتا تو اگلے دن فرماتے تھے:

Marfat.com

کیوں بھئی! تم دین پڑھنا نہیں چاہتے ہو۔ دنیا کے طالب نہ بنو دین کے طالب بن کر رہو، بہت مصروف ہو گئے ہو!!

تیرے نشاں پا سے فروزاں جبینِ شوق

درس کے دوران کسی قابل ساتھی سے آپ سوال کرتے اگر وہ جواب نہ دیتا آپ کسی غافل سے پوچھتے! اگر وہ بتا دیتا تو آپ یہ لطیفہ سنایا کرتے تھے۔

ایک ہندو کا بیٹا اپنے باپ کی نسبت حساب میں زیادہ ماہر تھا۔ ایک دن اس نے باپ سے کہا، ویسے تو آپ میرے باپو ہیں مگر حساب میں، میں آپ کو اپنا بیٹا نہ بنالوں۔

صحیح بخاری پڑھاتے ہوئے بعض مقامات پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے احناف کے ساتھ اختلاف کا ذکر کرتے۔ اعتراضات کا جواب دیتے اور احناف کا دفاع کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ ہمارے طلباء کو طحاوی شریف تو ضرور حفظ ہونا چاہئے۔ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے خوب دعائیں فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ طحاوی شریف پڑھاتے ہوئے (باب التشہد فی الصلوٰۃ) تک پہنچے تو اس ناکارہ نے سوال عرض کیا۔ حضرت تشہد میں انگلی اٹھانے کا کیا مسئلہ ہے؟ تو فرمایا: تشہد میں انگلی اٹھانا نبی ﷺ کی سنت ہے مگر کسی بھی روایت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس لفظ پر آپ نے انگلی اٹھائی اور کس لفظ پر انگلی گرائی ہے۔ مجتہد کو یہ اختیار ہے ایسے حالات میں انگلی اٹھائے یا نہ اٹھائے، بہر حال میں بھی انگلی تشہد میں نہیں اٹھاتا۔

شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کرام کا بے حد ادب و احترام کرتے تھے۔ کبھی اولیاء کرام کا ذکر چھڑ جاتا تو فرمایا کرتے تھے کہ اولیاء کرام کو اللہ نے بڑا مرتبہ دیا ہے۔ یہ اپنی نگاہ سے دل کی دنیا بدل دیتے ہیں۔ پھر آپ سناتے تھے کہ کونج ایک پرندہ ہے، جو مسلسل توجہ سے ہی اپنے انڈے سیتا ہے اور بچے نکالتا ہے، تو اگر کوئی ولیِ کامل اپنی نگاہ اور توجہ خاص سے دل کی دنیا بدل ڈالے تو کیا حرج ہے اور کیوں ممکن نہیں۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنے زمانہ طالب علمی کا واقعہ سنایا کہ میں ابھی ابھی تعلیم سے فارغ ہوا تھا اور مدرسہ میں مسائل دیکھنے اور لکھنے پر مامور تھا (ہاؤس جاب) ایک دن دو دیہاتی

Marfat.com

آئے جنہوں نے اپنے بچوں کا نکاح کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ جس کی لڑکی تھی اس کی بیوی چاہتی تھی کہ لڑکی کا نکاح اس کے ننھیال میں ہو، لہٰذا اس نے الزام لگایا کہ اس لڑکے نے میرا دودھ پیا ہے، اس لیے یہ نکاح نہیں ہوسکتا؟...... میرے استاذ صاحب نے مجھے ان کے ساتھ بستی میں بھیجا۔ گھوڑی پر بیٹھ کر ہم بستی میں پہنچے تا کہ تفتیش کر کے مسئلہ بتائیں۔ لڑکی کی ماں نہایت چالاک تھی۔ اس نے اپنے شوہر کو بھیجا کہ جاؤ مولوی صاحب کو کھانے کیلئے اپنے گھر لے آو۔ میں نے کہا کہ لڑکی اور لڑکے والوں کے علاوہ کسی تیسرے مقام پر کھانا کھائیں گے۔ میں نے وہیں لڑکی کی ماں کو بلالیا اور اس سے پوچھا کہ لڑکے نے تیرا دودھ کیسے پیا تھا؟ اس نے کہا اس کی ماں بازار گئی ہوئی تھی اور میں گھر میں لیٹی ہوئی تھی کہ یہ بھاگتا ہوا آیا اور میری قمیص اوپر کر کے دودھ پینے لگ گیا۔ میں نے پوچھا لڑکے کی اس وقت عمر کتنی تھی؟ بولی پانچ سال دراصل اس کو اپنی ماں کا دودھ پینے کی بھی عادت تھی۔

میں نے کہا ان کا نکاح ہوسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کیسے ہوسکتا ہے؟ میں نے کہا۔ قرآن نے (حولین کاملین) دودھ پلانے کے لیے دوسال مقرر کیے ہیں۔ اس کے بعد اگر کسی بچے نے کسی عورت کا دودھ پیا تو رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ جب میں واپس مدرسہ آیا تو استاد صاحب نے پوچھا کہ مسئلہ کیسے حل کیا تو میں نے عرض کیا (حولین کاملین) سے۔ یہ میری زندگی کا عجیب واقعہ ہے۔

شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ طلباء سے نہایت محبت اور شفقت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ہمارے ایک ساتھی محمد ایوب نے عرض کیا، استاد جی! میں نے .B.A پاس کرلیا ہے، تو آپ نے فرمایا: میرے بچے دیکھنے میں تو ایسے دکھائی نہیں دیتے کہ اتنے قابل ہوں گے۔ مگر سندیں اتنی اکٹھی کرلی ہیں کہ اگر سردی لگے تو رضائی بن سکتی ہے۔

تیرا فتویٰ محبت ہوا شہر بھی میں مشہور

ایک دن مدرسہ کے صدر جناب نواز صاحب نے ہمارے ایک ساتھی محمد ایوب کے متعلق استاد صاحب سے عرض کیا کہ اس کی داڑھی کٹی ہوئی ہے۔ استاد صاحب نے فرمایا کہ تم اس

Marfat.com

کی داڑھی نہیں اس کی سندیں دیکھو۔ اگلے ہی دن نواز صاحب کمرۂ حدیث کی طرف آتے دکھائی دیئے تو استاد صاحب نے فرمایا ایوب! تم عبارت پڑھو تا کہ اس کو پتا چلے۔ نواز صاحب عربی جانتے نہ تھے اور ایوب بھائی کو عربی کی پرواہ نہ تھی۔ تیز تیز پڑھتے ہوئے ایوب بھائی نے عبارت کو زیرو زبر کر دیا تو نواز صاحب نے کہا واہ! ماشاءاللہ! یہ ایسا لگتا تو نہیں ہے مگر پڑھتا بہت اچھا ہے۔

ایک دن مدرسہ کی انتظامیہ نے اعلان کیا کہ جو بچے ٹیوشن پڑھاتے ہیں وہ دارالاقامہ میں نہیں رہیں گے اور نہ ہی انہیں لنگر ملے گا۔ استاد صاحب کو جب انتظامیہ کے اس فیصلے پر آگاہی ہوئی تو فوراً نواز صاحب کو بلایا اور سختی سے پوچھا کہ تمہارے بچے کیوں علم دین نہیں پڑھتے؟ قرآن وحدیث کا علم کیوں حاصل نہیں کرتے۔ یہ غریب طالب علم ہیں جو اپنے اپنے گھروں کی ذمہ دار بھی ہیں، اس لیے ٹیوشن پڑھا کر اپنے اہل خانہ کی مدد بھی کرتے ہیں اور دین کا علم بھی سیکھتے ہیں۔ انہیں مت چھیڑا کرو۔

آپ طلباء کو عموماً یہ واقعہ سنایا کرتے تھے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ابھی بچے تھے۔ نبی علیہ السلام صحابہ کرام کے جھرمٹ میں تشریف فرما تھے، مگر آج حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجلس میں نہیں تھے۔ آپ ﷺ نے سوال کیا کہ مردِ مؤمن سے مشابہ کون سا درخت ہے؟ صحابہ جواب نہ دے سکے تو نبی ﷺ نے فرمایا کھجور ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے گھر آ کر اپنے والد گرامی سے عرض کیا ابو جان آج یہ واقعہ ہوا ہے۔ مجھے جواب آتا تھا مگر بڑے بڑے صحابہ کی موجودگی میں مجھے بتانے میں شرم آگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تو بتا دیتا تو عمر کا سر فخر سے بلند ہو جاتا۔

شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اگر بیان کیا جاتا کہ فلاں بچے نے قرات میں یا نعت وتقریر میں انعامات حاصل کیے ہیں، تو آپ فرماتے تھے کہ میرے رشتہ داروں میں ایک بچہ میرا بھتیجا لگتا ہے۔ اس نے ایک دن گھر آ کر کہا اپنے ابو سے کہ آج اسکول میں بچوں کو وظیفہ ملا ہے۔ باپ نے کہا، تم کو نہیں ملا؟ بچے نے معصومانہ جواب دیا کہ وہ تو لائق بچوں کو ملتا ہے۔

۱۹۹۴ء میں تنظیم المدارس کے شہادۃ العالمیہ کے امتحان میں دارالعلوم حنفیہ غوثیہ کی جانب سے تمام مدارس سے زیادہ بچے (۱۲ عدد) شریک ہوئے۔ اس ناکارہ کے علاوہ کیونکہ یہ

Marfat.com

ناکارہ تو پردیس سے سند لا چکا تھا۔ ان ۱۲ میں سے ۸ لڑکے پاس ہو گئے اور چار راسب ٹھہرے تو استاد صاحب نے ایک واقعہ سنایا۔

ایک آدمی کا نام ''دھن مکڑا'' تھا۔ (یہ ایک ٹڈا ہوتا ہے جو چھوٹے درختوں پر پھدکتا رہتا ہے) دھن مکڑا لوگوں کو غیب کی خبریں بتاتا تھا۔ مثلاً آج تمہارا مہمان آئے گا، یا تمہارا لڑکا پیدا ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ وہاں کے راجا کو پتا چلا کہ دھن مکڑا لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ اس نے اسے بلوایا اور مروانے کا ارادہ کیا۔ خود چہل قدمی کرتے ہوئے اپنے آدمی سے پوچھا کہ آج ہماری کیا مصروفیت ہے۔ اس نے بتایا کہ آج دھن مکڑا سے ملنا ہے۔ چلتے چلتے آک کے پودے سے ایک مکڑا پکڑ کر مٹھی میں دبا لیا۔ جب دھن مکڑا آیا تو راجہ نے اس سے پوچھا تم لوگوں کو غیب کی باتیں بتاتے ہو، ذرا بتاؤ میری مٹھی میں کیا ہے؟ وہ بے چارا ڈر گیا اور اپنے آپ کو کوستے ہوئے بلند آواز سے کہا:

''مکڑے آج تیری موت ہے۔'' راجا نے اسے خوب شاباشی دی اور کہا کہ جب میں نے مکڑا پکڑا تھا تو کوئی وہاں نہیں تھا۔ تم کو اللہ نے اس علم سے کیسے نوازا ہے۔ یہ سنا کر تبسم کرتے ہوئے فرمایا:

''میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم لوگ پاس کیسے ہو گئے ہو؟''

پیام رحمت و بخشش ہے ہر اشارے میں

۱۹۹۶ء میں سورج گرہن ہوا تو آپ نے پیرانہ سالی کے باوجود نماز گرہن پڑھائی اور طویل قرات فرمائی۔ صرف دو رکعت کی ادائیگی میں دو سے ڈھائی گھنٹے صرف ہوئے۔

طلباء کے اصرار پر آپ نے قرآن کی تفسیر بھی شروع فرمائی تھی۔ یہ ناکارہ ۱۴ ویں پارے تک حاضر رہا تھا۔ بعدہ احقر کی مصروفیات نے یہ لمحات چھین لئے۔ اس تفسیر قرآن کی ۷۰ عدد کیسٹیں ہمارے ایک ساتھی محمد فاروق کے پاس محفوظ ہیں جو ۱۱ویں پارے سے ۳۰ ویں پارے تک (۲۰) پاروں پر مشتمل ہیں۔ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ یار! اگر تم نے سارا ہی قرآن ریکارڈ کرنا تھا تو مجھے بتاتے میں زیادہ بہتر انداز اختیار کرتا! بس!

خواب تھا جو کچھ دیکھا، جو سنا، افسانہ تھا

Marfat.com

ہماری دستار بندی کا خصوصی اہتمام فرمایا جس میں جبے سلوائے اور کریم کلر کی دستار بنوائی جس پر (دارالعلوم حنفیہ غوثیہ) کڑھائی کیا ہوا ہے۔ یہ دونوں تبرک اس نکمے کے پاس موجود ہیں۔ اس تقریب دستار بندی میں ''قمرالاسلام'' کے بانی و ناظم اعلیٰ پیر سید منظور شاہ صاحب ہمدانی، علامہ مفتی خالد محمود اور ڈاکٹر نور احمد شاہتاز بھی شریک تھے۔ غالباً یہ دارالعلوم غوثیہ اور قبلہ استاد گرامی شیخ الحدیث صاحب کی آخری کلاس تھی۔ اس کے بعد آپ کی طبیعت ناساز رہنے لگی اور تعلیم کا سلسلہ موقوف ہو گیا تھا۔ اور بالآخر ۱۷ مارچ ۲۰۰۷ء کو یہ اسلاف کی نشانی بھی ہم سے کھوگئی۔ اس ناکارہ سے آپ کی خصوصی شفقتوں کی الگ دستان ہے۔ آپ کی جدائی کی خبر اس نکمے کو (لیہ) میں ملی تو نہایت غم ہوا۔ افسوس کہ آپ کی نمازِ جنازہ میں شرکت نہ ہو سکی۔

البتہ سوئم کے دن جب حاضری ہوئی تو بعض ساتھی مجھ ناکارہ سے گلے مل کر یوں رو رہے تھے گویا کہ وہ یتیم ہو گئے ہیں۔

گزر تو جائے گی تیرے بغیر لیکن
بڑی اُداس بڑی سوگوار گزرے گی

☆☆☆

Marfat.com

بڑے شاہ صاحب

ایک مشفق ومہربان اور کرشماتی شخصیت!!

دسمبر 2010ء میں محسن ومربی پیر سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی کی محبت میں لکھی گئی ایک تحریر!!

''بڑے شاہ صاحب آرہے ہیں!! بڑے شاہ صاحب آرہے ہیں!!''

یہ الفاظ کوئی کہنے والا کہتا تھا تو تمام اساتذہ، طلبہ اور منتظمین کے ساتھ ساتھ درودیوار بھی گویا باادب ہو کر ان کی ایک جھلک دیکھنے کا انتظار کرنے لگ جاتے تھے۔ ہر ایک چیز میں ٹھہراؤ آجاتا تھا۔ ان کی باتیں ہونے لگتی تھیں اور جب وہ خراماں خراماں، سادگی وفقیرانہ انداز اور شاہانہ لباس کے ساتھ مدرسہ کی بلڈنگ میں داخل ہوتے تو چند لمحے تو گویا یوں گزرتے کہ جیسے ہر کوئی سانس لینا بھی بھول گیا ہے۔ پھر ان کی زیارت سے ٹھنڈک پا کر ہر کوئی اپنے اپنے کام میں مست مگن ہو جاتا تھا۔

تیری خوشبو نہیں ملتی، تیرا لہجہ نہیں ملتا
ہمیں تو سارے جہاں میں کوئی تجھ سا نہیں ملتا

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت پیر ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی المعروف بڑے شاہ صاحب نہایت باوقار، خوددار، منکسر المزاج، پرعزم وفعال، مہذب ومؤدب، صاحب یقین واعتماد ہونے کے ساتھ ساتھ نبی اکرم ﷺ سے والہانہ محبت میں سرشار اور اپنے مرشد گرامی پیر سیال لجپال کے وفادار واحسان مند بھی ہیں

کاش ڈھل جاؤں تیری خاطر کسی ترتیب میں
یوں تو اک بکھرا ہوا مجموعہ اُفکار ہوں

بڑے شاہ صاحب اپنے پیر ومرشد رحمۃ اللہ علیہ کا بار بار ذکر کیا کرتے تھے۔ وہ اکثر فرماتے تھے۔'' کہ میرے پیر سیال لجپال خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے چٹائیوں پر بیٹھ

Marfat.com

کر قمرالاسلام کی ترقی، عزت اور بلندی کے لیے دعا فرمائی تھی اور میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ سب بہاریں پیر سیال کے دم قدم سے ہیں۔

اترتی ہی نہیں اسی لیے مجھ پر کوئی آفت
میرے مرشد کی دعا نے آسماں کو روک رکھا ہے

بڑے شاہ صاحب نے دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کی صورت میں جو علم کی شمع روشن کی ہے۔ پروانوں، فرزانوں اور خوشہ چینوں کی کئی نسلیں ان کی ممنون احسان رہیں گی۔ بڑے شاہ صاحب کے والد گرامی کا فرمان ہے جسے بڑے شاہ صاحب خود سنایا کرتے ہیں کہ ''منظور شاہ اور تو مجھے کوئی بات نظر نہیں آتی مگر یہ بچے جو لنگر سے روٹی کھاتے ہیں اس کے صدقے سے تیری بخشش ہو جائے گی۔ اپنے والد گرامی حضرت پیر سید محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مجسمہ ادب بن کر سر جھکائے ہوئے، چھوٹے بچے کی طرح کھڑے ہوئے ہم نے ان کو دیکھا ہے گویا کہہ رہے ہوں !!

میں تیرے پیارے کے ساحل پہ کھڑا ہوں تنہا
میری الفت، میری چاہت کا سمندر تو ہے

بڑے شاہ صاحب نہایت متحرک و فعال شخصیت کے حامل ہیں۔ وہ دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کے بانی و مہتمم تھے مگر مدرسہ کی خاطر سفیر بنے رہے۔ ہر سال کئی ممالک کی سیاحت کرتے۔ مدرسہ کے مصارف کے لیے وسائل کا انتظام کیا کرتے تھے۔ اور عموماً واپسی پر طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے تھے۔ ''میں باہر جاتا ہوں، تو مولانا! میرے پیارے !! تمھارے لیے بھیک مانگ کر لاتا ہوں تاکہ تم دین کا علم سیکھو اور پڑھو!! تمھیں جو کچھ بھی چاہیے مجھے بتاؤ میں وہ سب کچھ تمھارے لیے دینے کی کوشش کروں گا مگر تم محنت سے پڑھو اور سامراج کے عزائم ناکام بنا دو''۔

بڑے شاہ صاحب طلبہ کو اپنا قیمتی اثاثہ، متاع اور زندگی بھر کی کاوشوں کا ثمر قرار دیتے ہیں۔ آپ اکثر طلبہ سے فرماتے تھے۔ ''قوم کو آپ کی ضرورت ہے۔ آپ جہاں بھی کام کر رہے

Marfat.com

ہیں اپنی خدمات جاری رکھیں۔ادارہ آپ کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرے گا۔آپ اپنے اساتذہ کی عزت کریں اور رابطہ رکھیں"۔

بڑے شاہ صاحب محنتی اور لائق لوگوں کی ستائش وحوصلہ افزائی میں بخل سے کام نہیں لیتے ہیں بلکہ جو شخص انہیں بھاجاتا ہے اسے وہ آگے بڑھا دیتے ہیں۔علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ صحبت خان کوہاٹی، علامہ مطیع اللہ سہارن، علامہ ابراہیم فیضی علامہ قاری عبدالقیوم محمود، قاری محمد حسین رضوی، علامہ عبدالوہاب، علامہ عبدالغفار حافظ عبدالجبار اور قاری کفایت اللہ سمیت حافظ صفدر کوہاٹی جیسی کئی مثالیں اس بات کی گواہی دے رہی ہیں۔

خدا کرے تیرے حسن کو زوال نہ ہو
میں چاہتا ہوں، تجھے یوں ہی عمر بھر دیکھوں

بڑے شاہ صاحب نے دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کی نگہبانی بڑے ذوق سے کی ہے۔ وہ ہر وقت ادارے کی ترقی اور بہتری کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ جہاں بھی انہیں کوئی اچھی بات نظر آتی یا اہم چیز ملتی تو وہ اسے قمر الاسلام میں لانے اور یہاں مہیا کرنے کے لیے بے چین ہو جاتے اور پھر ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے تھے۔بہترین مسجد، اعلیٰ ترین عمارت، شاندار تعلیمی نظام لائق ترین اساتذہ کا گروہ، لائق ترین طلبہ کا ہجوم اور لذیذ ترین لنگران کے ذوق کا آئینہ دار ہیں۔ جس نے ان کے ادارے کو دنیا کے صف اول کے اداروں میں شامل کر دیا تھا۔اور اس کا چرچا بیرون واندرون ملک دنیا کے کونے کونے میں ہو گیا تھا۔اور طالبان علم نبوی کشاں کشاں دارالعلوم قمر الاسلام کی طرف کھینچے چلے آرہے تھے۔ افریقا، یورپ، امریکا، ایشیا تمام ہی براعظموں کے طلبہ یہاں سے فیض یاب ہوئے ہیں۔

میری زمین میرا آخری حوالہ ہے
سو میں رہوں، نہ رہوں اس کو بارور کر دے

بڑے شاہ صاحب اگرچہ درویش صفت آدمی ہیں مگر جہاں ضرورت پڑی انہوں نے

Marfat.com

ادارے کے لیے سیاست سے بھی کام لیا ہے۔ اس سیاست کے اثر نے ان میں ایک کمزوری پیدا کردی تھی کہ وہ اپنے قریبی لوگوں کی جھوٹی سچی باتوں پر یقین کرلیا کرتے تھے لمحوں میں جسے چاہتے گرا دیتے تھے بلکہ ایسا پٹخ دیتے تھے کہ پھر کبھی اسے نہیں دیکھتے تھے کہ کس حال میں ھے۔ ان کے اس کمال سے ان کے بہت اچھے ساتھی، مخلص اور لائق لوگ بھی ان کے متاثرین میں شامل ہوگئے تھے۔ جو بالآخر ادارے کے زوال کا باعث بنے تھے کیونکہ ادارہ کسی بلڈنگ کا نام نہیں بہترین استاذ کا نام ہوتا ہے

ذرا سی دیر میں وہ جانے کیا سے کیا کر دے
کسے چراغ بنائے کسے ہوا کر دے

بڑے شاہ صاحب نہایت حساس طبیعت کے مالک ہیں۔ جس پر انہیں ذرا سا بھی شک ہو جائے یا کچھ سن لیں تو پھر نظر انداز کرنا کوئی ان سے سیکھے۔ وہ یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ ان کی اولاد سمیت کسی نے بھی ان کی امنگوں کے مطابق ان کا ساتھ نہیں دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ جیسا عظیم الشان ادارہ جسے عالمی تبلیغی مرکز بننا تھا وہ ملکی سطح پر بھی اپنا معیار برقرار نہیں رکھ سکا ہے، لیکن بڑے شاہ صاحب کا احساس ابھی جواں ہے، لہٰذا ان کی خواہش ہے کہ جامعہ سلیمانیہ کلفٹن کو وہ قمرالاسلام بنا کر ہی دم لیں گے۔ اللہ کریم انہیں کامیاب کرے۔

آج بھی منزلوں پہ لگی ہے نظر
دل میں رکھتے ہیں عزم سفر آج بھی

بڑے شاہ صاحب کے انوکھے خیالات نے ان کی شخصیت کو منفرد بنا دیا تھا۔ قمرالاسلام ہسپتال، بچوں کا گھر، قمرالاسلام اسکول، طلبہ کے لیے تقریب تہنیت و پذیرائی، عیدملن پارٹی، سابقین کی تنظیم (قمرالاسلام گریجوایٹس ایسوسی ایشن پاکستان) مکتبہ کاروانِ قمر، حسنِ قرأت ونعت اور حسنِ تقاریر کے مقابلے یہ سب اور طلبہ واساتذہ کے کمرے، الماریاں، بیڈ اور کتب ومطالعہ کے ٹیبل سبھی کچھ ان کے ندرت خیال کا پتا دیتے ہے۔

Marfat.com

بڑے شاہ صاحب کی شخصیت سحر انگیز تھی۔ ایک دفعہ ملنے والا پھر ملنے کی آرزو کرتا ہے۔
ان کے خیالات کی وسعت نے ان کے ادارے کو بھی خانقاہ بنا رکھا تھا۔ جہاں کسی کے آنے جانے، کھانے پینے، رہنے اور چلے جانے پر کوئی پابندی نہ تھی۔ کیونکہ ان کا فرمان ہے ''بچوں نے یہاں کھایا پیا اور لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تو ہمارا مقصد پورا ہو گیا''۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد اللہ والوں کے تصرفات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ پہلے سے زیادہ مستعدی سے لوگوں کے کام کرتے ہیں۔ اسی قانون کے تحت (۱۹۷۹ تا ۱۹۹۱) تقریباً 13 سالہ طویل مدت میں ہم بڑے شاہ صاحب سے وہ قرب حاصل نہ کر سکے جو ہونا چاہیے تھا۔

یہ اور بات ہے کہ تعارف نہ ہو سکا
ہم زندگی کے ساتھ بڑی دور تک گئے

لیکن مدرسہ سے چلے جانے کے بعد ہمارا بھی مدرسہ کے معاملات میں تصرف بڑھنے لگا۔ اور پھر 31 اکتوبر 1992ء کو بڑے شاہ صاحب نے ہمیں مسجد علی حیدر کرار کا امام و خطیب مقرر کیا اور ساتھ ہی عربی پڑھانے کا بھی حکم دیا۔ چند ہی دنوں میں بڑے شاہ صاحب کو ایک عراقی بھگوڑا (ابو کمیل) مل گیا تو فقیر سے فرمایا: ''تم عربی نہیں پڑھا سکتے ہو! عربی اس استاد کو دے دو'' 24 نومبر 1992 کو فقیر ناظرہ قرآن پڑھانے لگا اور پھر 14 جنوری 1993 کو حفظ کی کلاس فقیر کے حوالے کی گئی۔ گویا حالات و واقعات اور افراد کا سب کچھ بڑے شاہ صاحب کے مضبوط ہاتھوں کی حرکت اور ارادوں کے شکنجے میں ہوتا تھا۔ پل بھر میں وہ چھوٹے اور معمولی آدمی کو غیر معمولی اور اہم بنا کر آسمان پر لے جاتے اور جب مزاج میں تبدیلی آجاتی تو اپنی ترچھی آنکھ کے ایک ہی وار سے بڑے بڑوں کی ہوا نکال کر پاتال سے کھینچ کر دنیا کے جال میں پھینک دیتے تھے۔

بڑے شاہ صاحب لوگوں کی نفسیات سے بھی خوب واقف تھے۔ ایک دن ارشاد فرمانے لگے کہ ''مولانا! اس جمعہ کو درختوں کی حفاظت، پانی دینے اور نئے درخت لگانے کے اجر و ثواب پر خطاب کریں''۔ فقیر نے بساط بھر کوششوں سے تیاری کی اور جمعہ کا خطاب اسی موضوع پر

Marfat.com

کیا۔ بڑے شاہ صاحب بہت خوش ہوئے لوگوں میں جذبہ بیدار ہوا اور جہاں مٹی اڑ رہی تھی، وہاں درخت لگنے لگے۔

مہکا ہے شہر میرے تشخص کے عطر سے
حالانکہ تو پلا ہے گلابوں کی گود میں

ایک دن دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ میں کوئی بڑا جلسہ تھا۔ مجھے فرمایا:

''آپ کے پاس کوئی گاؤن یا جُبّہ ہے تو وہ پہنو!!''عرض کیا جبہ ہے! ہم نے جبہ پہنا اور شاہ صاحب کے ساتھ گاڑی پہ قمر الاسلام پہنچے تو اسٹیج پر شاہ تراب الحق قادری صاحب کے ساتھ بٹھائے گئے۔ اب سر پر پگڑی وفاقی اور جبہ عراقی پہن کر واقعی ہم آفاقی لگ رہے تھے۔ بعد میں قاری کفایت اللہ صاحب نے کہا کہ ''اویس صاحب اسٹیج کی طرف دیکھنے سے لگتا تھا کہ سب سے بڑے عالم آپ ہی ہیں''، ہم نے کہا کہ:

بنا ہے شاہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ اس شہر میں اویس کی وقعت ہی کیا ہے

حافظ رشید مرحوم کی وجہ سے پہلی بار ہم نے استعفیٰ دیا تو شاہ صاحب کے کہنے پر واپس لے لیا مگر قبلہ شاہ صاحب نے علامہ سید عظمت علی شاہ صاحب، علامہ صحبت خان کوہاٹی صاحب اور قاری محمد میاں صاحب کو بلایا اور ان کی موجودگی میں فرمایا ''محنت کرو، گدھوں کی طرح کماؤ اور بادشاہوں کی طرح کھاؤ''۔ ہم نے نئے سرے سے کمرِ ہمت باندھ لی مگر تین ماہ کے بعد دوبارہ استعفیٰ دے دیا، تو قبلہ بڑے شاہ صاحب نے زمین پر پیر پٹختے ہوئے فرمایا ''یہ لڑکا میرے ہتھے چڑھ جاتا تو کچھ بن جاتا'' یقیناً یہ الفاظ بڑے شاہ صاحب کی محبت وشفقت اور فقیر کی نالائقی کا اظہار تھا۔

ہوگئے خوش تو فرشتوں سے کرائے سجدے
آگئے ضد میں تو فردوس میں رہنے نہ دیا

1993 کے بعد دوسری ملاقات 1995 میں عید ملن پارٹی میں ہوئی تو فرمایا: ''مجھے چند طلبہ پر فخر ہے ان میں سے ایک آپ بھی ہو''۔ 1997 میں فقیر کو فون کیا اور حکم فرمایا کہ ملاقات

Marfat.com

کرنی ہے۔ ہم حاضر ہوئے تو فرمایا ''قمرالاسلام اور ملحقہ اداروں کے حفظ و ناظرہ کے بچوں کے امتحانات لینے ہیں۔ 1999 تک اعظم بستی میں ضیاء القرآن کینٹ میں غریب نواز مسجد، سلیمانیہ کلفٹن اور قمرالاسلام کے بچوں کے امتحانات لیے جبکہ 1999 میں قبلہ عظمت علی شاہ صاحب کے حکم پر قاری اکرم نقشبندی صاحب کی تجوید کی کلاس کے پرچے بھی بنائے اور قاری رحمت اللہ کا بھی فقیر نے امتحان لیا ہے۔ اور قاری محمد حسین رضوی کی کلاس کا بھی امتحان لیا ہے قاری قاسمی کا بھی فقیر ممتحن ہے۔ اس کے بعد بھی گاہے گاہے ملاقات رہی تھی۔ ایک ملاقات میں فقیر سے پوچھا کہ شادی کی ہے؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا: بچے کتنے ہیں؟ عرض کیا دعا فرمائیں! تو فرمایا: ''جو اللہ پہاڑ سے زندہ اونٹنی نکال سکتا ہے وہ انسان کو اولاد بھی دے سکتا ہے۔ اللہ دے گا''۔

17 جنوری 2010 کو ڈاکٹر محمد صحبت خان کوہاٹی صاحب کو تلاش حق فاؤنڈیشن کی جانب سے شیخ زید سینٹر جامعہ کراچی میں استقبالیہ دیا گیا تھا۔ بڑے شاہ صاحب مہمان خصوصی تھے۔ ملاقات ہوئی تو فرمایا: ''ہم تو آپ کی Ph.D کے منتظر ہیں''۔

18 اپریل 2010 کو فقیر نے فون کیا اور عرض کی کہ ''اویس معصومی ہوں!'' فرمانے لگے'' کیسے یاد کیا؟ عرض کی دعائیں لینی ہیں فرمایا ''اللہ آپ کو ہر آفت و بلا سے محفوظ رکھے اور ایک چھوٹی سی معصومی بھی دے''۔

بڑے شاہ صاحب اپنے ساتھیوں اور طلبہ کے لیے ہمیشہ دعا گو رہا کرتے تھے۔

19 جون 2010 کو ''تلاش حق کنونشن'' کی صدارت کے لیے آپ العمر مسجد پتھر روڈ گرین ٹاؤن تشریف لائے تو اپنے خطاب و دعا میں خوش اخلاقی و نرمی کی تلقین کرتے ہوئے کامیابی کی دعا دی۔ اور اسی دن رات (10:30) بجے فقیر کو فون کیا اور مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا: ''مولانا! کامیاب پروگرام پر مبارکباد قبول ہو'' عرض کی آپ کی دعاؤں کا صدقہ ہے۔ فرمایا '' آپ نے ہمیں بلایا اور ہمیں خوب عزت دی اللہ آپ کی عزتوں میں اضافہ کرے میں دعا کرتا ہوں اللہ آپ کو چھوٹا سا بچہ دے''۔

بڑے شاہ صاحب اپنے جاننے والوں کی خبر گیری بھی کرتے رہتے ہیں۔ 10 دسمبر

Marfat.com

2010 کو بعد مغرب فون آیا ''یا شیخ! یا حضرت کیا حال ہے؟ عرض کی الحمد اللہ۔ فرمایا ''بڑے دن ہو گئے تھے بات نہیں ہوئی تھی لہٰذا میں نے فون کر دیا ہے''۔

28 دسمبر 2009 کو مسجد علی حیدر کرار میں محرم کی مجلس سے خطاب کے لیے بھی فقیر کو حکم فرمایا اور بعدہٗ محبت و مروّت اور شفقت کے اظہار کے لیے ٹیکسی کا کرایہ بھی عنایت فرمایا۔

12 دسمبر 2010 کو فون پہ سلام و دعا کے بعد فرمایا: ''مولانا! منگل کو شام کا کھانا ہمارے ساتھ کھائیں؟ عرض کی کون کون لوگ ہوں گے۔ فرمایا ''ڈاکٹر شاہناز، ڈاکٹر صحبت خان اور آپ'' الغرض قبلہ بڑے شاہ صاحب جسے دل میں جگہ دے دیں اس کو پھر بھولتے نہیں ہیں۔ بلکہ اس پر شفقتوں، مہربانیوں اور عنایتوں کی بارش کر دیتے ہیں۔ بزرگوں کے دل میں جگہ بنانا بھی تو جان جوکھوں کا کام ہے یا پھر اللہ کریم خود ہی ان کے دل گنہگاروں کی طرف مائل کر دے۔

ایک مرتبہ بڑے شاہ صاحب کی زیارت کے لیے فقیر حاضر ہوا تو ایک عدد نیا قلم لے لیا تحفہ پیش کرنے کیلئے۔ جب زیارت کے بعد لوٹنے کا ارادہ کیا اور قلم ان کی خدمت میں پیش کیا تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ ''بزرگوں کے پاس جاتے وقت خالی ہاتھ نہیں جانا چاہئے'' آپ نے قلم نہ صرف قبول فرمایا بلکہ نہایت خوش ہوئے اور دعاؤں کے ساتھ فقیر کو رخصت کیا ہے۔ ان کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ انشاء اللہ 12 فروری 2011 کو تلاش حق فاؤنڈیشن (ٹرسٹ) کے مرکزی دفتر، تلاش حق ویلفیئر کلینک اور المعصوم قرأت اکیڈمی کا افتتاح ہو رہا ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ قبلہ بڑے شاہ صاحب کی حکمت عملی، بالغ نظری، شفقت اور حُسن تدبیر نے جہاں ان کے ادارے قمر الاسلام اور ملحقہ مدارس کو چار چاند لگا دیئے ہیں وہیں ان کے دل میں جگہ پانے والے بھی ان کی نوازشوں، عنایتوں اور مہربانیوں کے سائے میں شاداں و فرحاں ہیں۔ اللہ کریم ان کے وجود مسعود کو تمام رفقاء واصدقا اور محبین و معتقدین کے لیے راحت و سکون اور ٹھنڈک سے لبریز گھنا سایہ بنائے رکھے۔ آمین۔

☆☆☆

Marfat.com

چھوٹے شاہ صاحب

دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کا پہلا طالب علم

اپریل ۲۰۱۲ء کو "مقالاتِ اربعین" کیلئے لکھی گئی تحریر

۱۹۶۴ء کو محسن و مربی پیر طریقت حضرت ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی المعروف بڑے شاہ صاحب نے دار العلوم انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ پنجاب کالونی خیابانِ جامی کراچی نمبر ۶ کے تحت ایک جھونپڑا نما مکان میں مدرسہ کا آغاز کیا تو انہیں اپنے لیے ایک دستِ راست اور مددگار کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اسی دوران شیخ الاسلام حضور خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ میں رونق افروز ہوئے۔ آپ نے قبلہ بڑے شاہ صاحب سے استفسار فرمایا کہ:

"آپ نے مدرسہ کا مہتمم کسے مقرر کیا ہے"؟

تو بڑے شاہ صاحب نے عرض کیا، حضور! عظمت علی شاہ" کو میں نے مہتمم مقرر کیا ہے جس پر شیخ الاسلام علیہ الرحمہ نے فرمایا: "آپ کا انتخاب بہت اچھا ہے۔ میں نے ایک دفعہ بھیرہ شریف میں دیکھا ہے، بے شک وہ ایک عظمت کا موتی ہے جو اس قمر میں چمکے گا۔

بڑے شاہ صاحب نے عرض کیا: حضور! آپ قبلہ پیر کرم شاہ صاحب کو بھی تاکید فرما دیں کہ وہ عظمت علی شاہ کو علومِ عربیہ کی جلد تکمیل کرائیں تو حضور شیخ الاسلام نے وعدہ فرمایا کہ میں کوشش کروں گا اور پیر صاحب سے عرض کروں گا۔

کراچی آمد:

عالم شریعت، عارف طریقت، عظمتِ دین و ملت حضرت علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی المعروف چھوٹے شاہ صاحب ان دنوں بھیرہ شریف میں زیر تعلیم تھے مگر قبلہ بڑے شاہ صاحب نے انہیں کئی خطوط لکھے تھے جن میں تاکیداً لکھا گیا تھا کہ "آپ جلد سے جلد کراچی تشریف لے آئیں میں نے آپ کو اپنے مدرسہ کا مہتمم بنایا ہے اور حضور شیخ الاسلام علیہ الرحمہ کے سامنے بیان بھی کر دیا ہے۔ جس پر آپ نے نہ صرف رضامندی بلکہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے

Marfat.com

دعاؤں سے نوازا ہے'' مگر چھوٹے شاہ صاحب اپنی تعلیمی مصروفیات کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے۔

پھر قبلہ بڑے شاہ صاحب نے حاجی الٰہی بخش مرحوم کو کرایہ دے کر بھیرہ شریف روانہ کیا تا کہ وہ چھوٹے شاہ صاحب کو اپنے ساتھ کراچی لے کر آئیں لیکن حاجی الٰہی بخش مرحوم کو بھی خالی ہاتھ واپس آنا پڑا۔اس کے باوجود قبلہ بڑے شاہ صاحب تھکے نہیں بلکہ خط و کتابت کے ذریعے چھوٹے شاہ صاحب سے رابطے میں رہے اور اصرار کرتے رہے، بالآخر آپ کے پیہم اصرار نے ۱۹۶۵ء میں چھوٹے شاہ صاحب کو کراچی لانے میں کامیابی حاصل کرلی۔

دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کا پہلا طالب علم

1965ء میں دارالعلوم انجمن قمرالاسلام سلیمانیہ کے بانی و ناظم اعلیٰ سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی نے جب سید عظمت علی شاہ ہمدانی کو کراچی بلوالیا تو انھیں آپ کی ادھوری تعلیم کی تکمیل کا خیال ستانے لگا۔تو قبلہ بڑے شاہ صاحب نے علامہ غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ جنھوں نے ''صرف گھوٹوی'' نامی کتاب بھی لکھی ہے، ان کے صاحبزادے حضرت علامہ عبدالحئی چشتی رحمۃ اللہ علیہ جو جامعہ اسلامیہ بہاول پور کے نائب شیخ الجامعہ (وائس چانسلر) تھے، ان سے رابطہ کیا اور ان سے پنے مدرسہ میں علومِ عربیہ پڑھانے کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے درخواست کی جو انھوں نے بصد عزت واحترام قبول فرمائی اور دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ میں پہلے مدرس علوم عربیہ کے طور پر خدمات انجام دینے کیلئے تشریف لائے۔دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کے شعبہ علوم عربیہ کا پہلا طالب علم ہونے کا اعزاز حضرت علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی کے پاس ہے اور آپ کے ساتھی طلبہ میں حضرت مولانا بشیر احمد تونسوی (جو بعد میں دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ میں مدرس بھی رہے) اور جی۔اے حق (یہ مشہور محقق ومصنف ہیں) علامہ عبدالحئی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں اور محمد خان چشتی گولڑوی بھی سابقون الاولون میں شامل ہیں۔

حضرت علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی کی باقاعدہ دستار بندی 1972ء کو بھیرہ شریف مین ہوئی تھی۔لیکن اس کے بعد بھی آپ نے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور بابائے اردو کالج سے گریجویشن کیا۔بعدا ں 1975 میں جب حضرت علامہ سید منتخب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کراچی یونیورسٹی سے کلیہ معارف اسلامیہ کی ڈین شپ سے ریٹائر ہوئے تو قبلہ سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی

Marfat.com

نے ان سے درخواست کی کہ وہ دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ میں دورۂ حدیث کی تدریس کے لیے تشریف لائیں تو حضرت علامہ سید منتخب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ نے قبلہ بڑے شاہ صاحب کی درخواست کو شرفِ قبولیت بخشا اور تادم آخر دارالعلوم سے وابستہ رہے۔ چنانچہ علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی کے لیے تحصیل علم حدیث کا یہ سنہری موقع تھا جس سے انھوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا تھا۔

چھوٹے شاہ صاحب جب بھیرہ شریف میں زیرِ تعلیم تھے تو آستانہ عالیہ سیال شریف میں دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام کے افتتاح کے موقع پر حضور ضیاء الامت علیہ الرحمۃ آپ کو اپنے ساتھ لے گئے۔ وہاں کراچی سے حضرت علامہ سید منتخب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ دورانِ تقریر حضور شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آج اگر علامہ سید منتخب الحق قادری سیال شریف آجائیں تو میں ان سے استفادہ کروں گا اور سبق پھر پڑھوں گا۔ تب سے علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی کے دل میں تھا کہ جب موقع ملے گا، میں ان سے ضرور پڑھوں گا۔

قبلہ چھوٹے شاہ صاحب کو سیکھنے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ قبلہ چھوٹے شاہ صاحب اور میجر خضر حیات صاحب، سید مبارک حسینؒ سے انگلش پڑھنے کے لیے ان کے گھر جاتے تھے۔ پھر سید مبارک حسین شاہ صاحب دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کے پہلے خزانچی اور پھر انگلش کے استاد مقرر ہوئے۔ جس سے ہم جیسے نالائقوں کو بھی انگلش سیکھنے کا موقع ملا اور یوں چھوٹے شاہ صاحب ہمارے، ہم مدرسہ و ہم استاد ہو گئے۔

علاوہ ازیں ڈاکٹر صغیر حسن معصومی بھی دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کے شعبہ علوم عربیہ کے مدرس رہے ہیں، ان کو بھی قبلہ بڑے شاہ صاحب شیخ ثانی بن عبداللہ کے توسط سے لے کر آئے تھے۔ اس سے پہلے وہ متحدہ عرب امارات کے قونصل خانے میں کام کرتے تھے۔ حضور ضیاء الامت علیہ الرحمہ نے اپنے لختِ جگر حضرت پیر امین الحسنات شاہ صاحب کو بھی دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ میں پڑھنے کے لیے بھیجا تو وہ علامہ سید منتخب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ حدیث اور شیخ عبدالغنی سے ادب عربی پڑھتے تھے۔ تب علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی صاحب دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کے مہتمم اور علامہ مختار ضیاء صاحب مدیر تعلیم تھے۔

Marfat.com

دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کا پہلا مہتمم

دارالعلوم انجمن قمرالاسلام سلیمانیہ کا افتتاح تحریک پاکستان کے عظیم مجاہد حضرت علامہ مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا، جبکہ حضور شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی سال قدم رنجہ فرمایا تھا اور اپنے تاثرات میں لکھا:

''میں نے آج اس مدرسہ مبارکہ کی زیارت کی ہے جس سے نبی ﷺ کے دور کی یاد تازہ ہوگئی ہے۔ جب چٹائیوں پر بیٹھ کر صحابہ کرام کی مقدس ہستیاں اللہ کے آخری رسول ﷺ سے علم دین پڑھا کرتی تھیں''۔

دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کے پہلے مہتمم ہونے کا اعزاز حضرت علامہ مولانا عبدالغفور صاحب کے حصے میں آیا تھا۔ انہی کے دور میں انجمن کا منشور تیار کیا گیا تھا اور مدرسہ بھی رجسٹرڈ ہوا تھا۔ بعدازاں 1965ء میں انھوں نے استعفیٰ دے دیا تھا۔ جس کے بعد دارالعلوم انجمن قمرالاسلام سلیمانیہ کے بانی و ناظم اعلیٰ قبلہ بڑے شاہ صاحب نے حضرت علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی کو ادارے کا مہتمم مقرر فرمایا تھا۔ جو کئی نشیب و فراز سے گزرنے کے بعد اب بھی دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کے مہتمم ہیں۔

بھیرہ شریف واپسی:

۱۹۶۳ء میں جب چھوٹے شاہ صاحب دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف میں داخل ہوئے تو طلبہ کی تعداد صرف پندرہ تھی۔ اور دندہ شاہ بلاول کے سادات میں سے ہونے کی وجہ سے حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ ازہری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الاسلام حضور خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خاص توجہات اور شفقتوں کے ٹھنڈے سائے میں رہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ۱۹۶۵ء میں کراچی آئے تو آپ کا دل نہیں لگتا تھا۔ دو سال آپ نے رو رو کر قمرالاسلام میں گزارے۔ اس دوران ۱۹۶۶ء میں قبلہ چھوٹے شاہ صاحب اپنے برادر بزرگوار حضرت پیر سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی کے ہمراہ جب سیال شریف میں حضور شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے چھوٹے شاہ صاحب کو شیخ الاسلام

Marfat.com

کے دست حق پرست پر بیعت کرادیا۔ بالآخر قبلہ چھوٹے شاہ صاحب واپس بھیرہ شریف تشریف لے گئے۔ چھوٹے شاہ صاحب مزید دو سال بھیرہ شریف میں زیرِ تعلیم رہے۔ ۱۹۷۰ء میں آپ واپس دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ آ گئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ اب قبلہ چھوٹے شاہ صاحب کے دل کا ترانہ ہی دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ ہے:

اس کی ضیا پاشی فروزاں تر ہو یا رب ہر گھڑی
ضو فشاں ہر دم رہے یا رب قمر اسلام کا
دل نشیں کر کے بنایا جس کو مقصودِ حیات
جان سے پیارا ہے عظمت کو قمر اسلام کا

طلبہ کیلئے تعلیمی نصاب کی تیاری

دار العلوم انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ کے بانی و ناظم اعلیٰ حضرت پیر سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی نہایت زیرک و دانا انسان ہیں۔ انھوں نے طلبہ کیلئے تعلیمی نصاب کی تیاری کے لیے ایک کمیٹی بنائی جس میں حضرت علامہ پروفیسر ضیاء المصطفیٰ قصوری، حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی اور علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی دامت برکاتہم بھی شامل تھے۔ چنانچہ حضرت پیر سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی کی خاص ہدایت پر ہی قبلہ چھوٹے شاہ صاحب نے دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کے طلبہ کیلیے تعلیمی نصاب مرتب کرنے کے سلسلے میں حضور ضیاء الامت علیہ الرحمۃ سے مشاورت و مراسلت بھی کی تھی تا کہ دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے نصاب کے مطابق نصاب تیار کیا جاسکے۔ چنانچہ حضور ضیاء الامت علیہ الرحمہ نے قبلہ چھوٹے شاہ صاحب کی یوں راہنمائی فرمائی تھی:

''جب کوئی نصاب تجویز ہو جائے تو مجھے بھی مطلع فرما دیں۔ حسبِ ارشاد نصاب اور فارم داخلہ ارسال خدمت ہیں۔'' (مکاتیب ضیاء الامت۔ ص ۱۰۲)

ایک دوسرے خط میں یوں استفسار فرمایا:

''کیا مولانا منتخب الحق صاحب کو آپ نے ہمارا نصاب دکھایا تھا۔ اس کے متعلق ان کی

Marfat.com

کیا رائے تھی۔ کیا وہ اس میں کوئی ردو بدل مناسب سمجھتے ہیں۔ اگر ان کی رائے سے مطلع کریں تو بڑی مہربانی ہوگی۔

اس دفعہ ایک نصاب کی جگہ آپ کو دو نصاب بھیج رہا ہوں۔ ایک دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کا اور ایک جامعہ الخضر اسلام آباد کا۔'' آپ اپنے حالات کے مطابق اس نصاب میں جو تبدیلیاں کرنا چاہتے ہیں وہ ضرور کرلیں۔ اگر وہاں یہ اندیشہ ہے کہ لڑکے چھوڑ کر چلے جائیں گے تو پھر وہی سابقہ تجویز ٹھیک ہے۔ (مکاتیب ضیاء الامت۔ص ۱۲۳۔۱۲۴)

دارالعلوم انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ کے بانی و ناظم اعلیٰ حضرت پیر سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی دارالعلوم کا الحاق جامعہ اسلامیہ بہاولپور سے چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں انھوں نے قبلہ چھوٹے شاہ صاحب کو حضور ضیاء الامت علیہ الرحمۃ سے رابطہ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ جس پر قبلہ چھوٹے صاحب نے حضور ضیاء الامت علیہ الرحمۃ کو ایک خط لکھا اور ساتھ ہی جامعہ اسلامیہ بہاولپور کا نصاب بھی بھیجا تا کہ حضور ضیاء الامت علیہ الرحمہ کے مشورے سے دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کا الحاق جامعہ اسلامیہ بہاولپور سے ہو جائے۔ مگر ضیاء الامت علیہ الرحمہ نے جواباً خط میں لکھا:

> '' جامعہ اسلامیہ سے الحاق کرنے یا نہ کرنے کا مسئلہ زیرِ غور ہے۔ ان کے نصاب کو جتنا گہری نظر سے دیکھا جاتا ہے اس کی سطحیت ابھرتی جاتی ہے۔ لیکن چند روز تک اس کا تصفیہ ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد اپنی رائے اور نصاب کے متعلق عرض کروں گا۔'' (مکاتیب ضیاء الامت، ص ۹۷)

بعدہٗ دارالعلوم انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ کے بانی و ناظم اعلیٰ حضرت پیر سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی قبلہ چھوٹے شاہ صاحب کو اپنے ساتھ حج پر لے گئے۔ وہاں شیخ عبداللہ بن باز سے بھی ملاقات کی تھی۔ ایک طرف تو قبلہ بڑے شاہ صاحب نے شیخ عبدالرزاق کے ذریعے جامعہ اسلامیہ مدینۃ المنورہ کے رئیس شیخ عبداللہ بن باز سے انتہائی قریبی دوستانہ تعلق قائم کرلیا تھا تو دوسری طرف جامعہ اسلامیہ مدینۃ المنورہ میں ایک سنی کلرک سے رابطہ ہو گیا تھا جس سے قبلہ بڑے شاہ صاحب دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کا الحاق و معادلہ جامعہ اسلامیہ مدینۃ المنورہ سے

Marfat.com

کرانے میں کامیاب ہوگئے تھے جس کالیٹر اسی سنی نوجوان کے ذریعے ہی بذریعہ ڈاک پاکستان آیا تھا۔اپنے ان رابطوں کی وجہ سے قبلہ بڑے شاہ صاحب نے نہ صرف جلالۃ الملک شاہ فیصل مرحوم سے تن تنہا ملاقات کی تھی بلکہ شاہ خالد مرحوم سے بھی ڈاکٹر اشرف صاحب کی معیت میں ملاقات کی تھی اور شیخ عبداللہ بن باز سے ہر سال 50 ہزار روپے امداد بھی وصول کرتے تھے تا آنکہ ایک دفعہ آپ طائف میں شیخ عبداللہ بن باز سے ملاقات کے لیے طائف تشریف لے گئے تو اپنے اثر ورسوخ اور تعلقات کی بناء پر ڈائریکٹ اندر تشریف لے گئے جبکہ قطار میں بیٹھے ملاقاتیوں میں ایک پاکستانی حاسد مولوی منظور احمد چنیوٹی حسد کی آگ میں جل گیا اور اس نے اندر جا کر شیخ عبداللہ بن باز کے سامنے ''دھواں'' چھوڑتے ہوئے کہا ''یہ قبوری'' ہے۔ شیخ عبداللہ بن باز نے قبلہ بڑے شاہ صاحب سے کہا: ''هل أنت قبوری''؟ آپ نے جواب دیا: ''اللہ کی قسم دارالعلوم بنوری ٹاؤن میں قبر موجود ہے۔ دارالعلوم کراچی میں قبر موجود ہے، لیکن دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ میں کوئی قبر نہیں ہے۔ ہم سب سے بڑے موحد ہیں، مگر حسد کی آگ اپنا کام کر چکی تھی۔ یہ سالانہ امداد بند ہوگئی لیکن جب تک دارالعلوم کا الحاق ومعادلہ جامعہ اسلامیہ مدینۃ المنورہ سے ہو چکا تھا۔ جو بعدازاں اُس وقت کے مہتمم کی غفلتوں کے سبب ہمیشہ کے لیے منسوخ ہوگیا، نہ جانے کیوں وہ طلبہ کو جامعہ اسلامیہ مدینۃ المنورہ میں داخلے کیلئے تیار کر کے نہ بھیج سکے۔

مسجد ومدرسہ کی تعمیر میں حصہ:

دارالعلوم انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ ابھی کچے کمروں پر ہی مشتمل تھا کہ بانی وناظم اعلیٰ حضرت پیر سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی نے اپنے رفقائے کار جناب حافظ عبدالرشید مرحوم اور جناب محمد یار سعیدی کے ساتھ مل کر مدرسہ ومسجد کی تعمیر کیلئے کوششیں شروع کردیں اور پہلی کوشش کے نتیجے میں مملکت سعودیہ عربیہ کے سفیر جناب صالح فتانی مدرسہ ومسجد کی جگہ کا معائنہ کرنے کیلئے تشریف لائے اور پھر شیخ ثانی بن عبداللہ تشریف لائے تھے، جن سے ملاقاتوں کا سلسلہ ابھی جاری تھا کہ قبلہ بڑے شاہ صاحب بیرون ملک سفر پر روانہ ہوگئے۔

قبلہ بڑے شاہ صاحب جب بیرون ملک سفر پر جایا کرتے تھے تو ان کی غیر موجودگی میں تمام تر ذمہ داری حضرت علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی دامت برکاتہم کے کندھوں پر آجاتی

Marfat.com

تھی۔ بقول قبلہ چھوٹے شاہ صاحب کہ ''ہم نے بڑے شاہ صاحب کی غیر موجودگی میں ہی شیخ ثانی سے مسجد و مدرسہ کی تعمیر کی بات کی تھی اور انہیں کے مشورے پر مسجد کو اندر سے نکال کر لبِ سڑک لایا گیا تھا۔تب وہ مسجد و مدرسہ کی تعمیر پر تیار ہوئے تھے۔

۱۹۷۲ء میں جب مسجد و مدرسہ کی تعمیر مکمل ہوگئی تو شیخ ثانی بن عبداللہ نے کہا کہ یہ ساتھ والی جگہ (ہسپتال والی) بھی خرید لو تو میں بنوا دیتا ہوں۔ وہ جگہ اللہ بچایا مرحوم، حافظ رشید مرحوم، محترم جناب یار محمد سعیدی صاحب اور قبلہ چھوٹے شاہ صاحب کی تھی۔

اس زمانے میں =/25000 (پچیس ہزار) روپے فی پلاٹ کے حساب سے یہ جگہ خرید کر شیخ ثانی بن عبداللہ نے دومنزلہ خوبصورت عمارت بنوائی تھی۔جس کے اندر مدرسہ کا دفتر، ٹیلرنگ شاپ، ڈپنسری کے لیے ڈاکٹر اشرف کا ایک کمرا، باورچی خانہ وطعام گاہ تھی۔ جبکہ دوسری منزل پر تحفیظ القرآن کے طلبہ کیلئے ہاسٹل اور بعد میں ایک بہت بڑی لائبریری بھی قائم کی گئی تھی۔ اس وقت علامہ ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی ناظم تعلیمات اور لائبریری انچارج تھے۔اس لائبریری کیلئے ایک لاکھ درہم کی کتب شیخ زید بن سلطان نے عطیہ کی تھیں۔

۱۹۷۴ء میں بڑے شاہ صاحب کی غیر موجودگی میں ہی متحدہ عرب امارات کے صدر شیخ زید بن سلطان النہیان دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ میں عصر کی نماز کے وقت شیخ ثانی بن عبداللہ کے ساتھ تشریف لائے تھے۔انہوں نے معائنہ فرمایا اور مسجد و مدرسہ کی تعمیر پر خوشی کا اظہار کیا اور مدرسہ کے دیگر اخراجات برداشت کرنے کا بھی ذمہ اٹھایا تھا۔

چھوٹے شاہ صاحب دبئی میں:

یہ غالباً 1977ء کی بات ہے کہ قبلہ سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی نے دبئی کے مضافاتی علاقے کسیس میں مسجد الحبیب کی بنیاد رکھی۔ قاری محبوب الرحمن کوہاٹی کو وہاں امام اور معلم مقرر کیا گیا جو تاحال اپنی ذمہ داریاں بحسن وخوبی نبھا رہے ہیں جبکہ قبلہ چھوٹے شاہ صاحب مسجد الحبیب کے خطیب مقرر ہوئے تھے۔آپ اپنی اہلیہ سمیت وہاں شفٹ ہوگئے تھے۔آپ کے دونوں صاحبزادوں کی پیدائش بھی دبئی میں ہی ہوئی تھی۔ وہاں مسجد سے ملحقہ کمرے میں مزدور سوتے تھے،جن کے سگریٹ پینے کی عادت نے کمرے کو آگ لگادی جس سے دیگر سامان کے

Marfat.com

ساتھ قبلہ چھوٹے شاہ صاحب کی کتب اور ڈائریاں بھی جل کر راکھ ہوگئی تھیں۔اس دوران یہاں دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ میں شیخ عبدالجواد اور شیخ عبدالغنی کی ریشہ دوانیوں نے ماحول کو گرم کر رکھا تھا۔شیخ عبدالجواد زبردست منتظم اور قابل مدیر تھے مگر بعض اندرونی عناصر سے مل کر مدرسہ و مسجد پر قبضہ کی کوشش کرتا رہتا تھا۔

ایسے ہی ایک موقع پر شیخ عبدالجواد نے قبلہ بڑے شاہ صاحب سے کہا کہ آپ مدرسہ کے معاملات میں مداخلت نہ کیا کریں۔ مدرسہ چل رہا ہے اور اخراجات متحدہ عرب امارات سے آرہے ہیں۔آپ اپنے گھر بیٹھیں اور آرام کریں جس پر قبلہ بڑے شاہ صاحب نے فرمایا:

''میں نے ہی آپ کو مدرسہ کا مدیر بنایا ہے اور آپ مجھے ہی دھکا دے رہے ہیں''۔

جس پر شیخ عبدالجواد نے کہا کہ:''مدرسہ و مسجد شیخ ثانی بن عبداللہ نے بنوایا ہے میں چلا رہا ہوں، آپ کون ہیں''؟ میں ابھی شیخ ثانی سے کہتا ہوں''۔وہ شیخ ثانی بن عبداللہ کے گھر پہنچ گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے قبلہ بڑے شاہ صاحب بھی پہنچ گئے۔وہاں شیخ ثانی بن عبداللہ نے بھی قبلہ بڑے شاہ صاحب سے کہا:''شاہ منظور! آپ جو یہ بھاگ دوڑ کرتے رہتے ہیں، نہ کریں اور گھر میں آرام کریں۔مدرسہ شیخ عبدالجواد چلا رہا ہے''۔جس پر قبلہ بڑے شاہ صاحب نے فرمایا:''میں کیسے گھر بیٹھ جاؤں کہ میں گورنمنٹ آف پاکستان، عوام الناس اور آپ کا مسؤل ہوں''۔شیخ ثانی بن عبداللہ نے کہا:'' شف! انجمنیہ، قمریہ، اسلامیہ''۔مسجد و مدرسہ میں نے بنایا ہے اور میں چلا رہا ہوں، آپ کون ہیں''؟ اور شیخ ثانی نے پولیس کو بلوالیا۔پولیس کے سربراہ نے بھی قبلہ بڑے شاہ صاحب کو کہا کہ مدرسہ و مسجد میں مداخلت چھوڑ دیں۔ یہ عربی چلا رہے ہیں، ان کو چلانے دیں۔ جب قبلہ بڑے شاہ صاحب نہ مانے تو شیخ عبدالجواد نے دھمکی دیتے ہوئے کہا:''میں ابھی شیخ زید (متحدہ عرب امارات کے حکمران) کو فون کرتا ہوں۔وہ جنرل ضیاء کو فون کرے گا تو وہ آپ کو کان سے پکڑ کر باہر نکال دے گا''۔تب قبلہ بڑے شاہ صاحب کو فکر ہوئی کہ مبادا شیخ عبدالجواد دبئی میں سید عظمت علی شاہ ہمدانی کو کوئی نقصان نہ پہنچائے، لہٰذا حفظ ماتقدم کے طور پر قبلہ بڑے شاہ صاحب نے چھوٹے شاہ صاحب کو دبئی سے کراچی بلوالیا تھا۔

پھر قبلہ بڑے شاہ صاحب نے وکیل سے بات کی اور شیخ عبدالجواد اور شیخ عبدالغنی

Marfat.com

کے نام سمن لے کر شیخ ثانی کے پاس گئے، وہ دونوں وہیں بیٹھے تھے۔اُن سے دستخط کرائے اور معاملہ عدالت میں چلا گیا۔شیخ ثانی نے خود کہا کہ تم دونوں جاؤ تمھیں پولیس بلا رہی ہے، جب عدالت میں پیشی ہوئی تو جج نے شیخ عبدالجواد سے پوچھا، آپ مدیر ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ جج نے پھر پوچھا، آپ کے پاس کوئی تحریری دستاویز ہے؟ اس نے کہا، نہیں۔تو جج نے کہا کہ تو پھر لکھی ہوئی دستاویز کے مطابق آپ ایک استاد ہیں اور آج سے فارغ ہیں۔جس کا جواب ان کے پاس نہیں تھا۔یوں کیس ختم ہوگیا اور شیخ ثانی بن عبداللہ سے قبلہ بڑے شاہ صاحب کی پھر سے دوستی ہوگئی اور اس کے بعد شارجہ کے حکمران شیخ راشد بھی دارالعلوم انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ میں تشریف لائے تھے۔

طلبہ کی تعلیم و تربیت:

قبلہ چھوٹے شاہ صاحب دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کے طلبہ کی تعلیم و تربیت کیلئے کوشاں رہتے تھے۔اور اپنی ان کوششوں سے حضور ضیاء الامت علیہ الرحمہ کوآگاہ کرتے رہے تھے۔ چنانچہ کسی ایسے ہی خط کے جواب میں حضور ضیاء الامت علیہ الرحمہ نے چھوٹے شاہ صاحب کو لکھا:

> ''میرے نزدیک وردیاں، جبےاور ڈیسک وغیرہ سب ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔اولین درجہ تعلیم و تربیت کا ہے۔تعلیم ٹھوس ہو اور تربیت محکم اور سنوار ہو۔تعلیم و تربیت کو اولین مقام دیتے ہوئے اس معاملہ میں جتنا کچھ آپ کر سکتے ہیں سب مبارک ہے۔'' (مکاتیب ضیاء الامت، ص ۱۰۷)

ایک دوسرے خط میں حضور ضیاء الامت علیہ الرحمہ نے طلبہ کی تربیت کے حوالے سے ٹی۔وی کے کردار پر یوں روشنی ڈالی ہے:

> ''ٹی۔وی میں اصلاحی پروگرام برائے نام اور عیش و طرب زیادہ ہے۔ طلبہ کو اس کچی عمر میں ایسی چیزوں سے مانوس کر دینا مجھے تو خلاف مصلحت نظر آتا ہے۔ایسا پاکیزہ ماحول پیدا کریں کہ ان کی نگاہ بہک نہ سکے اور ان کا دل بھٹک نہ جائے۔'' (مکاتیب ضیاء الامت، ص ۹۷۔۹۸)

۱۶/ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو ہم مادرِ علمی دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ حاضر ہوئے۔قبلہ چھوٹے

Marfat.com

شاہ صاحب سے شرف ملاقات حاصل ہوا تو آپ نے فرمایا: ''مدرسے کی تنخواہیں پوری نہیں ہوتی ہیں۔ ہمارے اندر اخلاص بھی نہیں رہا ہے۔ بزرگوں کی باتیں پڑھتے ہیں تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارا زکوٰۃ لینا بھی ٹھیک نہیں ہے۔ فی سبیل اللہ کے تحت مصارف زکوٰۃ کا وسیع مفہوم ہے مگر ہمارے علماء کا فتویٰ ہے کہ اساتذہ کو زکوٰۃ کے پیسے سے تنخواہ نہیں دے سکتے۔ جبکہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

مہتمم حضرات بچوں کے امین بن کر زکوٰۃ لے سکتے ہیں''۔ یہ بات فوز المقال میں بھی ہے اور حضور ضیاء الامت نے بھی لکھا ہے کہ: ''اور جہاں چاہیں خرچ کر سکتے ہیں۔''

پھر راقم سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: معصومی صاحب! بچوں کی تربیت کیسے کریں؟ راقم نے عرض کیا: حضور! ذکر کا حلقہ قائم کریں اور بچوں کی روحانی تربیت فرمائیں۔ ان کو اپنے جیسی شکل و صورت، وضع قطع دے کر اور اپنے جیسا لباس پہنا کر ان کا ظاہر بدل دیں۔ باطن اللہ بدل دے گا۔

اس پر قبلہ چھوٹے شاہ صاحب نے فرمایا:

میں اساتذہ سے کہتا رہتا ہوں کہ بچوں کو سمجھایا کریں۔ جمعرات کو ذکر کا حلقہ بھی ہوتا ہے۔ مگر جب استاد ہی نہیں آتے تو طلبہ بھی غور نہیں کرتے۔

راقم نے عرض کیا: آپ ذرا سختی فرمائیں اور ان روحانی و تربیتی معمولات کے نفاذ میں کوئی عذر قبول نہ فرمائیں جو سستی دکھائے اسے سزا دیں۔

اس پر قبلہ چھوٹے شاہ صاحب نے فرمایا: ''تو آپ ہمارے پاس آجائیں ناں! ذرا بچوں کو ٹھیک کریں۔''

راقم کے جواب دینے سے پہلے ہی ایک مہمان آ گئے۔ بات دوسری طرف چل پڑی۔

ایک دفعہ ملاقات ہوئی تو قبلہ چھوٹے شاہ صاحب نے فرمایا:

ہم چاہتے ہیں کہ سابقین کیلئے ایک پیریڈ صحیح بخاری کیلئے رکھیں۔ ویسے بھی کوئی پڑھتا ہے آدھی اور کوئی پڑھتا ہے پاؤ بھر! ہم طلبہ کو بخاری کی حدیث کی ''سند'' دیں گے کیونکہ شہادۃ تو ہر کوئی دیتا ہے سند نہیں دیتے۔

Marfat.com

پھر فرمایا: آپ نے بھی بخاری پڑھی ہے؟

راقم نے عرض کیا: جی ہاں! دوبار مکمل پڑھی ہے۔

راقم کو وہ دن یاد آنے لگے جب ہم تمام طلبہ بڑے شاہ صاحب کو درخواستیں لکھ کر دیا کرتے تھے کہ "دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کے مہتمم حضرت علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی دامت برکاتہم ہمیں پڑھایا کریں۔ کوئی ایک ہی پیریڈ لے لیں، مگر طلبہ کو کامیابی نہیں ملی۔ آج یہ سمندر خود چھلکنے کو بے قرار ہے لیکن افسوس کہ ہمیں فرصت نہیں۔

مکاتیب ضیاء الامت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قبلہ چھوٹے شاہ صاحب نے طلبہ کی علمی وادبی سرگرمیوں کو آگے بڑھانے کیلئے بزم طلبہ کا آغاز کیا اور اس کے نام کیلئے چھوٹے شاہ صاحب نے حضور ضیاء الامت علیہ الرحمہ سے مشاورت کی۔ جس پر حضور ضیاء الامت نے چھوٹے شاہ صاحب کو خط میں لکھا: "طلبہ کی بزم کے دو نام ذہن میں آتے ہیں:

(۱) ندوۃ الطلبہ (ہم نے یہی نام رکھا ہوا ہے)

(۲) **نهضة الطلبة الاسلامية** (اس کا معنی ہے طلبہ کی اسلامی نشاۃ ثانیہ)

ان میں سے جو نام آپ کو پسند ہو۔ (مکاتیب ضیاء الامت، ص ۱۰۸۔۱۰۹) البتہ ہم نے قمرالاسلام میں بزم طلبہ کو بزم سلیمانیہ کے نام سے ہی کام کرتے دیکھا ہے اور یہ نام غالباً قبلہ بڑے شاہ صاحب کا تجویز کردہ ہے۔

تجاویز کی مقبولیت:

عالم شریعت، عارفِ حقیقت عظمت دین وملت حضرت علامہ پیر سید عظمت علی شاہ ہمدانی دامت برکاتہم کے الفاظ میں بڑی تاثیر پائی گئی ہے۔ آپ نے اپنے زمانہ طالب علمی میں اپنے استاد گرامی جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کیلئے "ضیاء الامت" کا لقب تجویز فرمایا تھا۔ جسے اتنی مقبولیت و پزیرائی حاصل ہوئی کہ آج "ضیاء الامت فاؤنڈیشن" سمیت دنیا بھر میں کئی ادارے دین کی تبلیغ واشاعت کا کام کررہے ہیں۔ "ضیاء الامت" کا لقب بھی اب تاریخ میں امر ہوگیا ہے۔

دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کے دیرینہ خدمت گار اور بڑے شاہ صاحب کے بااعتماد

Marfat.com

ساتھی محترم جناب ''محمد یار صاحب'' کو لوگ ''ماسٹر'' کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔

قبلہ چھوٹے شاہ صاحب نے ان سے پوچھا:

آپ کسی کے مرید بھی ہیں؟

تو انہوں نے جواب دیا: جی میں علامہ احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں۔

جس پر چھوٹے شاہ صاحب نے فرمایا: آپ اپنے نام کے ساتھ ''سعیدی'' لکھا کریں۔ یہ اسم نسبتی اتنا مقبول ہوا کہ آج ''ماسٹر محمد یار کو شاید کوئی نہیں جانتا جبکہ ''سعیدی صاحب'' کو ہر کوئی جانتا ہے۔

ادبی صلاحیتیں:

حضرت علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی دامت برکاتہم بلند پایۂ عالمِ دین ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت پُر اثر ادیب و خطیب بھی ہیں۔ کئی مواقع پر آپ نے اپنی ان صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے۔ اسی حوالے سے حضور ضیاء الامت علیہ الرحمہ کے الفاظ ہی ان کے لیئے سند امتیاز ہیں۔ چنانچہ ایک خط میں حضور ضیاء الامت علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

> ''ضیاء حرم کے پہلے شمارے میں آپ کا خط پڑھا۔ پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ آپ کی عبارت میں جو سلاست اور روانی، آپ کے اسلوب میں جو شگفتگی اور خلوص ہے وہ اپنے قاری کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔
>
> اللہ کرے زور قلم اور زیادہ!
>
> کاش اب آپ اپنی اس صلاحیت کو منظم طور پر بروئے کار لانے کیلئے وقت نکالیں۔''

(مکاتیب ضیاء الامت، ص ۱۳۱)

چھوٹے شاہ صاحب شاعرانہ ذوق سے بھی مالا مال ہیں۔ لیکن منظم طور پر وہ اپنی ادبی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکے یا نہیں! اس کا جواب قبلہ چھوٹے شاہ صاحب ہی بہتر جانتے ہیں۔

القابات کی جنگ:

ایک دفعہ راقم دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کے دفتر میں قبلہ چھوٹے شاہ صاحب کے

Marfat.com

ساتھ بیٹھا تھا کہ ہمارے ایک سابق ساتھی ڈاکٹر حبیب الرحمٰن بن علامہ پروفیسر سعید الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے تو قبلہ چھوٹے شاہ صاحب نے استفسار فرمایا کہ:

مولانا دعوت نامہ لائے ہیں؟

انہوں نے جواباً کہا: جی!

تو چھوٹے شاہ صاحب نے فرمایا:

ٹی۔وی پہ سلائیڈ دیکھی تھی اس میں پروفیسر مقصود الٰہی کے ساتھ اب تو (سائیں) بھی لگا دیا گیا ہے۔

انہوں نے کہا: ''سائیں'' تو پہلے بھی بولا جاتا تھا۔

پھر شاہ صاحب فرمانے لگے: ''اب تو لوگ ایسے ایسے القابات لگانے لگے ہیں کہ شک ہونے لگتا ہے کہ وہ غوث اعظم تھے یا یہ ہیں۔ موہڑہ شریف والوں کو دیکھا ہے۔ بھائی! یہ القابات بھی سوچ سمجھ کر لگانے چاہییں۔ ایک دفعہ کسی نے میرے لیے ''مفتی اعظم'' کہہ دیا تھا تو میں نے کہا کہ:

میں تو مفتی بھی نہیں ہوں تو پھر ''مفتی اعظم'' کیسے ہوا؟

پھر فرمایا: علماء کی ایک مجلس میں، میں نے کہہ دیا کہ ہمارا ''مفتی اعظم'' بھی کوئی ایک ہی ہونا چاہیے جبکہ میں ''قائد اہلسنت'' بھی صرف علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھتا تھا اور سمجھتا ہوں۔

پھر فرمایا القابات کی جنگ نے ہمیں ذاتی مفادات میں الجھا کر مقصدیت سے ہٹا دیا ہے۔ ہاں اگر کوئی بزرگ کچھ کہتا ہے تو کچھ دیکھ کر ہی کہتا ہے۔ جیسے حضور ضیاء الامت علیہ الرحمۃ نے مجھے ''عظمت دین وملت'' لکھا ہے۔ چنانچہ راقم نے مکاتیب ضیاء الامت میں پڑھا بھی ہے۔

راقم نے مکاتیب ضیاء الامت کا مطالعہ کیا ہے۔ جس میں بیشتر خطوط و مکاتیب سید عظمت علی شاہ ہمدانی دامت برکاتہم کے نام ہیں۔ جن میں حضور ضیاء الامت علیہ الرحمہ نے قبلہ چھوٹے شاہ صاحب کو مندرجہ ذیل القابات سے یاد فرمایا ہے:

میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور جگر کے ٹکڑے، عزیز ارجمند، الاعز الاکرم، اور الاعز الارشد! چنانچہ ایک خط میں حضور ضیاء الامت علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''اگر دوست کی آنکھ سے بہتر دوسرا کوئی آئینہ نہیں ہے تو میرے آنکھ کے

Marfat.com

آئینے میں جو آپ کی تصویر ہے اس کے مطابق آپ واقعی عظمت علی ہیں۔

اس لیے ''عظمت دین وملت'' ہیں۔ (مکاتیب ضیاء الامت، ص ۱۰۵)

راقم کی ڈائری سے:

۱۹۹۱ء میں راقم اپنی اسناد لینے کیلئے مادرِ علمی دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ گیا۔ ہماری اسناد میں ہمارا نام ''محمد اویس'' لکھا تھا جبکہ میٹرک کی سند میں ''حافظ محمد اویس'' لکھا تھا۔ ہم نے قبلہ چھوٹے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ ہمارے نام کے ساتھ ''حافظ'' کا اضافہ کر دیں۔ ہم نے اصرار کیا تو فرمایا بہتر تھا کہ آپ میٹرک کی سند میں سے بھی ''حافظ'' نکلوا دیں۔ ورنہ بیرونِ ملک اور بعض دفعہ اندرون ملک بھی آپ کو دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ ہم نہ مانے تو ہمارے کہنے کے مطابق نام کے ساتھ حافظ لکھ کر ہمیں اسناد عطا فرما دیں۔ مگر نام کے ساتھ ''حافظ'' کے اضافے کی دشواریاں آج تک محسوس ہو رہی ہیں۔

ایک دفعہ ہم مادرِ علمی دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ گئے تو قبلہ چھوٹے شاہ صاحب اوپر جانے والی سیڑھیوں کے پاس کھڑے تھے۔ ہم نے سلام عرض کیا تو مسکراتے ہوئے فرمایا: میں تو آپ کا ہی منتظر تھا۔

۲۰۰۴ء میں جب ہم جامع مسجد باب الاسلام سیکٹر 15-A/1 بفرزون نارتھ کراچی میں خدمات انجام دے رہے تھے تو ہم نے میلاد شریف کے عظیم الشان جلسے سے خطاب کیلئے آپ کو دعوت دی۔ آپ نے دعوت قبول فرمائی اور میلاد شریف کے عنوان پر نہایت پر مغز خطاب فرمایا۔ احقر کی کوششوں کی تعریف فرماتے ہوئے ہزاروں دعاؤں سے نوازا۔

جنوری ۲۰۱۰ء میں جب تلاش حق فاؤنڈیشن کی جانب سے ڈاکٹر محمد صحبت خان صاحب کو Ph.D کی تکمیل پر استقبالیہ دیا تو راقم قبلہ چھوٹے شاہ صاحب کو دعوت دینے کیلئے حاضر ہوا۔ ہم نے عرض کیا کہ آپ کو خصوصی دعوت ہے۔

فرمایا: خصوصی کیا ہوتی ہے؟ عرض کیا، آپ خطاب بھی کریں گے۔

فرمایا: طبیعت تو خراب ہے مگر ضرور آؤں گا۔ پھر آپ تشریف لائے اور اپنی خوبصورت گفتگو سے سامعین کو محظوظ کرتے ہوئے دعاؤں سے نوازا۔

Marfat.com

ایک دفعہ راقم مدرسہ گیا تو قبلہ چھوٹے شاہ صاحب نے فرمایا، اپنی مسجد میں دارالافتاء بھی قائم کریں۔ ہم نے عرض کیا کہ اگر آپ سرپرستی فرمائیں تو ضرور ایسا کریں گے۔ اسی اثناء میں استادگرامی حضرت علامہ مفتی عبدالعزیز سیالوی دامت فیوضھم بھی تشریف لے آئے۔ چھوٹے شاہ صاحب نے فرمایا: نمازعید کی دو یا تین جماعتیں ایک ہی مسجد میں کرنا کیسا ہے؟ مفتی صاحب نے جواباً فرمایا: عید کی نماز واجب علی الکفایہ ہے، لہٰذا جو رہ جائیں گے انہیں ثواب مل جائے گا۔ اس لیے نمازعید کی دوسری جماعت کی گنجائش نہیں ہے۔ جس پر قبلہ چھوٹے شاہ صاحب نے فرمایا: آپ تکلیف مالا یطاق تو دیتے ہیں کہ نفل نماز کی باجماعت اور فرض نماز کی جماعت ثانیہ کی اجازت وغیرہ۔ کبھی کبھی تو چلیے مان لیتے ہیں مگر مسلسل اور ہر روز کیسے جائز ہے۔

ایک موقع پر جب ملاقات کیلئے حاضر ہوئے تو قبلہ چھوٹے شاہ صاحب نے فرمایا: مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو ذکر بالجہر کو سختی سے منع کیا ہے اور بدعت لکھا ہے مگر موہری شریف والے ذکر بالجہر کرتے ہیں۔ کیوں؟ ہم نے عرض کیا کہ ہر وہ بزرگ جو علم وعمل کا حسین امتزاج و پیکر ہو وہ مجتہد فی الطریقت ہوتا ہے، جسے اپنی طرف سے کوئی وظیفہ جاری کرنے اور کسی دوسرے کو اجازت وخلافت دینے کی اجازت ہوتی ہے اور وہ اپنے سلسلے کے معمولات میں کمی یا اضافہ کرسکتا ہے اور آستانہ عالیہ موہری شریف کے سرخیل قبلہ عالم حضور خواجہ صوفی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ''ذکر بالجہر میرے گھر کی سوغات ہے'' اور یہ ایک علمی اختلاف ہے جس کی گنجائش موجود ہے۔

پھر فرمایا: شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تو ہوئے الف ثانی کے مجدد تو پھر الف اوّل کے مجدد کون ہیں؟ ہم نے عرض کیا: شاید صحیح تو ہمیں بھی معلوم نہیں ہے، البتہ ہم نے اپنی کتاب ''قیوم زماں'' میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لے کر اپنے پیر ومرشد حضور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ تک مجدد گنوادیئے ہیں۔ ایک ہی وقت میں کئی مجدد ہو سکتے ہیں۔ جیسے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلی اور حضور قبلہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ ایک ہی وقت میں مجدد گزرے ہیں۔

قبلہ چھوٹے شاہ صاحب نے فرمایا: کہ ''اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ خود

Marfat.com

کبھی بھی ایسے نہیں تھے، البتہ انہوں نے خلفاء بہت بنا دیئے تھے مگر بعد والوں نے انہیں اس انداز سے آگے بڑھایا ہے کہ جس سے ایسا لگنے لگا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ بھی انہیں لوگوں کی طرح کے تھے۔'' پھر فرمایا: یہ کہاں کا انصاف ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نسبت پانے کے لئے باقی نسبتیں اور سلاسل ترک کر دیئے جائیں؟

ہم نے عرض کیا: حضور ہمارے شیخ فرمایا کرتے تھے کہ جو دوسرے شیخ کی نفی کرتا ہے وہ شیخ بننے اور کہلانے کا مستحق ہی نہیں ہے۔

ایک موقع پر سنیوں کی تنزلی و تباہی کے اسباب بیان کرتے ہوئے فرمایا: تبلیغی جماعت اپنے علماء اور ائمہ کی معاون و مددگار ہے اور ایک ہم ہیں کہ ہر شہر، ہر ملک اور ہر جگہ اہلسنّت ہی اہلسنّت کا راستہ روکے کھڑا ہے۔ جو ایک المیہ ہے۔ آپ نوجوان ہیں۔ اس سلسلے میں شہر کراچی کا سروے کریں اور اہلسنّت کے متاثرہ ائمہ و علماء کا ریکارڈ جمع کریں تاکہ تمام فریقوں سے ایک وفد کی صورت میں ملاقات کر کے صورتحال کا جائزہ لیا جائے اور اہلسنت والجماعت کے درمیان اتفاق و اتحاد کی راہ ہموار کی جائے۔ ہم نے عرض کیا حضور یہ کام ہم جیسے ڈرپوک بندے سے نہیں ہو سکے گا۔

ایک ملاقات میں فرمایا: معصومی صاحب! آپ لوگ کھلے ڈلے لوگ ہیں جبکہ ہمارے ہاں ادب واحترام بہت ہے۔ ہم نے عرض کیا حضور! ہمارے ہاں مریدین میں جہالت و کم علمی ہے۔ اسی لیے سنجیدگی نہیں ہے اور مذاق کا نشانہ بنتے ہیں۔ جبکہ آپ کے ہاں علماء کی کثرت ہے، لہٰذا ان کا رنگ دوسرا ہے۔ اور پھر ادب ہی سب سے بڑا قدم بھی، راستہ بھی اور منزل بھی ہے۔

عموماً ملاقات کے وقت اس بات کا اعتراف فرمایا کرتے ہیں کہ محمد اویس معصومی، حافظ غلام خبیب، محمود احمد رضوی اور حافظ عبد الشکور قادری اپنے طور پر دارالعلوم کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے اور اوروں کے دل میں بھی اپنی مادرِ علمی کی خدمت کا جذبہ پیدا کر دے۔ ''مقالات اربعین'' پر تاثرات لکھتے وقت فرمایا:

میں نے مقالات تو زیادہ نہیں پڑھے، البتہ جو کچھ آپ نے اپنے بارے میں لکھا ہے وہ بہت پسند آیا ہے، کیونکہ بعد میں لوگ بھٹکتے رہتے ہیں کہ وہ کیا تھا؟ کہاں تھا؟

Marfat.com

حرفِ آخر:

عظمت دین و ملّت حضرت علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی دامت برکاتہم کی ان کاوشوں اور انتھک محنتوں سے ہماری طرح دیگر احباب بھی یقیناً ناواقف ہوں گے، کیونکہ ادب کا تقاضا تھا کہ کام کریں اور سہرا اپنے برادر بزرگوار محسن و مربی حضرت پیر سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی کے سر سجادیا کریں۔

حضور ضیاالامت علیہ الرحمۃ نے بھی چھوٹے شاہ صاحب کو نصیحت کرتے ہوئے لکھا تھا:

> ''میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھیں۔ ہمارے پاس عظمت علی شاہ ایک ہی ہے۔ اس کی زندگی بے مقصد نہیں گزرنی چاہیے۔ اس کا ہر لمحہ نتیجہ خیز ہونا چاہیے۔ طلبہ کی تعداد اتنی رکھیں۔ جن کی آپ خوب تربیت کرسکیں تاکہ چند سال بعد آپ کو اپنی محنت کا ثمر نظر آنے لگے۔ ہمارے پاس بڑے بڑے علماء ہیں، بڑے بڑے دارالعلوم ہیں لیکن اس کم نگاہ کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم ان سے صحیح فائدہ نہیں اُٹھا رہے اور یہ احساس میرے لیے انتہائی دکھ کا باعث ہوتا ہے۔ خدا کرے آپ ان تمام امور سے بلند ہوکر کام کریں۔ فوری اور ناپائیدار کامیابی اور ترقی کے بجائے ایسی کامیابی کے حصول کیلئے کوشاں رہیں جو دائمی اور حقیقی ہو۔ قبلہ شاہ صاحب مدظلہ (سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی) کا تعاون اور ان کی سرپرستی آپ کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ان کی ذہانت، معاملہ فہمی، طبع رسا اور بلند حوصلگی اور آپ کی قابلیت، سنجیدگی، محنت اور اخلاص مل کر بہت بڑا کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ (مکاتیب ضیاء الامت، ص ۱۰۰۔۱۰۱)

بہر حال اس کے باوجود حضور شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، حضور ضیاء الامت، علامہ جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی نے جس طرح اپنی اپنی بے پناہ شفقتوں سے چھوٹے شاہ صاحب کو نوازا، انہیں پالا، تیار کیا، چاہا، تربیت و راہنمائی فرمائی اور ہر طرح سے سرپرستی کرتے ہوئے وسائل و

Marfat.com

مواقع فراہم کیے تھے۔ اس کے بعد ان بزرگوں نے چھوٹے شاہ صاحب سے جو بڑی بڑی توقعات وابستہ کر لی تھیں اس پر چند سوالات اٹھتے ہیں۔ مثلاً کیا چھوٹے شاہ صاحب ان بزرگوں کی توقعات کو پورا کر سکے؟ ۴۴ سال قبل جن محاذوں کے خالی ہونے کی نشاندہی ان بزرگوں نے کی تھی۔ کیا ان محاذوں کو پُر کرنے کیلئے چھوٹے شاہ صاحب کوئی مردِ آہن پیدا کر سکے؟ جن بزرگوں کیلئے چھوٹے شاہ صاحب کا وجود قابلِ فخر تھا کیا چھوٹے شاہ صاحب ان کے ارمان پورے کر سکے؟ کیا چھوٹے شاہ صاحب اپنی خداداد صلاحیتوں کو خدمت دین وملت میں بے دریغ بروئے کار لا سکے؟ کیا چھوٹے شاہ صاحب اپنے بچوں کو اسلاف کا قابلِ فخر وارث بنا سکے؟ کیا چھوٹے شاہ صاحب ضائع ہو گئے یا کامیاب ٹھہرے؟ جس چشمۂ فیض کا انہیں نگراں بنایا گیا تھا اس سے کتنے لوگ فیض یاب ہوئے؟ اور کیا چھوٹے شاہ صاحب، قبلہ بڑے شاہ صاحب کے ٹھنڈے سائے میں رہ کر کوئی بڑا کارنامہ انجام دے سکے؟

یہ ہیں وہ سوالات جن کے جوابات تلاش کرنا ابھی باقی ہیں۔ جو بھی شخص دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کے عروج وزوال کی تاریخی داستان لکھے گا، وہ ان سوالوں کے جوابات تلاش کیے بغیر کبھی کامیاب نہیں ہو سکے گا کیونکہ اسباب وعلل ہی تاریخ کو مستند بناتے ہیں۔

☆☆☆

الحمدللہ! عالم شریعت، عارف حقیقت، عظمت دین وملت حضرت پیر سید عظمت علی شاہ ہمدانی دامت فیوضہم قمرالاسلام کے مدیر ومہتمم ہیں، اور اُن کے دونوں صاحبزادے سید ازہر شاہ ہمدانی اور سید فاروق حیدر شاہ ہمدانی اُن کے معاون ومددگار ہیں، اور شب و روز ادارے کی بہتری اور ترقی کیلئے کام کر رہے ہیں۔ ہم اللہ کریم سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری مادرِ علمی قمرالاسلام کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا کرے۔ (آمین)

Marfat.com

استاذ گرامی ابوالوفا مولانا نذر محمد راہیؔ علیہ الرحمۃ الباری

تاریخ قمر الاسلام کے آئینہ میں

برادر گرامی حضرت مولانا قاری محمد اویس معصومیؔ حفظ اللہ الباری، مادرِ علمی دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کراچی کے مایۂ ناز، فاضل وفائق، ذہین وفطین طلباء میں ایک ہیں۔ الحمد للہ نظم ونثر دونوں میں طبع آزمائی کرتے ہیں اور خوب کرتے ہیں۔ کئی کتب کے مصنف ہیں۔ فصیح البیاں خطیب ہیں۔ پاک اور فیاض پروردگار جل جلالہ نے ''بسطة فی العلم والجسم'' کے مصداق جسم وجاں اور علم وعرفاں کی نعمت سے انہیں خوب نوازا ہے۔ جامع مسجد العمر (گرین ٹاؤن کراچی) کے خطیب وامام ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ ''قیاس'' کے موضوع پر پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ لکھ رہے ہیں۔ ''قمر الاسلام'' نے انہیں جب پکارا ہے لبیک کہنے میں انہوں نے دیر نہیں کی۔ کریم مولیٰ اپنے کریم حبیب ﷺ کے صدقے ان کی ہر مشکل حل فرمائے۔ (آمین)

برادرم قاری محمد اویس معصومیؔ نے اس خاص نمبر کے لیے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ تعاون فرمایا۔ اس اشاعتِ خاص میں ان کے تین جاندار مضامین (دو مضمون اور ایک یادگار تقریر بصورت تحریر) شامل ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہم ان کا کماحقہٗ شکریہ بھی ادا نہیں کر سکتے۔ تمام تر مصروفیات اور معمولات کے باوجود سب سے پہلے جس شخصیت نے تحریری کام میں ہمارا حوصلہ بڑھایا، وہ محمد اویس معصومی کی ذاتِ گرامی تھی۔ پھر لطف کی بات یہ کہ جو لکھا حق لکھا، جو کہا سچ کہا، جو بیان کیا دل کی آواز ٹھہرا۔ ہم اپنے فاضل اور فائق دوست کی دارین میں کامیابیوں کے لیے دل سے دعا کرتے ہیں۔ اپنے اُستاذ علیہ الرحمۃ کی محبت اور عقیدت کے تصدق سے فیاض قدرت معصومی صاحب کو دین دنیا کی شادمانیاں اور کامرانیاں نصیب کرے۔ (آمین)

اس مضمون میں راہی صاحب کے بطور استاذ، بطور ناظمِ تعلیمات، بطور تعلیم دار الاقامہ، بطور باکردار، وضعدار، خوددار اور اصول پسند انسان کے، آپ مفید معلومات پڑھ سکیں گے۔ (مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ کاروانِ قمر)

یہ اس زمانے کی بات ہے جب دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کی شہرت کا چاند آسماں کی بلندیوں کو چھو رہا تھا۔ قمر الاسلام کے دسترخوانِ تعلیم وتربیت پر خوشہ چینوں کا جمِ غفیر منڈلا رہا تھا۔ انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ کے بانی و ناظم اعلیٰ محسن ومربی عزت مآب سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی المعروف (بڑے شاہ صاحب) کی ساحرانہ شخصیت نے ایسے ایسے محنتی، مشاق، ماہر اور مخلص ساتھی جمع کردیے تھے جن کی علمی عظمت اور روحانی جلالت کے نشاں آج بھی قمر الاسلام کی دیواروں اور

Marfat.com

اُن کے بادہ خواروں کی پیشانیوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ ان ہستیوں کے اسمائے گرامی تبرکاً ذکر کیے جاتے ہیں۔

☆ شیخ الحدیث حضرت علامہ سید منتخب الحق قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت علامہ مولانا نصر اللہ خان صاحب افغانی

☆ شیخ الحدیث حضرت علامہ ابوالطاہر محمد رمضان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت علامہ حافظ اللہ بخش اویسی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

☆ حضرت علامہ مفتی خالد محمود صاحب دامت برکاتہم العالیہ

☆ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد ضیاء المصطفیٰ قصوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

☆ حضرت علامہ محمد یوسف فاروقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

☆ حضرت علامہ محمد ریاض سعید صاحب دامت برکاتہم العالیہ

☆ شیخ القراء حضرت قاری غلام حسین صاحب شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

☆ اُستاذ القراء حضرت قاری عبد الرحمٰن صاحب شجاع آبادی دامت برکاتہم العالیہ

☆ صوفی باصفا حضرت قاری غلام مصطفیٰ سیالوی دامت برکاتہم العالیہ

☆ اور بھی کئی شاہکار اپنی مہکار سے گلشن قمر الاسلام کو مہکا رہے تھے۔

انہی دنوں (یہ غالباً ۱۹۸۲ء کی بات ہے) قبلہ بڑے شاہ صاحب نے صبح اسمبلی میں اعلان فرمایا کہ:

"صبح اسمبلی میں مانگی جانے والی دعا (بہترین عربی میں) جو لڑکا لکھے گا، اُسے مدرسے کی طرف سے گراں قدر انعام دیا جائے گا۔ بالخصوص دورۂ حدیث کے طلبہ کو یہ کوشش کرنی چاہیے۔

اُن دنوں دورۂ حدیث کی کلاس میں نہایت قابل لڑکے شریک تھے۔ جن میں پروفیسر محمد فیاض، پروفیسر محمد عارف نقشبندی، علامہ نذر محمد راہی (تینوں بالترتیب فاضل عربی کے امتحان میں کراچی ڈویژن میں اول، دوم اور سوم آئے تھے) علامہ احمد علی بلتی اور علامہ محمد ابراہیم فیضی بلتی

Marfat.com

بھی اس کلاس میں شریک تھے۔ علامہ محمد ابراہیم فیضی بیرون ممالک سے آئے ہوئے طلبہ کو عربی میں پڑھاتے بھی تھے مگر عربی میں بہترین دعا جس شخص نے لکھی وہ حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کی لکھی ہوئی یہ دعا گزشتہ ۲۹ سال سے نہ صرف قمر الاسلام اور اُس کے ملحقہ اداروں میں مسلسل پڑھی جارہی ہے بلکہ اہلسنّت کے دیگر کئی مدارس نے بھی اسے اپنے ہاں رائج کیا ہے۔ جب تک یہ دعا مدارس میں پڑھی جاتی رہے گی حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا ثواب بطور انعام پہنچتا رہے گا۔

دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ عَلَی بَلَادِ الْاِسْلَامِیَّۃِ خُصُوْصاً عَلٰی مُلْکِنَا الْبَاکِسْتَان اَللّٰھُمَّ انْصُرِ الْمُجَاھِدِیْنَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ فِیْ جَمِیْعِ الْبُلْدَانِ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مَدَارِسِ الْاِسْلَامِیَّۃِ خُصُوْصاً عَلٰی مَدْرَسَتِنَا قَمَرِ الْاِسْلَام اَللّٰھُمَّ ارْزُقْ لِاَسَاتِذَتِنَا اَجْرًا عَظِیْماً وَّ رِزْقاً وَّاسِعاً وَّ عَمَلاً مَّقْبُوْلاً وَارْزُقْ لِمُؤَسِّسِیْھَا وَمُسَاعِدِیْھَا حَیٰوۃً طَوِیْلاً وَّفَضْلاً دَآئِماً وَّسَعْیاً مَّشْکُوراً اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّکَ وَ حُبَّ حَبِیْبِکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنَا اِلٰی حُبِّکَ۔۔۔ (آمین)

ان دنوں اسمبلی میں تلاوت وقصیدہ شیخ القرآء قاری عبدالقیوم محمود اور حافظ زاہد حسین اُویسی پڑھا کرتے تھے۔

دورۂ حدیث کے بعد استاذِ گرامی حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ نے ''قمر الاسلام'' میں ہی تدریس کا آغاز کیا اور بہت جلد آپ کا شمار لائق، محنتی اور مخلص اساتذہ میں ہونے لگا۔ ان دنوں آپ کی رہائش سعید آباد بلدیہ ٹاؤن میں تھی مگر اپنی سہولت و آرام کو کبھی بھی آپ اپنے فرائض پر ترجیح نہیں دیتے تھے۔ صبح سویرے اسمبلی میں سب سے پہلے تشریف لاتے تھے۔ وقت کی

Marfat.com

پابندی کی خاطر ناشتہ قبل از نمازِ فجر ہی تناول فرما لیتے تھے۔ جب اُستاذِ گرامی! علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ کی تقرری ''مدینہ مسجد'' پنجاب کالونی میں بحیثیت خطیب و امام ہوئی تو بلدیہ ٹاؤن سے آپ کا سامان اور کتب وغیرہ لانے کی سعادت برادرِ مکرم قاری عبدالمجید شجاع آبادی، انہی کے ایک عزیز اتفاق سے ان کا نام بھی قاری عبدالمجید شجاع آبادی ہے اور راقم کے حصے میں آئی۔ جب کہ قبلہ بڑے شاہ صاحب کے دست راست جناب حاجی محمد یار سعیدی صاحب نے ہمیں اس خدمت پر مامور فرمایا تھا۔ تب سے آج دسمبر ۲۰۰۸ء تک آپ نہایت ہمت و استقامت کے ساتھ مدینہ مسجد پنجاب کالونی میں خدمت انجام دیتے رہے تھے۔

استاذ گرامی! حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی محنتی اور شفیق و مہربان استاذ تھے۔ آپ درس نظامی کے ابتدائی اسباق پڑھایا کرتے تھے کہ اچانک ''قمر الاسلام'' کے چاند کو کسی حاسد کی نظر لگ گئی۔ علم و فضل کے ستارے ایک ایک کر کے نظروں سے اوجھل ہو کر دوسری کہکشاؤں میں جا بسے، تو استاذِ گرامی پو بھی اس کا اثر پڑا اور قدرے مشکل کتابیں پڑھانے کی ذمہ داری آن پڑی تھی۔ انہی دنوں ہماری کلاس میں فن اصول فقہ کی معتبر کتاب ''نور الانوار'' کا سبق بھی آپ کے حصہ میں آیا۔ بعض ساتھی طلبہ کے کہنے پر آپ ہر سبق کو صرف لکھوانے پر ہی اکتفا کرنے لگے۔ جس سے ہم جیسے ناقص عقل، ناسمجھ اور نالائق طلبہ کو سبق سمجھ نہیں آتا تھا۔ لہٰذا راقم نے استاذ گرامی کی خدمت میں عرض کیا ''آپ سبق پہلے سمجھا دیا کریں، پھر لکھوا دیا کریں۔''

ظاہر ہے یہ مطالبہ کوئی غلط نہ تھا لیکن کمزور اور ذہین طلبہ کو ایک ساتھ لے کر چلنا اور کمزور و کند ذہن طلبہ کو غیر معمولی صلاحیت رکھنے والے طلبہ کی تشنگی اور تقاضوں کے ہم آہنگ کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ استاذِ گرامی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کا عجیب حل نکالا فرمایا:

''آج ووٹنگ کر لیتے ہیں اکثریت کے مطالبہ پر عمل ہوگا۔''

لہٰذا آپ نے طلبہ سے کہا جو اویس کے مطالبہ سے متفق ہیں وہ ہاتھ بلند کریں؟ تو صرف راقم کا اپنا ہی ہاتھ فضا میں بلند ہوا۔ جس پر استاذِ گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ بے ساختہ ایک جملہ ارشاد فرمایا:

Marfat.com

''ساری دنیا ہک پاسے، تے میرا ڈھولن ماہی ہک پاسے۔'' ایک زوردار قہقہہ پڑا اور فیصلہ جو ہونا تھا ہو گیا۔ اس عظیم جملہ نے راقم کو خود اعتمادی کی دولت اور جذبہ جستجو کی وہ قوت عطا کی ہے، جس کی بدولت راقم آج اصول فقہ کے ایک اہم اصول ''قیاس'' پر Ph.D کے لیے تحقیقی مقالہ لکھ رہا ہے۔ (فالحمد للہ علی ذالک)

یہ جملہ اس مردِ قلندر نے کہا تھا جس کی آنکھوں کا سرمہ خاکِ مدینہ و نجف تھا۔ اس کا اظہار پھر راقم قدم قدم پر دیکھتا رہا۔ یہی جملہ میرے اساتذہ کرام پروفیسر شیخ محمد اقبال، پروفیسر محمد صادق بلوچ اور پروفیسر مشیر بیگ نے وقفے وقفے سے راقم کے لیے کہا تھا۔ راقم نے تینوں ہی اساتذہ سے قبلہ استاذِ گرامی کے اس جملہ کی بات کی تو فرمایا: ''انہوں نے ٹھیک ہی تو کہا ہے۔'' ساتھ ہی تعجب کا اظہار بھی کیا۔ حاسدین کی بدگمانیوں کی اندھیر نگری میں بھی راقم کی کامیابیوں میں اس جملہ کا کردار نہایت نمایاں ہے۔ آج استاذِ گرامی رخصت ہو گئے ہیں مگر اپنے نالائق شاگرد کے ماتھے پر یہ جملہ سجا کر اس کا مقدر چمکا گئے ہیں۔ راقم یہ حوصلہ افزا جملہ کبھی نہیں بھلا سکے گا جس سے استاذِ گرامی کی یاد بھی تازہ رہے گی۔

یہ کامیابیاں، یہ عزت، یہ نام تم سے ہے
خدا نے جو بھی دیا ہے مقام، تم سے ہے
تمہارے دم سے ہیں، میرے لہو میں کھلتے گلاب
میرے وجود کا سارا نظام، تم سے ہے
جہاں جہاں ہے میری دشمنی سبب میں ہوں
جہاں جہاں ہے میرا احترام تم سے ہے

استاذِ گرامی! حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ قمر الاسلام میں ناظمِ تعلیمات کے منصب پر بھی فائز رہے تھے۔ اس دوران آپ نے تعلیمی نظم و نسق کو بڑی محنت سے چلایا۔ آپ نے مدرسہ کے سالانہ امتحان کے علاوہ سہ ماہی اور ششماہی امتحانات میں بھی انعامات دینے کا سلسلہ جاری فرمایا۔ طلبہ و اساتذہ کے مسائل کو نہایت احسن طریقے سے حل فرمایا۔ آپ طلبہ کی تربیت پر

Marfat.com

خاص توجہ فرماتے تھے اور ان کے لباس، ٹوپی، نماز اور داڑھی کو بار بار دیکھا کرتے تھے۔ آپ نہایت بے غرض و بے لوث شخصیت کے حامل تھے، لہٰذا کسی بھی طالب علم کو کسی بھی وقت غلطی پر خوب ڈانٹ دیا کرتے تھے۔ داڑھی کے معاملے میں آپ نہایت سختی فرماتے تھے۔ ہمارے ایک ساتھی کو آپ نے داڑھی کٹوانے کے جرم میں مدرسہ سے نکال دیا تھا۔ پھر قبلہ استاذِ گرامی شیخ القراء حضرت قاری غلام حسین شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش پر ان کا داخلہ بحال ہوا تھا، مگر اس شرط پر کہ ''لکھ کر دیں کہ آئندہ داڑھی کٹوانے کا جرم یہ نہیں کریں گے۔''

قبلہ استاذِ گرامی! صرف طلبہ ہی نہیں بلکہ عام لوگوں سے بھی دین کے معاملات میں سختی برتا کرتے تھے۔ آپ کی مدینہ مسجد پنجاب کالونی کی انتظامیہ کے ایک رکن جو نہایت لحیم وشحیم گول چہرے اور سیاہ رنگت کے مالک تھے۔ استاذِ صاحب نے بارہا ان کو داڑھی رکھنے کے لیے فرمایا مگر وہ نہ مانے۔ محبت بھی بہت کرتے تھے، مگر کلین شیو رہا کرتے تھے۔ (یہ صاحب ہمارے بھی دوست ہیں) ایک دن دورانِ گفتگو قبلہ اُستاذِ صاحب نے نہایت بے باکی و بے خوفی سے فرمایا: ''منہ ویکھا ای!'' وہ صاحب ہمیشہ اُستاذِ گرامی رحمۃ اللہ علیہ سے ناراض اور شکوہ کناں ہی رہے۔ اُمید ہے کہ اب وہ اللہ کے لیے انہیں معاف کر دیں گے۔

اُستاذِ گرامی! حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ قمر الاسلام میں بطورِ ناظمِ دارالاقامہ بھی خدمات انجام دیتے رہے تھے۔ آپ پاک باز اور نیک سیرت طلبہ سے نہایت شفقت سے پیش آتے تھے۔ مظلوم طلبہ کی فریاد رسی میں نہایت جلد بازی سے کام لیتے تھے۔ آپ کی اس عادت شریفہ سے بعض ہوشیار اور چالاک طلبہ ناجائز فائدہ بھی اُٹھا لیتے تھے۔ اسی طرح کا واقعہ راقم کے ساتھ اس وقت پیش آیا جب راقم کمرہ نمبر ۸ میں رہائش پذیر تھا۔ کمرے میں قاری محمد حسین رضوی، محمد شریف اُکاڑوی، محمد افضل اکاڑوی، شفیق الرحمٰن ہزاروی اور راقم رہا کرتے تھے۔ یاد نہیں رہا کہ کسی نہایت ہی معمولی بات پر قاری محمد حسین رضوی صاحب سے راقم کی ''شکر رنجی'' ہوگئی تو محمد حسین رضوی صاحب نے اپنے ساتھیوں سے دستخط کروائے کہ:

Marfat.com

''ہم سب کمرے والے محمد اویس سے بہت تنگ ہیں یا تو ان کو تبدیل

کر دیں یا ہم سب کو کسی دوسرے کمرے میں بھیج دیں''۔

اُستاذِ گرامی نے بطور ناظم دارالاقامہ اُس درخواست پہ لکھا ''محمد اویس کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ فی الفور کمرہ نمبر ۱۰ میں منتقل ہو جائے''۔

راقم فوراً ہی کمرہ نمبر ۱۰ میں اپنے دوستوں قاری ممتاز حسین شجاع آبادی، قاری حبیب الرحمٰن ہزاروی کے پاس منتقل ہو گیا۔ قاری محمد حسین رضوی صاحب نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اپنی اس کامیابی پر خوب جشن منایا۔ راقم کی دعا ہے کہ رب کریم رضوی صاحب کو حقیقی کامیابیاں اور سچی خوشیاں نصیب کرے۔ بہر حال یہ درخواست آج بھی راقم کے پاس محفوظ ہے۔ ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

استاذِ گرامی! حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ قمر الاسلام کے طلبہ کی ہفتہ وار تربیتی نشست (بزمِ سلیمانیہ) کے سرپرست بھی رہے تھے۔ آپ بزم میں ''صدر جلسہ'' ہونے کے باوجود سب سے پہلے تشریف لاتے تھے۔ تمام طلبہ کی تلاوت، نعت اور تقاریر کو نہایت توجہ سے سماعت کرتے تھے، جو طلبہ تلاوت اچھی کرتے انہیں شاباش دیتے تھے۔ آپ اگرچہ باقاعدہ (قاری) تو نہ تھے، مگر جن طلبہ کی تلاوت، آواز ولہجہ اور تلفظ کے لحاظ سے پسند آجاتی ضرور اُن کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ نعت خوانوں کے اشعار میں اوزان و آواز کی غلطیوں کی نشاندہی فرماتے تھے اور تقاریر کرنے والے طلبہ کے واقعات میں تضاد، شعروں کے غیر موزوں استعمال کی اصلاح کرتے اور آخر میں خود بھی نعت سنایا کرتے تھے۔ آپ کے سلام و دعا پر ''بزمِ سلیمانیہ'' کا ہفتہ وار پروگرام اپنے اختتام کو پہنچتا تھا۔ آپ بزم سے غیر حاضر رہنے والے طلبہ کی بہتری کے لیے آئندہ پروگرام میں بھی انہی کا نام (تلاوت، نعت یا تقریر) میں شامل رکھا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے

''تم اسی طرح مقرر بنو گے، بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی''۔

یہ غالباً ۱۹۸۵ء یا ۱۹۸۶ء کی بات ہے۔ جامعہ علیمیہ ناظم آباد میں مقابلہ حسن قرات رکھا گیا تھا۔ قمر الاسلام کی طرف سے راقم اور قاری عبدالرحمٰن کوہائی قبلہ استاذِ گرامی حضرت علامہ

Marfat.com

نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں شریک ہوئے۔ اور محترم محمد یار سعیدی صاحب نے ہمیں رخصت کیا تھا، مقابلے کے لئے۔ مقابلہ ہوا مگر (اچھی کارکردگی کے باوجود) کوئی پوزیشن ہمارے حصہ میں نہ آئی۔ جس پر ہم دل برداشتہ واپس لوٹے تھے۔ یہ راز ۱۹۹۲ء میں جامعہ علیمیہ کے استاذ شیخ محمد اقبال صاحب نے کھولا تھا جب ذکر چھڑ گیا تھا مادرِ علمی کا۔ فرمانے لگے:

''استاذِ نذر محمد راہی صاحب اپنے طلبہ کو نمبر زیادہ دیتے تھے، لہٰذا ہم نے یہ پروگرام طے کر رکھا تھا کہ قمر الاسلام کے طلبہ کو منصفین نمبر کم سے کم دیں گے، تاکہ قبلہ استاذ صاحب زیادہ نمبر دیں بھی تو وہ کام نہ آسکیں اور ہم کامیاب رہیں۔''

ہم نے عرض کیا کہ قمر الاسلام میں قرات کا شعبہ نہایت مضبوط ہے اور اپنی محنت وشوق سے وہ ہر مقابلے میں سرفہرست رہتے ہیں۔ اب حسد کی وجہ سے کوئی ہرادے تو کیا کیا جاسکتا ہے۔ استاذ صاحب کے خلاف یہ سراسر بدگمانی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کردے۔

استاذِ گرامی! حضرت علامہ نذر محمدؒ راہی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت ایک استاد کے طلبہ کی تربیت و ذہنی نشوونما اور فکری بالیدگی کے لیے ایسے ایسے اشعار اور جملے ارشاد فرماتے تھے، ضرب الامثال کے طور پر کہ طلبہ کبھی بھی بھلا نہ سکیں گے۔ ایسے ہی چند اشعار و جملے راقم کی لوحِ ذہن پر نقش ہیں۔ شاید موت بھی ان جملوں کو محو نہ کرسکے۔ لیجئے آپ بھی پڑھئے اور فیض راہی رحمۃ اللہ علیہ سے دامن بھر لیجئے۔!!

۱۔ استاذ گرامی! طلبہ کو باادب، مہذب، بااخلاق اور باکردار دیکھنا چاہتے تھے، لہٰذا کسی طالب علم میں کوئی بداخلاقی یا کوتاہی دیکھا کرتے تو فرماتے تھے:

یوں نگاہ دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اور ساتھ ہی چہرہ پر ناگواری اور تنبیہ کے آثار نمایاں ہوجایا کرتے تھے اور کبھی کبھی ایک آدھ ہاتھ بھی رسید کردیا کرتے تھے۔

۲۔ استاذِ گرامی نہایت باوقار، وضعدار اور سادہ تھے، مگر ظاہرداری سے سخت نفرت کرتے تھے۔ آپ نے غیروں کے طعنے اور اپنوں کے مذاق سہہ کر بھی مذہب حق کا چراغ روشن رکھا تھا۔

Marfat.com

ایسے میں اگر کوئی آپ کی تعریف میں کچھ کہتا تو آپ نہایت عاجزی سے فرماتے تھے:

"من آنم کہ من دانم"

یعنی (میں جو ہوں، میں اُسے جانتا ہوں)۔

۳۔ فرائض کی انجام دہی کے دوران اساتذۂ کرام، طلبہ یا شاہ صاحبان کے نامناسب رویوں کی بات چل نکلتی اور آپ اصلاح کا کوئی رستہ نہ پاتے تو دل برداشتہ ہو کر اپنی بے بسی اور اندر کے غم کا اظہار یوں کیا کرتے تھے۔

"اَگ دے بھانبڑ مچ کھلوون جے میں دل دیاں دساں"

یعنی (اگر میں تمہیں سچی اور دل کی بات بتا دوں تو فتنہ کی آگ بھڑک اُٹھے گی، اس لیے خاموش رہنا ہی بہتر ہے)۔

۴۔ آپ قوم کی بچیوں کو باحیا و باکردار اور باپردہ دیکھنے کے خواہش مند تھے۔ مغرب زدہ اور بے پردہ بچیوں کی بے پردگی، بے راہ روی، بے باکی اور بداخلاقی پر بات نکل آتی تو آپ اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ تہذیب مغرب کے منہ پر یہ طمانچہ رسید کیا کرتے تھے۔

اے اَج کل دی دِھی اے

اے منڈیاں نال پولو کھیڈ دی اے

یعنی (یہ آج کل کی بیٹی ہے جو اپنے گھر (دائرہ عمل) سے نکل کر لڑکوں کے شانہ بشانہ چلنے کے چکر میں پولو کھیل رہی ہے گویا لڑکا بنی ہوئی ہے)۔

۵۔ آپ دین کے معاملات میں نہایت مخلص، نڈر، بے باک، بے ریا اور حق و صداقت کا نشان تھے۔ دین کی خاطر سخت سے سخت بات بھی برملا کہہ دیا کرتے تھے۔

آپ کی ہمیشہ خواہش رہی کہ شلوار قمیض کے لباس کو قوم اپنائے اور وضع قطع میں بھی مسلمان نظر آئے۔ (پینٹ) سے آپ کو شدید نفرت تھی، آپ کسی پینٹ پہنے ہوئے شخص کو دیکھتے یا پینٹ کا کبھی ذکر آ جاتا تو اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے۔

آپ لوگوں کو (پینٹ) کی گھٹن سے نکال کر شلوار قمیض، پائجامہ اور دھوتی کی کھلی فضاؤں میں لا کر با اخلاق بنانا چاہتے تھے۔

Marfat.com

۱۹۹۱ء میں راقم نے بادلِ نخواستہ ادارہ قمرالاسلام کو خیر آباد کہنے کا فیصلہ کیا، کیونکہ اب قمرالاسلام کے چاند کو گہن لگنے کے آثار نمایاں ہو چکے تھے۔ دورۂ حدیث کی کلاس ختم اور شیخ الحدیث کی آمد معدوم ہو چکی تھی۔ جب بھی راقم مدرسہ میں آتا تو اساتذہ کرام کی دست بوسی کرتا اور قبلہ اُستاذِ گرامی حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ کرسی منگواتے، پاس بٹھاتے، چائے پلاتے اور بچوں سے تعارف کرواتے کہ یہ ہمارا شاگرد ہے۔

۱۹۹۹ء میں آپ سخت بیمار ہو گئے اور کافی عرصہ کتیانہ ہسپتال کھارادر میں داخل رہے تھے۔ راقم اُن دنوں مؤمن مسجد بریگیڈ پولیس لین جیکب لین کراچی میں مامور تھا۔ راقم استاذ صاحب کی مزاج پرسی کے لیے حاضر ہوا اور اپنی نہایت ہی کمزور مالی حیثیت کے باوجود قبلہ اُستاذِ گرامی کی خدمت میں چند روپے نذر کیے لیکن اُستاذِ گرامی قبول کرنے پر تیار نہ ہوئے۔ بالآخر راقم کے پیہم اصرار نے انہیں راضی کر ہی لیا۔

اسی دوران راقم مدینہ مسجد پنجاب کالونی کی انتظامیہ کے ایک رکن محی الدین بھائی کی کپڑے کی دکان پر صدر میں کپڑا لینے کے لیے حاضر ہوا تو انہوں نے کہا! آپ کہاں ہیں؟ راقم نے اپنا تمام حدود اربعہ بیان کر دیا تو بولے امام صاحب (استاد صاحب) بیمار ہیں۔ ہم نے نئے امام صاحب رکھے تھے مگر وہ جانا چاہتے ہیں۔ آپ اگر ہمارے ہاں تشریف لائیں تو بہت ہی اچھا ہو جائے گا۔ اسی دوران مدینہ مسجد کے سیکریٹری ریاض صاحب مؤمن مسجد آئے اور ہم سے بات چیت کی کر لی اور جلد بازی میں ہم نے قاری محمد طاہر شجاع آبادی کو مؤمن مسجد میں امامت و خطابت کے لیے مقرر کر دیا اور خود سرِ شام سامان باندھ کر مدینہ مسجد آ گئے۔ ایک ہفتہ گزارا، جمعہ بھی پڑھایا اور بیان کے لیے خصوصی طور پر کہا گیا تھا کہ اعلیٰ حضرت کی سیرت پر ہو۔ استاذ صاحب کے خالی کردہ مکان میں آپ کا کلہ اور چند کتابیں موجود تھیں مگر یہاں سب کچھ ہونے کے باوجود چین نہ تھا اور قبلہ استاذ صاحب کی اجازت کے بغیر ان کی مسجد میں آنا دینی طلبہ کے دستور کے خلاف تھا۔ قمرالاسلام کے حفظ کے استاذ قاری شاہد حسین سعیدی صاحب ہمارے مؤذن تھے۔ فاروق شاہ صاحب مدینہ مسجد میں آ کر ہمیں اپنے تعاون کا یقین دلا چکے تھے، مگر ہم نے اپنے نہایت پیارے

Marfat.com

دوست سب انسپکٹر آصف اعوان شہید کو فون کیا کہ دل نہیں لگتا تمہارے بغیر وہ پولیس موبائل لے کر آئے سامان رکھا اور رات ہی رات ہم واپس مؤمن مسجد بریگیڈ پولیس لین میں پہنچ گئے۔

لوگوں نے ہمارا خیر مقدم کیا اور کہا آپ اپنی مرضی سے گئے تھے، مرضی سے آ گئے ہیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم نے قاری محمد طاہر شجاع آبادی سے معذرت کی اور یوں ہم اُس شرمندگی سے بچ گئے جو ہمیں اس وقت اٹھانا پڑتی جب استاذ صاحب ہمیں اپنے مصلے پر دیکھتے۔ محمد اشرف ہزاروی (خزانچی) چوہدری محمد شریف (چیئرمین) اور ریاض صاحب (سیکریٹری) ہم سے روٹھ گئے مگر قبلہ استاذ صاحب کو ہم نے غم نہ دیا، یوں اللہ راضی ہو گیا۔

قبلہ استاذ گرامی! حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ نوجوانی کے ابتدائی ایام میں بندیال بس سروس بکھر میں ٹکٹ دینے پر بھی مامور رہے تھے۔ ایک دفعہ والد گرامی مدرسہ میں راقم اور بھائی غلام خبیب کو ملنے آئے تو علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ پر نظر پڑی، تو فرمانے لگے اس آدمی کو میں نے کہیں دیکھا ہے۔ ہم نے استاذ صاحب سے ملوادیا تو دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا کہ ابا حضور بھکر میں ۳۵ سال رہے تھے۔ راقم کی جنم بھومی بھی بکھر شہر میں منڈی ٹاؤن کا ایک کرایہ کا گھر ہے اور ابا جی حضور بندیال بس سروس سے سفر کیا کرتے تھے۔ ابا جی قبلہ اُستاذ گرامی کو دیکھتے اور خوش ہوتے، فرماتے تھے: ''اللہ جس کو علم اور عزت وعظمت سے نوازے وہ ایسے کرتا ہے۔''

راقم کو اس سانحہ عظیمہ کی اطلاع ۲۶ / دسمبر ۲۰۰۸ء کو برادر گرامی قاری محمد یعقوب ہزاروی نے SMS کے ذریعہ دینے کی کوشش کی اور پھر اگلے دن ہی ''مس کال'' دی۔ راقم اُس وقت فیصل آباد کی تحصیل سمندری کے ایک گاؤں میں اپنی ہمشیرہ کے گھر بچوں سمیت ملنے کے لیے آیا ہوا تھا۔ قاری محمد یعقوب صاحب کو راقم نے فون کیا تو یہ افسوس بھری غمناک خبر سنی جس نے راقم کو غمناک کر دیا۔ راقم نے اُستاذ گرامی کے لیے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی اور جنازے میں شرکت سے محروم رہا۔

گھر جانے سے پہلے راقم قمر الاسلام میں حاضر ہوا تھا۔ غالباً دسمبر ۲۰۰۸ء کی ۶ یا ۷ تاریخ تھی، قبلہ استاذ گرامی بیماری کے بعد شاید آج ہی مدرسہ تشریف لائے تھے۔ آپ کے چہرے

Marfat.com

پر تھکاوٹ و نقاہت کے آثار نمایاں تھے۔ راقم استاذ صاحب سے کلاس میں ملا، کتاب ''بوڑھے لوگ! اسلامی تعلیمات کے آئینہ میں'' پیش کی تو ہلکا سا مسکرائے۔ مگر وہ پہلے سی بات نہ تھی۔ ورنہ ''بسم اللہ کی برکتیں'' جب راقم نے پیش کی تھی تو آپ نہایت خوش ہوئے تھے اور دعائیں دی تھیں اور جب ''قیوم زماں'' پیش کی تو فرمایا ''اس میں جو اشعار درج ہیں وہ آپ کے ہیں؟ عرض کی نہیں! فرمایا: تو پھر ان اشعار کے حوالے بھی دیا کرو، اللہ آپ کو غریق رحمت کرے''۔

''ٹھنڈی تھی جس کی چھاؤں وہ دیوار گر گئی''

برادرِ گرامی سید حنیف احمد شاہ ہمدانی قبلہ استاذ صاحب کے حوالے سے بیان کر رہے تھے کہ میں پانچ سال تک ناظم مطبخ رہا۔ مگر کبھی بھی قبلہ استاذ گرامی نے مدرسہ کی روٹی، سالن یا گوشت نہ منگوایا نہ کھایا تھا، جبکہ کئی اساتذہ کرام روٹی، سالن، منگواتے اور گوشت نہ ملنے پر ناراض بھی ہو جاتے تھے۔ ایسے کسی موقع پر مجھے کبھی رونا نہیں آیا جتنا کہ میں استاذ گرامی کے جنازے پر رویا ہوں اور میرے ساتھ قبلہ بڑے شاہ صاحب بھی نہایت افسردہ اور رو رہے تھے۔

استاذ گرامی! حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ کا اندازِ بیاں آسان و دل نشیں اور پیرایۂ اظہار نہایت واضح تھا۔ آپ صوفیانہ و درویشانہ فکر و نظر کے حامل، پر عزم، محنتی و انتھک اور حرکت و عمل کی بولتی تصویر تھے۔ عظیم مدرس اور ایثار و قربانی کا پیکر جمیل تھے۔ جہد مسلسل، سعی پیہم اور اخلاص و وفا کا بہترین نمونہ تھے۔ عمل و کردار کا سیل رواں اور علم و حکمت کا خزانہ تھے۔ قمر الاسلام کی فضائیں ایسی شوخ کبھی نہ ہوں گی جیسی اُن کی موجودگی میں ہوا کرتی تھی۔

☆☆☆

Marfat.com

علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری

علم وعمل میں اسلاف کی یادگار، سوز و ساز بلالی میں یکتائے روزگار، درد وگداز جامی و رومی کے خریدار، کیف و حال سے خمدار، جذب وجلال کے دلدار، عشق نبی ﷺ سے سرشار، بندۂ پروردگار اور صاحب کردار، راقم جن کے لیے ہے دل فگار، اُستاد گرامی، شاعرِ اہلسنت، حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ، اگرچہ شفیق ومہرباں مدرس، مخلص و ذیشان مبلّغ اور شعلہ بیان مقرر بھی تھے۔ مگر ایک سچے عاشقِ رسول ﷺ، نعت گو اور نعت خواں کی حیثیت سے آپ نہایت ہی بلند مقام پر نظر آتے ہیں۔

ہر سچا عاشق فطری طور پر شاعر بھی ہوتا ہے۔ یوں شاعری کا ذوق و وجدان، گویا فطری طور پر آپ کی طبیعت میں ودیعت تھا۔ ابتداء آپ دوسرے شعراء کا نعتیہ کلام سنتے، پڑھتے اور گنگناتے رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ اسی مشق نے ارتقاء کی منزلیں طے کیں اور شاعرانہ کلام آپ کی زباں پر بھی جاری ہونے لگا۔ اپنی تبلیغی وتدریسی سرگرمیوں میں مصروفیت کی وجہ سے آپ نے اپنی شاعری کے دیوان تو تیار نہیں کیے مگر کم وقت میں جو مختصر سی شاعری کی ہے، وہ مقصدیت سے بھر پور اور لائقِ تحسین وآفرین ہے۔

استاذ گرامی! شاعرِ اہلسنّت، حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام کی بنیاد چھوٹی ''بحر'' پہ رکھی ہے۔ چھوٹی بحر کا کلام نہ صرف خوبصورت بلکہ پُر اثر بھی ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی شاعری میں الفاظ کے انتخاب میں کہیں بھی چشم پوشی نہیں کی ہے۔

آپ کا کلام نہایت سادہ، عام فہم، آسان، عمدہ، صاف ستھرا، پُر اثر اور فنی اعتبار سے مکمل ہے، جس میں کہیں کوئی جھول نہیں ہے۔ ایک عام اور کم علم شخص بھی آپ کے ناصحانہ واخلاقی طرزِ اسلوب سے بھر پور استفادہ کر سکتا ہے اور یہی ایک اچھے کلام کی خوبی ہوا کرتی ہے۔

آپ کے کلام میں حمد، نعت، منقبت، نظم اور منظوم ترجمہ الغرض سبھی طرح کا کلام شامل

Marfat.com

ہے، جس میں آپ نے توحید کے عقائد، زندگی کے حقائق، عشقِ نبی ﷺ کے دقائق اور ہدایت و اصلاح کے نکات کو بڑی بے باکی سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ!

استاذِ گرامی! شاعر اہلسنت حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۵ اپریل ۱۹۹۵ء کو دارالعلوم عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی عثمانیہ مسجد، سیکٹر (سی) قیوم آباد میں ''بزمِ نعت مصطفی ﷺ کے افتتاحی جلسہ میں بطور ''حمد'' سورہ فاتحہ کا جو منظوم ترجمہ پیش فرمایا تھا۔ اُس میں آپ کا قلم فن شاعری کی بلندیوں کو چھوتا ہوا نظر آتا ہے، اور آپ کی شخصیت بادۂ توحید کی بلانوش اور عجز وانکساری کا مجسمہ بنی، کاسۂ امید تھامے رب کائنات کے دروازے پر دستک دیتی ہوئی نظر آتی ہے۔ لیجئے! آپ بھی پڑھئے!!! الفاظ کا انتخاب، مفہوم کی روانی، کیف وحال کی دھمال اور مستی وسرور کا تسلسل، مسحور ومخمور نہ کردے تو کہنا۔!!

(الحمد لله رب العالمين)

بس خدا ہی حمد کا حق دار ہے
سب جہانوں کا جو پالنہار ہے

(الرحمن الرحيم)

رحم کرنے والا ہے وہ مہرباں
اس کا ہی محتاج کل سنسار ہے

(مالك يوم الدين)

مالک روزِ جزا ہے بس وہی
وہ کرم کردے تو بیڑا پار ہے

(اياك نعبد و اياك نستعين)

پوجتے ہیں تجھ کو ہی رب کریم
اور مدد تیری ہمیں درکار ہے

Marfat.com

(اھدناالصراط المستقیم)

ہم کو سیدھے راستے پر ہی چلا
کج روی کا یاں گرم بازار ہے

(صراط الدین انعمت علیھم)

جن پہ ہے احساں تیری ذات کا
راستہ ان کا ہمیں درکار ہے

(غیر المغضوب علیھم ولاالضالین)

اور بچانا گمراہوں کی راہ سے
اور تیری جن پر غضب کی مار ہے

یاالٰہی یہ دعا مقبول ہو
التجا راہیؔ کی یہ ستار ہے

استاذِ گرامی! شاعر اہلسنت، حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ کا سینہ عشقِ نبی ﷺ سے منور تھا۔ آپ کے دل میں عشقِ نبی ﷺ کے نور کی بجلیاں کوندتی رہتی تھیں۔ آپ کی حیات مبارکہ سیرت رسول ﷺ کی چاندنی میں نہائی ہوئی تھی۔ آپ کا عشق سراپا ادب و نیاز بن کر سوز و ساز کے ساتھ بارگاہِ حسنِ رسالت مآب ﷺ میں نغمے گاتا اور عشاق کے دلوں کو سوز و گداز کی لذتوں سے آشنا کرتا ہے۔ اسی لیے ایک عاشق صادق کی طرح آپ ہمہ وقت اپنے محبوب کریم ﷺ کا تذکرہ وسراپا بیان کرتے نظر آتے ہیں جو عاشقانِ نبی ﷺ کے لیے نزولِ انوار و تجلیات کا باعث اور سالکین کے لیے مشعل راہ ہے۔ یہی عشق، دراصل نعت کی فصاحت و بلاغت ہے کیونکہ سوزِ عشق سے لبریز ایک سادہ سا جملہ بھی طویل قصیدے پر بازی لے جاتا ہے۔ نبی علیہ السلام کی محبت بے کراں سے قبلہ استاذ گرامی! نے جو فیوض و برکات سمیٹے ہیں، ان کی جھلک آپ کے کلام میں بخوبی دیکھی جاسکتی ہے۔ لیجئے! ایک جھلک آپ بھی ملاحظہ کیجئے اور لطف اٹھایئے!!

Marfat.com

آؤ حسن یار کی باتیں کریں
احمد مختار کی باتیں کریں
تذکرہ ہو چہرۂ پُرنور کا
گیسوئے خمدار کی باتیں کریں
مست آنکھوں کا بھی ذکرِ خیر ہو
ابروئے دلدار کی باتیں کریں
ذکر ان کا ذکر ہے اللہ کا
آؤ رب کے یار کی باتیں کریں
نور سے جن کے جہاں روشن ہوا
منبع انوار کی باتیں کریں
جو نبی ہیں صاحبِ خلق عظیم
ان کے اس کردار کی باتیں کریں
جو ہیں سارے انبیاء کے تاجدار
سیدِ ابرار کی باتیں کریں
جو ہمارے غم میں روتے ہی رہے
راہی اس غمخوار کی باتیں کریں

محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کے ملنے اور چاہنے والوں سے بھی ٹوٹ کر محبت کی جائے۔ بلکہ محبوب سے نسبت و تعلق رکھنے والی شخصیات و مقامات بھی وجہِ عظمت کو نین لگنے لگیں تو محبت کامل ہوتی ہے۔ ایسی ہی ایک شخصیت، افضل الخلقِ بعد الانبیاء یارِ غارِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہے، جنہیں سارے جہاں کا مالک خود ''سلام'' بھیجتا ہے، جن کا لباسِ بوریا اللہ کو اتنا بھایا کہ سارے فرشتوں کو وہی پہنایا، جن کی وفاداری و جاں نثاری کا اعتراف حبیب پاک ﷺ نے یوں کیا ہے:

Marfat.com

''میں نے تمام لوگوں کے احسانات کا بدلہ دنیا میں ہی چکا دیا ہے سوائے ابوبکر کے! ان کے احسانات کا بدلہ آخرت میں خود رب کریم ہی دے گا۔''

استاذِ گرامی! حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ کا دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ سے گہرا تعلق رہا ہے۔ آپ نے قمرالاسلام کے دسترخوانِ علم سے خوشہ چینی کی تھی۔ یہاں کے طلبہ کو شرابِ علم کی لذتوں سے سیراب وشادکام کیا تھا۔ آپ نے اپنے اعلیٰ اخلاق اور بلند کردار سے طلبہ کی ایک کثیر تعداد کو متاثر کیا تھا۔ آپ علم، علماء، مشائخ، مدارس اور اساتذہ سے بے پناہ محبت وعقیدت کے جذبات رکھتے تھے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ تاریخ قمرالاسلام آپ کی محنت، خدمت، صداقت، دیانت، پابندیٔ وقت، للّٰہیت، تقویٰ و پرہیزگاری اور خودداری کا ذکر کیے بغیر کبھی مکمل نہ ہو سکے گی۔

آستانہ عالیہ سیال شریف سے روحانی نسبت اور شاہ صاحبان سے اپنے مراسم کو آپ امام الفقراء، خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض قرار دیتے ہیں۔ خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی وسماجی خدمات، روحانی سرفرازی، علمی بصیرت، مؤمنانہ فراست اور دلیری و شجاعت سے استاذِ گرامی! خوب آگاہ ہیں۔ اس لیے وہ طلبہ کو ان کی پاکیزہ صفات وکارنامے اپنانے کی نہ صرف تلقین کرتے ہیں بلکہ اسلاف کے طور پر ان کا نام زندہ رکھنے کی بھی خواہش رکھتے ہیں اور یہ آپ کی محبت وعقیدت کے والہانہ پن کا اظہار ہے۔ دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کے جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر پیش کی گئی ان کی نظم اس بات کی گواہ ہے۔

قمرالاسلام چمکا خواجہ کے نام سے
اس کا بجا ہے ڈنکا خواجہ کے نام سے
خواجہ قمرالدین نے سنگ بنیاد رکھا
بول ہے بالا اس کا خواجہ کے نام سے
ان کی روحانیت سے فیض ملا ہے اس کو
بیٹھا ہے اس کا سکہ خواجہ کے نام سے

Marfat.com

علم کے طالب آئیں فیض یہاں سے پائیں
علم کا دریا بہا خواجہ کے نام سے

حافظ و قاری، عالم بن کے اوجانے والے
دین کا کرنا چرچا خواجہ کے نام سے

خواجہ حمید آئے برکتیں ساتھ لائے
ان کا ہے جھنڈا اونچا خواجہ کے نام سے

شاہ منظور آیا دل کو سرور آیا
علم کا جھنڈا گاڑا خواجہ کے نام سے

سید عظمت علی کو ہے یہ عظمت ملی
مرتبہ کیسا پایا خواجہ کے نام سے

مہر سیال کی ہے سہنے لجپال کی ہے
راہی نے نام پایا خواجہ کے نام سے

استاذِ گرامی! حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ طلبہ کو قرآنِ کریم کا ترجمہ بھی پڑھایا کرتے تھے۔ آپ معاشرے کی اصلاح و فلاح اور اسلامی تہذیب وتمدن اور اسلامی اقدار کے ارتقاء واحیاء کیلئے قرآنِ کریم سے رابطہ و تعلق کو ازبس ضروری قرار دیتے تھے۔ آپ امت کے حرمان نصیباں کا علاج ''قرآن سے رابطہ'' ہی تجویز کیا کرتے تھے۔ مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی واپسی کا ضامن ''قرآن سے رابطہ'' قرار دیتے ہیں۔ انسانی ہمدردی کو مؤمن کا شیوہ مانتے ہیں، جسم کی توانائی ''قرآن سے رابطہ'' میں بتاتے ہیں۔ آپ لوگوں کو قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ سنتِ نبوی ﷺ کو آپ ''قرآن سے رابطہ'' کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ آپ کے کلام میں، قرآن، نبی، اسلام اور انسان سبھی کا ذکر ہے۔ گویا آپ کا کلام پیغام انسانیت ہے۔ آپ کے کلام سے انسان کی اندرونی کیفیات میں نمایاں تبدیلی آتی ہے۔ آپ بھی پڑھئے اور محسوس کیجئے۔

Marfat.com

جب منقطع ہوا ترا قرآں سے رابطہ
کمزور پڑ گیا تیرا رحمٰن سے رابطہ
صبح و مسا تلاوت قرآں اگر کرے
مضبوط تر ہو پھر ترا ایماں سے رابطہ
اس کو سمجھ کے گر پڑھے اور پھر عمل کرے
پھر استوار ہو ترا یزداں سے رابطہ
مل جائے تجھ کو عظمت رفتہ خدا سے پھر
پھر نئے سرے سے جوڑ تو قرآں سے رابطہ
سرکار دو جہان مجسم قرآن ہیں
کر ان کی پیروی کہ ہو قرآں سے رابطہ
اک دوسرے کے درد میں مؤمن شریک ہوں
انساں کا رہنا چاہئے انساں سے رابطہ
اپنا لے راہیؔ اُسوۂ پیغمبرِ ہدیٰ
تاکہ سدا رہے تیرا قرآں سے رابطہ

استاذِ گرامی! حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ مسلمانوں کو پہنچنے والے مصائب و آلام سے بے خبر نہ تھے۔ آپ مسلمانوں کو غالب و فتح منداور اسلام کو حاکم و سربلند دیکھنے کے خواہش مند تھے۔ دنیا بھر میں اسلامی و جہادی تحریکوں کی کامیابی کو وہ اپنی کامیابی اور ان کو پیش آنے والے برے لمحات کو وہ اپنی ناکامی تصور کرتے ہوئے افسردہ ہو جاتے تھے۔ خاص طور سے وطن عزیز کی شہ رگ کشمیر کی آزادی کے لیے آپ بے تاب نظر آتے تھے۔ آپ مجاہدین فلسطین و بوسنیا اور شیشان کے مجاہدین کی جراتوں کو بھی آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتے تھے۔ مجاہدین کی جرات و عزیمت، استقامت و پامردی، صبر و رضا، قربانی و ایثار کو آپ اولیاء و مشائخ کا فیضان قرار دیتے تھے۔ خاص طور سے کشمیر و شیشان کے جہاد کو حضرت سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض سمجھتے ہیں۔ آپ کی یہ نظم یقیناً آپ کے جذبات کی ترجمان ہے۔

Marfat.com

ہر سر بکف مجاہد کشمیر کو سلام
ان پیروان حضرت شبیر کو سلام
اپنے لہو سے اک نئی تاریخ کی رقم
پروانگانِ حریت کشمیر کو سلام
کی یاد تازہ کس طرح بدر و حنین کی
وابستگانِ نعرۂ تکبیر کو سلام
سر کو کٹا دیا ہے جھکایا مگر نہیں
دلاورانِ جموں و کشمیر کو سلام
چیچن مجاہدین بھی تو ہیں ستیزہ کار
ان صاحبانِ جرات و تدبیر کو سلام
فیضانِ سارا شہ ہمدان کا رواں
کرتا ہے پیش راہی اسی پیر کو سلام

استاذِ گرامی! حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ طلبہ کے لیے صرف ایک استاذ ہی نہیں بلکہ روحانی مرشد کا درجہ رکھتے تھے۔ آپ طلبہ کے عقائد و اعمال پر گہری نظر رکھا کرتے تھے۔ اور وقتاً فوقتاً اصلاح بھی کیا کرتے تھے۔ آپ سرورِ عالم ﷺ کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی سننے کے روادار نہ تھے۔ علماءِ دیوبند نبی علیہ السلام پر صلوٰۃ سلام پڑھنے کے لیے کھڑا ہونے کو شرک قرار دیتے ہیں مگر ''صد سالہ جشنِ دیوبند'' کی مہمانِ خصوصی ہندوستان کی سابق وزیر اعظم اندرا گاندھی کے استقبال کے لیے تمام علماءِ دیوبند ہاتھ باندھے کھڑے تھے اور یہ عمل ان کے نزدیک عین اسلامی تھا۔

قبلہ استاذِ گرامی نے فکرِ دیوبند کے بزرجمہروں کے دراحساس پر زوردار دستک دے کر اس فکر و عمل کے تضاد کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا جبکہ اپنوں کو عقائد کی حفاظت کا شعور دیا اور ایک ایسی مایہ ناز نظم کہی جو سالوں تک زبان زد خاص و عام رہی۔ کلام نہایت سادہ، نفیس اور پرتاثیر تھا۔

Marfat.com

راقم کو اب بھی چند اشعار یاد ہیں جو تبرکاً حاضر ہیں۔ پڑھیے اور حقیقتوں کو روح پر اثر انداز ہوتے ہوئے محسوس کیجیے۔

دل میں عشق محمد نہیں ہے اگر
یونہی ماتھا گھسانے سے کیا فائدہ

بلغہ پڑھ کے تو حیران ہوتا گیا
تقویہ پڑھ کے تو ایمان کھوتا گیا

مشرکہ کافرہ اندرا گاندھی چلی
آفتوں اور بلاؤں کی آندھی چلی

اندرا آئی تو نشہ ہرن ہو گیا
جوش ہم کو دکھانے سے کیا فائدہ

استاذِ گرامی! حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کسی دنیا دار کی دہلیز پار نہ کی۔ آپ نے نہایت ایثار وعسر میں زندگی بسر کی، مگر اپنی خودداری پہ آنچ نہیں آنے دی۔ آپ دنیا اور دنیاداروں کے لیے شعر نہیں کہا کرتے تھے۔ البتہ بعض دفعہ حفظ قرآن کے موقع پر بچوں کی حوصلہ افزائی اور والدین کی دل جوئی کے لیے کلام کہا کرتے تھے۔ ایسے ہی ایک موقع پر استاذِ گرامی! استاذ القراء حضرت قاری غلام حسین شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے قاری محمد طاہر شجاع آبادی کے حفظِ قرآن کی تقریب میں آپ نے ایک منقبت لکھی اور پڑھی، اس منقبت کا مطلع اور مقطع پڑھیے اور خوشیوں میں جھوم جائیے۔!!

یہ حفظ کی دولت ہو مبارک تمہیں طاہر
اللہ کی یہ رحمت ہو مبارک تمہیں طاہر
مقبول دعا ہو یہ راہیؔ کی الٰہی
قرآن کی خدمت ہو مبارک تمہیں طاہر

Marfat.com

استاذِ گرامی! حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ نے عروض وقوافی اور شاعری کے اسرار و رموز کس سے سیکھے، اصلاح کس سے لی یہ تو معلوم نہیں ہے۔ البتہ آپ جو بھی اشعار کہا کرتے تھے کئی کئی دن انہیں دہراتے اور تبدیلی وترمیم کے نشتر چلاتے رہتے تھے۔ جب اسے اپنی فکروفن سے ہم آہنگ کر لیتے تو نہایت خوش نظر آتے اور طلبہ کو اپنا کلام سنایا کرتے تھے۔ اگرچہ طلبہ کو آپ کا کلام سنانا: ''بزاخفش'' سے زیادہ کچھ نہ تھا۔ مگر استاذِ گرامی! اس سے ایک گونہ اطمینان محسوس کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ راقم نے ایک نعت کہی اور اصلاح کے لیے قبلہ استاذِ گرامی کی خدمت میں حاضر ہوا تو کلام دیکھ کر ارشاد فرمایا:

''تمہارے کلام میں ترنم نہیں ہے میں تو ترنم میں نعت کہتا ہوں۔''

راقم کئی مرتبہ حاضر خدمت ہوا مگر آپ کے معیار کے مطابق کلام نہ کہہ سکا۔ ترنم اور رعنائی اور سچائی آپ کے کلام کا خاصہ ہے۔

آپ کے خیالات نہایت پاکیزہ، احساسات درویشانہ اور حالات صوفیانہ تھے۔ آپ کی ہمیشہ خواہش رہی ہے کہ ہر انسان اللہ اور رسول ﷺ کا وفادار بن جائے۔ یہی آپ کی شاعری کا موضوع ہے۔ اب ہمارے پاس آپ کے لیے عقیدت بھری شکستہ و بردہ یادوں کے سوا کچھ بھی تو نہیں ہے۔

دل کا یہ حال ہوا ہے تیرے بعد
جیسے ویران سرا ہوتی ہے

☆☆☆

Marfat.com

میرے اُستادِ گرامی!

زمانے نے قدر نہ کی اس نیک ہستی کی
اب دل تڑپتا ہے آنکھیں پُرنم ہیں ان کی یاد میں

5 فروری 2009 کو دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ میں مولانا نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کے لیے "فاتحہ چہلم" کی تقریب منعقد ہوئی۔ "بزمِ سلیمانیہ" کے صدر پیرزادہ سید محمد فارق حیدر ہمدانی نے یہ تقریب سجانے میں خوب محنت کی۔ مولانا نذر محمد راہی علیہ الرحمۃ الباری کے تلامذہ میں سے سب سے مفصل، سب سے شاندار اور جاندار خطاب آپ کے تلمیذِ رشید مولانا قاری محمد اویس معصومی صاحب نے فرمایا۔ پھر کرم بالائے کرم یہ ہوا کہ آپ نے ہماری التماس پر اسے تحریری صورت دے ڈالی۔ ہم ڈھیروں شکریے کے ساتھ یہ خطاب شائع کرنے کا اعزاز پاتے ہیں۔ (مجلسِ ادارت ..... ماہنامہ کاروانِ قمر)

لائق صد احترام پیرِ طریقت حضرت علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی مدظلہ العالی

واجب الاحترام مشفق و مہرباں اُستاذِ گرامی حضرت علامہ مفتی عبدالعزیز سیالوی دامت برکاتہم

واجب الاحترام مشفق و مہرباں اُستاذ ذی وقار حضرت علامہ محمد صحبت خان کوہاٹی دامت برکاتہم العالیہ

اور میرے عزیز طلبہ ساتھیو!

اس قحط الرجال کے عالم میں، بے رحم، بنجر اور بانجھ ماحول میں، جہاں ہر طرف اسلام واہلِ اسلام کے خلاف "ہاہو" کا شور مچا ہوا ہے۔ کسی شخص کا قرآن وسنت کے سانچے میں ڈھل کر رہنا بہت بڑی بات ہے۔ اور ایسے لوگ دنیا وآخرت کے دونوں جہانوں میں یاد رکھے جانے کے قابل ہیں۔ قبلہ استاذِ گرامی حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسے ہی چند گنے چنے لوگوں میں سے ہیں۔ قبلہ استاذِ گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے درس وتدریس اور امامت وخطابت کے فرائض کو بھی عبادت سمجھ کر پوری دیانت داری سے نبھایا تھا۔ شاید قبلہ استاذِ گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے خلوص وایثار نے ہی انہیں قمر الاسلام سے باندھے رکھا تھا، ورنہ گلشن قمر الاسلام میں کئی پھول کھلے،

Marfat.com

مگر جلد ہی توڑ لیے گئے۔ کئی طوطی آئے، کچھ دیر چہچہائے اور پھر سے اُڑ گئے۔ قمریاں تھیں جو قمر الاسلام کے ماحول کو سحر زدہ کر گئیں اور پھر کبھی لوٹ کر واپس نہ آئیں۔ مگر علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ اپنی وفا پرستی کی عظیم داستان رقم کر گئے کیونکہ:

کبھی دنیا کو نظر بھر کے نہ دیکھا اُس نے
اُس کو توہین گوارا نہ تھی اپنی بینائی کی

قبلہ اُستاذ گرامی رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل اور سرور عالم ﷺ کی سنتوں کا آئینہ تھے۔ اس لیے آپ طلبہ سے بھی سرور عالم ﷺ کی سنتوں کو زندہ کرنے کی توقع رکھتے تھے۔ آپ نئے آنے والے طلبہ سے بس یہی وعدہ لیا کرتے تھے۔

مرو گے دینِ محمدی پہ یہ قول دو زبان دو
ہمالیہ کی چوٹیوں پہ چڑھ کے تم اذان دو

قبلہ استاذِ گرامی شاعر اہلسنت حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ نہایت شفیق و مہربان اور تجربہ کار استاذ تھے۔ حکمتوں کے موتی پاتال سے کھینچ کر طلبہ کے سینوں میں ٹانکنا انہیں خوب آتا تھا۔ مشکل سے مشکل بات کو بھی ''قلاقند'' کی طرح ذہنوں میں گھول دیتے تھے۔ مثلاً:

قرآنِ کریم کا ترجمہ پڑھاتے ہوئے آپ ایسے نادر الفاظ استعمال کیا کرتے تھے۔ جنہیں طلبہ نہ صرف ذوق سے سنا کرتے تھے بلکہ بہت جلد ہنستے کھیلتے ذہن نشین بھی کر لیا کرتے تھے۔ اب یہی الفاظ دیکھیں۔

۱۔ اٹکل پچو دوڑانا (طرح طرح کی باتیں بنانا اور اندازے لگانا)

۲۔ تتر بتر ہونا (پھیل جانا، منتشر ہو جانا)۔

۳۔ عقل کے گھوڑے دوڑانا (سوچ و بچار کرنا)

اس طرح کے انوکھے الفاظ قبلہ استاذ گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے البیلے انداز کے ساتھ مل کر عجیب تاثیر پیدا کر لیتے تھے اور طلبہ ان الفاظ کو یاد رکھنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔

Marfat.com

قبلہ استاذِ گرامی رحمۃ اللہ علیہ ایک باذوق اُستاذ تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ سورۃ بقرہ کا ترجمہ پڑھاتے ہوئے حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کے جنت سے نکالے جانے کا قصہ سنا کر یہ شعر آپ نے سنایا تھا۔ تب سے اب تک فقیر کو یہ شعر اس طرح یاد ہے جیسے فقیر کو اپنا نام!!

باغ بہشت سے مجھے حکم سفر دیا تھا کیوں
کار جہاں دراز ہے اب میرا انتظام کر

قبلہ اُستاذ گرامی! حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ شتر مرغ قسم کے علماء میں سے نہیں تھے، جو تلخ حقائق کا سامنا کرنے سے کتراتے ہیں بلکہ آپ اپنے عقیدے اور مسلک کا پرچار نہایت واشگاف انداز میں کیا کرتے تھے اور بے دھڑک فرمادیا کرتے تھے۔

ہر چہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت رامی شناسم

یعنی تم کوئی سا بھی لباس پہن کر آ جاؤ میں تمہارے لباس، چال ڈھال اور انداز گفتگو کے ساتھ تمہارے قد کاٹھ سے بھی تمہیں پہچان لیتا ہوں۔ عموماً یہ شعر آپ دیوبندیوں اور وہابیوں کی علمی، تبلیغی اور عملی بددیانتی کا ذکر کرتے ہوئے سناتے تھے اور کبھی وہ طلبہ جو سبق یاد نہ کرتے یا کلاس میں نہ آتے اور بیماری وغیرہ کا بہانہ بنالیتے تھے تو انہیں بھی آپ اس شعر کے ذریعے اصل بات سمجھادیا کرتے تھے۔

ایک اچھے اور ماہر اُستاذ کی یہ نشانی ہے کہ وہ اپنا علم، فن، زبان، ادب، لب ولہجہ اور انداز وادا طلبہ کے سینوں میں منتقل کردے۔ قبلہ استاذ گرامی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسے ہی ماہر استاذ تھے۔ چنانچہ ایک دن بار بار سبق سمجھا کر ایک طالب علم سے فرمایا: تم بتاؤ! میں نے کیا سمجھایا ہے؟ ہمارا ساتھی جواب صحیح نہ دے سکا۔ کوئی مجھ سا اُستاذ ہوتا تو دو چار ڈنڈے رسید کرتا۔ مگر قبلہ اُستاذ گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے ہنستے ہوئے فرمایا:

"من چہ سرایم وطنبورہ من چہ سراید"

یعنی میں کیا گاتا ہوں اور میرا طنبورہ (ساز) کیا گاتا ہے۔

Marfat.com

تمام طلبہ یہ جملہ سن کر ہنس پڑے۔ یوں بار بار سبق دہرانے سے جو خشکی ہو گئی تھی وہ تازگی میں بدل گئی۔

قبلہ استاذ گرامی رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوشخط لکھا کرتے تھے اور آپ کے ہر پرچہ میں طلبہ کے لیے ۱۰۰ نمبر میں سے ۴۰ اور ۵۰ نمبر میں سے ۱۰ نمبر خوشخطی کے ہوا کرتے تھے۔ اس کے پیچھے بھی طلبہ سے ہمدردی کا جذبہ پنہاں تھا کہ کوئی بچہ فیل نہ ہو، چنانچہ ایک دن ہمارے ایک ساتھی کی کاپی چیک کرتے ہوئے اُس کی خراب تحریر پر فرمایا:

''لکھے موسیٰ پڑھے خدا''

اس کی تشریح بھی فرماتے تھے کہ لوگ اس جملہ سے ''موسیٰ اور خدا'' کے راز و نیاز کی باتیں سمجھتے ہیں۔ جبکہ یہاں موسیٰ سے مراد پیغمبر نہیں ہے بلکہ بے پڑھا لکھا آدمی، جاہل آدمی اور ''خدا'' سے مراد ''خود آ'' ہے۔ یعنی (آپے لکھے تے آپے پڑھے)۔

دورانِ سبق ایک ساتھی سے قبلہ استاذ گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبارت پڑھو! وہ ساتھی عبارت اٹک اٹک کے پڑھ رہے تھے اور انہیں بڑی دقت ہو رہی تھی اور سننے والوں کو بھی کچھ پتا نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ پہلے تو استاذ صاحب خاموش رہے پھر اچانک فرمایا:

''واسطہ خدا دا پوریاں پڑھ کے سنا!''

یہ جملہ سن کر اٹکن پھٹکن سے چور طالب علم کی تھکاوٹ اور سننے والوں کی کوفت دور ہو گئی اور بات بھی نہایت آسانی سے سینے میں اُتر گئی کہ بغیر مطالعہ کیے عبارت نہیں پڑھنا چاہیے۔

قبلہ اُستاذ گرامی! حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ تھی کہ اگر کوئی طالب علم صحیح بات کہتا یا درست جواب دیتا تو آپ ضرور اُس کی حوصلہ افزائی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ہمارے ایک ساتھی جو کلاس میں خاموش بیٹھے رہا کرتے تھے۔ سبق پڑھنے اور سنانے سے بھی شرماتے ہی رہتے تھے۔ ایک دن قبلہ استاذ گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے کلاس میں طلبہ سے سوال کرتے ہوئے اشارہ کیا آج سوال کا جواب تم دو گے! اُس پر اسرار طالب علم نے جواب بالکل صحیح دے کر سب کو حیران کر دیا۔ قبلہ استاذ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

Marfat.com

''دیوانہ ہے مگر یہ بات کہتا ہے ٹھکانے کی!''

کتنی اپنائیت ہے اس جملے میں!!؟ اُس کے بعد وہ طالب علم نہایت چست ہو گیا تھا۔

دورانِ سبق اگر کسی ساتھی کو قبلہ استاذ گرامی رحمۃ اللہ علیہ آواز دے کر متوجہ کرنا چاہتے اور وہ ساتھی آپ کی طرف کسی وجہ سے متوجہ نہ ہو پاتا تو آپ فرمایا کرتے تھے:

ان کی بے اعتنائیاں اللہ اللہ
ادھر یہ دھائیاں اللہ اللہ

ایک دن ضیاء القرآن اور ضیاء النبی جیسی شاہکار کتب کے مصنف ضیاء الامت حضرت پیر جسٹس محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ قمر الاسلام میں تشریف لائے۔ حضرت ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ کو کسی ضروری کام سے جلد جانا تھا، لہٰذا آپ کچھ دیر کے بعد ہی تشریف لے گئے۔ قبلہ استاذِ گرامی رحمۃ اللہ علیہ پیر صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے تھے جب بہت جلد واپس لوٹ آئے تو طلبہ نے عرض کیا: اُستاذ جی! کیا پیر صاحب تشریف لے گئے ہیں؟ جواباً افسردہ ہوتے ہوئے فرمایا:

وہ آئے، دل میں آگ لگا کر چلے گئے
دل کی پیاس اور بڑھا کر چلے گئے

ایک دن تو نہایت عجیب واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید خاص اچانک قمر الاسلام میں تشریف لے آئے، جو اپنے حلیے سے ہو بہو (علامہ نورانی رحمۃ اللہ علیہ) ہی لگ رہے تھے۔ قبلہ اُستاذ گرامی رحمۃ اللہ علیہ کی جب نظر پڑی تو آپ کا چہرہ خوشی سے کھل گیا اور فرمانے لگے یار! آج تو قمر الاسلام میں نورانی صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں۔ استاذ صاحب کے کہنے پر تمام طلبہ کو بھی پورا یقین ہو گیا کہ آنے والا شخص (قبلہ نورانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) ہی ہیں۔ طلبہ نے عرض کیا کہ سادات میں سے کوئی بھی دفتر میں موجود نہیں ہے۔ آپ ناظم تعلیمات ہیں۔ آپ ہی دفتر میں تشریف لے جائیں۔ استاذ گرامی! نہایت ادب واحترام سے (نورانی صاحب) سے ملنے کے لیے دفتر میں تشریف لے گئے۔ وہاں

Marfat.com

جب ملاقات ہوئی اور ان کا مدعا معلوم کیا تو پتا چلا وہ ایک بچے کو داخل کروانے آئے ہیں اور علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص ہیں۔

آپ واپس کلاس میں تشریف لائے تو ہنس رہے تھے۔ طلبہ نے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا: ''یار کمال ہے! میں بھی کہہ رہا تھا کہ نورانی صاحب آج بغیر پروٹوکول کے یہاں قمر الاسلام میں کیسے ٹہل رہے ہیں۔ ویسے ناں! مرید کو اتنا بھی پیر جیسا نہیں بننا چاہیے کہ لوگ یہی بھول جائیں کہ پیر آیا ہے یا مرید آیا ہے۔'' تب طلبہ کی بھی بے اختیار ہنسی نکل گئی اور پھر کافی دیر تک اُس شخص کے حلیہ پر تبصرے ہوتے رہے۔ وہ صاحب آج بھی صدر بوہری بازار کے آس پاس نظر آجاتے ہیں تو مجھے اُستاذ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یاد آجاتے ہیں۔

آج ۵ رفروری ہے۔ یوم کشمیر کی چھٹی ہے۔ آج ہی قبلہ اُستاذ گرامی علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ کا چہلم ہے۔ یوم کشمیر کے حوالے سے قبلہ اُستاذ گرامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک تبصرہ راقم کی نوٹ بک میں محفوظ ہے۔

دراصل جب بھی جہاد اور مسلمانوں کی بدحالی کا ذکر چھڑ جاتا تو فلسطین و کشمیر کا ذکر ضرور ہوتا تھا۔ طلبہ ہمیشہ یہ سوال کرتے تھے کہ آخر مسلمانوں کو فتح کیوں نہیں ہوتی ہے؟ یا پھر جذباتی ہوکر کہہ دیتے تھے فتح تو مسلمانوں کی ہی ہونا ہے۔ مگر استاذ گرامی رحمۃ اللہ علیہ یہ قطعہ سنایا کرتے تھے:

کشمیر ہن فتح ہووے گا
سب فوجاں ریڈی ہو گیاں
منڈے تے ٹیڈی نیں
کڑیاں وی ٹیڈی ہو گیاں

ابھی ابھی ایک میرے ساتھی طالب علم نے قبلہ اُستاذ گرامی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت پڑھی ہے۔ جس میں قرآنی آیات کے الفاظ کو بطور قافیہ استعمال کیا گیا ہے۔ جو نہایت کمال کی بات ہے۔ کافی عرصہ پہلے فقیر نے ایک عربی کی حمد کہی تھی، جس کا مقطع کچھ یوں تھا۔

حظ الاویس عندہ
یثبت و یمحوا مایشا

Marfat.com

جامعہ کراچی میں شعبہ عربی کے اُستاذ جناب پروفیسر محمد اسحٰق منصوری نے اس حمد کے مقطع کو خوب سراہا اور بتایا کہ قرآنی آیات کے الفاظ کو اگر کلام میں استعمال کیا جائے تو وہ خوشنما اور پرتاثیر ہو جاتا ہے۔ کچھ ہی دنوں بعد اُن کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ایک ورکشاپ عربی لٹریچر پر ہونا تھی، جس میں انڈیا سے کچھ ماہرین ادب عربی تشریف لا رہے تھے۔ جناب پروفیسر محمد اسحٰق منصوری صاحب نے یہ حمد اُس ورکشاپ کے آغاز کے لیے پڑھنے کی دعوت دی تھی۔ بہر حال قبلہ اُستاذ گرامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایسا کلام بندہ نے پہلی دفعہ سنا ہے اور یہ کلام کہنے میں ان کی مہارت کا ثبوت ہے۔

قرآن و حدیث کے الفاظ ہم سب کو عام گفتگو میں بھی استعمال کرنے کی عادت بنانا چاہئے۔ وہ بھی لوگ تھے جو قرآنی آیات ہی میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ اس طرح ہم قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کی حفاظت اور ان سے رہنمائی کا فائدہ حاصل کر سکیں گے۔ عرب لوگ عموماً ایسا کرتے ہیں۔ عربی کا ایک شعر ہے۔

اَلنَّاسُ صِنْفَانِ مَوْتىٰ فِیْ حَیَاتِهِمْ
وَالْاٰخَرُوْنَ بِبَطْنِ الْاَرْضِ اَحْیَاءُ

یعنی لوگوں کی دو قسمیں ہیں، کچھ تو زندہ رہ کر بھی مر جاتے ہیں اور کچھ زمین کی گود میں بھی زندہ رہتے ہیں۔ قبلہ اُستاذ گرامی حضرت علامہ نذر محمد راہیؔ رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسے ہی لوگوں میں شامل ہیں۔ جو ہمیں چھوڑ کر منوں مٹی کے نیچے جا سوئے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ زندہ ہیں۔ ان کا کلام اُن کے طلبہ اور یہ تقریب چہلم اُن کے زندہ ہونے کی دلیل ہے۔ الغرض استاذ صاحب کسی لگی لپٹی کے قائل نہ تھے۔ انہوں نے جو لکھا، جو کہا وہ تو گویا پیاز کے چھلکے اُتارنا تھا۔

دل سے مرے لپٹی ہوئی یادیں ہیں کسی کی
دیوار پہ انگور کی بیلوں سے زیادہ

عزیز طلبہ ساتھیو!

یہ تمام باتیں تو قبلہ اُستاذ گرامی علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں تھیں۔ مگر میں

Marfat.com

ایک بات آپ کے لیے بھی لایا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اُستاذ ذی وقار حضرت علامہ محمد ریاض سعید صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے دورانِ تعلیم ایک مقولہ ہمیں سنایا تھا۔

"العلم صید والخط قید"۔

یعنی علم ایک شکار ہے اور اُسے لکھنا گویا اُسے قید کرنا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جو بات بھی سنو اُسے لکھ لو۔ ورنہ وقت کی ریت میں دب کر سب ضائع ہو جائے گا۔ آج میں نے قبلہ استاذ گرامی رحمۃ اللہ علیہ کی جو باتیں آپ کو سنائی ہیں وہ میری اُن لگ بھگ ۵۰ کاپیوں کا نچوڑ ہے۔ جنہیں میں کل سے چھان رہا تھا۔ اُن میں اور بھی کام کی باتیں تھیں۔ چند ایک آپ کے لیے بھی لایا ہوں۔

۱۔ پریس (کتب و رسائل اور اخبار و جرائد چھاپنے کا کارخانہ) کا پہلا موجد ایک مسلمان (ابراہیم متفرقہ) تھا، جو استنبول میں پیدا ہوا تھا۔

۲۔ یاد رہے کہ فضائیں اُڑنے کا پہلا کامیاب تجربہ بھی سترہویں صدی میں (خرافین احمد) نے کیا تھا۔ اس کا تعلق بھی استنبول سے تھا۔

اور یہ (استنبول) دراصل ترکی زبان میں "اسلام بول" تھا۔ جس کا معنی تھا۔ "اسلام آباد" مگر اس کا نام بھی اُن قوتوں نے بگاڑ کر استنبول کر دیا۔ جنھوں نے آکسفورڈ ڈکشنری میں "مسلم" کا معنی "دہشت گرد" لکھا ہے۔ اگر ہمارے پاس یہ سب کچھ لکھا ہوا ہوگا تو ہمارے کام آئے گا۔

ان رف کاپیوں کے اور کیا فائدے ہیں؟ اس کے لیے آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں۔ غالباً ۱۹۹۳ء کی بات ہے۔ میں جامع مسجد علی حیدر کرار کلفٹن میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ ایک دن ایک صاحب آئے اور مسئلہ معلوم کیا کہ سن ایاس کو پہنچنے والی خاتون اور نابالغہ لڑکی کو اگر طلاق ہو جائے تو عدت کی مدت کیا ہوگی؟ فوری طور پر میں اُسے بتانے سے قاصر رہا اور اگلے دن بتانے کا وعدہ کر لیا۔ اُن دنوں ذاتی کتب نہ تھیں البتہ یہ کاپیاں اور چند چھوٹی چھوٹی کتابیں ساتھ تھیں۔ میں نے اپنی کاپیاں کھنگالیں تو ایک کاپی سے یہ بات بھی مجھے مل گئی۔ جو غالباً ہدایہ شریف پڑھتے ہوئے قبلہ اُستاذ گرامی حضرت علامہ اللہ بخش اویسی دامت برکاتہم العالیہ نے

Marfat.com

ہمارے ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں کہی تھی ۔یعنی کہ مایوس بوڑھی خاتون اور نابالغہ لڑکی کو اگر طلاق ہو جائے تو اُن کی عدت کی مدت ۳ ماہ ہے۔ میں نے اگلے دن قبلہ اُستاذ گرامی حضرت علامہ حافظ اللہ بخش اویسی دامت برکاتہم العالیہ ہی کے حوالے سے اُن صاحب کو بتا دیا۔ مجھے کسی اور حوالے کی ضرورت ہی نہ رہی۔

میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ بھی اپنے اساتذہ کی ایک ایک بات، جملہ، کلمہ، لفظ، شعر، نصیحت اور ضرب الامثال کو لکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے خیالات وافکار اور احساسات کو بھی مرحلہ وار لکھتے جائیں۔ پھر ۲۰ سال کے بعد ہماری طرح آپ کی فکر نے جو ارتقائی منازل طے کی ہوں گی یا بعض عوامل واثرات نے آپ کی سوچ کو بدلنے یا پختہ کرنے میں حصہ لیا ہوگا، تو وہ آپ پر آشکارا ہوں گے۔ یوں آپ اپنے آپ سے واقف ہو کر آگے بڑھ سکیں گے۔

داستانیں لکھ کر رکھ لو چند عنوانوں کے ساتھ
پھر یہ باتیں ختم ہو جائیں گی دیوانوں کے ساتھ

☆☆☆

Marfat.com

بوڑھا درویش!

20 جون 2010ء العمر مسجد پتھر روڈ گرین ٹاؤن کراچی میں ایک اجنبی بوڑھے سے ملاقات

19 جون 2010 کو پہلا تلاش حق کنونشن ہوا تھا۔ اور آج 20 جون 2010 اتوار کا دن ہے۔ میرا ذہن گزشتہ روز کے واقعات میں کھویا ہوا تھا۔ خوشی اور فکر مندی کے جذبات کے ساتھ اندیشہ ہائے دور دراز کی دھمک سے دل دھک دھک کر رہا تھا۔ نمازِ عصر کے بعد ایک سادے لباس والا سفید ریش بوڑھا، اجنبی شخص آگے بڑھا۔ اس کے چہرے سے عقل مندی کا نور چھلک رہا تھا، پیشانی سجدوں کے آثار سے چمک رہی تھی اس کے حُلیے میں دیہات کی خوشبو مہک رہی تھی۔ پھول سی آواز میں گویا ہوا...... السلام علیکم!!

ایک لحہ کے لیے تو میں اس کے خلوص کی چاشنی میں ڈوب گیا اور پھر جواب عرض کیا۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ سلام تو لوگ ہمیں روز ہی کرتے تھے مگر آج ایک عجیب سی ٹھنڈک، تسکین اور انجانی خوشی سے دل باغ باغ ہو گیا تھا۔ بڑے باوقار اور رعب دار آواز میں فرمایا: ''مجھے کچھ وقت دیں!'' اور ساتھ ہی مجھے غور سے دیکھا۔ میں سمجھا کہ وہ مجھ سے کوئی بات کہنا چاہتے ہیں۔ مگر آج طبیعت کچھ بھی تو سننے پر آمادہ نہ تھی، لہٰذا عرض کیا ''مجھے کام ہے'' فرمایا: ''میری اور آپ کی ملاقات منجانب اللہ ہے۔ مجھے آپ کو کچھ دینا ہے'' ان الفاظ نے تو گویا میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں مگر میں نے کسی دن ۱۱ بجے تنہائی میں ملنے کا وعدہ کر لیا اور گھر کی طرف قدم بڑھا دیئے۔

اگلے دن صبح ۱۱ بجے گھنٹی بجی، ہم نے دروازہ کھولا تو سامنے وہی بوڑھا درویش کھڑا تھا۔ سلام کے بعد ہم نے لائبریری میں اندر آنے کی دعوت دی وہ تشریف لائے اور فرمایا: ''اپنا تعارف کراؤ''۔ ہم نے تعارف کرانا چاہا تو فرمایا: ''آپ کے والدین، علاقہ، تعلیم اور مصروفیات وغیرہ مکمل بتاؤ'' ہمارا تعارف سن کر پھر انہوں نے اپنا مکمل تعارف کروایا اور آخر میں فرمایا: ''یہ ہمارے نبی ﷺ کی سنت ہے'' ان کی آنکھوں میں شفقت اور چہرے میں بزرگی کے آثار و نشانات نے مجھے

Marfat.com

ان کا گرویدہ کر دیا تھا۔ فرمایا: ''یہ رجب کا مہینہ ہے اور رجب میں اگر تیاری نہ کی رمضان کی تو پھر قلب کی صفائی کیسے ہوگی شعبان میں اور شعبان میں اگر قلب کی صفائی نہ ہوئی تو روح کی صفائی کیسے ہوگی رمضان میں''۔ پھر فرمایا: ''یہ آگے بھی بتاؤ اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ: تیاری کرو، سگریٹ اور بدنظری کی عادات کو چھوڑ دو، تیاری کرو، یہ اللہ کی مدد ہے کچھ خرچ کرو گے تو کچھ ملے گا'' پھر فرمایا: ''میرا دل تو جانے کو نہیں چاہتا لیکن پھر ملوں گا''۔

آج ہی عصر کی نماز کے بعد ملے درسِ حدیث کے بعد مجھے ہاتھ سے پکڑ کر بٹھالیا اور فرمایا: ''مسجد کی محبت سے قرآن کی محبت، قرآن کی محبت سے صحابہ کی محبت سے نبی ﷺ کی محبت ملتی ہے''۔ پھر فرمایا: ''دستخط کرو جی!!'' میں نے عرض کیا کہ بات تو بہت پیاری ہے مگر یہ حدیث ہے یا نہیں؟ اس کا مجھے علم نہیں ہے! فرمایا: ''او ٹھنڈ پے گئی اے'' پھر فرمایا: ''بڑی خوشی ہوئی ہے''۔

پھر وہ کچھ دنوں کے لیے کہیں چلے گئے اور اتوار کو واپس آئے۔ بعد نمازِ ظہر درسِ فقہ کے بعد ہمارا ہاتھ پکڑ کر بیٹھ گئے اور یہ دعا پڑھنے لگے جو خوش قسمتی سے مجھے یاد رہی۔

''سبحانك يا اللّٰه! كما ينبغي لو جه جلالك و عزته سلطانك''۔

دعا پڑھ کر میری طرف دیکھا اور فرمایا: ''اللہ فرماتا ہے کمپیوٹر میں فگر نہ آنے دو میں خود ہی اس کا ثواب دوں گا''۔

کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا: "Action Speeks Louder Tham Voice" یعنی عمل آواز سے زیادہ اثر رکھتا ہے۔ بوڑھے درویش کی انگلش دانی نے ہمیں مزید مرعوب کر دیا تھا۔ ان کی گفتگو جاری تھی کہ ایک صاحب نے ان سے کہا کہ امام صاحب کو اب گھر جانے کی اجازت دے دیجیے۔ تو فرمایا: ''اجے گڈی دا اسٹیشن نہیں آیا'' یعنی ابھی گاڑی کا اسٹیشن نہیں آیا ہے۔

پھر فرمایا: ''دنیا کی جب بات کرو تو ساتھ اللہ کی بات کرو تاکہ دنیاوی باتوں کا کفارہ ہو جائے''۔ ''اچھا دعا مانگو'' اگلے دن انہوں نے مجھے ہاتھ سے پکڑ کر بیٹھا لیا اور فرمایا: ''السلام علیکم''

Marfat.com

میں نے حسب معمول جواب دیا۔ مگر آج وقفے وقفے سے وہ سلام ہی کر رہے تھے۔ شاید میرے چہرے پہ تعجب کے نشانات دیکھ کر فرمایا: ''سلام بار بار کرو۔ محبت بڑھتی ہے''۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

درمیانِ عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین ہم خبر نیست

فرمایا: ''میرا بھی ایک مشن ہے۔ عرض کی آپ کا مشن کیا ہے؟ فرمایا: ''صلہ رحمی'' ''میں ہر سال اپنے سارے رشتہ داروں کو ملنے کے لیے نکلتا ہوں۔ کیونکہ ان میں سے کوئی ناراض ہوا تو اللہ ناراض ہو جائے گا''۔ پھر یہ آیت پڑھی:

''ان تنصر اللہ ینصر کم''

ترجمہ: یعنی اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ تمھاری مدد کرے گا۔

پھر حدیث پڑھی: ''اکرمُوا مَنْ جآءَ کُمْ '' (یعنی جو تمھارے پاس آئے (مہمان) اس کی عزت کرو) جب انہوں نے محسوس کیا کہ اب میں جانا چاہتا ہوں تو مسکراتے ہوئے فرمایا۔

مکتبِ عشق کا اصول نرالا دیکھا
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

وہ چکوال سے تشریف لائے تھے اب واپسی کے لیے تیار تھے تو الوداعی ملاقات کے لیے تشریف لائے تو فرمایا: '' آپ کی اور ہماری ملاقات منجانب اللہ ہے۔ آئندہ جب آؤنگا تو آپ سے ملنے آؤنگا ان کی (ملک شفیع MC-1183) کی ملاقات ضمنی ہوگی۔ پہلے میں سال بعد آتا تھا اب آپ کی خاطر 3 یا 4 ماہ کے بعد آؤں گا''۔

پھر مجھ سے ایک مسئلہ کوئی دریافت کیا اور میرے جواب کے بعد فرمایا: ''مُہر لاؤ جی!'' یعنی مُہر لگاؤ! پھر فرمایا: ''پرایویں نئیں، ناں آوے تے آکھو نئیں آوندا'' کیونکہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے (۱۰۰) سوالوں میں سے 37 کا جواب دیا تھا۔ باقی کے لیے فرمایا ''مجھے نہیں معلوم''۔ ''اچھا جی بڑی خوشی ہوئی ہے۔ بس دستخط کر دیئے'' میں اب بھی ان سے ملنے کا منتظر ہوں۔

والسلام

☆☆☆☆

Marfat.com

آہ! جواں مرگ آصف اعوان

چیف ایڈیٹر ''ماہنامہ جہانِ چشت'' محمد اویس معصومی کے قلم سے

میرا پیارا دوست سب انسپکٹر محمد آصف اعوان اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہوئے ملک و ملت کے دشمنوں کے ہاتھوں چانڈیو ویلیج (نزد پنجاب کالونی) کے ایک کار واش سینٹر میں درجہ شہادت کو پہنچ گیا وہ مجھ سے کہا کرتا تھا ''مرشد آج کل جان خطرے میں رہتی ہے'' اور اس کی یہ بات سچی نکلی۔ وہ نہایت بہادر اور جری تھا۔ ملک وقوم کے دشمن عناصر سے نمٹنا وہ خوب جانتا تھا۔ وہ کانسٹیبل سے ترقی پاتے ہوئے سب انسپکٹر بنا تھا۔ اس میں آگے بڑھنے کی لگن تھی وہ فقیر کی خدمت کا کوئی موقع ضائع نہ کرتا تھا۔ مشکل میں حوصلہ دیتا تھا۔ ہر وقت دعاؤں کا طالب رہتا تھا۔ فقیر کو مرشد کہتا تھا۔ اکثر فون کرتا اور یوں کہتا تھا ''مرشد! آصف بات کر رہا ہوں'' مذہب کی محبت اس کے رگ وپے میں رچی بسی تھی۔ وہ سالانہ محفل نعت و ذکر کا پروگرام سجایا کرتا تھا وہ ''بریگیڈ'' کی آنکھ کا تارا تھا۔ وہ ایسا نوجوان تھا جس سے ہر قسم کی توقعات وابستہ کی جاسکتی تھیں وہ ہر لحاظ سے لائق تحسین تھا۔ اس کی شہادت پر ہر آنکھ اشک بار تھی۔ پولیس ہیڈ کوارٹر گارڈن میں اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور مکمل سرکاری اعزاز کے ساتھ گارڈ آف آنرز پیش کیا گیا۔ فقیر نے اپنے ہاتھوں اپنے دوست کو قبر میں اتارا۔

آصف اعوان کی شہادت اس کے اعزا واقربا کے ساتھ ساتھ اس کے تمام دوست احباب کو بھی غمزدہ کر گئی ہے مگر تقدیر کا فیصلہ ہے کہ ایسے لوگ مرا نہیں کرتے وہ زندہ رہتے ہیں قبر میں، حشر میں، اور ہمارے دلوں میں۔ چانڈیو ویلیج، پولیس ہیڈ کوارٹر گارڈن اور بریگیڈ پولیس لائنز ہمیں کبھی نہیں بھولیں گے ان تینوں مقامات سے بہت سی خوشگوار یادیں وابستہ تھیں۔ اب ایک غم کے باب کا بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ اللہ کریم اسے اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا کرے اور اس کے متعلقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ (آمین)

اس کے جانے سے یہ کیا ہوگئی گھر کی صورت
نہ وہ دیوار رہی ہے نہ وہ در کی صورت

Marfat.com

شاہِ فقیراں زکوئٹہ!

۱۹۹۳ء میں مسجد علی حیدر کرار کلفٹن کے عارضی حجرے میں ایک اجنبی بزرگ تشریف لائے۔ دوران گفتگو فرمایا: ''کاغذ لاؤ کچھ لکھ دوں!'' ہم نے دو صفحات دیئے جن پر لکھی ان کی تحریر محفوظ ہے جس کو من وعن پیش کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

فلسفہ بندہ:

ماسٹر عبدالرشید صاحب، شاہِ فقیراں زکوئٹہ

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جنات کے بعد انسان کو کیسے تخلیق کیا۔ اللہ تعالیٰ نے کل کائنات کا مرکب لیا تو سات رنگ بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ساتوں رنگ ملا کر انسان کو تخلیق کیا اور عزازیل کو حکم دیا کہ انسان کے بت کو سجدہ کرو۔ تو عزازیل نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے عزازیل کو طوق شیطان ابلیس قرار دے دیا اور شیطان سے انسان کو ورغلانے کا وعدہ بھی لے لیا تو اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی اس کائنات کی کہ انسان خسارے میں گیا۔ جو آج ہو رہا ہے یہ شیطانی وسوسے غیر یقینی باتیں ہیں۔ انسان، انسان کا دشمن جھوٹ فریب ملاوٹ۔۔ یہ سب کچھ شیطانی کرامات ہیں اگر حقیقت میں توکل کر کے دین کو دنیا کے ساتھ لے چلے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ امن ہو جائے۔ امن دنیا میں توکل کی اکائی ہے۔ ہر پل برستی ہے، رحمت اللہ کی اگر اک پل رحمت نہ برسے، ہوا بند ہو جائے، روشنی اندھیرے میں بدل جائے۔

ہر پل برستی ہے رحمت خدا کی
اندھیرا روشنی ہوا پانی مبارک ہے اسی کے لئے

☆☆☆

Marfat.com

اُمیدوں کے چراغ

یکم اپریل ۲۰۱۲ء کو سید نصیر الدین شاہ ہمدانی علیہ رحمۃ الباری کے چہلم کے موقعہ پر لکھی گئی تحریر

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم۔

فاعوذ باللہ من الشیطن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ○ (علق ۔۶)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہی انسان کو ہر علم جو وہ نہیں جانتا تھا سکھلا دیا۔

اب لوگ کہتے ہیں کہ یہ بچہ نادان ہے۔ کچھ نہیں جانتا ہے۔ کسی بھی چیز کا کوئی علم نہیں رکھتا ہے۔ لیکن اگر ہم غور کریں تو امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، امام محمد بن ادریس شافعی امام مالک بن انس، امام احمد بن حنبل، امام جلال الدین سیوطی، امام فخر الدین رازی، مولانا جلال الدین رومی، مولانا جامی اور یہ سقراط و بقراط بھی تو پہلے اس بچے ہی کی طرح تھے جو کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ پھر انہوں نے سیکھا اور اللہ نے سکھا دیا تو وہ نادان بچے سے ترقی کرکے دانا و دانشور بندے بن گئے۔ اور دانائی، عظمت و بزرگی کا اہم جزو ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

عن معاویة قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: من لم یرد اللہ بہٖ خیراً یفقهه فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی۔ (متفق علیہ وھذ الفظ البخاری)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ کریم جب کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اسے علم و حکمت عطا کردیتا ہے۔

Marfat.com

عزیزانِ گرامی! اللہ کریم جسے علم وحکمت کی دولت دیتا ہے اسے تفکر وتدبر کی عادت بھی ڈال دیتا ہے۔ جو ہر مشکل کا حل اور ہر ایجاد کی ماں ہے۔ یہ فہم وادراک، معرفت انفس وآفاق، محبت صاحب لولاک اور روح کی خوراک فکر وتدبیر اور ذکر وتذکیر سے ہی حاصل ہوتی ہے لیکن عزیز دوستو! فرنگی کی فکر کا حاصل عجائب وایجادات اور ہماری فکر کا حاصل خالی بحث، غم ونفاق اور حادثات وسانحات!! فرنگی نے محض اپنے تصور وخیال سے ہی سب کچھ حاصل کرلیا اور ہم قرآن سے بھی کچھ حاصل نہ کرسکے! فرنگی کی فکر کے فیض سے دنیا فیض یاب ہو رہی ہے اور ہماری فکر نے ملک وملت کے بخیے ادھیڑ کر اُمت کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ دشمن خدانخواستہ اپنی چال میں کامیاب ہوگیا کیونکہ اس نے طے کرلیا ہے۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے جو ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دیکر فرنگی تخیلات
اسلام کو اس کے کوہ و دمن سے نکال دو

یا پھر تم نے ہی اپنا سبق بھلا دیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر!!

سبق پھر پڑھ عدالت کا صداقت کا شجاعت کا
لیا جائیگا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ افسوس کا اظہار فرماتے تھے کہ اہلِ اسلام نے علم طب میں مہارت حاصل نہیں کی اور علم کا تہائی حصہ یہود ونصاریٰ کے سپرد کردیا ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ مسلمانوں کو ہر ضروری فن میں کمال حاصل کرنا چاہیے تا کہ مسلمان خود کفیل ہوں اور دوسروں کے سامنے محتاج وذلیل نہ ہوں۔ (ملفوظات امام شافعی)

سید نصیر الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے اٹھتے ہوئے نوجوان علماء کی مثال دنیا کی اس اندھیر نگری میں ان روشن چراغوں کی طرح ہے جو ظلماتِ البر والبحر سے نکلنے کی راہ دکھلاتے

Marfat.com

ہیں۔اس طرح کے چراغ اگر بجھ جائیں تو نجات کے سارے راستے گم ہو جاتے ہیں۔سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة البدر علیٰ سائر الکواکب۔ (سنن ابنِ ماجہ۔باب فضل العالم)

یعنی عالم باعمل کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی بدر کامل کو سارے ستاروں پر ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

لئن تموت قبیلة بأسرھا ایسر علی اللّٰہ من موت عالم۔ (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد جلد نمبر ۱ ص ۲۰۱۔۲۰۲)

یعنی اگر کوئی قبیلہ اپنے تمام افراد سمیت مرجائے تو اللہ کے ہاں اس کا مرجانا ایک عالم کے مرجانے سے زیادہ آسان ہے۔اس لیے کہ ایک عالمِ دین کی موت سے حق گوئی و بے باکی، دانش ومردانگی، ہمت وفرزانگی، علم وحکمت کی چاندنی اور ہمدردی وغم گساری کے سارے جگنو مر جاتے ہیں اور سارا عالم سونا سونا اور اداس ہو جاتا ہے۔ایک عربی شاعر کہتا ہے:

لعُمْرُك ما الرزیة فقد مالٍ
ولا شاة تموت ولا بعیر
ولکن الرزیة فقد حبر
یموت بموتہٖ خلق کثیر

یعنی تیری عمر کی قسم مال وزر کا ہاتھ سے جاتے رہنا قابلِ افسوس مصیبت نہیں ہے۔اور نہ ہی کسی بکری یا اونٹ کا مرجانا مصیبت سمجھا جاتا ہے۔اصلی اور حقیقی مصیبت تو کسی عالم کا ہاتھ سے جاتے رہنا ہے کیونکہ اس کی موت سے بہت سی مخلوق مرجاتی ہے۔

اسی لیے کہا جاتا ہے:

"موت العالم موت العالم"

ایک عالم صادق کی موت پوری دنیا کی موت ہے۔

Marfat.com

عزت مآب حضرت پیر ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی کہ جو ساری زندگی دوسروں کے بچوں کی تعلیم اور بہتر مستقبل کی خاطر سہارا بنے رہے اور طلبہ سے کہتے رہے کہ قوم کو آپ کی ضرورت ہے۔ آپ جہاں بھی رہیں کام کریں۔ ادارہ آپ کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرے گا۔ مگر آج جب اس ادارے اور بالخصوص قبلہ شاہ صاحب کو ایک جانشین، ایک وارث اور ایک مضبوط سہارے کی ضرورت پڑی ہے تو ان کا لختِ جگر جواں سال فاضل نوجوان سید نصیر الدین شاہ ہمدانی اپنے خون سے اپنی جرأت و بہادری اور مخلوق سے ہمدردی کا چراغ روشن کرتے ہوئے اپنے بوڑھے باپ کی امیدوں کے سارے چراغ بجھا گیا ہے۔

اللہ کریم سید نصیر الدین شاہ صاحب کی مغفرت و بخشش فرمائے اور قبلہ بڑے شاہ صاحب کو صبرِ جمیل کے ساتھ ساتھ اس کا نعم البدل بھی عطا فرمائے۔ (آمین)

شاید ایسے ہی لوگوں کیلئے مولانا عبدالقادر حصاروی نے کہا تھا:

گل گئے گلاب گئے باقی خالی دھتورے رہ گئے
عقلاں والے چلے گئے باقی بے شعورے رہ گئے

☆☆☆

Marfat.com

بابِ سوم

اصلاحِ معاشرہ

Marfat.com

ضبطِ نفس، رَبطِ الٰہی

۲۷ نومبر ۱۹۹۸ء کو ماہنامہ کاروانِ قمر کے لیے یہ تحریر مدیراعلیٰ کی خدمت میں بالمشافہ ملاقات میں پیش کی تھی جو بوجوہ نہ چھپ سکی۔۔۔

اللہ کا کوئی اچھا بندہ ہو یا گندہ! بہرحال اللہ سے جوڑے بنا کوئی حال نہیں ہے اور توڑنے کی مجال نہیں ہے، ہلکی سی سرتابی بھی جان کا وبال ہے۔ دنیا کے جنجال اور گناہوں کے جال میں پھنسے ہوئے انسان کو ایسی روش اپنانی چاہیے کہ حال ہی حال ہو جائے۔ اس کے لیے اس کے پاس دو ہی راستے ہیں، خشیتِ الٰہی اور محبت الٰہی جن پر چلتے ہوئے وہ اپنے ربِ کریم سے پائیدار تعلقات اور پختہ رابطہ استوار کر کے خوشحال ہو سکتا ہے۔

راہِ فرار تو ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ مالک الملک ہے مگر جو لوگ محبت و خشیتِ الٰہی کے مقدس و پاکیزہ جذبات و احساسات سے باغی ہو کر غفلت کی راہ اختیار کرتے ہیں تو رب العالمین ان کے سروں سے عظمت انسانی کا تاج اتار کر ان کی سلطنت غفلت و غرور کو تاراج کر دیتا ہے اور ان سے انسانیت کی خلعت فاخرہ چھین کر چوپاؤں میں ہانک دیتا ہے اور یہ اعلان کر دیتا ہے:

اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ وَ اُولٰئِکَ ھُمُ الْغَافِلُوْنَ۔

ترجمہ: یعنی وہ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے ہیں اور وہی غافل ہیں۔

ایسا بندہ دراصل خواہشات نفس کا پلندہ اور شیطان کا ہتھکنڈا ہوتا ہے جبکہ رحمن کا بندہ مرغی کے نوزائیدہ چوزے کی مانند پاک، نرم و ملائم اور معصوم اداؤں کا مالک ہوتا ہے۔ جس پر سبھی کو پیار آتا ہے۔ جب وہ اپنی ماں کی ہلکی ہلکی، میٹھی میٹھی، مسلسل آنے والی کٹ کٹ کی آواز پر بگٹٹ دوڑتے ہوئے تحفظ اور مامتا کے پیار و محبت کے حصول کے لیے ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرتے ہیں کیونکہ وہی ان کی کل کائنات ہے۔

رب کا بندہ بھی اذان کی میٹھی میٹھی آواز سن کر اللہ کے گھر کی طرف قدم بڑھاتا ہے کہ یہاں امن ہے۔ تحفظ ہے، محبت ہے، شفقت ہے اور سلامتی کا ٹھنڈا ٹھنڈا اور نرم نرم احساس ہے۔

Marfat.com

رب کا بندہ "سَابِقُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ" کا فرمانِ الٰہی سنتے ہی احکامات کی بجا آوری کے لیے مستعد اور چاک وچوبند ہو جاتا ہے کیونکہ وہ یہ پیغام الٰہی جانتا ہے:

"وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اللّٰهَ" اللہ کے سوا کون بخشنے والا ہے۔

خشیتِ الٰہی

خشیتِ الٰہی ایک ایسی غیر مرئی قوت ہے جو بندے میں عاجزی وانکساری پیدا کر کے اسے رب سے قریب تر کرتی ہے۔ گویا تمام عبادات کا سرچشمہ خشیتِ الٰہی ہے۔ پیغام حرم ہے:

"اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ"۔

ترجمہ: یعنی تم میں سے سب سے زیادہ اللہ کے ہاں عزت واکرام والے وہ ہیں جو تم سب سے زیادہ ڈرنے والے ہیں۔

اللہ کا خوف بھی دراصل اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مرہونِ منت ہے کیونکہ حاکم اگر عادل اور منصف مزاج ہو تو ادبا خوف اور خوشی دونوں طرح کے جذبات جنم لیتے ہیں۔ چنانچہ بعثت نبوی ﷺ کے وقت انسان بے خوفی کی دلدل میں پھنس چکا تھا۔ انسان ہی انسان کا غلام بلکہ مالِ تجارت بن چکا تھا۔ سرمایہ داروں نے سود کے جال بچھا رکھے تھے۔ عورتیں ہوس پوری کرنے کا ذریعہ بن چکی تھیں۔ فطرت کے چہرے پر توہمات کے پردے ڈال دیئے گئے تھے۔ ایسے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حسن تدبیر سے انسان کو زندگی کے آزار سے پُر پندار سے آزاد کر کے اللہ کے سامنے لا کھڑا کیا تا کہ وہ آزادانہ طور پر خود کو اللہ کے سپرد کر کے خدا کا ہم آہنگ ہو جائے اور یہی اصل آزادی ہے۔ جس کا اعلان قرآن کریم نے یوں کیا ہے:

"لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

کہ جو بھی ہم آہنگ دام رنگ خدا ہو جائے اس پر کسی چیز کا خوف اثر نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی غم اسے ستاتا ہے اور قلندر اقبال اسی لیے کہتا ہے:

جس کے ڈر سے وہم کا قصر کہن آئیں گرا
گردنِ انسان سے طوقِ راہب خود بیں گرا

(سیدنا محمد عزمی نمبر۔ ص ۱۴۱)

Marfat.com

خشیتِ الٰہی کی کیفیت یہ ہونا چاہیے کہ حساب و کتاب، ثواب و عتاب اور بازپُرس کا تصور آتے ہی انسان پر لرزہ طاری ہو جائے۔ اللہ کی ناراضگی کے خوف سے اس کا دل پگھل جائے اور آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے اُبل پڑیں۔ جس کو بھی خوفِ الٰہی کا دعویٰ ہے اسے چاہیے کہ اپنے نفس کو پھانسی دے دے، اپنی اُمنگیں قتل کر دے، اپنے جذبات کو سولی پہ لٹکا دے، اپنی خواہشات کا گلا گھونٹ دے، اپنی آرزوؤں کا گھنٹہ بجا دے، اپنے خوابوں کا خون کر دے اور اپنی مرضی اللہ کی مرضی کے تابع کر دے اور اس وقت تک اس کی مرضی کا طالب رہے جب تک کہ اللہ اس کی مرضی کا طالب نہ ہو جائے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

جو شخص اللہ کے خوف سے اس کی اطاعت و فرمانبرداری اور یاد و بندگی پر ہمہ وقت آمادہ رہتا ہے اس کو قرآن یہ مژدہ سناتا ہے:

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مَّافِي الْاَرْضِ جَمِيْعاً۔

ترجمہ: یعنی اللہ نے زمین میں سب کچھ تمہارے لیے ہی بنایا ہے۔

اس انعامِ الٰہی کو پانے کے لیے محنت و مشقت کی بھٹی میں بُھن کر، احتساب کی چکی میں پس کر مزید ایک امتحان کے بعد دوسرے امتحان کا منتظر رہنا پڑتا ہے:

چوں می گویم مسلمانم بلرزم
که دانم مشکلات لا اِلٰهَ را

قرآن کہتا ہے:

وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔

ترجمہ: اور ان پتھروں میں سے بعض پتھر تو اللہ کے خوف سے پہاڑوں سے نیچے لڑھکنے لگتے ہیں۔

Marfat.com

اگر تمہارا دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو چکا ہے، قساوت و بدبختی کا ستارہ ساعت نحس میں داخل ہو چکا ہے اور تمہارے اندر سے خوف و خشیت کا احساس مٹ چکا ہے تو پھر وہ لوگ تلاش کرو جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔ رب کی رضا کے طالب ہیں۔ جو اپنے حال سے بے خبر مگر ساری کائنات ان کے پیشِ نظر رہتی ہے۔ یہ لوگ بظاہر بے حال دکھائی دیتے ہیں مگر ہر وقت و جد و حال میں دہائی دیتے ہیں، چھپتے پھرتے اور تنہا تنہا نظر آتے ہیں مگر ہر آن انجمن آرائی کیے رکھتے ہیں۔ ان کی لڑائی نفس و شیطان سے ہوتی ہے اور مقصود ضبط نفس اور ربطِ الٰہی ہوتا ہے۔

کسی ایسے ہی قلندر کی صحبتِ کیمیا ہی تمھارے تکبر و غرور کی چٹانیں توڑ کر غفلت کی تاریک غاروں سے تمہیں نکال سکتی ہے۔ خشیتِ الٰہی کے پانی سے تمہارے من کی وادی میں اعمال صالحہ کی فصل اُگا سکتی ہے کیونکہ فرمانِ الٰہی ہے:

وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ۔

ترجمہ: اور اللہ ڈرنے والوں کا دوست ہے۔

تو اے دوست! اللہ کے دوستوں کے پاس اپنا آنا جانا رکھا کر! اُن سے پیار کر! ان کے ساتھ اپنا اٹھنا بیٹھنا رکھ یہی لوگ تیرے درد کا درماں بنیں گے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''کسی نیک بندے کی صحبت یا مجلس میں ایک مرتبہ بیٹھ جانا بیس لاکھ بُری صحبتوں کا کفارہ ہے۔'' (مترجم احیاء العلوم۔ جلد نمبر ا ص ۲۶۸)

اللہ کے یہ بندے خوفِ الٰہی سے گھائل، پیکر عجز و نیاز بن کر زمین کی طرف مائل اور جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ اللہ رب العزت نہ صرف انہیں بلند کرتا ہے بلکہ کائنات کو اس کے لیے جھکا دیتا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت اور دماغوں میں ان کا رعب و دبدبہ ڈال دیتا ہے۔ وہ پھر بھی خشیتِ الٰہی سے چُور چُور رہتے ہیں جو اللہ کی محبت کا باعث ہوتا ہے۔

پیغام حرم ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ۔

ترجمہ: بے شک اللہ ڈرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اور جن سے اللہ کو محبت ہو جائے ان کے بارے میں نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

Marfat.com

اِتَّقُوْا بِفِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ۔

ترجمہ: یعنی مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر خوف الٰہی کا اتنا غلبہ رہتا تھا کہ جب بھی کسی پرندے کو دیکھتے تو فرماتے کہ اے کاش میں تجھ سا ہوتا۔ کہ دانہ دنکا کھاتا، ٹھنڈا پانی پیتا اور کسی درخت کے ٹھنڈے سائے میں آرام کرتا اور حساب وحشر کا کوئی خوف نہ ہوتا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ کاش! ''میں کوئی درخت ہی ہوتا۔''

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا چہرہ وضو کرتے ہوئے خوف سے زرد ہو جاتا تو لوگ عرض کرتے کیا بات ہوگئی ہے؟ تو آپ فرماتے، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں کس کے سامنے نماز کے لیے کھڑا ہونے والا ہوں۔ اس تصور کے خوف سے میرا چہرہ زرد پڑ گیا ہے۔

(کیمیائے سعادت)

حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنی مجلس میں دورانِ وعظ لفظ اللہ کو ہیبت کے ساتھ تلفظ کیا۔ چنانچہ ایک نوجوان نے اُس کو سنا تو خوفِ الٰہی سے سخت چیخ ماری اور مر گیا۔ اس کے ورثاء نے بادشاہ سے شکایت کی کہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لڑکے کو مار ڈالا ہے۔ بادشاہ نے حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ایک روح وصالِ حق کی مشتاق ہوئی تو اس نے خوب زاری کی جب وہ بلائی گئی تو اس نے قبول کیا۔ میرا کیا قصور ہے۔ بادشاہ رو دیا اور کہا اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔

ایک شخص تیس سال تک زندہ رہا مگر کبھی اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا۔ فرشتوں نے اللہ کریم سے شکایت کی کہ تیرے فلاں بندے نے کبھی تیرا ذکر نہیں کیا۔ اللہ کریم نے فرمایا: اس لیے کہ وہ میری عطا کی ہوئی نعمتوں میں غرق ہے۔ اگر میری طرف سے کوئی تکلیف پہنچے گی تو ضرور مجھے یاد کرے گا۔ جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اس کی ایک رگ کو چلنے سے روک دیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ وہ شخص کھڑا ہوا اور یارب! کہنے لگا۔ اس کے جواب میں اللہ کریم نے فرمایا: ''میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں'' میرے بندے تو اب تک کہاں تھا۔ (کتاب القلوبی)

Marfat.com

رب کا ہول دل میں پال کر ہی دنیا و آخرت کی ہولناکیوں سے بچا جا سکتا ہے۔ بس تم ہُو ہُو پکارتے رہو، وہ ضرور لبیک لبیک کہتا ہوا تمہارے طرف بڑھے گا۔ آوازِ کعبہ ہے:

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔

یعنی جب جب کوئی مجھے پکارتا ہے میں اس کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔ بس! اے غم روزگار میں مرنے والو! خوف پرورد گار میں گھل جاؤ!

محبتِ الٰہی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا ہو جانا ہی محبتِ الٰہی کا نکتۂ آغاز ہے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دیوانہ و مجنوں نہ بنو!۔ نہ ہی ان کے خوف سے آنکھیں بند کرو بلکہ ادب واحترام اور عقیدت کے ساتھ ان کے پیچھے پیچھے چلتے رہو۔ صدائے مکہ ہے:

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

ترجمہ: یعنی آپ فرما دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ خود تم سے محبت کرنے لگے گا۔

یاد رکھو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کی دنیا باریک اور آخرت تاریک ہوتی ہے۔

اس ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار کرتے رہو کیونکہ!!

یہی اُصول ہے وفا پرستوں کا
کہ ہر اک حال میں توصیف حسنِ یار کرے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر محبت ہوگئی تو آپ کی نسبت سے کتاب اللہ، کعبۃ اللہ، اور اولیاء اللہ سے بھی پیار ہو جائیگا۔ کہ یہ سب ''شعائر اللہ'' یعنی اللہ کی نشانیاں ہیں جو محبت الٰہی کی راہ پر سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ چنانچہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

مَنْ اَحَبَّ اللّٰهَ فَلْیُحِبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ فَلْیُحِبَّ اَصْحَابِیْ
وَمَنْ اَحَبَّ اَصْحَابِیْ فَلْیُحِبَّ الْقُرْآنَ وَمَنْ اَحَبَّ

Marfat.com

الْقُرآن فَلْيُحِبُّ الْمَسَاجِدَ فَإِنَّهَا اَفْنِيَةُ اللّٰه۔ (بحوالہ تفسیر قرطبی)

ترجمہ: یعنی جو اللہ سے محبت کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ مجھ سے محبت کرے اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ میرے اصحاب سے محبت کرے اور جو میرے اصحاب نے محبت کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ قرآن سے محبت کرے اور جو قرآن سے محبت کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ مساجد سے محبت کرے کیونکہ یہ اللہ کے گھر ہیں۔

بندے کی اپنے رب سے محبت، محض زبانی کلامی، جذباتی یا خیالی وطلسماتی نہ ہو بلکہ بندہ اپنے کردار سے محبت کا عملی ثبوت پیش کر کے اپنی محبت کو ایک مؤثر ومتحرک تخلیقی قوت بنا دے جو اعتماد و اعتبار، بھروسا اور رویوں میں خلوص عطا کرے۔ زبان سے ہوئی ہوئی دل میں اُتر جائے۔ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنتے ہی اکھیاں چھم چھم برسیں۔ ٹپ ٹپ آنسوؤں کے قطرے منوں آنسو بہا جائیں۔ ذکرُ اللہ اور ذکرِ مصطفیٰ میں وہ جادو ہے جو بڑے بڑے بہادروں کو جھنجھوڑ اور بھنبھوڑ کے رکھ دیتا ہے۔

راقم نے بارہا اپنے والد گرامی کے سینے کی ہانڈی میں بیٹھے بٹھائے اُبال آتے دیکھا ہے۔ وہ نام خدا اور نامِ مصطفیٰ ﷺ سنتے ہی تڑپ، تڑک جاتے ہیں۔ جذباتِ محبت وعقیدت میں یکلخت یوں نچڑنے لگتے ہیں جیسے کوئی پہلوان کسی گھسی پھٹی، گیلی بنیان کو نچوڑ رہا ہو۔

احساس عمل کی چنگاری جس دل میں فروزاں ہوتی ہے
اُس لب کا تبسم ہیرا ہے، اس آنکھ کا آنسو موتی ہے

محبت سادگی ووالہانہ پن عطا کرتی ہے اور جب محبت جذب وجنوں کا روپ دھار لے تو نہ صرف بندہ رب کو محسوس کرتا ہے بلکہ بنی اسرائیل کے اس شخص کی طرح اپنے رب سے کلام بھی کرتا ہے۔ جو کہہ رہا تھا ''اے اللہ تو میرے پاس آ میں تیری خدمت کروں گا۔ ٹانگیں دباؤں گا اور تیرے سر میں تیل لگاؤں گا۔'' یہ باتیں جذب وکرب کے دائرے سے باہر رہ کر نہیں کہی جا سکتیں کہ بے ادبی وشرک ہے۔ اسی لیے حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے اسے منع کیا اور مارا۔

Marfat.com

مگر رب کریم نے فرمایا: مجھ سے بات کرنے سے پہلے جاؤ میرے بندے کو راضی کرو! عرض کیا! مولائے کریم وہ تو آپ کے لیے یوں یوں بول رہا تھا۔ فرمایا: ہاں! ہمیں اس کی یہی ادائیں پسند ہیں۔ کلیم اللہ علیہ السلام کو اللہ کوہِ طور سے واپس بھیج دے کہ "جا! میرے دیوانے کو راضی کر" یارو! مئے اَلَست، میں ایسے مست ہو جاؤ کہ "باخدا دیوانہ باشد کی تصویر نظر آؤ"۔

محبت جب اطمینان وسکون سے آگے بڑھ کر راضیۃ مرضیۃ کے مرتبہ پر فائز ہوتی ہے تو ہر شب، شب دیدار بن جاتی ہے۔ اور محبّ منزل مقصود سامنے پا کر گوہر مطلوب سے اگر وصال کا تقاضا کر بیٹھے تو دیوانے جب چاہیں موت کی دیوار توڑ کر وصال حق کے لیے کوئے یار جا پہنچیں گے۔

کوئے یار کی تلاش:

محبت کے لیے محبوب کا نظر آنا اور سامنے ہونا ضروری ہے۔ اگر رب کسی کا محبوب ہے تو یہ گوہرِ مقصود ہمہ وقت و ہمہ جہت موجود ہے۔ دیکھ نہ سکنا ہماری بینائی کا قصور ہے، لہٰذا اس کی تلاش میں درختوں کے جنگل پار نہ کرو! اسی انسانوں کے جنگل میں اس کا منگل بھی ہے اور دنگل بھی: ہاں ہاں! اپنے دوستوں اور ان کے ملنے والوں میں اس کا منگل رہتا ہے، کیونکہ ان کو بھی اپنے رب کی لگن اس کی یاد میں مگن رکھتی ہے۔ اپنے دشمنوں اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں سے اس کا دنگل رہتا ہے، کیونکہ وہ نفس وشیطان کے چُنگل میں رہتے ہیں۔ دل کی آنکھیں کھلی ہوں تو یہ منظر صاف نظر آتا ہے۔ جب وہ خود دکھانا چاہے تو بند آنکھیں بھی دیکھ لیتی ہیں۔ چنانچہ!!

ایک اللہ کا بندہ کہیں سے گزر رہا تھا کہ راستے میں ایک فاحشہ عورت اپنے آشنا کے ساتھ کھڑی تھی۔ گزرتے ہوئے اللہ کے بندے کے پاؤں سے راستے کی کچھ کیچڑ اُڑ کر فاحشہ عورت کے لباس سے چپک گئی اور اس کے اندر کے کیچڑ کا پتا دینے لگی۔ فاحشہ عورت کے دوست کو یہ بات ناگوار گزری اور اس نے آگے بڑھ کر اس اللہ کے بندے کو تھپڑ رسید کیا۔ وہ اللہ کا بندہ تو وہاں سے گزر گیا، مگر چند ہی لمحوں بعد وہ آدمی فاحشہ عورت کے مکان کی چھت سے گرا اور جاں سے گزر گیا۔ لوگوں نے اس اللہ کے بندے کو الزام دیا کہ اس کی بددعا سے ایسا ہوا ہے تو اس اللہ

Marfat.com

کے بندے نے فرمایا: اس فاحشہ عورت کے دوست کو ہمارے پاؤں کا کیچڑ پسند نہ آیا تو اس نے ہم کو مارا اور ہمارے دوست کو اس کی یہ حرکت پسند نہ آئی تو اس نے ہمارا بدلہ لے لیا۔ یہاں منگل اور دنگل دونوں نظر آتے ہیں۔ صدائے طیبہ ہے کہ ربِ کریم فرماتا ہے:

"مَنْ عَادَ لِی وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ لِلْحَرْبِ"۔

ترجمہ: یعنی جس کسی نے میرے دوست سے دشمنی رکھی تو میں اس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔

حیران کیوں کھڑے ہو! کیا "اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" کی صدا تم تک نہیں پہنچی کہ جس وقت، جدھر اور جہاں دیکھو اُدھر ہی اللہ ہے۔ اس کی قدرت کے کرشمے، اس کی صناعی کے شاہکار اور ہر طرف اس کی کاریگری کے نمونے بکھرے پڑے ہیں۔ اگر پھر بھی بات نہ بنے تو ذرا فرصت نکال کر اپنے گریبان میں جھان کو! کہ وہ اس سرتاپا عجوبۂ روزگار حیوانُ عرف انسان کے رگ و پے میں رچا بسا ہے۔ اس کے ریشے ریشے میں اس کا ظہور ہے۔ جس کا اسے شعور ہے۔ ارے دیکھو دیکھو! وہ تو انسان کی رگ جاں سے بھی زیادہ اس کے قریب ہے۔ صدائے حرم ہے:

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ"۔

ہاں ہاں! خواہشات کی نیلم پری کی تلاش میں، نفس کے اُڑن کھٹولے میں کوہِ قاف کی منزلیں طے نہ کرو!! قریب ہی وادیٔ قلب کے قاف میں اپنے معبود کی جستجو میں رہو۔

پیغام مدینہ ہے:

"قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰهِ"۔

ترجمہ: مومن کا دل ہی اللہ کا عرش ہے۔

اور قرآن کوئے یار کا پتا بتاتے ہوئے کہتا ہے:

"وَفِیْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۔"

اور وہ تمہارے مَن میں رہتا ہے تو کیا کبھی تم نے دیکھا نہیں!! ارے کہہ دو!!

دل میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

Marfat.com

دیکھو! ''میں، میں'' نہ کرتے پھرو! ''میں'' کی سطح پر اُتر کر اپنے رب کو تلاش کرو۔ وہ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

مَن میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی!

آب ہائے محدود میں رہنے والوں کو آبنائے لامحدود کا پتا نہیں ملتا تو نور کے لامحدود سمندر میں غرق ہو جا کیونکہ تیری ''میں'' اگر غیریت کے وہم میں گرفتار رہی تو پھر یہ ''میں'' اس اجنبی مسافر کے سوا کچھ بھی نہیں، جسے اپنی منزل ہی معلوم نہ ہو۔ دیکھ! غیریت میں گرفتار ہو کر اجنبیت کے سانپ نہ پال بلکہ اپنی ''میں'' کو عینیت کے یقین، اعتقاد و اعتماد اور بھروسے میں اتنا سرشار کر کہ لوگ تجھے دیوانہ، مجنوں اور خدا مست کہنے لگیں۔ اور سن اس ساز کا اک تار یہ بھی ہے کہ اپنی ''میں'' کو ''تو'' کے اندر فنا کر دے یا ''تو'' کو اپنی ''میں'' کے اندر جذب کر کے مجذوب و محبوب ہو جا تا کہ کوئے یار پہ جب تیری نظر پڑے تو، تُو پکار اُٹھے۔

میں خود ہوں جانِ حقیقت میں ماورٰی سے وریٰ
میرا ہی نور ہے در پردۂ نور قرآنی !!

ارے اپنے نفس کی معرفت حاصل کر کہ یہی رب کی معرفت ہے۔ صدائے نبوت ہے:

''مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ''

جس نے اپنے آپ کو جان لیا اس نے رب کو پہچان لیا۔

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقان ذرا
دانہ تو، کھیتی تو، باراں بھی تو حاصل بھی تو

آہ! کس کی جستجو آوارہ رکھتی ہے تجھے
راہ تو، راہرو بھی تو، رہبر تو، منزل بھی تو

انجام:

محبت اور موت میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ محبت کی ابتدا، ابتلاء و آزمائش اور انتہا

Marfat.com

موت ہے۔ حضرت حسین منصور بن حلاج رحمۃ اللہ علیہ کو پندرہ دن تک قید خانے میں نظر بند رکھا گیا۔ اس دوران حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا: محبت کیا ہے؟ فرمایا: محبت کا سوال آج نہ کر، کل پوچھنا۔ جب کل کا دن آیا تو حضرت منصور بن حلاج رحمۃ اللہ علیہ کو سولی پہ چڑھا دیا گیا۔ اچانک سامنے سے ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ہوا۔ منصور بن حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے پکار کر کہا، اے شبلی! محبت کا ابتدائی دور جلنا اور آخر قتل ہونا ہے۔

سیدنا یحییٰ علیہ السلام کو بادشاہ نے شہید کروا دیا تو فرشتے بارگاہِ خداوندی میں عرض کرنے لگے۔ الٰہی! ان لوگوں نے یحییٰ علیہ السلام کو کس جرم میں قتل کیا ہے۔ اللہ نے فرمایا: یحییٰ علیہ السلام نے نہ کوئی جرم کیا اور نہ کسی جرم کا ارادہ! بلکہ وہ مجھ سے محبت کرتا تھا اور میں اس سے محبت کرتا ہوں اور محبت میں قتل ہونا لازمی بات ہے۔ (کتاب السبعیات فی مواعظ البریات)

ہر مؤمن محبوب بھی ہے اور محبّ بھی۔ اور جسے محبت ہوا سے مشکل، مصیبت اور موت کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ محبت اور غفلت دونوں کا انجام موت ہے۔ مگر فرق صرف یہ ہے کہ غفلت کی موت کا ٹھکانا جہنم ہے اور محبت کی موت کا ٹھکانا جنت ہے۔

اسلام دین محبت ہے۔ قرآن کتاب محبت ہے۔ کعبۃ اللہ مرکزِ محبت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئینۂ محبت ہیں اور اللہ مرجع محبت ہے۔ امن، سکون اور سلامتی ثمرۂ محبت ہے۔ الغرض ہر طرف محبت ہی کا پھیلاؤ ہے۔ جدھر دیکھو محبت لہلہاتی، کوندتی اور مچلتی نظر آتی ہے۔ آؤ اس دینِ محبت کی پناہ میں آؤ اور محبوب بن جاؤ!!

"اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَافَّۃً۔" (البقرہ)

ترجمہ: اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔

☆☆☆

Marfat.com

اللہ کی مرضی

12 دسمبر 2009 بروز ھفتہ بعد عشاء پندرھواں عرس معصوم کے موقع پر کی گئی تقریر
نزد بفرزون 1/A-15 (مسجد باب الاسلام) صوفی امیر خان لودھی صاحب کے گھر پر

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم امّا بعد!

فاعوذ باالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

یا ایها الذین آمنوا ادخلو فی السلم کافّةً ولا تتبعوا خطوات الشیطن۔

اسلام کا مطلب ہے اپنے رب کی رضاء ومشیت کے آگے سر تسلیم خم کر دینا۔ اپنی خواہش، ارادہ اور مرضی چھوڑ کر اللہ کی مرضی کی پیروی کرنا۔ انسان کا ارادہ اور مرضی ایسا قالب اور سانچا ہے جو انسان کے قول وفعل اور سیرت و کردار کو اپنے اندر ڈھالنے کی زبردست صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر انسان کا ارادہ و مرضی بے لگام ہو جائے تو پھر انسان کی تباہی یقینی ہے اسی لیے انسانی ارادے اور خواہشات کی تہذیب و تعدیل اور اصلاح و تربیت ہوتے رہنا چاہئے۔ جس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ انسانوں کو یہ باور کرایا جائے کہ اے انسان! تو اللہ کی مرضی کی تکمیل و تعمیل کے لیے دنیا میں آیا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

(وماخلقت الجن والانس الایعبدون)

لہٰذا یادرکھ اب اللہ کی مرضی ہی تیری مرضی پر غالب رہنی چاہیے۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ انسان اللہ کے ارادے سے اس کی مرضی کو پانے کے لیے دنیا میں بھیجا گیا ہے تو پھر ہم انسانوں کو اللہ کی مرضی اور مشیت کا علم بھی ہونا ضروری ہے۔ تو کیا اللہ کی منشاء و مرضی کی تلاش میں ہمیں مصائب و مشکلات کے سمندر پار کرنا ہوں گے۔ جیسا کہ

Marfat.com

پوزیٹوسٹ (Positivist) فرقہ کی تعلیم ہے تو پھر ہم خدا کی مرضی وتلاش میں عیسائی تو ہو سکتے ہیں مگر مصائب کے پہاڑ سر نہیں کر سکیں گے۔

یا پھر مطالعہ فطرت میں برہمو بن جائیں۔نہیں نہیں! ہم اللہ کی مرضی ومنشاء کی تلاش میں اللہ کے بندوں اور اس کی مخلوقات کو نقصانات کی چکی میں پیس کر اپنے لیے ہدایت کا آٹا نہیں بنائیں گے۔اگر ہم نے ایسا کیا تو یہ اللہ کی منشا اور مرضی نہیں بلکہ ہماری خودغرضی ہوگی۔البتہ اللہ کے باغیوں دھریوں اور صبا کی بے حیا پریوں کو یہ بات بہت پسند ہے۔تو پھر آؤ ہم تسلیم کرلیں، اسلام میں داخل ہو جائیں اور سر کو جھکا کر مان لیں کہ ایک علیم وحکیم رب کی حکومت میں ہم موجود ہیں۔جو اپنی مرضی ومنشا اور ارادے سے خود خدا ہے اللہ ہے۔اُسے کسی نے نہیں بنایا وہ خود سے ہے اس نے سب کو بنایا ہے۔

(والٰھکم الٰہُ واحد فھَل انتم مسلمون)

اب ہم اللہ سے عرض کرتے ہیں!! اے اللہ! تیری مرضی اور ارادہ کیا ہے؟ تو اللہ نے جواب دیا: حدیث قدسی ہے:

"کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیّاً فَاَرَدْتُّ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ"

یعنی میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پھر میں نے ارادہ کیا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے آدم کو پیدا کیا۔

پھر میرا ازادہ ہوا کہ انسانوں کی آزمائش کروں کہ کون میری معرفت وپہچان کے لیے تگ ودو کرتا ہے اور کون مجھ سے غافل رہتا ہے لھذا میں نے زندگی اور موت کا نظام بنا دیا۔

(الذی خلق الموت والحیوٰۃ لیبلو کم ایکم احسن عَمَلاً)

اسی مرضی کو وہ پورا کرنا چاہتا ہے۔کہ وہ پہچانا جائے۔اس کے ماننے والے ہوں، انہیں وہ نوازے بھی اور آزمائے بھی!۔

اس لیے انسان کو پیدا کیا ہے گویا انسان کی پیدائش منشاءِ الٰہی ہے اور مقصد اللہ کی پہچان اطاعت وفرمانبرداری، یاد وبندگی اور ذکر وفکر ہے۔

Marfat.com

جب یہ یقین ہوگیا تو پھر ہم کو اُن راہوں اور راستوں کا بھی علم ہونا چاہیے، جو اللہ کی اس مرضی ومنشاء کو پورا کرنے میں انسان کے کام آتے ہیں۔ اور وہ راستہ جو ہر قوم کو ہر زمانے میں بلا امتیاز دیا گیا۔ اور وہ مذھب ہے۔ جو ہمیں ہمارے خالق کی مرضی ومنشاء سے آگاہ کرتا ہے۔ اور پھر ہم اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی کے تابع کر دیتے ہیں اور (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) کا انعام پا لیتے ہیں۔

سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۶ میں ارشاد ہے:

"ولا تقف مالیس لك به علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئك کان عنه مسئولا"۔

ترجمہ: اس بات پر مت چل جس کا تجھے علم نہیں ہے کیونکہ تجھ سے تیرے دیکھنے سننے اور دل کے متعلق سوال ہوگا۔

اللہ نے اپنی مرضی کو پورا کرنے کے لیے انسان کو تخلیق کیا اور اس کے اعضاء و جوارح کو اس کا معاون و مددگار بنایا تا کہ اللہ کی مرضی پوری ہو۔ یہ تینوں اعضاء رئیسہ ہیں جو تمام انسانی ارادوں اور خواہشات کو مختلف اشکال میں ڈھالتے ہیں۔ کان اور آنکھ علم حاصل کر کے دل میں پہنچاتے ہیں۔ جہاں ارادہ وخواہش پیدا ہوتی ہے۔ گویا ہمارا قلب ہمارے ارادہ ومرضی کا سرچشمہ ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ آنکھ اور کان تو حادثات و واقعات کا علم لاتے ہیں اور دل انہی ظاہری معلومات کو ارادہ وخواہش میں بدل کر عمل کرتا ہے۔ مگر اے اللہ! میں اپنی زندگی میں لمحہ لمحہ تیری مرضی کے تابع کرنا چاہتا ہوں۔

فرمایا: لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔" یعنی تم نماز، حج یا قربانی، اور زندگی وموت کو اللہ کے لیے وقف کر دو جو دونوں جہانوں کا پروردگار ہے۔

"قل اِن صلاتی ونسکی ومحیای و مماتی"

لیکن کوئی وسیلہ کوئی سبب کوئی ذریعہ تیری مرضی کا بھی ہے تو بتا دے اے اللہ!

کیونکہ مجھ پر کئی حیثیتوں سے کئی حقوق وفرائض اور ذمہ داریاں ہیں میں ان کو تیری مرضی کے تابع کرنا چاہتا ہوں۔ اگر یہ فرائض وذمہ داریاں تیری مرضی کے تابع نہ ہوئیں تو بدی

Marfat.com

پیدا ہو جائے گی، گناہ پھیل جائے گا اور ہمارا دشمن (شیطان اور دجال) خوش ہوگا۔ تیری تخلیق آدم کی غرض پوری نہ ہوئی تو شیطانی قوتیں اور دجالی نظام کے پجاری تیرے بندوں کو تیرے سامنے ذلیل کریں گے۔

کیا میں اندھیرے میں نہیں؟ کیا مجھے روشنی کی ضرورت نہیں ہے، ہاں ضرور روشنی چاہئے تو پھر روشنی وہ ہو جو خاتم الہام الٰہی کا دعویٰ رکھتی ہو۔ جیسے قرآن کہتا ہے۔

- الم۔ ذالك الكتاب لاريب فيه هدى اللمتقين (بقرۃ۔ا)
- كتاب انزلنه اليك لتخرج الناس من الظلمٰت الى النور باذن ربهم الىٰ صراط العزيز الحميد (ابراهيم)
- سورة انزلنا ها وفرضناها وانزلنا فيها آيٰت بينت لعلكم تذكرون (نور۔ا)

گویا قرآن وسنت وہ روشنی ہے جس کے اُجالے میں ہم اس راہ پر چل سکتے ہیں جس سے اللہ کی مرضی پوری ہو۔

"لقد كان لكم فى رسول الله اُسوة حَسَنَةٌ"

اے اللہ! اگر قرآن نہ سمجھ سکوں، تیری عظیم ولاریب کتاب نہ پڑھ سکوں تو کیا کروں۔

فرمایا۔"كونوا مع الصّٰدقين"۔ سچیاں نال ہو جا۔

اے اللہ سچے کون ہیں؟ میرے نبی ﷺ نے بتایا: اذا رأو ذكر الله یعنی (جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آجائے) وہ سچے ہیں۔

تو نبی ﷺ کی ذات گرامی! مظہرِ ذات الٰہی ہے۔ اسی لیے فرمایا:"من رانی رأالحق"، جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا۔ بندہ یہ سن کر تڑپ گیا اور کہنے لگا۔

"وأحسن منك لم ترقط عينى
واجمل منك لم تلد النساء

Marfat.com

خلقت مبرأً من كل عيب
كأنك قد خلقت كما تشاء"

دوسرے لفظوں میں

ہے الہ کون میرا مجھے کچھ خبر نہیں ہے
جو رب مصطفیٰ ہے بس وہی میرا خدا ہے

ارے!! جب محبوب خدا اتنا حسین ہے تو پھر خود خدا کیسا حسین ہوگا۔ بندے نے اللہ سے محبت کا اعلان کر دیا۔ تو اللہ نے حکم دیا اے میرے محبوب۔ میرے عاشق کو اپنے پیچھے پیچھے میرے پاس لے آ اور اعلان کر دے:

" قل ان كنتم تحبون اللّٰه فاتبعونی یحببکم اللّٰه"

اور جب اللہ کسی کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے تو پھر اللہ کہتا ہے:

لایزال العبد یتقربُ الی بالنوافل فاحببته فاذا أحببته فكنت سمعه الذی یسمع به فكنت بصره الذی یبصر به فكنتُ یده التی یبطش بها فكنت رجله الّتی یمشی بها۔ (مشکوٰۃ)

اس درجہ پر فائز ہونے کے لیے حدیث قدسی ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

" تَخَلَّقُوْا بِأَخْلَاقِ اللّٰهِ"

یعنی اے انسان تو میرے اُحکام کی پیروی کر اور میرے جیسا ہو جا اور تب تو کہے گا "ہو جا" تو "ہو" جائے گا"۔

سچی بات یہ ہے کہ شریعت کو اپنا مزاج اور طبیعت بنائے بغیر یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔ احکام الٰہی کی پیروی ہی اللہ کے اعضاء کے حصول کا ذریعہ ہے۔ کوئی شخص اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی کے تابع کر لے تو پھر (کن فیکون) کے قانونِ قدرت کی مطابقت پا لیتا ہے۔

Marfat.com

احکام الٰہی کی پیروی ہی آسمانی خزانہ کی چابی ہے۔ یہ خزانہ پا کر انسان اللہ کا حقیقی عکس بن جاتا ہے۔ مظہر ذات الٰہی اور خلیفۃ اللہ فی الارض ہو جاتا ہے۔ "تخلقو بأخلاق اللّٰہ" کی صفت سے متصف ہونا مشکل ضرور ہے مگر ناممکن نہیں ہے۔

ذرا دیکھیں۔ محمد ﷺ نے روحانیت کا یہ درجہ حاصل کیا اور اہل مکہ کی آنکھوں میں ریت کی مٹھی پھینکی اور وہ جو قاتل بن کر آئے تھے اب جان بچا کر بھاگنے لگے اور اللہ نے اعلان کر دیا:

"وما رمیت اذرمیت ولکن اللہ رمی[1]"

یہ ریت اے محبوب تو نے نہیں پھینکی جبکہ تو نے پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی ہے"۔

اس موقع پر محمد ﷺ کا دایاں ہاتھ گویا اللہ کا ہاتھ جو خدا کا محبوب ہوا، اس کے اعضاء خدا کے اعضاء ہو گئے تو جو محمد ﷺ کی اتباع کرے گا وہ "تخلقو بأخلاق اللّٰہ"[2] کی صفت پا لے گا۔

گویا! انسانیت کا اعلیٰ درجہ خدا کے احکام کی پیروی سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

سنو! سنو! اے اللہ کے باغیوں! سنو!

اپنے قلوب واذہان میں اللہ کو بٹھالو! حرام دولت، جھوٹی شہرت، ظالمانہ حکومت اور فاسقانہ و فاحشانہ ندامت کے خوگر انسانوں حیا کا لباس پہن لو، شرم کا کاجل لگالو! دل میں اللہ کو تخت نشین کرلو۔ روح کو کعبۃ اللہ کے طواف میں لگادو...... اور اپنے فکر و خیال کے پرندوں کا محور و مرکز گنبد خضریٰ کو بنا دو تو تم دنیا کے عظیم انسان بن جاؤ گے۔ جس پر شیطان اور دجال کے پجاری رشک کریں گے ورنہ یہ شیطانی و دجالی قوّتیں تمہیں اللہ کے حضور رسوا کر دیں گی۔

یاایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطن انہ لکم عدو مبین"

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو، بے شک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

تعمیر شخصیت وفلاح انسانیت

سیرت طیبہ کی روشنی میں

☆☆ ماہنامہ کاروان قمر (۱۹۹۵ء) کے لیے لکھی گئی ایک تحریر ☆☆

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃٌ حسنۃ۔

جس طرح ایک صحت مند انسان کے لیے ضروری ہے کہ اس کے جسم کی ہر اکائی (عضو) اس کے جسم کو متحرک وفعال بنانے میں مصروف ہو اسی طرح انسانیت کی فلاح کے لیے ضروری ہے کہ اس کی اکائی (فرد) تربیت یافتہ واصلاح یافتہ ہو۔ ہر شخص کو انسانیت کی اکائی کا درجہ حاصل ہے اور اکائی وجود کی بنیاد ہے۔ گویا شہر انسانیت کی بنیاد شخصیت ہے۔ انسانیت کی تعمیر و تخریب کا دارومدار شخصیت کی تعمیر وتخریب پر ہے۔ لہٰذا شخصیت کی بہترین نگہداشت، تعمیر و تعلیم، ذہنی وجسمانی نشو ونما اور فکری وعملی تربیت کے نتیجے میں قائم ہونے والا، فواحش ومنکرات سے پاک، اصلاح یافتہ اور صحت مند معاشرہ ہی انسانیت کی مکمل فلاح کا ضامن ہوسکتا ہے۔ بے شک ایسا پاکیزہ وروح پرور، روحانی، وجدانی، نورانی اور بہار آشنا معاشرہ خشیت الٰہی، رضائے الٰہی، اطاعت الٰہی، بے غرضی وللّٰہیت اور محبت مصطفیٰ، سیرت مجتبیٰ اور اتباع حبیب کبریا ﷺ کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ ''پیغام حرم ہے!

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃٌ حسنۃ۔

ترجمہ: یقیناً تمہاری رہنمائی کیلئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہی بہترین نمونہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ، حیات مبارکہ اور اقوال واعمال ساری کائنات کے لیے بہترین نمونہ ہیں۔ ایسا نمونہ کہ اس سے بہتر کوئی اور نمونہ ہو ہی نہیں سکتا۔ جنہوں نے بھی اس کے علاوہ کوئی اور نمونہ تلاش کرنے کی کوشش کی۔ انہیں نمونہ تو نہ مل سکا البتہ انہیں ''نمونیا''

Marfat.com

ضرور ہوگیا۔ جس سے ان کی دنیا بھی لٹ گئی اور آخرت بھی تباہ و برباد ہوگئی اور ان کی زندگی عبرت کا نشان ہو کر رہ گئی۔ جو جو والضحیٰ کے مکھڑے کا شیدائی ہوگیا۔ واللیل کی زلفوں کا اسیر ہوگیا۔ جس جس نے بھی ان کے دامن کرم کو تھام لیا اور آپ ﷺ کی حیات طیبہ کو اپنے لیے نمونہ بنالیا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سربلند ہوگیا۔ اس کی دنیا بھی بن گئی، آخرت بھی سنور گئی۔ وہ غم حیات سے آزاد ہوگیا۔ اس سے آخرت کا خوف بھی جاتا رہا۔ رب کعبہ نے اعلان فرمایا۔

الا ان اولیاء اللّٰہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون

ترجمہ: خبردار! بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے (دنیا میں) اور نہ وہ غمگین ہوں گے (آخرت میں)۔

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ جو بھی جمال مصطفوی ﷺ کا دیوانہ بنا شمع رسالت کا پروانہ بنا اور جس نے بھی اپنا تن، من، دھن بلکہ اپنا سب کچھ یار کے رنگ میں رنگ لیا اور یار کے نمونے کو آنکھوں میں بسالیا، دل پہ جمالیا اور جسم پہ سجالیا، ان کی اپنی زندگیاں بھی نمونہ بن گئیں۔ صاحب اسوہ حسنہ نے فرمایا!

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم

(میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤ گے)

تعمیر شخصیت وفلاح انسانیت کے سپنے کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہر فرد کی تربیت واصلاح سیرت طیبہ کے سائے میں ہو۔ فرد کی فکری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے سیرت کی روشنی میں اسے زاویہ فکر عطا کیا جائے۔ نشان منزل سے آگاہ کیا جائے۔ فرد کو سرکشی وخودسری، انانیت و بغاوت کے پہروں اور خواہشات کے قید خانے سے نکال کر اطاعت و فرمانبرداری اور عبادت و بندگی کے لذیذ وشیریں اور بہار آفریں باغات میں خراماں چلنے والی حیات بخش، بے خوف اور آزاد فضا سے متعارف کرایا جائے حرص، ہوس اور خودغرضی کا خول توڑ کر فرد کے سینے میں ذمہ داری واحساس عمل کی چنگاری فروزاں کی جائے۔ مفاد پرستی کے اندھیروں میں ایثار وقربانی اور ہمدردی و بے لوثی کے چراغ روشن کیے جائیں۔ الغرض کہ واقعی اگر

Marfat.com

ہم انسانیت کی فلاح کے لیے سنجیدہ ہیں تو پھر شہر انسانیت کے شخصی محل کی ہر اینٹ کو سیرت مصطفیٰ ﷺ کے سانچے میں ڈھال کر، عشق مصطفیٰ ﷺ میں پکا کر، خوف خدا کے تیشے سے چھانٹ پھٹک کر اطاعت وفرمانبرداری کے گارے سے چننا ہوگا۔ ورنہ یہ ناپائیدار آشیانہ بادسموم کے ادنیٰ سے جھونکے سے ہی انسانیت کے لیے تازیانہ بن جائے گا۔

بہت اندھیرا ہے ہستی کی شاہراہوں پر
چلو تو مشعل عشق رسول لے کر چلو

ہم تعمیر شخصیت کے پروگرام کو دو بنیادی واہم حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

(الف) ذہنی وفکری تربیت (ب) عملی تربیت

(الف۔۔ ذہنی وفکری تربیت کے چند گوشے):

فکری قوت جب اعمال وکردار کا روپ دھارتی ہے تو تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں، اگر اعمال وکردار سیرت طیبہ کے عین مطابق ہوں تو رحمت ورنہ زحمت بن جاتے ہیں، لہٰذا فکر کے زاویئے اور سوچ کے انداز کی سمت درست کرنے کے لیے ذہنی وفکری تربیت ازبس ضروری ہے۔

فلاح انسانیت کے لیے انسانیت کے تمام افراد کی سوچ میں ہم آہنگی ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک ہم اپنی ذہنی وفکری صلاحیتوں کا رخ مادی و تخیلاتی اور محلاتی کائنات سے پھیر کر سیرت طیبہ کو اپنی سوچ کا قبلہ اور محور ومرکز قرار نہ دیں اور اس بات پر کامل یقین نہ باندھ لیں کہ آپ ﷺ کی سیرت مطہرہ کے علاوہ جتنے نمونے ہیں وہ سب ''نمونے'' ہی ہیں۔ صرف ''نمونے بازی'' ہے جھوٹ ہے، دھوکا ہے، فریب ہے، دکھاوا ہے۔

سیرت طیبہ کا حصار اور دائرہ ہی ہماری سوچوں کو مجتمع رکھ سکتا ہے۔ جو فلاح انسانیت و تعمیر شخصیت کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس لیے اپنی ذہنی وفکری اور سمعی وبصری قوتوں کو منتشر و بکھری ہوئی راہوں سے ہٹا کر اسوۂ حسنہ پر مرکوز کرلیں۔ سوا ے انسانو! اسوہ حسنہ کے آئینے میں اپنا آپ پرکھو اور سنوار لو کیونکہ اس سے بڑا اور صاف وشفاف آئینہ کہیں اور میسر ہی نہیں ہوسکتا جو

Marfat.com

ظاہری غلاظت وگندگی دکھانے کے ساتھ ساتھ، اندر کے میلے پن کا نہ صرف سراغ لگاتا ہے بلکہ دل پر لگے سیاہ داغ ودھبے بھی دھوڈالتا ہے۔ آئینہ جمال الٰہی ﷺ نے فرمایا:

''المومن مر آئة المومن''

ترجمہ: مومن، مومن کے لیے آئینہ ہے۔

اعلان کعبہ ہے: ''وما اتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ فانتھوا'' کو حرزِ جاں بنا کر اپنے عمل سے ثابت کردیں کہ ہمارا ہر عمل، ہر حرکت، ہر جنبش اور قول وفعل سیرت نبوی ﷺ کے عین مطابق ہے تو بہت ممکن ہے کہ ہماری سیاسی غلامی، مادی پسماندگی، علمی درماندگی، سائنسی واماندگی، ذہنی پستی وکج روی، بے کسی، بے بسی، محرومیت ومظلومیت اور غربت کا کچھ علاج ہوجائے، کیونکہ تمام مسائل کا حل صرف اور صرف سیرت طیبہ کو ''اوڑھنا بچھونا'' بنانے میں مضمر ہے۔

ان کی سیرت سے ہے وابستہ نجات عالم
اہل عالم کے مصائب کا مداوا وہ ہیں

ملاحظہ ہو فکری تربیت کی قدرے تفصیل:

(1) بیداری شعور:

فرد کے ضمیر کو بیدار اور شعور کو اجاگر کیے بغیر اس کے اعمال وافعال کو سیرت طیبہ کے سانچے میں نہیں ڈھالا جاسکتا۔ کیونکہ اعمال وکردار کا تعلق فکر سے ہے اور فکر بغیر شعور وآگہی ادراک اور وجدان کے پیدا نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے سب سے پہلے خردافروزی کی تحریک چلائی اور صدیوں سے مسلط فکری جمود سے انسانوں کو آزاد کرایا۔ ان کے ذہنوں سے آباء واجداد کی اندھی تقلید کے جالے صاف کرکے انہیں روشن خیال، روشن ضمیر اور بیدار مغز بنادیا۔ علم وآگہی کے نئے باب سے روشناس کیا۔ اعمال کی جانچ پرکھ کا فلسفہ عطا کیا اور مسائل کے حل کے لیے اجتہاد وقیاسات کے بند دروازے کھول دیئے۔ آپ ﷺ نے حلاوت ایمان کی چاشنی ان کے حلق میں اتاردی۔ آپ ﷺ نے نہ صرف ان کی سیرت میں نکھار پیدا کیا بلکہ ان کے حسن

Marfat.com

اخلاق کو دوسروں کے دلوں میں اترنے والی لے بھی دی۔ ان کے سینوں کو درد و سوز سے بھر دیا۔ شعور کو نئی زندگی اور فکر کو تازگی بخشی۔ جہاں بھس بھری تھی وہاں مغز ڈالے، ایمان و ایقان کے بجھے ہوئے چراغ پھر سے روشن کیے۔ کیونکہ آپ ﷺ انسانوں کو خدا تک لے جانا چاہتے تھے اور بغیر شعور و آگاہی کے نہ خودی ہے نہ خدا! آپ ﷺ نے اپنے مواعظ حسنہ اور شیریں بیانی سے روشن خیالی، وسعت قلبی، محبت و دانائی، علم و حکمت، استقامت و پامردی، خلوص اور خودداری کے وہ جوہر لٹائے کہ عرب کی بانجھ، کوری اور مردہ زمین کو مردم خیز بنا دیا۔

یہی وجہ تھی کہ وہ جاں سے پیارے لوگ جنہیں میرے نبی ﷺ نے آسمان ہدایت کا ستارہ قرار دیا ہے جب انہیں تپتی ہوئی ریت پر لٹایا گیا دہکتے انگاروں سے جلایا گیا۔ ان کے جسم کو گرم سلاخوں سے داغا گیا، گلے میں کپڑا ڈال کر گلیوں میں گھسیٹا گیا، پھانسی کے پھندے میں لٹکایا گیا، کوڑوں سے مارا گیا اور جب انہیں غربت و افلاس سے نڈھال کیا گیا، مفلسی و کسمپرسی کی حالت سے گزارا گیا، غلامی کی بے بسی اور قید و بند کی مشقیں جھیلنا پڑیں، الغرض چاروں طرف سے مصائب و آلام کے طوفانوں نے یورش کر دی اور کفر نے جینا دوبھر کر دیا تو بھی ان کے پایہ ہمت و استقلال میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں آیا۔ ان کے پایہ ثبات میں معمولی سی لغزش بھی نہیں آئی اور کفر، استقامت کی پرعزم اور حوصلہ مند چٹانوں سے ٹکرا ٹکرا کر اپنی موت آپ مر گیا۔ اس لیے کہ ان کی تمناؤں، آرزوؤں اور چاہتوں کا مرکز و محور فقط دین حق بن گیا تھا۔ ان کا مقصد حیات اور مطمع نظر صرف اور صرف غلبہ دین حق و راہ حق تھا۔ ''فضائے حرم گواہی دے رہی ہے:

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثُم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ۔

ترجمہ: ''بے شک جن لوگوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ ڈٹ گئے تو ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں''۔

صبر و رضا کے مرحلے، شوق و طلب کے قافلے
جن کے قدم جمے رہے وہ منزلوں سے جا ملے

Marfat.com

یہ وفائیں، یہ جاں نثاری یہ قربانی اور سرفروشی کی داستاں اس لیے رقم کی جارہی تھی کہ آپ ﷺ نے انہیں جہالت کی تاریکیوں سے نجات دلائی تھی۔ جس کے گھٹاٹوپ اندھیروں نے ان کی زندگی کو ظلمت کدہ بنا رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کو اعتقادی نیند سے بیدار کر کے شعورِ ذات سے آگاہ کیا تھا۔ ان کو فہم وفراست اور پیش بینی عطا کی تھی۔ آپ ﷺ کی بدولت ان کے مقدر چمکے اور نصیبے جگمگائے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں نیا ولولہ، جوش و جذبہ، نئی امنگ، اور جینے کا طریقہ سکھایا تھا۔ آپ کی نگاہ عنایت اور حسن اخلاق کے فیوض و برکات کی بارش ہمہ وقت جاری رہتی تھی جس کے کرم کا حال یہ تھا۔

ان کے حضور ان کی نوازش کی سن کے دھوم
آئی سحر بھی چاک گریباں لیے ہوئے

آفتاب رسالت ﷺ ایک روز مسجد نبوی کے احاطے میں ہجوم عاشقاں کے درمیان جلوہ افروز تھے کیا دیکھتے ہیں کہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پھٹا پرانا بوسیدہ لباس زیب تن کیے، پراگندہ والجھے ہوئے بالوں کے ساتھ فقر وفاقہ کی مستی میں جھومتے ہوئے گلی سے گزر رہے ہیں۔ انہیں دیکھتے ہی آپ ﷺ کی چشم نبوت اشکبار ہوگئی۔ پھر فرمایا کہ یہ مصعب رضی اللہ عنہ ہے، مکے میں اس سے زیادہ خوبرو نوجوان کوئی نہیں تھا۔ یہ ہر روز نہاتا اور سر میں تیل لگاتا تھا۔ دولت کی کوئی کمی نہ تھی اور آج دیکھو اس کی حالت کیسی ہوگئی ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ دولت وثروت، عزت و شہرت اور خوشحالی چھوڑ کر غربت وافلاس اور مصائب سے اٹی ہوئی زندگی اختیار کرنے پر راضی کیوں ہوئے؟ یہ صرف اور صرف آپ ﷺ کی تعلیمات کا کرشمہ اور صحبت کا اثر تھا جس سے ان کی دل کی آنکھیں کھل گئی تھیں ان کو علم و آگہی کی دولت مل گئی تھی اور انہوں نے اپنی شعوری آنکھ سے دیکھ لیا تھا کہ اصل زندگی ایمان وسادگی اور اطاعت و بندگی میں ہے۔ اس کے علاوہ شرمندگی ہی شرمندگی ہے۔

میرے شعور نے وہ مرتبہ دیا ہے مجھے
وحشی انسان سے دیوانہ کر دیا ہے مجھے

Marfat.com

آپ ﷺ نے رب کائنات کے اس پیغام، **افلا تتفکرون، افلا تتدبرون** اور **افلا تعقلون** کے ذریعے انسانوں کو غور وخوض، تدبر وتفکر پر ابھارا اور اپنے حسن عمل سے سوچنے کی ترغیب بھی دی۔ آپ ﷺ نے انسانوں کی سوچوں پر پہرے نہیں بٹھائے، نہ ہی ان کی فکر سلب کی۔ ہاں! فکر ونظر اور خیالات کو مادر و پدر آزاد بھی نہیں چھوڑا بلکہ کتاب وسنت کو سوچ کا محور و مرکز اور دائرہ قرار دے کر ان کے قلوب واذہان کو آزادی افکار کی ہولناکیوں اور سورشوں سے بچایا اور ان کے سینوں کو فکر خداداد سے روشن کر دیا کیونکہ ضرورت سے زیادہ آزاد روی و آزاد خیالی مداوا کم، بہکاوا زیادہ ہوتی ہے۔

گو فکر خداداد سے روشن ہے زمانہ
آزادی افکار ہے ابلیس کی ایجاد

اب بھی اگر ہم نے فکری ونظری اور ذہنی صلاحیتوں کو تعصب کے قید خانے سے نہ نکالا، سوچوں سے مسلک کا مہلک پہرہ نہ اٹھایا۔ تنگ نظری کی پٹیاں نہ کھولیں، فکر کو مسلوب ہونے سے نہ بچایا، جمود کی بیڑیاں نہ توڑیں، اجتہاد کے دروازے نہ کھولے، وسعت قلبی وخرد افروزی اور بیداریٔ شعور کے نئے جذبوں سے خود کو آراستہ نہ کیا اور فہم وفراست کے سبزے کو سیرت مطہرہ کے چشمہ صافی سے سیراب نہ کیا اور عمل صالح کے پھول نہ کھلے تو گلستان ہستی اجڑ جائے گا اور اجڑے مکانوں میں تو الو ہی پلتے ہیں۔

فاعتبروا یاولی الابصار۔

ہے تقاضا وقت کا اس وقت ہر اک آدمی
سوچ کی حد میں نظر کا زاویہ روشن کرے

(2۔ احساس ذمہ داری)

احساس عمل کی چنگاری جس دل میں فروزاں ہوتی ہے
اس لب کا تبسم ہیرا ہے اس آنکھ کا آنسو موتی ہے

Marfat.com

انسانیت کی فلاح کے لیے بے حد ضروری ہے کہ اس کا ہر فرد حساس اور ذمہ دارانہ رویے کا مالک ہو۔ اپنے فرائض کی ادائیگی وانجام دہی کا جذبہ اس کے سینے میں پل رہا ہو۔ دردمند ہو، جو دوسرے شخص کے دردوں کی ٹیسیں محسوس کر سکتا ہو، ضرورت مندوں کی حاجات کی کسک سن سکتا ہو، بے حس وغیر ذمہ دار شخص انسانیت کا دامن چھوڑ کر، اپنے فرائض سے غفلت برت کر اور اپنے جذبوں کو سرد کر کے بے رحم و وحشی درندہ بن جاتا ہے۔ تعمیر شخصیت اور فلاح انسانیت میں کوئی بھی کردار ادا کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

"خیر الناس من ینفع الناس"

ترجمہ: تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے۔

اس ارشاد گرامی سے خدمت خلق کی اہمیت اور ضرورت واضح ہو جاتی ہے۔

برسوں کی ریاضت سے اک لمحہ ہے وہ بہتر
جو تم نے گزارا ہے انسان کی خدمت میں

افراد کے مابین تعاون و ہمدردی باہمی محبت و خیر خواہی کا جذبہ معاشرے کو سیاسی استحکام، معاشرتی امن وسکون اور معاشی ترقی کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ اسی لیے اسلام نے ان پاکیزہ جذبات کو اعلیٰ انسانی اوصاف کا حصہ قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔

ترجمہ: نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو اور گناہ سرکشی میں مددگار نہ بنو"۔

آپ ﷺ کتنے حساس تھے۔ ضرورت مندوں کی کتنی خبر گیری فرمانے والے، بے سہاروں کی امداد پر کس طرح کمربستہ رہتے تھے۔ یتامی ومساکین کی فلاح کے لیے کتنے مضطرب رہا کرتے تھے۔ اس کا اندازہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کی چند جھلکیوں ہی سے لگایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ جب آپ ﷺ معراج سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ایک بڑھیا (یہودی) کو

Marfat.com

دیکھا جو رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے وجہ پوچھی تو بولی کہ میرا آقا یہودی ہے۔ ظالم ہے مجھے آٹا پیستے پیستے دیر ہوگئی ہے۔ اور کمزوری و ناتوانی کے باعث اتنا بوجھ برداشت سے باہر ہے۔ اس لیے روتی ہوں۔ رحمت عالم ﷺ نے کمال ہمدری سے بوجھ اٹھایا اور بڑھیا کو اس کے مالک کے گھر چھوڑ کر آئے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی جانی دشمن آپ کی سگی چچی ام جمیل (ابولہب کی زوجہ) لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے چلی آ رہی تھی آپ ﷺ نے جذبہ خدمت انسانیت کے تحت گٹھا اپنے سر پر اٹھا کر ان کے گھر پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ ایک روز حالت نماز میں ایک بدو نے آ کر دامن رحمت تھام لیا اور اصرار کرنے لگا کہ میرا تھوڑا سا کام رہ گیا ہے آپ پہلے اسے پورا کر دیں مبادا آپ بھول جائیں۔ آپ ﷺ فوراً بدو کے ہمراہ مسجد نبوی سے باہر تشریف لائے اور اسکا کام مکمل کرنے کے بعد نماز پوری کی۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

"سید القوم خادمھم"

ترجمہ: قوم کا سردار تو قوم کا خادم ہوتا ہے۔

گویا شرف وعزت کا معیار خدمت خلق کو بنا دیا ہے۔

آج بھی عظمت انساں کا یہی ہے معیار
جس کو ہوگا غم انساں وہی انساں ہوگا

آپ ﷺ نے اپنے انقلاب آفریں پیغام کے ذریعے نہ صرف انسان کے انفرادی افکار و اعمال کو ایک نئی لے اور روح بخشی بلکہ اجتماعی عدل و انصاف، فلاح و بہبود اور معاشی و معاشرتی رفاہ عام کا موثر ترین اور مربوط نظام بھی عطا فرمایا۔ آپ ﷺ نے معاشرے کی ابتری، ذلت وپستی اور انسانوں کے شرمناک رویوں کو بخوبی جان لیا تھا کہ اس معاشرے سے عدل و انصاف کا جنازہ اٹھ چکا ہے۔ احساس عمل کی چنگاری بجھ چکی ہے۔ حقوق کی پہچان بھلادی گئی ہے۔ اور فرائض و ذمہ داری کو نبھانے والی غیرت مفادات کے سمندر میں غارت ہوگئی ہے، لہٰذا آپ ﷺ نے اولاً معاشرتی و معاشی فلاح و بہبود کا بیڑا اٹھایا اور چند ہی برسوں میں مختلف پگڈنڈیوں پر چلنے والے خودسروں کو صراط مستقیم کے سیدھے راستے پر لا کھڑا کیا۔ آپ ﷺ نے جو معاشرتی و معاشی فلاح و بہبود کا نظام عطا کیا اس کا مختصر سا خاکہ کچھ یوں ہے۔

Marfat.com

(۱) معاشرتی نظام:

آپ ﷺ نے معاشرے میں امن وسکون، خیر خواہی، ہمدردی، اخوت ومحبت کے جذبات پیدا کرنے اور ہر فرد کو فائدہ منداور فیض رساں بنانے کے لیے حقوق کا تعین فرمایا۔ یتامی کے حقوق، مساکین کے حقوق، اعزا و اقربا کے حقوق، والدین کے حقوق، اولاد کے حقوق، بوڑھوں کے حقوق، معذوروں کے حقوق، غلاموں کے حقوق، الغرض سماج کے ہر طبقے کے افراد کے حقوق متعین فرما کر انہیں تحفظ بھی دیا۔ یہ ایسا مربوط نظام ہے کہ اس میں اپنے حقوق کے حصول کے لیے دوسرے کے حقوق کی ادائیگی ضروری بلکہ شرط ہے۔

(۲) معاشی نظام:

معاشی ضروریات کے پورا ہونے کی سہولت میسر نہ آنے کی صورت میں معاشرہ انتشار کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کی بڑی وجہ تقسیم دولت میں عدم توازن ہے۔ آپ ﷺ نے تقسیم زر میں توازن قائم فرمایا۔ مساوات و برابری کا اصول مہیا کیا۔ استحصال کی جگہ ''وقف'' واحسان کا درس دیا اور معیشت کے مندرجہ ذیل اصول مرتب فرمائے۔

(ا) کسب حلال کی ترغیب — (ب) حرام سے بچنے کی تلقین

(ج) مال جمع کرنے کی ممانعت — (د) انفاق فی سبیل اللہ

(ط) صوف مال کا طریقہ — (ہ) زکوٰۃ وصدقات عشر

(ن) گردش مال کو یقینی بنانا — (ی) سائل ومحروم کا مالی حق

آپ ﷺ نے مالیاتی نظام کی ایسی فطری وحقیقی مثال قائم کی جو آج بھی ہماری غربت و افلاس کا مداوا کر سکتی ہے۔ اور افراتفری و بے چینی کا علاج بن سکتی ہے۔ بشرطیکہ ہم اس نظام کو اپنا لیں۔

مفلسی حس لطافت کو مٹا دیتی ہے
بھوک آداب کے سانچوں میں نہیں ڈھل سکتی

آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ اور طریقہ تبلیغ سے پتا چلتا ہے کہ آپ نے صحابہ کرام

Marfat.com

رضوان اللہ علیہم کو عقائد و عبادات کی تعلیم کے ساتھ ساتھ انسانی ہمدردی، سماجی بہبود اور خدمت خلق جیسے پاکیزہ خیالات سے بھی بہرہ مند فرمایا۔ اسی چیز نے اسلامی تعلیمات کو پر اثر اور مقبول عام کیا۔ معاشی استحصال سے نجات، سماجی بہبود اور اعلیٰ اخلاقی قدروں کے فروغ کی ذمہ داری بھی آپ ﷺ نے خوب نبھائی۔ آپ ﷺ نے نہ صرف کردار و عمل کے نمونے پیش کیے بلکہ اپنے ساتھیوں کی تربیت بھی ایسی کی کہ وہ بھی معاشرہ کے لیے مجسم رحمت، بردبار، مشفق اور خادم بن گئے اور تاریخ و سیرت کی کتابیں ان کے عجیب واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

الدین النصیحة۔

ترجمہ: خیر خواہی دین کی روح ہے۔

وحدت انسان کا آفاقی تصور پیش کیا فرمایا

الناس کلھم سواکا السنان المشط۔

(ترجمہ): سب انسان آپس میں کنگھی کے دندانوں کی طرح ہیں، یعنی تمام انسان باہم میل جول سے ہی اپنے امور موثر طور پر انجام دے سکتے ہیں۔

اگر معاشرہ مصنوعی تعصبات کی لپیٹ میں ہو، محدود مفادات کی خاطر اجتماعی استحصال کیا جا رہا ہو۔ جب معاشرہ مذہب و ملت کی بجائے رنگ و نسل میں بٹ جائے۔ فرقہ وارانہ و گروہی سیاست نکتہ عروج پر ہو، سماجی ناانصافی، معاشی عدم توازن اور مہنگائی کا عفریت انسانوں کو نگل رہا ہو، جب خود غرضی، نفس پرستی اور دولت کی ہوس انسانوں کو وحشی درندہ بنانے لگے، بے غیرتی و بے حسی افراد کے جذبات سرد کر دے، ضمیر فروشی کاروبار کی شکل اختیار کر لے، چوری ڈاکے، بم دھماکے اور تخریب کاری و منشیات کے ذریعے ساری قوم کو عذاب میں دھکیل دیا گیا ہو تو ایسے میں آپ ﷺ کی تعلیمات ہی ہمارے لیے نجات کا راستہ کھولتی ہیں۔ اسی لیے موجودہ امن و سکون اس وقت تک غارت رہے گا جب تک انسانیت آپ ﷺ کی پاکیزہ و بہار آفریں تعلیمات کو دل و جاں سے قبول نہ کر لے۔

ان کی سیرت سے ہے وابستہ نجات عالم
اہل عالم کے مصائب کا مداوا وہ ہیں

Marfat.com

(۳) تحصیل علم کی ترغیب:

جس معاشرے میں آپ ﷺ تشریف لائے تھے۔ وہاں جہالت ولاعلمی نے شخصیت کے تنے کو گھن لگا دیا تھا۔ بداخلاقی و بے راہ روی کی بادسموم کے جھونکے شخصیت کے کھوکھلے تنے کو ریزہ ریزہ کرنے میں مصروف تھے۔ سنگدلی و شقاوت نے تنبو تان رکھے تھے، مایوسیوں اور محرومیوں کے سائے دن بدن لمبے ہوتے جا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے تاریکیوں میں روشنی کا اہتمام کیا اور علم وحکمت کا سرچشمہ ومنبع (جامعہ صفہ) کی بنیاد رکھی اور علم کے ایسے دیئے جلائے کہ جس نے شخصیت کے بند دریچوں کو کھول دیا۔ اسے وسعت نظر سے آراستہ کیا۔ اس کی سوچوں کو گہرائی دی فکر میں نیا جوش وجذبہ پیدا کیا۔ ولولوں میں تازگی بھر دی، نہ صرف ان کے شعور کو نئی منزلیں دکھائیں بلکہ انہیں آگہی کے نئے باب سے بھی روشناس کیا۔

آپ ﷺ نے اپنے دل نشین وعظ ونصیحت کے ذریعے علم وحکمت اور معرفت کے وہ خزانے لٹائے کہ مختصر سی مدت میں ایک جاہل، اجڈ اور گنوار قوم کو علوم وفنون کا وارث و امین بنا دیا۔ علم وحکمت اور معرفت کی تمام راہیں ان پر کشادہ ہوگئیں۔ نت نئے مسائل کے سمجھنے اور انہیں حل کرنے کی صلاحیت بھی آ گئی۔

کسی بھی قوم کی اصلاح وتربیت کے لیے تعلیم قبلہ نما کا درجہ رکھتی ہے۔ اس لیے ہر اچھے انسان کو معاشرے میں عزت اور بلند مرتبے کے حصول کے لیے شرافت، اچھے اخلاق اور علم حاصل کرنا چاہئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن یوت الحکمة فقد اوتی خیراً کثیراً۔

ترجمہ: اور جسے حکمت دی گئی تو یقیناً اسے خیر کثیر سے نوازا گیا۔

آپ ﷺ نے علم کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

تعلمو قبل ان تسودوا۔

(ترجمہ): علم حاصل کرو قبل اس کے کہ سردار بنائے جاؤ۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے فرمایا:

وقل رب زدنی علماً۔

(ترجمہ): اور کہیے اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔

گویا تمام خوبیوں کا مجموعہ علم سیکھنا ہے۔

ہاں ہاں! تعلیم انسان کی ذہنی پستی کو بلندی عطا نہیں کرتی اس کی فکری ناپاکی کو دور نہیں کرتی اور اس وقت تک ذہن میں لگے جالے صاف نہیں کرتی جب تک اسے مذہب کے رنگ میں نہ رنگا جائے۔ سیرت مطہرہ کی شیرینی اس میں نہ گھولی جائے اور اسے اپنایا نہ جائے۔ یہ جدید سائنسی علوم وفنون، صنعتی ٹیکنیک اور سماجی تنظیم اسلام ہی کی فراہم کردہ ہیں۔ یہ کوئی تمدن نہیں ہے بلکہ تمدن کا حصہ ہے اور تمدن مذہب سے ہے۔ ان علوم وفنون کی بنیاد اور آبیاری ہمارے ہی اسلاف اور آباء واجداد نے کی ہے۔ اس کا آغاز اور تکمیل کے یون مراحل اسلام کے عظیم فرزندوں نے ہی انجام دیئے مگر افسوس کہ اس کی تکمیل اسلام کے چاہنے والے نہ کر سکے اور عظمت وبلندی کا وہ تاج جو ہمارے سر سجنا تھا، اغیار کے سر سج گیا۔ اب اس کے حصول کے لیے اس پر کامل دسترس حاصل کرنے کے لیے اور اس میں مہارت پیدا کرنے کے لیے دل میں جستجو و تڑپ پیدا کرو اور بے چین رہو۔

پیغام خضری بھی یہی ہے۔

"الحکمة ضالة المومن"۔

ترجمہ: حکمت، مومن کی گمشدہ میراث ہے۔

علم کی تلاش میں سرگرداں رہو۔ اس کے حصول میں یوں لگ جاؤ جیسے اپنے گمشدہ مال ومتاع کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہو۔

تعلم یافتیٰ فان الجهل عار ولا یرضیٰ به الا الحمار

اس پر آشوب دور بلکہ دور ابوجہل میں جبکہ معاشرے کی غالب قوتیں مصلحت کوش اور علم دشمن بن گئی ہوں تو ضروری ہو جاتا ہے کہ فروغ علم وبصیرت کی بات کی جائے۔ حکمت ودانائی

Marfat.com

کے چراغ روشن ہوں تا کہ جہالت کی تاریک گھٹا چھٹ جائے اور ہر طرف سیرت طیبہ کے نمونے نظر آئیں اور مذہب کے رنگ ونور کی بارشیں ہوں۔

قال سیدنا علی رضی اللہ عنہ:

رضینا بقسمة الجبار فینا لنا العلم وللجهال مال

علم انسان کو حساس بناتا ہے، قوت حس جتنی قوی ہوگی کردار اتنی ہی تیزی سے تشکیل پائے گا۔

(۴) اسلامی اقدار کی پاسبانی:

جس طرح سنگ دل چٹان کا سینہ چیر کر نکلنے والی کونپل اپنی بقا کے لیے پتھروں سے مسلسل برسرِ پیکار رہتی ہے اسی طرح اسلامی اقدار کی نگہبانی وحفاظت بھی ایک مسلسل جدوجہد اور جنگ کا نام ہے۔ جو ہر دور کی باطل حکومت، بے ہودہ طرز معاشرت اور سرکش و باغی تہذیب کی حامی طاغوتی وفرعونی طاقتوں کے خلاف لڑی گئی اور آئندہ بھی لڑی جاتی رہے گی۔ فحاشی وعریانی اور بے حیائی و بے راہ روی کے خلاف صرف لمبی لمبی تقریریں جھاڑ دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کے کچھ عملی تقاضے بھی ہیں۔

اسلامی اقدار کی بحالی وفروغ کے لیے بے حیائی سے پر، فرسودہ مغربی اقدار کی مذمت کرنا ہوگی بلکہ ضرورت پڑھنے پر مزاحمتوں کے چراغ بھی روشن کرنا ہوں گے۔ سیرت طیبہ کو اجاگر کر کے نوجوانوں کو جذبہ جہاد سے لیس کرنا ہوگا۔ عملی جہاد ہی دراصل سیرت پر عمل اور اسلامی تعلیمات کی حفاظت کا ضامن ہے۔ اسلام کا ہر ادنیٰ واعلیٰ فرد مذہب کے رنگ میں رنگا ہوا ہو تا کہ اسے دیکھنے والے بھی وہی رنگ پکڑنے لگیں۔ اسی یک رنگی و یکجہتی ہی سے انسانی عظمت سے کوری، بے ہودہ مغربی تہذیب کے تار و پود بکھیر کر اسلامی اقدار کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ اسی میں ہماری و آئندہ نسلوں کی بقا ہے۔

تہذیب نو کے منہ پر ایسا تھپڑ رسید کر
جو اس حرام زادی کا حلیہ بگاڑ دے

Marfat.com

انسان نے ذاتی مفاد کی خاطر اور مخصوص مصلحتوں کے زیر اثر ایثار و وفا، امانت داری، ایفائے عہد، جہاد، صبر، نماز، خدمت خلق اور عظمت انسانی کی اعلیٰ وارفع اور انمول فطری اقدار کو ضائع کر کے اپنی ذات کی پہچان بھی بھلا دی ہے۔ حالانکہ یہی اللہ کا راستہ ہے۔

هذه سبیلی الی اللّٰه (ترجمہ): یہی میرا راستہ ہی اللہ کا راستہ ہے۔

انہیں اقدار سے چمٹے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ فاستقم کما امرت (ترجمہ) ثابت قدم رہو جیسے حکم دیا گیا ہے۔

تم خود کو بہتا پانی بنالو جو تنکے کو بھی بہا کر لے جاتا ہے پتھر نہ بنو جو رکاوٹ بنتا ہے اگر کوئی اور تمہاری راہ میں روڑے اٹکائے تو۔ **وقاتلوا فی سبیل اللّٰه** (اور لڑو اللہ کی راہ میں)۔

اور ان رکاوٹوں سے راستہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے صاف کر دو۔

وقاتلوهم حتیٰ لاتکون فتنة۔

ترجمہ: اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔

اسلام کسی مخصوص خطے یا طبقے کا دین نہیں بلکہ آفاقی وفطری اصول ہیں جن کی کوئی سرحد نہیں...... تخصیص نہیں...... من حیث الانسان کائنات کے ہر فرد کے لیے یہی دین ہے، لہٰذا ہمیں امت وملت کے تصور کو یکجا کر کے وطنیت کی دیواروں کو گرانا ہوگا۔ اسی نظریاتی استحکام کی بدولت ہی ہم اسلامی اقدار وشعائر اور پاکیزہ ماحول کو بچا سکتے ہیں۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ تعمیر شخصیت وفلاح انسانیت اور ہماری عظمت، سیرت طیبہ پر عمل اس کے فروغ کے لیے تیز تر جدوجہد، اسلامی اقدار کی حفاظت اور اسلامی شعائر کے قائم رکھنے میں ہے۔ اس لیے اسلامی احکامات واقدار کی پامالی پر زور نہ دو۔ کیوں کہ اسلامی اقدار کو فروغ دیے بغیر انسانی اقدار کی حفاظت ممکن نہیں ہے۔

(۵) خوف خدا وحب رسول

آپ ﷺ نے اپنے وفا شعار ساتھیوں کی تربیت خوف، امید اور محبت کے سائے میں کی، تاکہ عمل سے فرار کا کوئی راستہ باقی نہ رہے۔ کبھی تو خوف اور ڈر سے ان کی طبیعت مائل باعمل ہو اور کبھی عدل واحسان کی امید پر، محبت سے سرشار ہو کر خود ہی چلے آئیں۔ پیغام حرم ہے۔

Marfat.com

واتقوا اللہ ان کنتم مومنین۔ (ترجمہ): اور اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔

آپ ﷺ کے مخلص و باوفا دوستوں نے آپ ﷺ کی ایک ایک ادا کو اپنا کر اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ ان کا جذبہ حب رسول ﷺ (مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں) ہے۔

رنگ و نسل اور قومیتوں میں بکھرے ہوئے لوگوں کو ایک ہی نصب العین کے تحت اکٹھا کر کے انہیں یوں جوڑ دیا جیسے ہاتھوں کی انگلیاں باہم جڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ آپ کی تنظیم سازی کی بدولت انسان ''کانھم بنیان مرصوص'' ہو گیا جس میں کسی رخنہ و انتشار کو راہ نہ مل سکے۔

آپس کے تعلقات کا جو معیار اسلام نے قائم کیا ہے۔ اسے برقرار رکھنے کے لیے نبی برحق ﷺ نے حقوق و فضائل کے اصول و ضوابط بھی تجویز فرما دیئے ہیں جنہیں اپنا کر باہمی تعلقات کی بنیادوں کو مضبوط تر بنایا جا سکتا ہے۔ آیئے سیرت کے متعین کردہ اصول و ضوابط کی روشنی میں باہمی تعلقات کا مختصر جائزہ لیں۔

(۱) حسن اخلاق

حسنوا اخلاقکم۔ (الحدیث) (ترجمہ): اپنے اخلاق کو اچھا کرو۔

مسکرانے والا اور مسکراہٹیں بکھیرنے والا ہر دلعزیز ہوتا ہے۔ پرشکن آبرو اور پیشانی پہ سلوٹیں سجانے والا کہیں بھی جگہ نہیں بنا پاتا ''دل کا بوجھ ہے سلوٹ''

آپ ﷺ نے خندہ پیشانی سے ملنے اور دیکھ کر مسکرانے کی نصیحت فرمائی۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''بھائی کو دیکھ کر مسکرا دینا بھی صدقہ ہے'' آپ اپنے اصحاب کے روبرو سب سے زیادہ تبسم اور خندہ روئی کا اظہار فرماتے تھے۔ ان کی باتوں سے بہت تعجب فرماتے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا:

لا تحتقرن من المعروف شیّا وان تلقی اخاك بوجه طلیق۔ (مسلم)

ترجمہ: نیکیوں میں سے کسی چیز کو حقیر نہ سمجھو اگرچہ وہ اتنی ہی ہو کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں آئے اور آپ ﷺ سے ملاقات کے لئے باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا تو رسول اللہ ﷺ باندھے بغیر

Marfat.com

صرف چادر کھینچتے ہوئے باہر تشریف لے گئے خدا کی قسم میں نے نہ اس سے پہلے نہ اس کے بعد آپ کو اس حالت میں دیکھا۔ آپ نے جوش محبت میں زید کو گلے لگایا اور بوسہ دیا۔ اسی طرح جب حضرت جعفر طیار حبشہ سے لوٹے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو گلے لگا کر آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ حضرت عکرمہ بن ابو جہل جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا، عکرمہ عشق کے درجے پر فائز ہے۔ پیغام حرم ہے۔

واخفض جناحك للمومنين ۔

ترجمہ: (اے محبوب) اور پھیلا دیجئے اپنے بازو مومنوں کے لئے۔

انہیں اپنا بنا کر سینے سے لگا لیجئے کہیں یہ دنیا کی جھوٹی محبتوں میں گرفتار ہو کر بھٹکتے نہ پھریں۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

بے خوفی اور سیرت مبارکہ سے لاتعلقی انسان کو شتر بے مہار اور مادر نسل انسانی، حوا کی بیٹی کو صبا کی پری بنا دیتی ہے۔ جس کا دل ان اوصاف عالیہ سے خالی ہو وہ بداعتماد اور ناقابل بھروسا ہوتا ہے۔ اسے کوئی ذمہ داری نہیں سونپی جاسکتی کہ جب وہ اپنے مالک حقیقی سے وفا نہ کر سکا تو اس کے بندوں سے اسے کیا لینا دینا۔ اس سے بھلائی کی توقع رکھنا عبث ہے۔ وہ خیر خواہ نہیں ہوسکتا، نہ ہی وہ خیر خواہی کے قابل ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

تعمیر شخصیت کا اس سے بہتر نہ کوئی اسلوب ہے نہ اصول اور اسی میں انسانیت کی فلاح کا راز پوشیدہ ہے۔

(ب) عملی تربیت کی چند جھلکیاں

کلام الٰہی اور فرمان رسالت انسانی نفسیات کے عین مطابق اور فطرت سے ہم

Marfat.com

آہنگ ہیں۔ آرنلڈ ٹائن بی اور دیگر مغربی مفکرین کو پڑھنے والوں کو میں دعوت دیتا ہوں کہ آؤ! قرآن و حدیث پڑھو اور میرے آقا علیہ السلام کی زندگی کا مطالعہ کرو۔ جن کی حیات طیبہ کا ہر گوشہ مکمل کتاب ہے۔

آپ ﷺ نے جب اپنی نگرانی میں مخصوص تربیت کے زیرِ اثر بھانت بھانت کے موتیوں کو اللہ کے رنگ میں رنگ کر اور ایمان سے سرشار کر کے عقیدہ و فکر کی وحدت و یگانگت کی لڑی میں پرو دیا تو نصب العین میں یکسانیت کے باوجود مختلف المزاجی کی وجہ سے بہت ممکن تھا کہ ان کے من و ارادہ میں پیدا ہونے والی ہلکی سی جھل کپٹ بھی ایمان کی لڑی کو توڑ کر موتیوں کو منتشر کر دیتی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے تعلقات کو اخوت کی بنیادوں پر مربوط اور مضبوط کر دیا۔

ارشادِ الٰہی ہے۔ ''انما المومنون اخوة'' یہ آیت اگرچہ مہاجرین سے انصارِ مدینہ کے ایثار پر نازل ہوئی لیکن صحابہ کی زندگی کا ہر گوشہ ایثار و قربانی کا نشان ہے۔

ایثار کا مطلب ہے کہ انسان اپنے لیے کمتر چیز پر بھی راضی ہو جائے اور دوسرے کو بہتر چیز دے۔ ایک دفعہ ایک جنگل سے آپ ﷺ گزر رہے تھے آپ نے دو مسواک کاٹے ایک سیدھا تھا ایک ٹیڑھا تھا، ایک صحابی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے سیدھا مسواک اسے دیا اور ٹیڑھا خود لیا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ بہتر ہے اور آپ کے لیے اچھا ہے فرمایا ''جو کوئی شخص ایک ساعت بھی صحبت رکھتا ہے تو اس سے قیامت کے دن سوال کیا جائے گا کہ اس نے حق صحبت کا خیال رکھا یا اسے ضائع کیا۔ (کیمیائے سعادت) گویا ایثار بھی صحبت کا حق ہے۔

(۴) بدکلامی:

اپنے بھائی کے منہ پر اسے برا بھلا کہنا طعن و تشنیع کرنا اور سختی سے گفتگو کرنا سراسر ناجائز بات ہے۔ برے ناموں سے پکارنا بھی اسی میں داخل ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

''ولا تنابزوا بالالقاب بئس لاسم الفسوق بعد الایمان''۔

(ترجمہ): برے القاب سے نہ پکارو ایمان لانے کے بعد برے نام (سے پکارنا) گمراہی ہے۔

Marfat.com

اسی طرح حدیث ہے:

لایدخل الجنة الجواظ الجعظری۔ (ابوداوٗد)

ترجمہ: ''کوئی بدخواور سخت آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا''۔

کسی طرح بھی اپنے بھائی پر اس کے سامنے حملہ کرنا جائز نہیں ہے۔

(۵) غیبت:

ایک بہت ہی خطرناک فتنہ ہے اور یہ پہلے سے بھی بڑھ کر ہے کہ اس میں انسان اپنے بھائی کے سامنے نہیں پیٹھ پیچھے برا کہتا ہے جبکہ وہ اپنے دفاع پر قادر نہیں ہوتا۔ قرآن نے غیبت کو مردہ بھائی کے گوشت سے تشبیہ دی۔ فرمان الٰہی ہے۔

ولا یغتب بعضکم بعضاً ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتاً فکرهتموه...... (حجرات)

ترجمہ: ''اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے، تم ضرور اس سے نفرت کروگے''۔

غیبت ہی کی ایک مخصوص شکل چغل خوری بھی ہے۔ قرآن نے اسے یوں بیان کیا۔

هماز مشاء بنمیم (القلم)

ترجمہ: لوگوں پر آوازے کسنے والا اور چغلیاں کھانے والا۔

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ چغل خور جنت میں نہ جائیں گے۔

(۶) عار دلانا:

برائی کی ایک بڑی قبیح قسم ہے کہ اپنے بھائی کو اس کے منہ پر یا لوگوں کے سامنے اس کے گناہوں پر عار دلا کر اسے شرمندہ کرے اور اس کی رسوائی کا سامان بنے۔ اس حرکت سے دل پھٹ جاتے ہیں اس لیے کہ اس طرح کی رسوائی کوئی بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ فرمان الٰہی ہے:

ولا تلمزو انفسکم۔ (ترجمہ): ''اپنے بھائیوں کو عیب نہ لگاؤ''۔

Marfat.com

ولا تجسسوا (ترجمہ): اور عیب کی ٹوہ نہ لگاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"من عیرا خاہ بذنب لا یمت حتیٰ یعملہ"۔

ترجمہ: "جو شخص اپنے بھائی کو کسی گناہ پر عار دلائے تو وہ نہیں مرے گا جب تک اس سے یہ گناہ سرزد نہ ہو۔

حرف آخر:

بد عملی و بے راہ روی نے انسان کے حوصلوں اور ہمتوں کے جوہر کو نگل لیا ہے اور اس سے جینے کی امنگ بھی چھین لی ہے اب انسان مرنے کی تمنا کرنے لگا ہے، کیونکہ اس کا کردار صبر و شکر، عفوو درگزر، ایثار و قربانی اور خلوص و وفا سے خالی ہے۔ مذہب سے لاتعلقی اور سیرت طیبہ سے روگردانی نے ساری کائنات کو انسان کے لیے مجسم شک بنا دیا ہے۔ اگر شخصیت کی تعمیر اور انسانیت کی فلاح مقصود ہے تو مذہب سے تعلق جوڑنا ہوگا بلکہ اس تعلق کو گہرے رشتے میں بدلنا ہوگا۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چراغ سینوں میں روشن کرنا ہوں گے۔ دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ رہنا ہوگا اور انہی کے نقش قدم کو نشان منزل بنانا ہوگا۔ نہیں!! تو بھٹکتے رہو تاریکیوں میں، پڑے رہو بے بسی و بے کسی کے عالم میں، چڑھے رہو مصائب و آلام کی صلیب پر، شکوک و شبہات کے خوفناک سانپ پالتے رہو اور ترستے رہو اس تصور تعمیر شخصیت و فلاح انسانیت کو جو اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی سیرت طیبہ سے وابستہ ہے۔

غارت گر چمن یہ تلافی کی شرط ہے
جو شاخ جس جگہ تھی وہیں چاہئے مجھے

بے خوف و بے ہراس ہر اک گام پر نصیر
تعمیل حکم سرور دیں چاہیے مجھے

☆☆☆

Marfat.com

منافقت کے کارنامے

1999ء میں آل پاکستان مسلم ویلفیئر فورم کے زیر اہتمام .P.C ہوٹل کراچی کے سیمینار میں پڑھی گئی ایک تحریر!!

حضرات محترم!

(لم تقولون مالا تفعلون)

ترجمہ: ''وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو''۔

ایک ایسے وقت میں کہ جب وطن عزیز پاکستان میں اسلام کی بجائے کسی اور نظام کے نفاذ کی سازش زوروں پر ہے۔ اور ملک وملت کے سلگتے مسائل نے جس طرح ہر شخص کو بے قرار کر رکھا ہے۔ اسی طرح آل پاکستان مسلم ویلفیئر فورم کے اعزازی امین جناب گل محمد حاجانو بھی افسردہ نظر آتے ہیں اور قوم سے نہایت ہمدردی، مذہب کی پاسداری، ملک سے وفاداری، مساوات و برابری اور عدل وانصاف کے نفاذ سے ان مسائل کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خطبہ حجۃ الوداع کو اپنے (فورم) کا منشور قرار دیتے ہیں اور مذہب ہی کو ملک کے سلگتے ہوئے مسائل کا واحد حل قرار دیتے ہیں۔

مگر وہ عصائے موسیٰ جو اس کرپشن زدہ معاشرے سے لاقانونیت، بے حسی، حرام خوری، جھوٹی اَنا، اور نفاق کے اژدہوں کا خاتمہ کر سکے کہیں نظر نہیں آتا لیکن حاجانو صاحب کے عمل پیہم اور جہد مسلسل سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ملکی وقومی مسائل پر افسردہ ضرور ہیں مگر مایوس نہیں ہیں۔ اسی لیے انہوں نے احساس ذمہ داری اور شعور کی بیداری کے لیے ریزہ ریزہ تہذیب کو چننے اور شکستہ دلوں کو حوصلہ دلانے کے لیے باشعور ذہنوں کی تاروں کو چھیڑ رکھا ہے۔ انہیں یقین ہے کہ سحر ضرور ہوگی۔

چل تو منزل کی طرف گردش ایام نہ سوچ
حوصلے آگ کو گلزار بنا دیتے ہیں

Marfat.com

معزز سامعین!!

آج کا موضوع نہایت ہی اہم ہے ''منافقت'' منافقت، جھوٹ ہی کی خطرناک اور انتہائی پُر فریب شکل ہے جس میں مجرم با آسانی لومڑی کی طرح دھوکا دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور معاشرہ وسماج جرائم کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ اگر معاشرے سے نفاق کی دھول اور گرد کو دھو دیا جائے اور نفاق کا نقاب چہروں سے نوچ لیا جائے تو کوئی بھی شخص وہ نہیں رہے گا جو نظر آتا ہے۔ مگر!!

اندر کے میلے پن کا ملے کس طرح سراغ
اندازہ لوگ کرتے ہیں اجلے لباس سے

منافقت کا کمال دیکھئے کہ ایک غریب آدمی کو کھانے پینے اور جان بچانے کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ اس کا جینا محال ہو رہا ہے دوسری طرف پاکستانی دولت مندوں کی دولت کا تخمینہ لگانا محال ہے۔ ظاہری کمپنیوں کا شمار کیا جائے تو کریسنٹ گروپ پہلے نمبر پر آتا ہے۔ حاجی ایوب آفریدی ڈالر اور منشیات کا تاجر جس کی رہائش گاہ برصغیر میں سب سے قیمتی ہے۔ توکل گروپ اور شون گروپ کے پاس پر اسرار دولت ہے۔ پاکستان کے خفیہ سرمایہ داروں کا شمار کیا جائے تو زرداری گروپ سر فہرست ہے۔ اس کے علاوہ اتفاق، سرگودھا، ستارہ، کالانی کے دیوان، ہاشوانی، فتح، اٹلس جیسے ادارے شامل ہیں۔ ان بڑے بڑے سرمایہ داروں میں سے صرف ایک فرد اپنا سرمایہ ضرور تمندوں میں تقسیم کردے تو ملک میں کوئی غریب نہ رہے۔

میرا ایمان ہے کہ حد سے زیادہ دولت کبھی جائز طریقے سے نہیں کمائی جا سکتی تو پھر ناجائز ہونے کے لیے یہ ثبوت ہی کافی ہے کہ وہ غریبوں کا مذاق اڑاتے ہیں بلکہ ان کے سینوں پر مونگ کی دال دلتے ہیں جبکہ غریب کو مونگ کی مہنگائی ہی مارنے کے لیے کافی ہے۔ یہی طبقہ ملکی وسائل سے مفاد حاصل کرتا ہے بلکہ وسائل پر ہاتھ بھی صاف کرتا ہے۔ موجودہ استحصالی اور ظالمانہ نظام کے پشت پناہ یہی لوگ ہیں۔ جو جمہوریت کا نام لیتے ہیں تاکہ وہ جرم چھپائیں اور مال کمائیں۔ ظلم کریں حق ماریں، ہمارا مطالبہ ہے منافقت ختم کرو اور دولت کی مساویانہ تقسیم کو یقینی بنا کر غربت و بے روزگاری کو ختم کر کے حق دار کو اسکا حق پہنچا دو۔ ورنہ فرمان الٰہی ہے:

Marfat.com

"ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون"(توبہ)

ترجمہ: یہ وہ مال ہے جو تم اپنے لیے جمع کرتے تھے جو جمع کیا تھا اس کا ذائقہ چکھو۔

ملک میں بے حیائی و عریانی کا ایک ایسا سیلاب آیا ہوا ہے جس نے اسلام کی اعلیٰ اخلاقی قدروں کو روند ڈالا ہے۔ اس کے ذمہ دار ہمارے اخبارات اور ٹی وی اور دیگر رسائل اور صحافی ہیں۔ قومی اصلاح اور ملکی بھلائی کی راہ میں یہی بڑی رکاوٹ ہیں۔ ہمارا ٹی وی تو ہندو یہودی اور مسیحی کلچر کا نمائندہ بن کر کام سرانجام دیتا ہے۔ دو فیصد مغرب زدہ مریضوں اور بدمستوں کی شیطانی تسکین کے لیے 16 کروڑ عوام کو بے حیا بنا رکھا ہے اور صحافی سب سے بڑا منافق ہے جو گھسے پٹے اور بکے ہوئے ذہنوں کا رکھوالا ہے۔ اسلامی نظام کے نفاذ میں یہی زرد صحافت ہی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ بھلائی کی تحریک کو کامیاب کرنے کے لیے زرد صحافت کا توڑ تلاش کرنا ضروری ہے کہ اگر ان کی اصلاح ہوگئی تو قوم سدھر جائے گی۔ یہ T.V اگر مسلمان ہو گیا تو قوم بھی مسلمان ہو جائے گی۔

راہزنوں کے تصرف میں ہے جادہ و منزل
سلامتی کی دعا مانگ کارواں کیلئے

ہمارے تعلیمی نظام میں بھی منافقوں کی اجارہ داری ہے۔ جنہوں نے ہمارے تعلیمی نصاب کو کبھی بھی مذہبی و فکری، تاریخی، تہذیبی و سیاسی و سماجی، اقدار سے ہم آہنگ نہیں ہونے دیا ہے۔ بلکہ مغربی فکر و فلسفہ کو ہی نافذ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسی لیے یہ نصاب قوم و ملک میں فکری انتشار و عملی بے راہ روی اور شکوک و شبہات پیدا کرنے کا باعث بن رہا ہے۔ اور قومی و ملکی اور مذہبی ضرورتوں کو بھی پورا نہیں کرتا ہے۔ ضروری ہے کہ منافقانہ روش ترک کرتے ہوئے تعلیمی نصاب کو مذہبی اقدار، ملکی مفاد اور قومی وقار سے ہم آہنگ کیا جائے۔ منافقت ترک کرتے ہوئے امیر و غریب کو یکساں تعلیمی مواقع، یکساں نظام تعلیم و نصاب تعلیم کے تحت مہیا کیے جائیں۔

Marfat.com

زمینداروں، جاگیرداروں، وڈیروں، چوہدریوں اور سرداروں سے اسکول خالی کرواکر اسکولوں کو سیاست سے پاک کیا جائے۔ اور یہ یقین کر لینا چاہئے کہ!!

یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم
فقط اک سازش ہے دین مروت کیلئے

ہمارا عدالتی نظام ناکارہ ہو چکا ہے۔ اسے اسلامی قانونی بنیادوں پر استوار کرنا ضروری ہے۔ کیا یہ منافقت نہیں ہے کہ عیاش و نااہل اور ظالم حکمران طبقہ ملکی قرضے ہڑپ کرتا ہے۔ اربوں کے قرضے معاف کراتا ہے۔ کمیشن اور رشوت کے ساتھ ساتھ سود بھی کھاتا ہے اور پھر بھی (V.I.P) بن کر رہتا ہے۔ اور دوسری طرف بھوک اور بے روزگاری سے تنگ کوئی شخص مرغی چراتا ہے تو پولیس حرکت میں آجاتی ہے اور پھر جیل میں بھوکے، ننگے اور بے روزگار روستائے ہوئے لوگوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ پھر کبھی باہر نہیں آسکتا۔ یہ منافقت ختم کی جائے۔ اور چھوٹے بڑے ہر مجرم کو اسلامی سزائیں مساویانہ طور پر سے دی جائیں۔ حدیث ہے:

''اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا''۔

اور قرآن کہتا ہے:

''واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل'' (نساء)

ترجمہ: اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلے کرو تو عدل سے کرو۔

اس ملک کا آئین اگرچہ متفقہ ہے مگر اس پر عمل نہ کرنے پر بھی مقتدرہ قوتوں نے اتفاق کر لیا ہے۔ یہ منافقت کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ آئین کے آرٹیکل نمبر 62 کے مطابق صدر کو دیندار اور باشرع ہونا ضروری ہے۔ ورنہ تو ہندو یہودی، سکھ یا عیسائی کو بھی صدر بنایا جاسکتا ہے کیونکہ ماہر، قابل، اور دیانتدار تو کوئی بھی ہوسکتا ہے۔

ہمت اقرارِ حق یا جرأت انکار حق
کچھ نہ کچھ تو اے غرور آدمیت چاہئے

Marfat.com

شعور و آگہی عقل کی بنیاد ہے۔ روحانیت عقل کا تاج ہے۔ شعور و آگہی عبادت سے پیدا ہوتی ہے۔ سیاست سے نہیں!! عبادت دل کی آنکھ روشن کر کے نورِ فراست عطا کرتی ہے اور دل کو مہبطِ الٰہی کا مرکز بنا دیتی ہے۔ جبکہ موجودہ سیاست خدمت کی بجائے مفادات کے تحفظ کے لیے مصلحت اور منافقت کا درس دیتی ہے۔ اس لیے ہمیں سیاست چھوڑ کر عبادت کی طرف آنا ہوگا اور خدمتِ خلق کو سیاست سمجھ کر نہیں بلکہ عبادت سمجھ کر سرانجام دینا ہوگا۔ اور عبادت سیرتِ طیبہ پر لازمی عمل کا نام ہے۔ اس لیے فلاحِ انسانیت و احترامِ آدمیت کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنا ہر عمل، ہر حرکت و جنبش قول و فعل اور اندازِ فکر و نظر کو سیرتِ طیبہ کے حصار و دائرے میں بند کر دیں۔ اخلاص و احتساب اور للّٰہیت کو مطمعِ نظر بنا لیں۔ اسلامی اَقدار کی حفاظت کو ہی انسانی اقدار کا محافظ بنا دیں۔ حقوق کے حصول کی بجائے حقوق کی ادئیگی کی فکر کرنے لگ جائیں تو بہت ممکن ہے کہ مصلحت و منافقت کے جنات ہمارا پیچھا چھوڑ دیں اور ہماری سیاسی غلامی، مادی پسماندگی، علمی درماندگی، سائنسی واماندگی، ذہنی پستی و کج روی، بے کسی و بے بسی، محرومیت و مظلومیت اور استحصال و غربت کا کچھ علاج ہو جائے بقول کسے!! ''ہنگامی امراض کا ہنگامی علاج ہونا چاہئے''

ان کی سیرت سے ہے وابستہ نجاتِ عالم
اہلِ عالم کے مصائب کا مداوا وہ ہیں

☆☆☆

Marfat.com

عبرت سرائے دہر ہے!

1994 مؤمن مسجد جیکب لین بریگیڈ پولیس لین میں لکھی گئی ایک تحریر!

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ

ترجمہ: بیشک ان کے قصوں میں سمجھداروں کیلئے عبرت ہے۔ (سورۃ یوسف۔ ۱۱۱)

قرآن درس عبرت ہے۔ جو بے کیف و بے روح، کثیف ناول، جھوٹے تخلیات پر مبنی، روح کو مردہ اور ضمیر کو سلا دینے والے حقیقت سے خالی، لا حاصل افسانے، جھوٹے بہانے، قصے اور کہانیاں پڑھنے والوں کے لیے آئینہ ہے۔ جوامم سابقہ کی بربادیوں کی سچی داستانیں، المناک تباہیوں کے ہوش ربا قصے اور عبرت اثر احوال و واقعات بیان کر کے نفس امارہ کو عمل صالح کی ترغیب و تربیت دیتا ہے اور یہ جذبوں کو بیدار کرنے اور عمل صالح کا پابند کرنے کے لیے اعلیٰ ترین نسخہ ہے اور جو لوگ اس نسخہ پر عمل نہ کریں تو انہیں ڈھیل دی جاتی ہے اور بالآخر انہیں بھی عبرت کا نشان بنا دیا جاتا ہے۔ کتنی ہی قومیں اللہ کے اس فرمان کا نمونہ بن گئیں۔

ارشاد باری ہے:

وكم قصمنا من قرية كانت ظالمة و أنشأنا بعدها قوما آخرين۔

اور کتنی ہی ظالم (قوموں کی) بستیوں کو ہم نے تباہ کر دیا اور ان کے بعد دوسری قومیں آباد کر دیں۔

قرآن کتاب ہدایت ہے جو غافل و بے پرواہ، ذاتی اغراض و اھوا کے لیے پلنے والے، بے حس و بے عمل، احکام الٰہی کے باغی، سیرت نبوی ﷺ سے بے زار، ظالم و جابر، فاسق و نافرمان اور بھٹکے ہوؤں کو پست و ناہموار پگڈنڈیوں سے نکال کر راہِ راست پر لگا دیتی ہے۔ ان کے سوئے ہوئے ضمیر کو تلاش حق میں سرگرداں کرتی ہے۔ ان کی سوچ و فکر کو مہمیز لگا کر زاویہ قلب و نظر میں انقلاب برپا کرتی ہے۔ من کے اندھیروں میں چراغ ہدایت روشن کر کے ایمان کو تازگی عطا کرتی ہے۔ ان کو اطاعت و فرمانبرداری پر آمادہ کر کے صابر و شاکر اور صالح بندہ بنا دیتی ہے۔

Marfat.com

اگر کوئی قوم قرآن کے پیغام کو نہ سمجھے اور نہ مانے تو اس قوم کا نام و نشان مٹا کر ہمیشہ کے لیے بھلا دیا جاتا ہے۔ ان کو درسِ عبرت بنا کر اعلان کر دیا جاتا ہے:

و اَوْرَثْنٰا ھا قوماً آخرین، (سورہ دخان)

ترجمہ: اور ہم نے اسکا وارث دوسری قوم کو بنا دیا ہے۔

سورۃ الفجر میں قوم عاد و ثمود اور فرعون کی سرکشی و طغیان کو موضوع بنایا گیا ہے کہ ان کا پاپ بڑھ کر انسانیت کے لیے ناسور بن گیا تھا۔ حالانکہ وہ سب اونچے لمبے قد کاٹھ کے تھے۔ نہایت طاقت ور تھے کہ چٹانیں کاٹ کر اعلیٰ قسم کے محلات تعمیر کرتے تھے۔ مگر جب ان کے ظلم و عدوان کے طوفان نے فتنہ و فساد کے ذریعے کائنات ارضی کو شعلہ جہنم بنا دیا تو اس جبار و قہار رب نے ان بدکاروں، ظالموں، بدعملوں اور فتنہ گروں پر عذاب کا کوڑا برسا دیا اور وہ سب صفحہ ہستی سے فنا کے گھاٹ یوں اترے جیسے شام ڈھلے سورج سمندر کے دوسرے کنارے پر غروب ہوتا ہے۔ اور پھر ان قوموں کا سورج ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ آج ان کی عبرت ناک داستانوں کے سوا کچھ بھی تو باقی نہیں ہے۔

ارشاد باری ہے:

یایھا الذین آمنوا من یرتدّ منکم عن دینہٖ فسوف یأتی اللّٰہ بقوم یحبھم ویحبونہ، أذلۃ علی المؤمنین أعزۃ علی الکافرین، یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم۔ (مائدہ ۵۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت، اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے (ترجمہ کنز الایمان)۔

قوم عاد کی بربادی کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے:

Marfat.com

واما عاد فاهلکو بریح صرصر عاتیۃ۔ (الحاقہ۔۶)

ترجمہ کنز الایمان: اور رہے عاد وہ ہلاک کیے گئے نہایت سخت گرجتی آندھی سے ان پر خوفناک عذاب الٰہی آندھی کی صورت میں سات دن اور آٹھ راتیں سخت سردی کے موسم میں آیا اور آندھی کے تند و تیز جھونکے ان کے عالی شان پر شکوہ محلات اور بلند و بالا مضبوط عمارتوں کو گھاس بھوس کی طرح اڑانے لگے۔

قوم ثمود کی تباہی کا ذکر اسطرح آیا ہے:

فاما ثمود فاھلکو بالطاغیۃ۔ (الحاقہ۔۵)

ترجمہ کنز الایمان: تو ثمود تو ہلاک کیے گئے حد سے گزری ہوئی چنگھاڑ سے چنگھاڑ اتنی اونچی آواز میں تھی کہ ان کے سینوں میں دلوں کی رگیں پھٹ گئیں۔ پوری بستی کو جبرائیل نے پیروں پر اٹھا کر جھنجھوڑا اور الٹ پلٹ دیا۔ وہ خود ریزہ ریزہ ہو گئے اور اُن کے گھر ریت کے گھروندوں کی طرح ہوا میں اڑنے لگے۔

الغرض آل فرعون ہو، قوم سبا، قوم عاد و ثمود، قوم لوط و مدین اور اصحاب الحجر ہوں یا اصحاب الایکہ...... ان سب کی عبرتناک تباہی و بربادی اور رقت انگیز ھلاکتوں کی تصویر قرآن نے یوں کھینچی ہے۔

(والمؤتفکت بالخاطئۃ)

یہ سب اُن اُن بستیوں کے مکیں رہے ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے گناہوں کے سبب تہس نہس کر دیا تھا۔ آج نہ ان کا مکان ہے نہ کوئی مکین ہے، بس اگر ہے تو جائے عبرت اور مقام عبرت ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو پھر زمین میں چل پھر کر دیکھ لو: ارشاد باری ہے:

"فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین"

ترجمہ: تو زمین میں چل کر دیکھو کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔

ان تمام کی ہلاکت کا سبب ایک ہی تھا کہ یہ سب انبیاء کے نافرمان تھے۔ آج ہم میں اپنے نبی ﷺ کی نافرمانی کا زہر پھیل چکا ہے بلکہ حال کچھ یوں ہے۔

آ گیا ہے ذلت کی چوٹی پہ ہم اندھوں کا ہجوم
جانے کس پستی میں یہ کارواں گرنے کو ہے

Marfat.com

دُعا اور حیا

☆سماجی برائیوں اور رزق حرام کی فراوانی کے پس منظر میں 1995 میں لکھی گئی ایک تحریر☆

دعا بھی صرف عزائم کا ساتھ دیتی ہے
دوائے درد بھی ڈھونڈو فقط دعا نہ کرو

جس طرح کے دعائیہ بینر آج کل نظر آ رہے ہیں اس سے ملتے جلتے سیاسی، اشتہاری اور رسمی دعاؤں سے مزین بینر لہرا لہرا کر واٹر بورڈ اور کے ایم سی والے عوام کو الو بنا چکے ہیں۔ آج بھی یہ اُلو، آپ کو کچی آبادیوں کے اجڑے، ویران اور آثار قدیمہ کے کھنڈرات سے ملتے جلتے جھونپڑوں کی، ٹوٹی ہوئی بے ترتیب گلیوں کے، قبل مسیح تہذیب کے یادگار چوکوں پر لگے کچرے کے ڈھیروں کے عقب میں پانی سے نا آشنا پائپ لائنوں پر لگے صدیوں سے پیاسے نلوں کے آس پاس سر شام اور کبھی پو پھوٹتے ہی، قطار در قطار، غول در غول آوازیں نکالتے، چہ مگوئیاں کرتے، شور مچاتے دکھائی دیں گے۔ اتفاق سے اگر کوئی الو بطور احتجاج برادری اکٹھی کر کے واٹر بورڈ اور کے ایم سی والوں کے لیے کوئی خطرہ پیدا کر دے تو وہ کمال ہوشیاری سے اپنے مورچوں پر دعائیہ بینر آویزاں کر دیتے ہیں کہ ''اے اللہ ہمیں بھائی بھائی بنا دے''۔ ''اے اللہ ہمیں ایک اور نیک کر دے'' یہ پڑھکر الو بے چارے انہیں بھی اپنے جیسا مظلوم سمجھنے لگتے ہیں اور اپنے ہی خلاف دعاؤں میں شریک ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنی عیاری پر بغلیں بجاتے ہیں پھر نہ وہ ان کے بھائی بنتے ہیں، نہ یہ ان کے بھائی بن سکتے ہیں۔ بھوک، پیاس کے ستائے ہوئے۔ کچرا کنڈیوں میں رہنے والے حواس باختہ عقل سے عاری، بدھوؤں اور الوؤں کو کوئی کیونکر سمجھا سکتا ہے کہ حرام خوروں اور بے حیاؤں کی دعا میں بھی دغا ہوتی ہے جس سے استحصال کی وبا پھوٹتی رہتی ہے لہٰذا ان مکارانہ دعاؤں پہ کان دھرنے کے بجائے اپنے زخموں کی دوا تلاش کرو۔

گزشتہ دنوں ''ہفتہ دعائے امن'' منایا گیا۔ کراچی کی بڑی بڑی شاہراہیں، چوراہے اور پرشکوہ بلند و بالا عمارتیں ان پر دعائیہ بینروں کی آویزش پر نازاں، فرحاں نظر آ رہے تھے۔ اخبارات

Marfat.com

ورسائل دعائیہ اشتہارات وتصاویر چھاپ کر پاگل ہوئے جارہے تھے۔دیگر ذرائع ابلاغ بھی اس حیرت ناک خبر کو عوام تک پہنچا کر انہیں ہکا بکا کرنے اور اپنے نمبر بنانے کے لیے دعائیہ فنکاروں کے قدموں پر مرغ بسمل کی طرح لوٹ پوٹ ہوئے جارہے تھے۔سونے پر سہاگہ یہ کہ سرکاری سورما اور سیاسی گرگے اپنے جرائم کی پردہ پوشی اور گناہ ہائے کبیرہ پر بطور کفارہ معصوم بچوں کو قربان کرنے کے لیے انہیں سفید کفنیاں تک پہنا کر لارہے تھے۔یہ اور اس جیسے دیگر تماشا ہائے عجیب وغریب کانفرنس ہائے ترغیب وترھیب ،میلہ ہائے آرائش ونمائش اور رسماً ولفظاً دعائیہ شعبدہ گری کے کرشمے دکھانے کے بعد بالاخر،''ہفتہ دعاء امن'' غم ہائے گوناں گوں میں مبتلا دکھی عوام کے زخموں پر نمک پاشی اور اپنی روایتی بے حسی، بے حیائی اور مفاد پرستی کی داستانیں بکھیرتے ہوئے اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے۔چالاک اور گھاگ سیاسی فنکار اس دعائیہ ڈرامے کو حقیقت کا روپ دینے میں اتنے منہمک اور سنجیدہ تھے کہ ہاتھوں اور لبوں کی جنبش میں سر کھپاتے رہے مگر بے حیائی وفحاشی کے سرپرست حرام خوروں کو دوا تجویز کرنے کی توفیق ہی نصیب نہیں ہوئی۔

نہ کر فقط جنبش لب پر اکتفا
حیا بھی ہے درکار دعا کے لئے

آج! یہ بے زاریاں وآہ زاریاں اور آنسوؤں کی جھڑی میں یہ لرزتی ہوئی آوازیں کیسی ہیں؟ کیا تمہاری نگاہیں اسی رب کی جانب اٹھی جارہی ہیں جس سے تم نے بے رخی کی اور اس کے حریف کے حلیف بن گئے۔کیا تمہیں اس رب کی تلاش ہے جس نے تمہیں محل اقتدار تک رسائی بخشی۔تاکہ تم اس کی زمین پر نماز وزکوٰۃ کا نظام نافذ کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے سے برائی کے خاتمے اور بھلائی کے فروغ کے لیے اقدامات کرو، مگر تم نے اس کے فرمان کو بھلادیا۔فرمان الٰہی ہے۔

الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔

(سورۃ الحج آیت ۴۱)

Marfat.com

ترجمہ: ”جن لوگوں کو اگر زمین میں ہمارا عطا کردہ اقتدار حاصل ہو تو وہ نماز قائم کرتے، زکوۃ ادا کرتے، نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں“۔

اس آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ جب بھی کوئی اسلامی ریاست معرض وجود میں آئے یا روئے زمین پر کسی بھی مسلمان کو اقتدار اور حکمرانی نصیب ہو تو اسلامی ریاست اور مسلمان حکمراں کی ذمہ داری ہے کہ وہ نماز اور زکوۃ کا نظام قائم کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے سے برائی کے خاتمے اور نیکی کے فروغ کے لیے اقدامات کرے۔

”قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن“۔(سورۃ الاعراف آیت ۳۳)

ترجمہ: ”آپ کہہ دیجئے! میرے پروردگار نے تمام بے حیائیاں حرام کردی ہیں چاہے وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ“۔

اللہ تعالٰی نے بے حیائی کی باتوں کو حرام کردیا ہے۔ بے حیائی (فواحش) چاہے برسر عام ہو یا پوشیدہ، انسانی وسائل ان برائیوں تک پہنچ سکیں یا نہ پہنچ سکیں انسانی فہم وادراک برائیوں کو نہ بھی پاسکیں تب بھی وہ حرام ہی ہے۔

ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن۔(سورۃ الانعام آیت ۱۵۲)

ترجمہ: ”اور بے حیائیوں کے پاس بھی نہ جاؤ چاہے ان میں پوشیدہ ہوں یا ظاہر“۔

اللہ تعالٰی نے فحاشی کے ارتکاب سے بڑی شدت کے ساتھ روکا ہے۔ مذکورہ بالا حکم کے باوجود جو لوگ بے حیائی کی طرف راغب کرتے ہیں اور افواہوں یا دیگر حرکات کے ذریعے برائی کو فروغ دینے میں سرگرم عمل رہتے ہیں انہیں سرزنش کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا

ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشة فی الذين امنوا لهم عذاب اليم فی الدنيا والاخره۔(سورۃ النور آیت ۱۹)

ترجمہ: ”بے شک جو لوگ (مسلمانوں میں) بے حیائی کا چرچا کرنے کو عزیز رکھتے ہیں، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے“۔

Marfat.com

قرآن پاک کی ان واضح ہدایات کی روشنی میں اگر ہم ذرا سا بھی اپنے گریبانوں میں جھانکیں اور اردگرد کا جائزہ لیں تو ہر شخص خواہشات نفس کی غلامی کرتا نظر آتا ہے۔ حرص وطمع اور لالچ کے چرندوں نے ان کی عقل چرلی ہے۔ حلال وحرام کی پہچان بھلادی گئی ہے۔ اچھائی اور برائی میں تمیز باقی نہیں رہی۔ سیاسی، سماجی اور معاشرتی برائیوں کی جڑیں تحت الثری کو چھونے لگی ہیں۔ بھلائی کا کوئی اتا پتا دکھائی نہیں دیتا۔ الغرض ہر شخص کی آنکھوں میں درندگی اتر آئی ہے۔ بے حیائی، عریانی وفحاشی کے سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں حکمرانوں کی غوطہ خوری اور مہربانوں کا منہ کالا کرنے کے علاوہ ہر فرد منہ دھوتا نظر آتا ہے۔ بے حیا لادین فحش مغربی تہذیب کا زہر آلود جام حلق میں اتر چکا ہے۔

ع "چھوٹتی نہیں یہ کافر منہ سے لگی ہوئی"

لوگوں کی جان ومال اور عزت وآبرو محفوظ نہیں ہے۔ قتل وغارت گری، عصمت دری اور لوٹ مار کے معمول سے زندگی سمٹ اور سہم گئی ہے۔ ڈاکوؤں غنڈوں، چوراچکوں، لٹیروں اور بددیانت افراد نے زندگی کے ہر شعبہ کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ صنف نازک تو شیطانی جذبات کی تسکین کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے۔ شرفاء کی پگڑیاں اچھلتی ہیں اور امراء کے جرائم کی پردہ پوشی کی جاتی ہے۔ رشوت کی دیمک نے معاشرے کو اخلاقی اقدار سے کھوکھلا کر دیا ہے۔ سود ایک لاعلاج ناسور بن گیا ہے۔ چند بااثر خاندانوں کی چوہدراہٹ اور وڈیرہ شاہی نے غریب عوام کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ ناجائز منافع خوری، ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ، ناپ تول میں کمی دھوکا دہی، بلیک میلنگ، دوسروں کے حقوق کی پامالی اور انسانی شرف وخون کی ارزانی جیسے جرائم عام ہیں نہ صرف عام بلکہ دن دھاڑے ان جرائم کا ارتکاب کیا جارہا ہے۔ نتیجتاً ہر شخص خوف وہراس میں مبتلا مستقبل کے بارے میں فکر کر کر کے ہلکان ہوا جارہا ہے۔ الغرض سارا معاشرہ بے غیرتی، بے حیائی وبے شرمی، فحاشی وعریانی اور حرام خوری کی آکاس بیلوں میں جکڑا ہوا ہے۔

غرض عیب کیجئے بیاں کیا کیا
کہ بگڑا ہوا یاں ہے آوے کا آوا

Marfat.com

جہاں سربراہان مملکت مسائل کے بجائے وسائل پر نظریں جمائے بیٹھے ہوں، جہاں اسمبلی ہال سیاسی جوئے کا اڈا بن جائے۔ جہاں قومی نمائندے کھوتے، گھوڑے اور لوٹے بن کر بکتے ہوں۔ جہاں سیاسی مداری قومی اداروں کو بندر کا ناچ نچا رہے ہوں۔ جہاں قومی نمائندے اپنی دنیا رنگین کرنے کے لیے دین وملت کا سودا کر ڈالیں۔ جہاں اپنی ڈفلی اور اپنا اپنا راگ الاپا جا رہا ہو اور رعایا و حاکم کا تعلق ''من چہ سرایم وطنبورہ من چہ سراید'' کے مصداق ہو وہاں اگر کوئی سر پھرا پکار پکار کر دعائیں مانگ رہا ہو تو خوش فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہئے بلکہ یقین کرلیں کہ فاسق و فاجر اور ناجائز حکومت کے راشی، غاصب، لٹیرے، سود خور، غبن میں ملوث کمیشن پہ پلنے والے امریکی ایجنٹوں اور استحصالی عناصر کی بد کرداری، بددیانتی، حرام خوری اور دیگر سیاہ کرتوتوں کی شامت اعمال آنے پر ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی ہے اور اب اس بدہضمی جیسے موذی مرض سے چھٹکارا پانے کے لیے تڑپتی، سسکتی، بلکتی، استحصال کی ماری ہوئی بنیادی حقوق سے محروم، مظلوم عوام اور معصوم معاشرے میں زندگی کی روح پھونکنے کیلئے اخلاص سے عاری اور شرم وحیا سے خالی، سیاسی اور رسمی دعائیں ہرگز کارگر ثابت نہیں ہونگی۔ درحقیقت حیا ہی وہ دوا اور تریاق ہے جو مردہ ضمیروں کو زندہ دلی بخش سکتی ہے اور غرباء کے دکھوں کا مداوا کر کے آپ کی بدہضمی کو بھی نفع پہنچا سکتی ہے۔

تیری دعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی
مگر ہے اس سے یہ ممکن کہ تو بدل جائے

آپ ﷺ نے فرمایا۔

الحیا شعبة من الایمان۔(البخاری)

ترجمہ: ''حیا ایمان میں سے ہے''۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو ایمان رکھتا ہے وہ ضرور حیادار بھی ہوگا اور بے ایمان میں شرم وحیا ہوگی تو سوچے گا، اگر کل کلاں جھوٹ ثابت ہوگیا تو کیا ہوگا؟ اس وجہ سے پھر وہ جھوٹ نہیں بولے گا۔ ظاہر ہے کہ اس طرح زنا، چوری وغیرہ غرض کہ ہر قبیح بات سے بچ جائے گا۔

شرم وحیا کب آنی چاہئے؟ بندوں کے حقوق کی ادائیگی کے وقت، اپنے جائز حقوق

Marfat.com

کی طلب میں جدو جہد کرتے ہوئے اور اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے کبھی حیا نہیں آنی چاہئے کہ یہ بہادری و بے باکی کا وقت ہے۔ البتہ حقوق غصب کرتے وقت ذمہ داریوں سے فرار اور اپنے حق سے زائد لیتے وقت نیز دوسرے کا حق ہڑپ کرتے اور حرام لیتے وقت حیا ضرور آنی چاہئے کہ یہ ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ اگر حقوق کی ادائیگی اور ذمہ داریوں کے نبھانے میں حیا آئی تو پھر محروم، مظلوم اور معصوم عوام کی بد دعائیں اور آہیں زندگی بھر چین نہیں لینے دیں گی، کیونکہ اقتدار کی مسند پھولوں کی سیج نہیں، کانٹوں کا بستر ہے۔ جس پر بیٹھنے والے متقی اور پرہیز گاروں کو حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی پر خوف خدا و انجام آخرت کے کانٹے چبھتے رہتے ہیں سیاہ کار و گنہگار لوگوں کو حرص و طمع اور لالچ کی بری عادت ان کو عوام کے سامنے باؤلا کتا بنائے رکھتی ہے اور طعن و تشنیع کے کانٹے بھی سہنے پڑتے ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

عن انس قال قال رسول الله ﷺ ما کان الفحش فی شیٔ الاشانه وما کانَ الحیاء فی شی الازانه۔

(المشکوۃ المسابیح مسلسل حدیث ۴۶۳۹)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس چیز میں فحاشی ہو وہ اسے عیب دار بنا دیتی ہے اور جس چیز میں حیا ہو وہ اسے زینت بخشتی ہے۔''

مسلمان حیا دار ہوتا ہے اور اسلامی حدود و قیود کا پابند ہوتا ہے جبکہ بے حیا انسان اخلاقی، سماجی اور مذہبی حدود و قیود کا پابند نہیں ہوتا نفس کا پجاری ہوتا ہے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔

بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

اگر دعا میں ذرا بھر بھی شرم و حیا اور اخلاص کی رتی ہو تو اللہ تعالیٰ کافر کی دعا بھی رد نہیں فرماتا۔ چنانچہ فرعون ۴۰۰ سو سال تک بے شرمی و بے حیائی کا مجسمہ بنا رہا۔ اللہ سے بغاوت اور اپنی خدائی کا دعوی کرتا رہا۔ جسے کبھی حقیقی رب کی یاد نہیں آئی تھی بالآخر ایک دن اسے بھی حیا آ گئی اپنی عاجزی اور جھوٹی خدائی پر شرم سے پانی پانی ہو گیا۔ مگر تکبر و تبختر، جاہ و حشمت اور دنیاوی سلطنت

Marfat.com

نے اسے اپنی حیاوشرم کوظاہر نہ کرنے دیا۔ اپنے ضمیر کی ملامت کوعوام کی ملامت کے ڈر سے چھپایا لیکن اپنی عاجزی محتاجی اور شرم وحیا کو حقیقی رب سے نا چھپا سکا اور بھانڈا پھوٹ گیا اگرچہ سر بازار نہیں بروئے یار ہی سہی۔ ہوایوں کہ ابتدائے زمانہ میں جب فرعون تخت نشین ہوا تو ملک مصر میں قحط سالی ہوئی، بارش نہیں ہوئی۔ مصر کے لوگ فرعون کے پاس آئے کہ ''اے فرعون کھیت خشک ہوگئے، جانور پیاسے مرنے لگے، دریائے نیل خشک ہوگیا۔ تو کیسا خدا ہے مینہ نہیں برساتا؟'' فرعون نے کہا اچھا ہم کل مینہ برسائیں گے دوسرے دن تاج سر پر رکھا، خلعت شاہانہ پہن کر، گھوڑے پر سوار ہوکر ایک پہاڑ کے غار میں گیا۔ وہاں پہنچ کر سر سے تاج پھینکا، سر پر خاک ڈال کر عرض کیا کہ ''اے خدا میں جانتا ہوں کہ مالک ملک تو تو ہی ہے میں ایک نالائق بندہ ہوں مگر میں نے دنیا خرید لی ہے اور آخرت بیچ ڈالی ہے تو میری دنیا میں کمی نہ کر''۔ بس یہ عرض کرتے ہی ابر آیا اور فرعون کے ساتھ ساتھ مینہ برساتا چلنے لگا۔ اہل مصر نے یہ معاملہ دیکھ کر فرعون کو سجدہ کیا۔ اس کی خدائی کا پورا پورا اعتقاد جم گیا۔ (نزھۃ المجالس)

معاذ اللہ فرعون جیسا جھوٹا خدا اور بے حیائی کا بت تو رب حقیقی سے ناامید نہ ہوا اور رب کے سامنے اپنی عاجزی، محتاجی، شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے سراپا حیاوخلوص بن گیا۔ اللہ سے اپنی حاجت مانگی اللہ نے دے دی۔ ہم کیوں بے شرمی و بے حیائی، تکبر و بے نیازی اور ناامیدی و مایوسی کا خوگر ہوتے جارہے ہیں ہم مسلمان ہیں اخلاص ہماری میراث ہے۔ حیا ہمارا زیور ہے ہمیں تو سراپا خلوص وحیا ہونا چاہئے۔

تیری دعا ہے کہ ہو آرزو تیری پوری
میری دعا ہے کہ تیری آرزو بدل جائے

دعا میں حیا کا معنی یہ ہے کہ سراپا عجز وانکسار اور طلبگار بن کر مکمل بھروسا، یقین، پختہ اعتماد و اعتقاد کے ساتھ، سچے دل اور خلوص نیت سے سابقہ گناہوں پر اشک ندامت بہاتے ہوئے، توبہ چاہتے ہوئے اور آئندہ عمل صالح کا وعدہ کرتے ہوئے رب سے وہ چیز مانگے جو حلال ہو۔ ارشاد باری ہے۔

Marfat.com

الا الذین تابوا واصلحوا واعتصوا باللّٰہ واخلصوا دینھم للہ فاولٓئک مع المومنین۔ (النساء آیت ۱۴۶)

ترجمہ: سوائے ان کے جنہوں نے توبہ کرلی اور اپنی اصلاح کرلی اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا اور ان کا دین خالص اللہ کیلئے ہوگیا تو وہی مومنین کے ساتھی ہیں۔

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جب تم عمل سے ثابت کردو کہ اب تم طاغوت کے نہیں رب جبروت کے بندے بن گئے ہو سابقہ نافرمانیوں پر معافی مانگ چکے ہو۔ اپنی مکمل اصلاح کرلی ہے تمہارا جینا مرنا اللہ کے لیے ہوگیا ہے دینی معاملات میں کوتاہی نہیں کرتے ہو تو اب تم مومن ہوگئے ہو لہٰذا اب دعائی اشتہارات چھپوانے کی ضرورت نہیں، بینروں پر روپیہ خرچ کرنے، جلسے جلوس اور لھو ولعب اور ہڑبونگ مچا کر، قوالیاں اور میلے لگا کر مجھے پکارنے اور متوجہ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ:

نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ (سورۃ ق آیت ۱۶)

ترجمہ: ''ہم تو تمہاری رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں''۔

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

لہٰذا

ادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ۔ (اعراف آیت ۵۵)

ترجمہ: ''اپنے رب کو آہ زاری کرتے ہوئے اور سرگوشی کرتے ہوئے پکارو''۔

کیونکہ تم مومن ہو اور مومن تو صرف سر جھکا کر ارادہ کرلے تو وہ دلوں کے راز جاننے والا مدعا بوجھ کر آرزو بھی پوری کردیتا ہے۔ کیونکہ مومن حیا کرتا ہے کہ وہ اس رب کو پکارے جو اس کی حاجات وضروریات کو سب سے بہتر جانتا ہے۔ مومن کا خاموش رہنا اور صبر کرنا بھی دعا ہے۔ کیونکہ اس میں حیا ہے، جیسا کہ کنواری وباکرہ دوشیزہ کا نکاح۔ اس کے خاموش رہنے سے بھی ہوجاتا ہے جبکہ مطلقہ اور ثیبہ عورت کا نکاح، جب تک منہ سے نہ بولے نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ

Marfat.com

کنواری و باکرہ لڑکی میں حیا ہوتی ہے، جبکہ مطلقہ ثیبہ عورت میں حیا نہیں ہوتی۔ اگر دعا میں شرم و حیا اور اخلاص نہ ہو تو وہی حال ہوگا جو بنی اسرائیل کا ہوا۔

چنانچہ ایک دفعہ بنی اسرائیل نے بغیر حضوری قلب (یعنی شرم و حیا اور اخلاص سے خالی) بارش کے لیے دعا کی۔ بارش ہوگئی، کھیت اور باغات سرسبز و شادات ہو گئے مگر جب غلہ کاٹنے کا وقت آیا تو سوائے بھس کے کچھ بھی برآمد نہ ہوا۔

اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا کہ ''الٰہی یہ کیا ہوا؟''

ارشاد ہوا کہ بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ:

''جیسی تمہاری دعا تھی ویسی ہی اس کی قبولیت ہوئی دعا زبانی تھی دل سے نہ تھی، اس طرح اس کا اثر ظاہر میں تو ہوا مگر باطن میں نہ ہوا باطن دعا کا بھی (شرم و حیا اور اخلاص سے) خالی تھا باطن کھیتوں کا بھی خالی رہا''۔
(نزھتہ المجالس)

ہمیشہ پیکر شرم و حیا بن کر اور اخلاص میں ڈوب کر دعا کرو۔ دیکھو کس طرح دعا قبول نہیں ہوتی مگر شومئ قسمت کیا کیا جائے کہ سیاسی واشتہاری اور رسمی دعائیں عموماً شرم و حیا سے خالی، اخلاص و نیازمندی سے عاری، صرف اور صرف ذاتی مفاد، حصول اقتدار، ریاکاری و دکھاوے کا نمونہ اور رعب و دبدبہ قائم رکھنے کے لیے ہوتی ہیں لہٰذا نتیجہ بھی وہی ''گھاٹ کے دو پات'' رہتا ہے۔ حیا کوئی پھکی نہیں جسے بازاری حکیموں کی دوکان سے خرید لیا جائے۔ نہ ہی یہ کوئی زمین میں اگنے والی چیز ہے جسے اگا لیا جائے بلکہ یہ ایک ایسی نرم و نازک نفیس و پاکیزہ، خودرو بوٹی ہے جو فطرتاً اور طبعاً شریف النفس انسان کے نہاں خانہ دل میں اگتی اور پرورش پاتی ہے۔ رزق حلال اس کا پانی ہے اور عمدہ اخلاق و کردار اس کی آب و ہوا ہے جس میں یہ خوب پھلتی پھولتی اور پھیلتی ہے، جبکہ لقمہ حرام کے پانی اور فحاشی و عریانی اور بداخلاقی و بے راہ روی کی بادسموم سے جل، سڑ کر تعفن پھیلاتی ہے، لہٰذا حیا کی انمول بوٹی کو تر و تازہ اور سرسبز و شاداب رکھنے کے لیے صحبت صالح کی آب و ہوا اور رزق حلال کی کھاد، خوراک مہیا کیجئے مری ہوئی بوٹی بھی رزق حلال کی برکت سے ہری

Marfat.com

ہو جاتی ہے۔ جس کی حیا کی بوٹی ہری ہے اس کی قسمت کھری ہے کہ دعا رد نہیں ہو گی۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کیا۔

یارسول اللہ ادع ان یجعلنی مستجاب الدعوۃ فقال یاسعد اطب مطعمک تکن مستجاب الدعوۃ والذی نفس محمد بیدہ ان الرجل لیقنف اللقمۃ الحرام فی جوفہ ما یتقبل منہ اربعین یوماً وایما عبدنبت لحمہ من السحت والربا فالنار اولی بہ"۔

ترجمہ: ''اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ سے دعا کیجئے کہ میں مستجاب الدعوۃ بن جاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو اپنے کھانے کو پاکیزہ کر لے تو مستجاب الدعوۃ بن جائے گا، قسم بخدا جو شخص حرام کا ایک لقمہ پیٹ میں داخل کرے گا چالیس روز تک اس کا کوئی عمل عنداللہ قبول نہ ہو گا اور جس شخص کی پرورش حرام مال اور سود سے ہوئی ہو تو دوزخ اس کی زیادہ حقدار ہے"۔

امام غزالی علیہ الرحمتہ نے کیمیائے سعادت میں رزق حلال کے متعلق چند روایات ذکر کی ہیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) آپ ﷺ نے فرمایا! بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ ان کا کھانا، پینا حرام کا ہے پھر وہ ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتے ہیں۔ ایسی دعا بھلا کب قبول ہو گی؟

(۲) حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں: عبادت اللہ تعالیٰ کا خزانہ ہے۔ اس کی کلید دعا ہے جبکہ لقمہ حلال اس کی کنجی کے دندانے ہیں۔

پروفیسر منور حسین چیمہ کے بقول رزق حلال کمانے والے شخص کی زندگی پر مندرجہ ذیل اثرات پڑتے ہیں۔

(ا) وہ شخص رحم دل، سخی، عادل اور پاک دامن ہوتا ہے۔

(ب) اس کے دل میں دوسروں کے لیے نفرت کے جذبات نہیں ہوتے۔

Marfat.com

(ج) نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے اور عبادت میں لذت نصیب ہوتی ہے۔

(د) سکون قلب کی دولت ملتی ہے۔

(ر) تھوڑی کمائی میں برکت پیدا ہوتی ہے۔

(ز) معاشرہ میں امن وسکون پیدا ہوتا ہے۔

(ہ) اولاد تابعِ فرماں اور اطاعت گزار ہوتی ہے۔(اسلام اور جدید اقتصادی نظریات)

اگر آج بھی ہم رزق حلال وصدق مقال کا اہتمام کرلیں۔اپنی خودی کو شرم وحیا کے زیور سے آراستہ کرلیں۔اپنے عمل کو ایثار واخلاص سے مزین کرلیں۔تو اس چمن خاکستر کو پھر سے سرسبز وشاداب بنایا جاسکتا ہے۔حرماں نصیباں کے اجڑے ہوئے باغ کو پھر سے بسایا جاسکتا ہے۔موجودہ فضائے دہنگا مشتی کو امن وآشتی میں بدلا جاسکتا ہے۔محبت واخوت کے پھول کھلائے جاسکتے ہیں۔لیکن

ہے عمل لازمی تکمیل تمنا کے لیے
ورنہ رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے

☆☆☆

Marfat.com

زبان ہوئی بے لگام

☆☆ ماہنامہ کاروانِ قمر اکتوبر ۱۹۹۷ء کے لیے لکھی گئی ایک تحریر ☆☆

جراحات السنانِ لها التیام
ولا یلتام ماجرح اللّسان

ترجمہ: تلوار کا لگا گھاؤ بھر سکتا ہے مگر زبان کا لگا زخم مندمل نہیں ہوسکتا۔

مذہب سے ہماری بڑھتی ہوئی دوری اور الرجی کے سبب معاشرہ زبان کے ذریعے دکھ پیدا کرنے میں ''خودکفیل'' ہوگیا ہے بلکہ بدقسمتی سے دردوالم کی مصنوعات دوسروں تک پہنچانے میں بھی ہر فرد ایک دوسرے پر سبقت لیجانے میں کوشاں ہے۔ شومئ قسمت کہ جگہ جگہ لغویات کی نمائش جاری ہے پورا معاشرہ دھوکے اور فریب کی منڈی بن چکا ہے۔ زبان پر ہماری گرفت نہایت کمزور پڑ چکی ہے۔ زبان اتنی سرکش و بے قابو ہو چکی ہے کہ جھوٹ بول بول کر سہانے سپنے دکھانے لگی ہے۔ ان سپنوں کی چھاؤں میں سونے والوں کے دل ٹوٹیں یا امیدوں کے چراغ بجھیں، ہماری بلا سے! ہم تو درد سپلائی کرتے ہیں دوا اگلے چوک سے۔ اندازہ کیجئے! کوئی بے لگامی سی بے لگامی ہے! کہ لفظوں کو ایسا گھماتی پھراتی ہے کہ بے چارے لفظ اپنا ''ذہنی توازن'' کھو بیٹھتے ہیں۔ زبان کی بردہ فروشیوں کے سبب سچے لفظوں کی تجارت ہونے لگی ہے اور یہ بیوپارن انمول لفظوں کو بے مول بیچ ڈالتی ہے۔ لفظوں کی جادوگری اور ہیر پھیر سے لوگوں کو سحرزدہ اور مخبوط الحواس بنادیتی ہے۔ تجسس کو تلفظ کا نقاب اڑھا کر بدگمانیوں کے گہرے گڑھے کھودتی اور ہنگامے بپا کرتی ہے۔ لفظوں کے کرتب دکھا کر پگڑیاں اچھال دیتی ہے۔ لفظوں کی ''خردبین'' سے فرد کا ایسا جائزہ لیتی ہے کہ انجر پنجر سب کھول کے رکھ دیتی ہے۔ نفرت وانتقام اور تعصب کی آگ میں تپے ہوئے الفاظ کی ضربات شدید وخفیف سے ''اتحاد واتفاق کی ہنڈیا'' بیچ چوک سرعام پھوڑ کر چکنا چور کر دیتی ہے۔ اعتماد اور خلوص کا آئینہ دکھا کر، جھوٹ کے تاگوں سے بنے ہوئے مکروفریب کے جال میں یوں پھانستی ہے۔ جیسے مکڑی، مکھی کو اپنے ریشمی تاروں میں جکڑ لیتی ہے۔ کبھی ایسا سچ اگلتی ہے کہ

Marfat.com

روح تڑپ جاتی اور رسوائی مقدر بن جاتی ہے۔ گرما گرم، لچھے دار باتوں کی ہوائی فائرنگ کرتی ہے۔ یہ جانے بغیر کہ اس کے لفظوں کی گولیوں سے صرف فضا ہی نہیں گونج رہی بلکہ کئی سینے بھی چھلنی ہو رہے ہیں۔''

صورت کی دیوانی دنیا من کے اندر جھانکے کیا
دل کو جو پہچان سکے وہ آنکھ کسی کے پاس نہیں

الغرض! زباں کی بے لگامی کی خونچکاں داستان کے پردرد واقعات قدم قدم پر بکھرے ہوئے ہیں۔ طنز کے صحراء میں وسوسوں کے زہریلے سانپ چھوڑتی ہے۔ عار کے کانٹوں سے لباس خودی کو لیراں لیراں کر دیتی ہے۔ خوابوں کے فریب محل اور جھوٹے گھروندے تعمیر کرتی ہے۔ سنہری باتوں کے رنگ برنگے سراب بچھا کر ہجر کے چراغ جلاتی اور حسد کی آگ کے (بھانبڑ) مچاتی ہے۔ گلابی باتوں کی بھول بھلیاں اور پگڈنڈیاں بنا بنا کر لبوں کی مسکراہٹ چھین لیتی اور دلوں کو بے چین و مضطرب کر دیتی ہے۔ لچھے دار باتوں کی لچر ڈوریاں چھوڑ چھوڑ کر فرقت کے فاصلے بڑھاتی اور ہم نوالہ و ہم پیالہ اور ہم سفر و ہم صفیر کو بدگمانی کے جوتے پہنا کر راستے جدا کر دیتی ہے۔ اس بدحواسی کے عالم میں تو دیوانوں نے ویرانہ سجانے میں ہی عافیت سمجھی ہے۔۔۔۔ آخر کب تک بھٹکتے پھریں گے رنگ گلستان کی پرفریب و پرپیچ راہوں میں!

اپنے ویرانے کی رونق نہ اجڑنے دوں گا
اب نہ کھاؤں گا کبھی رنگ گلستاں کا فریب

مثل مشہور ہے کہ ''سانپ کا ڈسا پانی بھی نہ مانگے'' اور یہ تو کچھ اہل درد ہی جانتے ہیں کہ زبان کا ڈسا مرتا ہے نہ جیتا ہے، ایڑیاں رگڑتا کڑھتا اور تڑپتا رہتا ہے تادم آخر۔ زبان کے ڈسے ہوئے اور بغض کے مارے ہوئے کو پناہ مل سکتی ہے تو صرف گھر کے کسی کونے کھدرے میں، تنہائی کی رضائی میں۔

لوگوں کے بغض نے مجھ کو سکھایا اظہر
کتنے محفوظ ہیں جو سدا گھر میں رہتے ہیں

Marfat.com

زبان کی حشر سامانیاں:

بس جناب! یہ زباں بھی کیا چیز ہے کبھی کھٹے میٹھے ذائقے چکھتی ہے اور کبھی ترشے و ترشے ذائقے چکھا بھی دیتے ہے۔ بے چارے دل پر طعن و تشنیع کے گھونسے رسید کر کے اس کا حلیہ شریف بگاڑ دیتی ہے آرزوؤں کے پرزے پرزے کر کے ہواؤں میں بانٹ دیتی ہے۔ نیک خواہشات و جذبات کو بے اعتنائی ولا پرواہی کی صلیب پر لٹکا دیتی ہے۔ سچائی کو خود غرضی و مفاد پرستی کی بھینٹ چڑھا دیتی ہے۔ الزام تراشیوں کی سنگ باری کر کے رسوا کرتی ہے۔ بدنامی کے داغ دھبوں سے اچھے خاصے چہرے کو چیچک زدہ کر دیتی ہے۔ تہمت و بہتان کے ایسے چرکے لگاتی ہے کہ تعلقات کی مضبوط سے مضبوط چادر کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دیتی ہے۔ اگر خدانخواستہ زبان دراز ہو جائے ''دو دو ہاتھ لمبی'' یا ''چار گز لمبی'' تو مد مقابل کو چھٹی کا دودھ یاد کرا دیتی ہے اور صدیوں پرانے تعلقات کے نرم و ملائم ریشوں کو قینچی کی طرح اندھا دھند کترتی چلی جاتی ہے سرکش زبان کا بے لگام گھوڑا جب سرپٹ دوڑتا ہے تو کئی رشتے ناطے روند ڈالتا ہے۔ دل کے سارے تار توڑ دیتا اور جگر کو مسل دیتا ہے وہ کیا جانے کہ اس کی ٹاپوں سے نکلنے والے شعلے من کی وادیوں کو جلا کر خاکستر کرنے میں مصروف ہیں اور اس کی باتوں سے مسافتوں کی ڈھول دھپ اور گرد و غبار اٹھ اٹھ کر کتنے چہروں کو بگاڑتی اور کتنے دلوں کو میلا کر رہی ہے۔

الغرض! زبان نے اپنی ''چلبلیوں'' کے ذریعے ہر طرف کھلبلی مچا رکھی ہے، باتوں کے ڈھیر کرید کرید کر تن تالو میں آگ لگا دیتی ہے، اور چھلے زخموں پہ نمک پاشی کا خوب فریضہ انجام دیتی ہے، اور بھول جاتی ہے پیغام حرم ''**ما یلفظ من قول الالدیه رقیب عتید**'' ''وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار (موجود ہوتا) ہے'' یعنی بندہ جو بھی لفظ زبان سے نکالتا ہے اسے لکھنے کے لیے ایک نگہبان؟ ثواب ورنہ موجب عذاب اور بالاخر دنیا و آخرت دونوں خراب (!)

نچا رہا ہے کوئی۔۔۔۔۔۔!

سوچنے کی بات ہے ضرور سوچنا چاہیے کہ آخر زباں کا قصور کیا ہے؟ اس کا کام تو بولنا ہے

Marfat.com

تولنا نہیں۔۔۔۔وہ بہری واندھی اور عقل سے کوری کیا جانے کہ کیا کہہ رہی ہے اور کس سے کہہ رہی ہے۔خلوت میں لے جا کر تفتیش کرو تو زبان حال سے یہی کہتی ہے

نچا رہا ہے کوئی ہاتھ کے اشارے سے
نظر میں ہم، پس پردہ ہماری ڈوریاں ہیں

صحیح ہی تو کہتی ہے کہ جب کہنے اور سننے والے کی مت ماری گئی ہو اور طبیعت میں غلاظت رچی بسی ہو۔ ناک بھوں چڑھے ہوئے ہوں۔ منہ ''پھٹے منہ'' بن گیا ہو اور توپ کے دھانے کی طرح کھلا ہوا ہو۔آنکھوں سے غیض وغضب کے انگارے برس رہے ہوں۔ کانوں میں افواہوں کے اوپلے دھک رہے ہوں۔ سینے میں حسد کا بارود بھرا ہو۔ دماغ میں انتقام کی آگ سلگ رہی ہو اور نہاں خانہ دل میل کچیل سے اٹا پڑا ہو تو زبان آتش بازی اور شعلہ فشانی نہیں کرے گی تو کیا گلاب کے پھول اور کلیاں جھاڑے گی۔اسی لیے غصہ حرام ہے کہ عقل کو کھا جاتا ہے اور شیطان بندے پر حکمرانی کرنے لگتا ہے۔اور انسان کے خلاف اپنے ناپاک و مذموم ارادوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے زبان کو بے لگام کر کے ''فری ہینڈ'' دے دیتا ہے۔فرمان الٰہی ہے۔

انہ لکم عدو مبین (۲) (ترجمہ) بے شک وہ (شیطان) تمہارا کھلا دشمن ہے)

اس دشمن ازلی اور بدبخت کے بہکاوے سے بچنے کے لیے اس رحمٰن ورحیم رب نے مزید راہنمائی یوں فرمائی ہے۔

یاایھا الذین آمنوا ان جاء کم فاسق بنباء فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالہ فتصبحوا علی ما فعلتم ندمین۔ (القرآن)

ترجمہ: یعنی اے ایمان والو! اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے (جس میں کسی کی شکایت ہو) تو (بدوں تحقیق کیے اس پر عمل نہ کیا کرو بلکہ اگر عمل کرنا مقصود ہو تو) خوب تحقیق کر لیا کرو کبھی کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر نہ پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پچھتانا پڑے۔ (۳)

Marfat.com

زبان کے فتنے!

معاشرہ اتنا بداخلاق، بے باک، منہ پھٹ، گراہوا ہے اور زبان درازی اتنی آسان اور عام ہو چکی ہے کہ ہر سمت سے بے سروپا باتیں، بے ہنگم سا شور، چیخم دھاڑ، درشتگی اور تو تکار و تو تڑاخ سے پر گونجتی ہوئی آوازیں آتی ہیں۔ ہر کوئی اپنا اپنا راگ آلاپ آلاپ کر زخرا چھیلنے میں مگن ہے۔ راگنی بجتی ضرور ہے پر کچھ سمجھ نہیں آتا کہ کون، کس سے، کیا کہہ رہا ہے۔ بلکہ کہنے والے بھی مدہوشی میں یہی کہے چلے جارہے ہیں ''من چہ سرایم وطنبورہ من چہ سراید'' ہر شخص نے ذہن کی ''پٹاری'' میں وسوسوں اور اندیشوں کے خوفناک سانپ پال رکھے ہیں اور نہ جانے کتنے سینوں میں بدگمانی کے ناگ پھن پھیلائے پھنکار رہے ہیں۔ گویا ہر آدمی آستین کا سانپ بن گیا ہے۔ جھوٹ کے پجاری افواہوں کی ''ڈائنامیٹ'' بچھا، اور بغض کے گولے برسا رہے ہیں۔ اور مفاد پرست عناصر مصنوعی چاپلوسی کے مکھن سے لیپا پوتی اور رفوگری میں مصروف ہیں۔

الغرض! زبان کی دہشت گردیاں، منفی سرگرمیاں، حشر سامانیاں، ریشہ دوانیاں، دل آزاریاں، بے اعتدالیاں، کج ادائیاں، تیتر تیزیاں، استادیاں اور غراہٹ وسفاکیاں عروج پر ہیں اور زباں کے فتنے دن بدن گھرے اور روز بروز پھیلتے چلے جارہے ہیں۔ ذرا ان افسردہ اور زرد چہرے والوں سے پوچھو تو سہی کہ! وہ خاموش کیوں ہیں؟ ان کے چہروں پہ ہوائیاں کیوں اڑ رہی ہیں؟ نہیں نہیں! بلکہ ان کی برسوں سے بنی ہوئی بات بگڑ گئی ہے۔ بدزبانی کے آتشیں لفظوں کی پچکاری نے ان کا منہ پچکا کر دیا ہے اور وہ بوسیدہ تہذیب کے سائے میں حسرت و یاس کی تصویر بنے بیٹھے کہہ رہے ہیں۔

ہم لٹ کر بھی جی رہے ہیں اس حوصلے کے ساتھ
خوشیوں کے کم دکھوں کے احسان بہت ہیں

زبان کی دست درازی!

''وجود زن سے ہے کائنات میں چہچہاہٹ'' ذرا سی معذرت کے ساتھ۔ آج سے پہلے

Marfat.com

زبان درازی اور باتونی و بسیار گوئی کی عادت صرف خواتین سے منسلک تھی۔اور مرد کا نام سنجیدگی و سچائی اور دانائی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔مگر اب یہ قدریں وقت کی ریت میں دب چکی ہیں اور زبان کی دیدہ دلیریاں اور دست درازیاں اتنی بڑھ چکی ہیں کہ اس کی دست برد سے معاشرے کی قابل صد احترام شخصیات بھی محفوظ نہیں رہ سکیں۔لہٰذا مبلغین، مصلحین، واعظین علماء اور اساتذہ کا ایک بڑا طبقہ بھی چرب زبانی، قول و فعل کے تضاد اور غلو کا شکار ہے۔اب مبلغین، مصلحین، واعظین، علماء اور اساتذہ کے منہ میں صرف لفاظی ہے۔باتیں، گھاتیں اور صرف وارداتیں ہیں۔ اپنی ذات، مفادات، نظریات، فرقے اور جماعت کے لئے۔نتیجتاً ان ہستیوں نے اب اپنی بوسیدہ کلامی اور بدعملی کی وجہ سے ایک عام تاجر اور کاروباری فرد کی صورت اختیار کر لی ہے۔اس لیے ان کی عقل کے سارے تانے بانے صرف پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لیے رہ گئے ہیں۔ان کے دل خوف الٰہی، حب رسول ﷺ، للٰہیت و خلوص اور ایثار و قربانی سے خالی اور ان کا ضمیر فکری و مسلکی تنگ نظری، اور انانیت و خود غرضی کے گندے جوہڑ میں ڈوب چکا ہے۔ان کی گوہر افشانی کی ساری آبشاریں خشک ہو چکی ہیں اور ان کا ایک ایک بول آتش فشاں بن چکا ہے۔ان کا مقصد حیات تعلیم، تبلیغ اور دین کی ترویج کے نام پر اپنے پسندیدہ نظریات اور مسلک کے مہلک جراثیم پھیلا کر انتشار و افتراق اور فساد پھیلانا، سیدھے سادھے لوگوں کے پاکیزہ خیالات کو گدلا کرنا، احساسات کا گلا گھونٹنا، جذبات سے کھیلنا اور نیک ارادوں کو کاٹ کر صلاحیتیں ضائع کرنا، سوچ کو محدود اور فکر کو مسدود و زنگ آلود کر کے عملی طور پر مفلوج و اپاہج بنانا رہ گیا ہے۔ایسا کر کے اپنے تئیں وہ کیا فریضہ انجام دیتے ہیں یہ تو وہ مبلغین، مصلحین، واعظین، علماء اور استاد ہی جانیں جو ''استادیاں'' لگا لگا کر ''افتاد'' کا روپ دھار چکے ہیں ملت کے چمکتے ستاروں کو تابندہ بنانے اور اپنی مٹی کے ذرے ذرے کو چمکانے کی بجائے انہیں مفاد پرستی کی ریت میں داب کر اپنی قسمت چمکانے میں لگے ہیں۔حرص و ہوس کی بجلیاں گرا کر دام کھرے کرتے ہیں پھر ذرہ تو کیا ساری کی ساری دھرتی ہی جل کر راکھ کیوں نہ ہو جائے۔صبغۃ اللہ کو چھوڑ کو مصنوعی رنگوں کی خول میں بند لوگوں سے یہی عرض ہے کہ

Marfat.com

پیکر ذات سے باہر تو نکل کر دیکھو
کتنے ذرے ہیں کہ سورج کا پتا دیتے ہیں

یقیناً یہ تصویر کا ایک رخ ہے۔ پر دوسرے رخ میں ہے ہی کیا! بس!! آٹے میں نمک"

زبان کی لغزش!!!

سنو سنو! حدود سے تجاوز کیے بغیر شرم وحیا کی دائرے میں جو چاہو سو کہو! پر دل کے آشیانے پر طنز کی بجلیاں نہ گراؤ۔ تنقید کا نشتر چلاؤ، پر اصلاح کے لئے، ناقدانہ کاٹ پیٹ کے ذریعے کیڑے نکالنے کی بجائے مزید لا روے نہ بھرو، کسی کی ذات کو تنقید برائے تنقید کا نشانہ نہ بناؤ

حق تنقید ہے تم کو مگر اس شرط کے ساتھ
جائزہ لیتے رہو اپنے گریبانوں کا

اظہار خوب سے خوب تر بناؤ۔ بات میں "رکھ رکھاؤ" پیدا کرو روکھا پن نہ دکھاؤ۔ اپنائیت وچاہت سے لبریز باتوں اور آشفتہ بیانی سے دلوں میں گھر کر لیجئے۔ لفظوں کی سنگ باری سے دل کا آئینہ کرچی کرچی نہ کرو، ممکن ہے کوئی کرچی آپ کی آنکھ کی چبھن بن جائے۔ دل خراش باتوں سے "توڑ پھوڑ" اور اشتعال پھیلا کر مسائل وتعلقات کو مزید پیچیدہ وگنجلک نہ کرو۔ اور خشک لہجے سے بچو کہ کہیں دردسر بنے۔ نیک نیت، خوش طبیعت، پاک طینت، راست باز وراست گو، تحمل مزاج وخوش اخلاق اور بلند فکر بنو۔ اور بدزبانی کے ڈنگ نہ چلاتے پھرو، اصلاح احوال کے لیے کچھ کر سکتے ہو تو کرو۔ اپنی زبان درازی پہ ناز کرنے کی بجائے اس منہ زور گھوڑے کو لگام دینے کی ہمت پیدا کرو۔ ورنہ! اس زہر سے تم بھی نہ بچ سکو گے۔ وقت کے ساتھ ساتھ آپ کی زبان سے نکلی ہوئی باتیں تو قصہ پارینہ بن جائیں گی مگر ان باتوں سے لگی آگ ہمیشہ سلگتی وسلگاتی رہے گی۔ اس لیے اپنی مکدر زبانی سے زندگی کو محدود، زہر آلود اور غیر یقینی نہ بناؤ "اول فول" "اگڑم بگڑم" اور احمقانہ باتوں کا فضلہ پھینک پھینک کر ماحول کو آلودہ اور تعفن زدہ نہ کرو ورنہ! چاہت اور اپنائیت، الفت ومحبت اور انسیت کے سارے جگنو ہلاک ہو جائیں گے جن سے یہ کارخانۂ حیات

Marfat.com

جگمگ جگمگ اور چمک دمک رہا ہے اور جن کی روشنی میں کاروان حیات رواں دواں ہے۔ گلشن ہستی کی ساری رعنائیاں وزیبائیاں اسی پیار کے جگنو سے عبارت ہیں اور جہان ہست و بود کی بقا اور امید کی جوت بھی اسی جگنو کی زندگی سے جاگتی ہے۔ کراہت آمیز باتوں سے حسد کی آگ نہ جلاؤ کہ اس کے شعلوں کی تپش سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہتا نہ جلنے والا نہ جلانے والا، لہٰذا زبان پہ قابو رکھو کہ من مانی نہ کرنے پائے۔ اور زبان کی حفاظت کرو کہ پھسلنے نہ پائے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ''زبان کی لغزش قدموں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہے (۴)

شیخ شرف الدین سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

زبان بریدہ بکنج نشستہ صم بکم

بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم

یعنی زبان بند کر کے ایک کونے میں گونگا بہرہ ہو کر بیٹھنا بہتر ہے، اس شخص کے لیے جس کی زباں اس کے قبضے میں نہ ہو۔ (۵)

زبان شیریں ملک گیریں!

خوش کلامی خوش مزاجی، پاکیزہ اور شائستہ گفتگو صحت مند معاشرے کی پہچان اور عظیم تہذیبی ورثے کی نشانی ہے۔ خوش اخلاقی سے اخلاص جھلکتا ہے اور شخصیت کا بڑا پن ظاہر ہوتا ہے خوش کلامی سے انسان وجیہہ و باوقار نظر آتا ہے۔ خوش مزاجی عظمت، بردباری اور خود اعتمادی کی علامت ہے۔ پاکیزہ گفتگو صاحب علم، ذی شعور اور روشن ضمیر ہونے کی واضح دلیل ہے۔ سنجیدگی و متانت سے بھرپور گفتگو بات میں وزن پیدا کر کے اس کی اہمیت بڑھاتی ہے۔ سنجیدہ مزاج و سادہ زبان پسندیدہ اور دھیما لہجہ ہی سنت ہے مثل مشہور ہے۔ ''زبان شیریں ملک گیریں!!'' نرم گفتگو سے انسان نہ صرف محبوب و مقبول اور ممدوح بن جاتا ہے بلکہ حاکمیت و فرماں روائی بھی اسی کے حصے میں آتی ہے۔ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی نرمی، رحم دلی و دریا دلی، خوش مزاجی و خوش خوئی، شفقت اور تحمل مزاجی ہی کی وجہ سے لوگ باوجود دشمن جاں ہونے کے، آپ ﷺ کے مداح تھے۔ قرآن گواہی دیتا ہے۔

Marfat.com

فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضو من حولك۔

ترجمہ: ''خدا ہی کی رحمت کے سبب (جو آپ ﷺ پر ہے) آپ ﷺ ان کی ساتھ نرم رہے اور اگر ﷺ (خدانخواستہ) تندخو، سخت مزاج ہوتے تو یہ (بے چارے) آپ ﷺ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے۔(٦)

بدزبانی جہالت کی نشانی!

زبان دراز، دوستوں سے محروم رہتا ہے اور زمانے بھر کی نفرت کا نشانہ بن جاتا ہے۔ زبان کی ایذا رسانی شکستہ اقدار کی جھلک اور ذہنی وفکری کج روی، اخلاقی انحطاط، علمی افلاس، عملی دیوالیہ پن اور بے شعوری، کوتاہ اندیشی کا واضح ثبوت ہے۔ بدزبانی، جہالت کی نشانی ہے، اس سے اپنا ہی منہ کالا ہوتا ہے۔ چرب زبانی سے ایمان بھاپ بن کر اڑ جاتا ہے۔ فحش گوئی، گری ہوئی، فضول اور بے مقصد باتوں سے انسان اپنے ہی جیسے لوگوں کی نظر سے گر جاتا ہے۔ اکھڑ پن اور ضدی مزاج بھی رسوا کرتا ہے۔ الغرض بدکلامی نے کتنے ہی لوگوں کو افسردہ کیا اور کتنے ہی بے چارے احساس کمتری کے مریض ہو چکے ہیں۔ زباں کی بدچلنی نے معاشرے کو پستی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈبو دیا ہے۔ لہجے کی اجنبیت اور روکھے پن نے انسان کو انسان سے نہ صرف دور کر دیا ہے بلکہ مایوسیوں کی دلدل میں بھی دھکیل دیا ہے۔ بدکلامی ایک بلائے بے درماں بن گئی ہے۔ جس نے کتنے ہی قلعوں کی طرح مضبوط کنبوں کو اینٹ روڑے کی طرح بکھیر کر رکھ دیا ہے۔ صلہ رحمی اور احساس ہمدردی بالکل تباہ ہو گیا ہے۔ پیغام خضریٰ ہے۔

''المسلم من سلم المسلمون من اللسانه ويده''۔

مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں''۔

اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ۔ ''کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ دل آزاری ہے۔(٨)

Marfat.com

زبان کی ہلاکت آفرینی

بعض اوقات مذاق سے بھی وسوسے واندیشے جنم لیتے ہیں اور ایک ذہنی کشمکش شروع ہوجاتی ہے۔ بات کا بتنگڑ اور بتنگے کا ایسا بتنگڑ بنایا جاتا ہے کہ بات کچھ سے، کیا کچھ بن جاتی ہے۔ ہنسی و مذاق میں شرارت پن آجائے تو سانپ کا زہر ثابت ہوتی ہے۔ وقتی نفسانی خواہش کی جھوٹی تسکین کیلئے رنگ برنگی بولیاں مارنا، بے حیائی کا مظاہرہ کرنا اور جھوٹی تفریح کے لے سر بازار لباس شرف اتار پھینکنا اور دوسروں کے دامن کو بدزبانی سے آلودہ کرنا گری ہوئی اور بہت ہی گھٹیا حرکت ہے۔ زبان درازی کی ہولنا کیوں کی بدولت گھریلو زندگی منتشر ہوگئی ہے اور سماجی زندگی تباہ ہو کر رہ گئی ہے۔ کسی کو کسی کی پرواہ نہیں، اور کسی کی عزت وعصمت کی کوئی فکر و پاس نہیں ہے بلکہ مختلف تفسیر و تاویل اور حیلوں بہانوں سے دوسروں کی عزت نفس سے کھیلنا مشغلہ بنتا جارہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روز روز کی کھٹ پٹ، کچ کچ، چخ چخ، بخ بخ اور جھک مارنے نے ہر فرد کو زچ کر دیا ہے اور پورا معاشرہ اعصابی تناؤ کا شکار ہوگیا ہے۔ معمول کی سماجی زندگی کے سمندر میں اضطرابی ''مدوجزر'' اور ''جوار بھاٹے'' کی سی کیفیت پیدا ہوگئی ہے۔ زبان بے ایمان کفر تولنے پہ آجائے تو پورا خاندان ''مع جمیع اوصافہ'' ترازو کے کانٹے پر لٹکا دیتی ہے اور طعن وتشنیع کی چھاننی میں ایسا چھانتی ہے کہ کان چھائیں چھائیں کرتے اور اکھیاں چھن چھن برسنے لگتی ہیں۔ بقول حضرت جوش۔

ہر گھڑی ایک ٹیس ہے ہر سانس ایک ضرب شدید
زندگی ایک کربلا ہے اور مشیت ہے یزید

الغرض زبان کا تشدد اتنا بڑھ گیا ہے کہ اس کے شر سے معاشرے کا کوئی فرد محفوظ نہیں رہا۔ بس! ایک سیلاب ہے بے حیائی کا جس میں ہر شخص تنکے کی طرح بہا چلا جارہا ہے۔ زبان کا میلا پن بڑھتے بڑھتے ایک مہلک ناسور کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ جو انسانی عظمت واقدار کو کھوکھلا کررہا ہے بدزبانی کے گند نے طبیعتوں کو گدلا کر دیا ہے۔ تکبر غرور اور غلو پسندی نے ہر آدمی کو اپنے خول اور برتری کے مصنوعی حصار میں بند کر دیا ہے۔ ماحولیاتی آلودگی بے خبری کی موت مارتی ہے

Marfat.com

جبکہ زبان کی آوارگی و آلودگی اذیت دے دے کر مارتی ہے۔ چنانچہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ کوئی ایسی چیز بتایئے جس کا میں پابند ہو جاؤں رسول ﷺ نے زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''اسے قابو میں رکھو'' (۹)

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا۔

لاتمزح فان المزاح یقطع الرحم۔

یعنی ''مذاق نہ کرو کہ مذاق صلہ رحمی کو کاٹتا ہے۔

''زبان کی ہلاکت آفرینی اتنی تیز رفتار ہے کہ پلک جھپکنے میں آدمی کو کلفتوں کی گہرائیوں میں پھینک دیتی ہے۔ آخر کب تک یہ سلوک پر فریب روا رکھا جائے گا۔ آہیں اوپر جا رہی ہیں اور سسکیاں آسماں کا دروازہ کھٹکھٹا رہی ہیں۔ عبرتناک ھلاکت سے ڈرو! زبان کو قابوں میں رکھو اور لگام دو۔ اللہ کے حوصلے، حلم اور برداشت کو نہ آزماؤ۔

نہ جا اس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

زبان سے بے زباں اچھا!!

موجودہ انتہائی ہیبت ناک و وحشت ناک، دردناک والم ناک، افسوس ناک و عبرت ناک اور کرب سے پر منظر نامے میں ناک ہی ناک تو سلامت بچی ہے۔ باقی سب کچھ جل کر راکھ ہو چکا ہے۔ آگے بڑھیے! اور اس ناک کو بچا کر انسانیت کی لاج رکھ لیجیے؟ ورنہ! یہ ناک جو نزلے و زکام کی زد میں ہے خاک آلود ہو کر کٹ گرے گی اور انسانیت (بے ناک) ہو کر رسوا ہو جائے گی۔ ہاں، ہاں! زبان کا پھیکا پن خود فریبی کی شکل اختیار کر چکا ہے اگر اب بھی اہل علم و ارباب بصیرت نے اس کی اصلاح کے لیے کوئی عملی قدم نہ اٹھایا تو ڈر ہے کہ یہ خود فریبی کے مہیب سائے ہمیں کسی ہولناک عذاب میں گرفتار نہ کروا دیں۔ بقول کسے ''ہنگامی امراض کا ہنگامی علاج ہونا چاہئے''، ورنہ! زبان کی دہشت گردی سب کچھ جلا کر بھسم کر دے گی اور اس کی آوارگی جینا حرام کر دے گی، کیونکہ اب سچی باتوں کو بھی جھوٹ کے جوہڑ میں غوطے دیئے جانے لگے ہیں شرم و

Marfat.com

حیا کے ضابطے چھوٹ رہے ہیں۔ اعتماد کے بندھن ٹوٹ رہے ہیں۔ غیرت وحمیت کے دساتیر سرعام بکنے لگے ہیں، مگر کوئی بھی اپنے منہ سے جھوٹ کی کالک دھونے کو تیار نہیں ہے گویا جھوٹ گھڑنا صنعت کا درجہ اور قابلیت کا پیمانہ ہو گیا ہے، لہٰذا علماء کرام، مشائخ عظام، اہل فکر ونظر، ارباب حل وعقد، دانشمند ودانشور، اور خوف خدا وحب رسول رکھنے والے صاحب حال وکمال، فقیر وروشن ضمیر بزرگوں سے بصد احترام التجا ہے کہ زبان کے اس خونی کھیل، عیارانہ ومکارانہ وارداتوں، زبان کی تکلیف دہ آلودگی وبے ہودگی، شاطرانہ غلاظت وگندگی اور زبان کے پھیلائے ہوئے نفرتوں کے بدبودار دھویں سے نجات دلائیں۔ زبان کا کرپشن بڑھتے بڑھتے بارود کا ڈھیر بن گیا ہے اور ''تھوڑ دلوں'' کو تو ہر شخص کے منہ میں زبان کی بجائے ''ھینڈ گرنیڈ'' نظر آنے لگا ہے۔ اس زباں کے کرپشن کے خاتمے کے لیے سر جوڑ بلکہ، سر توڑ کوشش کر کے اسکا کوئی ''توڑ نکالیں'' خالی خولی باتوں کے کارتوس چھوڑنے اور فضول مارا ماری سے کام نہیں یہ ہونے کا۔ ہاں! خوب ''مغز ماری'' اور ''بھیجا بھیجی'' ہی سے کوئی ''بھرجی'' تیار ہو سکے گی۔ جلدی کیجئے! کہیں یہ زباں کی سازش کبھی حل نہ ہونے والا معمہ ہی نہ بن جائے۔

ایسا نہ ہو درد بنے درد لا دوا
ایسا نہ ہو کہ تم بھی مداوا نہ کرسکو

اے کاش! ہم اپنی زباں سے استادیاں لگانا، مکاریاں وتیتر تیزیاں دکھانا، مغلظات بک کر بھاؤ بتانا اور کفر تولنا چھوڑ دیں تو بہت ممکن ہے کہ دوسروں کے دل ہماری زباں کے نشتروں سے گھائل ہونے سے بچ جائیں۔ کیونکہ یہی زباں کے ڈسے ہوئے، زخموں سے چور چور، ستائے ہوئے لوگ، جب زخموں کی مسیحائی کے لیے نکلتے ہیں تو بھیڑیا صفت عطائیوں کے ہتھے چڑھ کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اگر یہ بدزبانی کی بیماری ہمارا پیچھا نہ چھوڑے تو پھر ''زباں سے بے زبان اچھا ہے بابا! منبع حکمت ودانائی ﷺ نے بدزبانی کا علاج تجویز کرتے ہوئے فرمایا۔

من سکت نجا۔ (الحدیث) یعنی (جو چپ رہا وہ کامیاب ہوا)۔

اسی کی تفسیر وتوضیح شیخ شرف الدین سعدی علیہ الرحمۃ اپنی شہرہ آفاق کتاب (گلستان) میں یوں کرتے ہیں۔

Marfat.com

یا سخن آرای چو مردم بہوش
یا بنشیں ہمچو بہائم خموش

یعنی: تو یا تو عقلمندوں کی طرح ہوش سے کلام کو آراستہ کر یا چوپاؤں کی طرح خاموش ہو کر بیٹھ جا۔ (۱۲)

بولو، بولو!

چپ نہیں رہ سکتے ناں! نہ رہو! بولو، ضرور بولو کہ زمانہ بولتا ہے، اور زباں ملی ہے بولنے کو! انسان کی پہچان ہے بولنا! حیوان ناطق جو ٹھہرا! بولو پر صرف رب کعبہ کی عظمت و کبریائی میں بولو۔ اسی کی وحدانیت و یکتائی کا پرچار کرو۔ اس کی حمد و ثنا اور پاکی بیان کرو۔ اس کے بے حدو حساب انعام و کرام اور بے پایاں لطف و کرم کا ذکر خیر کیا کرو۔ اس کے بے شمار و بے کنار احسانات پر شکر بجالاؤ۔ اور اس کی ان گنت و لا محدود نعمتوں کا تذکرہ کرتے رہا کرو۔ اسی سے بھلائی چاہو۔ اپنے گناہوں پہ اسی سے معافی مانگو، توبہ کرو۔ شرِ دنیا، شرِ شیطان، شرِ نفس، شرِ ظالم و حاسد اور شرِ منافق سے اسی کی پناہ طلب کرو۔ اس کی شانِ بے نیازی و بے پرواہی اور قدرت کاملہ کی بات کرو۔ اس کی رنگ برنگی مخلوق پہ لب کشائی کرو۔ نماز پڑھو، قرآن کی تلاوت کرو، الغرض! اسی کی مدح سرائی میں ہمہ وقت مشغول رہو۔ اسی کے ذکر خفی و جلی میں ہر وقت منہمک و مستغرق رہا کرو۔ اسی کی یاد میں ہمہ تن رطب اللسان رہو۔ اسی کے ذکر و فکر میں کھوئے رہو اور اسی کا نام جاپنے میں مگن رہو کہ شر سے امان، تازگی ایمان، جنت کا پیمان، تسکین قلب اور راحت جسم و جاں کے لیے اطمینان، اسی میں ہے۔ فرمان خداوندی ہے۔

(الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔)

خبردار! دلوں کا اطمینان اللہ کے ذکر میں ہے۔

عزت و عصمت کی حفاظت، شرم و حیا کی بقا، بیماری سے شفا بوسیلہ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے مانگا کرو۔ فرمان الٰہی ہے۔

واذا مرضت فھو یشفین۔

Marfat.com

بولنا ہے ناں! تو، توصیف حسن یار میں بولو، ان کے حسن ناز کی بات کرو، والضحی کے مکھڑے اور واللیل کے بَل کھاتی سیاہ زلفوں کے کنڈلوں کی بات کرو، اس دلربا مسکراہٹ کی بات کرو جس سے زندگی کی امید کا چراغ روشن ہے۔ ان کے جمال جہاں آرا کی رعنائیوں اور زیبائیوں کا تذکرہ چھیڑ دو۔ ان کی ادائے دلبرانہ و انداز فقیرانہ کے گن اور ان کے عشق کے ترانے گاؤ۔ ان کے خلق عظیم اور معجزات و کرامات کی بات کرو۔ ان کے دیوانوں، مستانوں اور جاں نثار پروانوں کے والہانہ انداز کی بات کرو۔

سبز گنبد کے نظاروں اور طیبہ کی بہاروں کی بات کرو۔ بادنسیم کے جھونکوں کا طیبہ سے جھوم جھوم کر گزرنے اور بادصبا کے طیبہ میں آنے جانے اور خوشبوئیں لٹانے کی بات کرو۔ خاک طیبہ کی خوش بختی کی بات کرو۔ جسے جبرائیل نے فخر سے چوما اس تلی اور مدینے کی گلی کی بات کرو۔ ان کی غلامی کی دعا کیا کرو۔ ان کی نظر کرم طلب کرو۔ ان کی رحمت و شفاعت کی بھیک مانگا کرو۔ درود و سلام کے تحفے پیش کیا کرو۔ ان سے راضی رہو اور انہی کو راضی رکھو کیونکہ۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

دل نہیں بھراناں! تو اور بھی بولو ''کنتم خیر امة'' کا تاج سر پر سجا کر امر و نواہی کا پیغام گھر گھر، کوچہ کوچہ، گلی گلی پہنچا کر بولنے کا شوق پورا کرو۔ قال اللہ وقال الرسول کی آواز جہاں تک پہنچا سکو پہنچا دو۔ ''خیر کم من تعلم القرآن'' کا منصب عظیم سنبھالو اور صراط مستقیم کا پرچار کرو۔ درود و سلام کی محفلیں سجاؤ، ذکر و اذکار کے حلقے بناؤ، لوگوں کو اللہ کے گھر کی طرف بلاؤ اور ایسی بولیاں بولو جو زندگی کو خوشگوار و خوشبودار بنا دیں۔ تیرے دو بول بولنے سے، اگر کوئی غفلت سے جاگے، اسے رب یاد آئے، وہ راہ پر آ جائے اور اسے زندگی سے پیار ہونے لگے تو تیرا کیا جاتا ہے کہ بولنے کا شوق بھی پورا ہوا، نیکی بھی ہوگئی گویا ''آم کے آم، گٹھلیوں کے دام''۔

میں گر سوختہ ساماں ہوں۔۔۔؟

قرآن کریم سے بڑی، سچی اور سبق آموز تاریخ کوئی اور نہیں ہو سکتی۔ اللہ پاک کی اسی

Marfat.com

کتاب مقدس میں یہ بات موجود ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس بدزبان سے حضرت انسان کا سب سے پہلے پالا پڑا وہ شیطان مردود ہے۔ جس نے اللہ کے حضور اس کی حکم عدولی کی، آدم کے مقابلے میں خود کو افضل جانا اور بارگاہ ربوبیت میں تکبرانہ گفتگو کی جسارت کی اور راندۂ درگاہ ہوا۔ مزید زبان درازی کرتے ہوئے قیامت تک مہلت طلب کی اور اللہ کے بندوں، بنی آدم کو بھٹکانے کی قسم کھائی۔ اور پھر ایسے ایسے بدزباں، بہتان طراز، افترا باز، اللہ کے باغی، چغل خور، چاپلوس، طنز کرنے والے، جھوٹ گھڑنے والے، تکبر وغرور والے اور نفرتوں کے بیج بونے والے پیدا کیے جنہوں نے بدگمانی و بے ایمانی اور بد اعتمادی کو اپنا وطیرہ بنالیا اور انبیاء کو جھٹلایا، ان پر بہتان باندھے، انہیں جادوگر کہا اور بعضوں کو شہید کر ڈالا، بنی آدم میں انتشار پھیلایا، اللہ کی وحدانیت کا انکار کیا، کبھی خدائی کے دعوے دار ہوئے تو کبھی جھوٹے نبی بن بیٹھے۔ کبھی بتوں کو پجوایا تو کبھی اپنے آپ کو سجدے کرائے۔ انسانیت کو باہم لڑوا کر ان پر حکومت کرتے رہے۔ ایسے بدزبانوں اور بہتان طرازوں پر اللہ کا عذاب نازل ہوا اور ان میں سے ہر ایک اپنے انجام کو پہنچا۔ ”فرعون، ہامان، قارون، شداد، نمرود وغیرہ یہ سب ابلیس ہی کے چیلے اور شاگرد ہیں“۔ قرآن بیان کرتا ہے۔

الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس. (۱۵)

جب رسول اللہ ﷺ اس دنیائے آب وگل میں رونق افروز ہوئے تو بزم گیتی میں ہر طرف بدزبانی و بدکلامی کا دور دورہ تھا اور بزم کائنات کا ہر مکیں زبان درازی و بہتان طرازی کا شکار تھا۔ شاعرانہ ہجوگوئی اور کاہنہ گری نے ات مچا رکھی تھی۔ لڑانے، بھڑانے اور بھڑکانے و نفرت پھیلانے میں یہ خطرناک ہتھیار بے دریغ استعمال کیے جاتے تھے۔ اور پھر استحصال و استیصال، بھوک و افلاس، حقوق کی پامالی، ظلم وزیادتی اور ناانصافی نے بھی نہ صرف نفرتوں کی اک لمبی دیوار کھینچ رکھی تھی بلکہ ہر شخص کو منہ پھٹ اور زبان دراز بنا دیا تھا۔ رحمت عالم ﷺ نے نہ صرف اس یاوہ گوئی اور بے ہودگی کے اسباب تلاش کیے بلکہ اس عفریت کی تباہ کاری کا احساس اور صحیح ادراک کرتے ہوئے اس کا مکمل علاج بھی فرمایا۔ قرآن میں اللہ جل شانہ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

Marfat.com

"وکنتم علی شفا حفرة من النار فانقذکم منها"

ترجمہ: اور تم لوگ تو بالکل ہی دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے سو اس (گڑھے) سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری جان بچائی یعنی اسلام نصیب کیا۔

پھر اس بات سے جو دل دکھانے اور انتشار پھیلانے کا باعث ہو سکتی ہو یا جس سے فتنہ وفساد کا دروازہ کھلتا ہو سختی سے منع کر دیا۔ مثلاً خلاف واقعہ اور من گھڑت، جھوٹی باتوں پر وعید فرمائی:

"فنجعل لعنه اللّٰه علی الکذبین"۔

اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں (۱۶)

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اذا کذب العبد تباعد عنه الملك میلا من نتن ماجاء"۔

ترجمہ: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے۔ تو اس سے اتنی بدبو آتی ہے کہ اللہ کے فرشتے اس بندے سے ایک میل دور ہو جاتے ہیں۔ (۱۷)

آپ ﷺ نے باطل شعراء کی حوصلہ شکنی اور عاشقانہ وفاسقانہ شاعری کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے فرمایا۔

'ان یمتلی جوف رجل قیحا......یربه خیر من ان یمتلی شعرا۔

ترجمہ: کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھرا ہو جو اسے گندہ کر دے اس سے بہتر ہے کہ اس میں شعر بھرے ہوں۔ (۱۸)

حیوانی وسفلی جذبات سے چھیڑ چھاڑ اور اخلاق باختہ شاعری کرنے والوں کے متعلق رب کریم فرماتا ہے۔

والشعراء یتبعهم الغاوون، الم تر انهم فی کل وادیهیمون، وانهم یقولون مالا یفعلون.

Marfat.com

ترجمہ: ''اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے۔ (۱۹)

کیونکہ ایسے شعراء بے جا مدح سرائی و قصیدہ خوانی، ہجوگوئی و دل آزاری کی وجہ سے، عزت نفس مجروح کرنے اور غفلت میں ڈالنے کا سبب بنتے ہیں۔ من گھڑت و بے ہودہ کہانیاں اور ننگے افسانے و بے بدن ڈرامے بھی اسی میں شامل ہیں اور رب العزت کے اس فرمان:

ومن الناس من يشترى لهو الحديث ليضل عن سبيل اللّٰه بغير علم(۲۰)

اس آیت کریمہ سے یہ جھوٹوں کے نانے، کہانی نویس، افسانہ نگار و ڈرامہ نگار اور معاشرہ بگاڑ افراد مراد ہیں۔

کانا پھوسی سے بداعتمادی و بدگمانی جنم لیتی ہے اور دل تنگ ہوتے ہیں اس لیے اسے شیطان کا ہتھیار قرار دیا جس سے وہ ایمان والوں میں انتشار کا بیج بوسکتا ہے۔ ارشاد ہے۔

''انما النجوىٰ من الشيطان ليحزن الذين اٰمنو''۔(۲۱)

کسی دوسرے شخص کے متعلق بدوں تحقیق کیے کوئی بری رائے قائم کرنا بدگمانی ہے۔ اور دوسروں کی برائی تلاش کرنے کے لیے ٹوہ میں لگے رہنا جاسوسی کرنا، چھپ چھپ کر سننا اور مطلع ہونے پر اس کی برائیاں کھول کھول کر بیان کرنا غیبت ہے۔ ان سب باتوں سے یوں منع فرمایا۔

یایها الذين آمنوا اجتنبوا كثيراً من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسَّسُوا ولا يغتضب بعضكم بعضا۔

ترجمہ: اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ (۲۲)

کسی کی غربت، محرومی اور سادگی وغیرہ کے مذاق اڑانے سے روک دیا گیا۔

''لایسخر قوم من قوم''۔

ترجمہ: (کوئی کسی کا مذاق نہ اڑائے) طعنہ مارنے اور عار دلانے اور الٹے سیدھے، برے برے ناموں سے پکارنے سے بھی منع فرمایا۔

Marfat.com

"ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب"۔ (۲۳)

مسخروں اور جگت بازوں۔ کے متعلق رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

"ویل لمن یحدث فیکذب لیضحک به القوم ویل ویل"۔

ترجمہ: بربادی ہے اس کے لیے جو بات بات پہ جھوٹ بول کر قوم کو ہنسائے بربادی ہے بربادی۔ (۲۴)

گالم گلوچ کرنے اور لعن طعن کے متعلق نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔

"سباب المسلم فسوق"۔ (۲۵)

مسلمانوں کو گالی دینا گناہ ہے۔ اور فرمایا

"لایکون المومن لعاناً"۔

ترجمہ: مومن کبھی لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔ (۲۶)

چاپلوسی یعنی کسی کی بے جا توصیف و تائید کرنا اور مقصد براری کے لیے تعریف کے پل باندھنا۔ منہ پر تعریف کرنے والے کے متعلق نبی محتشم ﷺ نے فرمایا:

"اذا رایتم المداحین فاحشو فی وجوههم التراب"۔

ترجمہ: جب تم منہ پر تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈال دو۔ کیونکہ اس سے تکبر و غرور پیدا ہوتا ہے۔ (۲۷)

پست آواز وقار و متانت کا پتا دیتی ہے اور مومن صادق کی نشانی ہے۔ اور بلند آواز سے بولنا شور و غوغا کرنا مرتبہ کم کرتا ہے لہٰذا چیخ چیخ کر بولنے سے منع فرمایا۔ ارشادِ الٰہی ہے۔

واغضض من صوتك۔

ترجمہ: اپنی آواز کچھ پست رکھو۔ (۲۸)

ان احکامات و تعلیمات کے نتیجے میں ایک ایسی تہذیب نے جنم لیا کہ جس سے معاشرہ وجود اور افراد اس کے اعضا بن گئے۔ کسی فرد کو کوئی گزند پہنچتی یا شہید ہوتا تو معاشرہ کانپ کر رہ جاتا گویا کوئی بھونچال آ گیا ہو۔ قسمت کی بدنصیبی کہ آج پھر لسانی اذیت و عصبیت کا زہر

Marfat.com

معاشرے کے وجود میں اتنا سرایت کر چکا ہے کہ بے گانگی و بے حسی اور ظلم وزیادتی اخلاقی گراوٹ کی حدوں سے پار اور انسان تباہی سے دوچار ہے۔ آج ہزاروں لاشے تڑپتے ہیں۔ عزتیں خاک ہوتی ہیں۔ اسلام اور عالم اسلام کے خلاف بد زبانی کا محاذ کھلا ہے۔ اور دن رات اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی جارہی ہے۔ پر ملت کا وجود اتنا ساکت و جامد ہو چکا ہے کہ آندھی تو کیا معمولی جنبش بھی نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ اسلامی معاشرے کے ہر فرد نے اپنے علاقے، نسل، ذات پات، زبان اور رسم و رواج کو تہذیب وتمدن قرار دے کر الگ الگ بستی بسالی ہے اور اسلام کو دیس نکالا دے دیا ہے۔ تعلقات کے ریشمی تاگوں کو بدزبانی کے چوہوں نے کتر ڈالا ہے۔ رابطہ کٹ اور قافلہ لٹ چکا ہے۔ ہم صفیر و ہم سفیر تتر بتر ہو چکے ہیں۔ اسلام صرف زبانوں تک محدود ہے اور حلق سے نیچے نفس و شیطان کی حکمرانی ہے۔ حرص و ہوس اور مفاد پرستی کی فراوانی ہے۔ قلوب واذھان کو بدگمانی و بداعتمادی کے سلگتے خیالوں کی پرچھائیوں نے تپا رکھا ہے۔ دلوں کے سرسبز و وسیع میدان شعلہ بار زبانون کی آتش فشانی کی گرم وخشک ہواؤں کے تھپیڑوں سے اجڑ اور سکڑ چکے ہیں۔ ہر شخص نے دل کے ویرانوں میں ذاتی اغراض واھوا کے اتنے الو پال رکھے ہیں کہ ہر شخص اب الو نظر آنے لگا ہے۔ رہ گئے پاسبان حرم اور پاسداران مذہب وملت، تو وہ اپنے اپنے میکدے میں، جہاں "وہ خود ہی ساقی اور میخوار بھی خود ہیں"۔ اپنا اپنا مطلبی جام تھامے بے سود و بے سدھ پڑے ہیں اور ملت کو بدھو بنا رکھا ہے۔ خود مخمور ہیں ملت کو مجبور بنا رکھا ہے۔ اور یہ سب ہمارے اپنے ہی اعمال فاسدہ ورذیلہ کا کیا دھرا ہے۔

میں گر سوختہ ساماں ہوں تو یہ روز سیاہ
خود دکھایا ہے میرے گھر کے چراغاں نے مجھے (۲۹)

آخری آواز۔۔!

دل اور زبان کی اصلاح کے لیے عراق سے کوئی تریاق نہیں آئے گا بلکہ اب ہمیں خود احتسابی کے عمل سے گزر کر اپنے قول وفعل اور فکر وعمل کی اونچ نیچ کو مٹانا ہے۔ فحش گوئی و بے باکی اور

Marfat.com

باتونی پن چھوڑ کر نفاق کی چھپر چھایا سے نکل کر حیا و خاموشی کے سائے میں پناہ لینا ہوگی کہ اسی طرح ہم بدکلامی کے انگارے برساتی زبان کی تمازت سے خود کو بچا سکتے ہیں فرمان رسول ﷺ ہے:

'الحیاء والعی شعبتان من الایمان والبذاء والبیان شعبتان من النفاق۔

ترجمہ: حیا اور خاموشی ایمان کی دو شاخیں ہیں اور فحش گوئی و زیادہ بولنا نفاق کی دو شاخیں ہیں۔(۳۰)

زبان جبھی میدان لگاتی ہے۔ جب عمل صالح میں خرابی آجائے، لہٰذا نرم و ملائم، سلجھی ہوئی وعظ و نصیحت سے لبریز اور دلنشیں گفتگو کے سچے اور سچے لفظوں کی مہک سے ماحول و معاشرے کو معطر کریں تعصب کی عینک اتار کر دل و دماغ سے ذاتی اغراض واھواہ کی میل کچیل کھرچ ڈالیں اور خواہشات کے پیچھے پڑنے سے بہتر ہے کہ مسلمان بھائی کے لیے حلم و بردباری، عفو و درگزر، عجز و انکساری اور ذلت و تواضع اختیار کریں ایثار و قربانی کی توقع رکھنے کی بجائے قربانی دینے کا جذبہ اور اپنا حق چھوڑ کر دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی ہمت پیدا کریں۔تو زبان کے زہر آلود خنجروں سے لیس الفاظ کی بارش سے حفاظت ممکن ہے اور یقیناً اللہ رب العزت:

"اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین"

کا وعدہ بھی پورا فرمائے گا۔(۳۱)

مگر یہ سب کچھ خوف الٰہی حب رسول ﷺ اور کسی درویش خدا مست کی صحبت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔لہٰذا اٹھو! اور مردان حق کی تلاش میں نکل پڑو! کہ ان کی روحانی و وجدانی اور بصیرت افروز تعلیمات پر عمل اور اجلے اجلے افکار و نظریات کے اپنانے اور ان کی صحبت اختیار کرنے سے ہی ہمیں ایسی تہذیب نفس میسر آسکتی ہے جو اقرار اور عمل سے اس کی تصدیق کرائے۔زبان کی دسیسہ کاریوں سے بچائے۔خباثت دل و نظر اور غلاظت ذہن سے محفوظ کرے۔موجودہ اور آنے والی نسلوں میں ہمارا اعتبار قائم کرے۔وقار بحال کرے۔بے حسی مٹا کر سویا ضمیر جگا دے۔الغرض ہماری طرز زندگی اور رہن سہن کے ڈھنگ بدل کر نیا انداز حیات فراہم کرے۔:

Marfat.com

مایوس نہ ہوں کہ مایوسی گناہ ہے اور بیماری بھی کہ جس سے زبان درازی کا ناسور پھوٹتا ہے۔۔ بقول شیخ سعدی علیہ الرحمہ

اذا یئس الانسان طال لسانہ

کسنوز مغلوب یصول علی الکلب

ترجمہ: جب انسان ناامید ہو جاتا ہے تو اس کی زبان بھی دراز جاتی ہے جیسے کہ عاجز بلی کتے پر حملہ کر دیتی ہے۔ (۳۲)

علماء ربانین، صوفیاء و صالحین، اولیاء کرام اور مشائخ عظام کی تلاش میں یوں نکلو جیسے کہ مسافر منزل کا تعین کر کے خاموشی سے سفر شروع کر دیتا ہے اور کتے کی بھونک کا جواب بھی فاتحہ کی پھونک سے دیتا ہے پھر منزل مل گئی تو سونے پر سہاگہ اور نہ ملی تو بھی گھاٹا نہیں کہ اندیشوں اور وسوسوں میں بھٹکنے سے نجات ملی۔ اگر صالحین کے ذکر کرنے پر رحمت کا نزول ہوتا ہے تو صالحین کی تلاش میں سرگرداں رہنے والے پر بھی ضرور رحمت کا سایہ رہتا ہے۔ کچھ بھی ہو! آخری آواز کا مدعا بہرحال یہی ہے کہ

سنگ سے سنگ دل پگھل جائے
ایسا لہجہ زباں میں رکھنا

ہم پہ جو گزری ہے۔۔۔!

مندرجہ بالا سطور میں جو کچھ لکھا گیا ہے اسے صدیوں پہلے شکستہ کھنڈرات میں عبرت کا ساماں بننے والی کسی بدنصیب قوم کا مرثیہ نہ سمجھیں بلکہ یہ موجودہ بدقسمت، زبان کی آوارگی کے شکار معاشرے کی عبرت اثر داستان ہے۔ جسے بدکلامی کا عفریت گھن کی طرح چاٹ گیا۔ آپ اسے آپ بیتی یا جگ بیتی کا جو نام چاہیں دیں کہ ہم

پیتے ہی رہے گردش ایام کے ہاتھوں
صہبائے ملامت بھی، غم طعنہ زنی بھی

Marfat.com

اور پھر زبان گزیدہ تو ہر شخص ہے۔ ہر دل میں درد سے پرغموں کے ہزار ہا پھوڑے ہیں۔ جن کی ٹیسیں ہر کوئی محسوس کرتا ہے۔ مگر افسوس کہ ہر کسی میں کہنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔

ہم پہ جو گزری ہے اوروں پہ بھی گزری ہوگی
ہائے وہ لوگ جو محسوس کریں کہہ نہ سکیں

☆☆☆

حوالہ جات

(۱) تفسیر معارف القرآن ج ۸ سورۃ ق۔ ۱۸

(۲) القرآن

(۳) تفسیر معارف القرآن ج ۸ سورۃ الحجرات۔ ۶

(۴) ضیاءحرم، ماہنامہ، نومبر ۱۹۶۶ء

(۵) بہارستان شرح گلستان

(۶) معارف القرآن تفسیر

(۷) ''مسلم شریف''

(۸) اقوال مجدد۔ خبریں میگزین

(۹) (الحدیث)

(۱۰) سید عطاء الحسن بخاری۔ ''خبریں'' (دل کی بات) ۲۳ مئی ۱۹۹۵ء

(۱۱) (الحدیث)

(۱۲) بہارستان

(۱۳) قرآن۔ سورۃ الرعد۔ ۲۸

Marfat.com

(۱۴) قرآن۔پ۲۵

(۱۵) قرآن۔سورۃ الناس

(۱۶) قرآن۔آل عمران۔۶۱

(۱۷) مرآۃ المناجیح (شرح مشکوہ) ج۲ص ۴۶۷

(۱۸) =ج۲ص۴۳۳

(۱۹) کنزالایمان۔الشعراء۔۲۲۴ تا ۲۲۶

(۲۰) =لقمان۔۶

(۲۱) =المجادلہ۔۱۰

(۲۲) =الحجرات۔۱۳

(۲۳) =۔۱۱

(۲۴) مرآۃ المناجیح ج۶ص ۴۴۸

(۲۵) = ج۶ص۴۶۹

(۲۶) =ج۶ص۴۶۲

(۲۷) =ج۶ص۴۵۴

(۲۸) کنزالایمان۔لقمان۔۱۹

(۲۹) امت پنا (کتابچہ) مولانا محمد یوسف علیہ الرحمہ

(۳۰) مرآۃ المناجیح ج۶ص ۴۳۵

(۳۱) امت پنا (کتابچہ) مولانا محمد یوسف علیہ الرحمہ

(۳۲) بہارستان

☆☆☆

Marfat.com

شب برات سببِ نجات

☆☆ ماہنامہ کاروانِ قمر (جنوری، فروری ۱۹۹۶ء) کے لیے لکھی گئی ایک تحریر ☆☆

تو ہے کریم و توانا قادر و برتر
بگاڑ دے گی میرا کیا میری گنہگاری

انسان فطرتاً سلیم الطبع واقع ہوا ہے۔ لیکن اس کی سرشت میں خطا و نسیان کا مادہ بھی موجود ہے۔ اسی لیے وہ بھول چوک کا شکار ہو جاتا ہے۔ انسان باعتبار عمل ناشکرا بھی ہے اور احسان فراموش بھی۔ اس کے باوجود یہ اللہ کا چہیتا ہے، اللہ کو اس سے بہت پیار ہے کیونکہ یہ صناعِ ازل کا عظیم شاہکار ہے۔ کائنات کی یہ واحد شئی ہے جسے اس کے خالق و مالک نے بذات خود اپنے دست قدرت سے بنایا، سنوارا اور عدم سے وجود میں لایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی اس کی تخلیق پر فخر ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ ''خلقتہ بیدی'' (میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے)۔ انسان کی عظمت کے لیے یہی کافی ہے۔

اپنی اس لاڈلی مخلوق کو اپنی خلافت و نیابت کی سند عطا کی اور اسے عظمت و بزرگی کی خلعت زیبا سے سرفراز کرنے سے پہلے اس کی تمام خامیوں اور کمزوریوں سے اسے مطلع کیا۔ اس بے نیاز ذات نے اپنے اس ''کھلونے'' کو ابتلا و آزمائش کی ''بھٹی میں پکانے'' کے لیے سفر زندگی و سفر بندگی اختیار کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ شاہراہ حیات کی تعیین بھی فرمائی اور اس کے ٹھکانوں اور منازل کی نشاندہی بھی فرمائی۔ وہ رستہ جو اس کے دریائے جود و عطا، میخانہ مغفرت و بخشش اور چشمہ عفو و کرم کی طرف کھلتا ہے۔ اللہ کی خوشنودی اور رضا کا باعث ہوتا ہے۔ اس کا نام ''صراطِ مستقیم'' رکھا ہے اس پر چلنے والوں کا ٹھکانا جنت ہے اور جو رستہ اس کے جبر و قہر اور غضب کو برانگیختہ کرنے کا ذریعہ ہو اور اس کی ناپسندیدگی و ناراضگی کا سبب بنے اس کا نام (ضالین) (گمراہوں کا رستہ) رکھا ہے۔ اس گلی کے مسافروں کی منزل جہنم ہوتی ہے۔

Marfat.com

تنبیہ یوں فرمائی!

"سابقوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السموت والارض۔(القرآن)

لوگو! دوڑو اپنے رب کی بخشش وعنایت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔"

اگر تم میری وسیع وعریض جنت، حوض کوثر اور میرے دیدار کی تمنا رکھتے ہو تو پھر اپنے فکر وعمل اور ہوش وخرد سمیت، دیوانہ وار "صراط مستقیم" پر دوڑ لگا دو اس وقت تک دوڑتے رہو، جب تک کہ میری رحمت آگے بڑھ کر تمہاری پیشانی نہ چوم لے اور بخشش وغفران کے جام نہ پیش کردے۔ اس دوڑنے میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرو تا کہ ہم دیکھیں کہ ہماری رحمت کس کا استقبال سب سے پہلے کرتی ہے۔ اور کون ہماری رحمت کے چرنوں کو پہلے چھوتا ہے۔ اور ہماری نوازشات وعنایات اور شفقت کا مستحق قرار پاتا ہے۔ ہماری قسمت کی خرابی ملاحظہ ہو کہ! وہی ہوا جس کا اللہ کو پہلے ہی سے علم ہے۔ کہ ہم نفس وشیطان کے مکر وفریب میں آگئے اور اپنی وہ منزل ہی بھول گئے جس کی طرف اللہ نے ہماری دوڑ لگوائی تھی۔ افسوس صد افسوس کہ ہم راستہ تبدیل کر بیٹھے اور رب کریم کی رحمت، عفو وکرم، اس کی بخشش وعنایت اور سایۂ عاطفت کی طرف دوڑنے کی بجائے اس کے غضب اور عذاب کی طرف دوڑ لگا دی۔ مادیت کی چمک نے ہماری آنکھوں پر طمع وحرص کے پردے ڈال کر دنیا کے اندھیروں میں دھکیل دیا۔ فکر روزی ہم پہ ایسی سوار ہوئی کہ رازق کا خیال ہی نہ رہا۔ لیکن ذرا رازق کی بات سنو!

"والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ"۔(القرآن)

ترجمہ: "وہ لوگ جنہوں نے کوئی برا کام کیا اور اپنی جانوں پر کوئی ظلم کر لیا وہ اللہ کو یاد کریں اور اس سے گناہوں کی معافی مانگیں۔ کیونکہ اللہ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو بخشے گا"۔

Marfat.com

اے غافلو! اے خطا کارو! اے گناہگارو! اے سیاہ کارو! کہاں بھٹکے جارہے ہو، ٹھوکریں کھاتے پھرو گے۔ اللہ کے سوا تمہارا ہے کون! ادھر ادھر نہ بھٹکو! سارے شہنشاہ اسی در کے بھکاری ہیں۔ تم بھی اسی در پہ پڑے رہو۔ عفو و کرم کی موسلا دھار بارشیں یہیں برستی ہیں۔ لطف و کرم کی خیرات اسی در پہ بٹتی ہے۔ مغفرت و بخشش کے جام یہیں پیش کیے جاتے ہیں۔ حیات نو اور حیات تازہ اسی در پہ بخشی جاتی ہے۔ دامن طلب یہیں بھرا جاتا ہے۔ غم یہیں غلط ہو جاتے ہیں اور داغ عصیاں بھی اسی در پہ ڈھلتے ہیں۔ غیر کی چوکھٹ پہ نہ جاؤ، یہی دروازہ کھٹکھٹاؤ۔ اپنا کشکول تھام لو اور اسی چوکھٹ کے کاسہ لیس بن جاؤ۔ کاسۂ گدائی دراز کرو! پھر نصیب جو جاگیں تو بہار دیکھنا، جی بھر کے جھولیاں بھرنا اور رحمت سمیٹنا، میری رحمت کبھی ختم نہ ہوگی۔ آؤ آؤ! اب بھی پلٹ آؤ! اس در پہ منگتوں کی بھیڑ رہتی ہے۔ فضل الٰہی کا لنگر عام چل سو چل ہے اور تا قیامت رہے گا۔

یوں تو کوئی گھڑی بھی اللہ کی نظر کرم سے خالی نہیں ہوتی۔ دریائے رحمت ٹھاٹھیں مارتا رہتا ہے اور تشنہ لبوں کو سیراب کرتا رہتا ہے باران رحمت چھم چھم برستی ہی رہتی ہے لیکن رب کریم نے چند مخصوص راتیں اور ساعتیں ایسی بھی پیدا فرمائی ہیں جن میں بندہ مخصوص عمل کر کے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ انہیں مخصوص راتوں میں سے ایک شب برات بھی ہے جس میں رحمت خداوندی زوروں پر ہوتی ہے، اور دن ڈھلتے ہی نوازشوں اور عنایتوں کی بوندا باندی ہونے لگتی ہے۔ ساری رات نورانی آبشاریں گرتی ہیں اور بخشش کے فوارے چلتے ہیں۔ اللہ کی جود و عطا کا ابرِ باراں دل کھول کر برستا ہے اور صبح صادق تک برستا ہی چلا جاتا ہے۔ اب جس کو یاوری ہو وہ حسب توفیق شب برات کو اپنے لیے سبب نجات بنالے۔ ایسی بابرکت راتوں اور ساعتوں کو قرآن نے "ایام اللہ" کے پیارے نام سے یاد کیا ہے۔ وہ ساعتیں، وہ گھڑیاں، وہ راتیں اور وہ لمحے جو بے شمار رحمتوں، برکتوں اور فضیلتوں کے حامل ہیں۔ "جن میں شب بیداری کرنا اور عبادت کرنا تاکیداً مستحب ہے، وہ ایک برس میں پندرہ ہیں، جن میں ایک رات شب برات بھی ہے"۔ (احیاء العلوم)

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون کا قطعہ فرمایا ہے:

شب کی تاریکی کی ہوتی ہے اٹھانی محنت
صبح تک پھر تو عبادت ہی میں وہ ہوتے ہیں

Marfat.com

خوف سے نیند اڑی اس لیے ہیں بیدار
امن دنیا میں ہے جن لوگوں کو وہ سوتے ہیں

''شب برات کی تفسیر''

شعبان کی پندرھویں شب کو بعض روایات میں ''شب برات یا لیلۃ الصک'' کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔(معارف القرآن)

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس رات کو شب برات اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں دو براتیں سامنے آتی ہیں۔ بد بخت اپنے خالق سے بیزار ہونے کی وجہ سے جنت سے بری کر دیے جاتے ہیں اور خوش بخت اپنے خالق کا قرب پا کر دوزخ کے عذاب سے بری ہو جاتے ہیں۔(غنیۃ الطالبین) ''صک'' کے معنی ہیں ''چیک، تحریری معاہدہ، اقرار نامہ (المنجد) کیونکہ اس رات میں رزق اور موت وحیات وغیرہ کے فیصلے ہوتے ہیں اس لیے اس شب کو لیلۃ الصک کے نام سے پکارا جاتا ہے جیسا کہ علامہ روح المعانی نے اپنی تفسیر میں ایک بلاسند روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس مضمون کی نقل کی ہے۔'' کہ رزق اور موت وحیات وغیرہ کے فیصلے نصف شعبان کی رات میں لکھے جاتے ہیں۔ اور شب قدر میں فرشتوں کے حوالے کیے جاتے ہیں۔(معارف القرآن)

خیال رہے کہ شب برات کو شب قدر بھی کہتے ہیں۔ یعنی تمام سال کے انتظامی امور کے فیصلے کی رات، یہاں ''قدر'' بمعنی ''اندازہ'' ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ''فیھا یفرق کل امر حکیم'' اور ستائیسویں رمضان کو بھی شب قدر کہتے ہیں یعنی تنگی کی رات یہاں ''قدر'' بمعنی ''تنگی'' ہے، اس میں فرشتے اتنے نازل ہوتے ہیں کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے۔ رب کریم فرماتا ہے۔ ''تنزل الملائکۃ والروح فیھا''۔

شب برات کی فضیلت

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تبارک وتعالیٰ چار راتوں میں نیکی کے دروازے کھول دیتا ہے۔ ان میں شعبان کی پندرھویں رات بھی شامل ہے''۔

Marfat.com

حبیب کبریا ﷺ نے فرمایا، جب پندرہ شعبان کی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر خصوصی توجہ فرماتا ہے۔ مومنوں کو بخش دیتا ہے اور کافروں کو مہلت دیتا ہے۔ کینہ پرور لوگوں کو اسی حالت پر چھوڑ دیتا ہے حتیٰ کہ وہ اسے ترک کر دیں۔ (المشکوٰۃ)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب میں (آسمان دنیا) پر خاص تجلی فرماتا ہے۔ اور استغفار کرنے والوں کو بخش دیتا ہے اور طالب رحمت پر رحمت فرماتا ہے۔ اور عداوت رکھنے والوں کو جس حال پر ہیں چھوڑ دیتا ہے''

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ شعبان کی درمیانی شب کو اللہ تعالیٰ شایان شان آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ اور مشرک، کینہ پرور، رشتہ داری ختم کرنے والے اور زانیہ کے علاوہ تمام مسلمانوں کو بخش دیتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شعبان کی پندرھویں رات کو آئندہ سال کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں ایک شخص سفر پر نکلتا ہے حالانکہ اس کا نام زندوں کی فہرست سے نکال کر مرنے والوں کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے۔ کوئی شخص شادی کرتا ہے حالانکہ وہ بھی زندوں میں سے نکال کر مردوں کی جماعت میں لکھ دیا جاتا ہے۔

حضرت حکیم بن کیسان رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ شعبان المعظم کی پندرھویں رات کو اللہ تعالیٰ لوگوں کو دیکھتا ہے۔ جو اس رات اپنے آپ کو پاک کرے اللہ تعالیٰ اسے آئندہ شب برات تک پاک رکھتا ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''مکاشفۃ القلوب'' میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ آسمان میں فرشتوں کی دو عید کی راتیں ہیں جیسے کہ مسلمانوں کی زمین پر دو دن کی عیدیں ہیں۔ فرشتوں کی عید کی رات شب برات ہے جو نصف شعبان میں ہوتی ہے اور دوسری لیلۃ القدر ہے جو رمضان المبارک میں آتی ہے۔ مسلمانوں کی عید دو دن، فطر کا دن اور قربانی کا دن ہے اس لیے نصف شعبان کو فرشتوں کی عید کہتے ہیں۔

Marfat.com

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات میری آنکھ کھلی تو میں نے نبی کریم ﷺ کو بستر پر نہ پایا۔ میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی تو دیکھا کہ آپ ﷺ جنت البقیع کے قبرستان میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل آئے تھے اور کہا کہ آج نصف شعبان کی رات ہے، اس رات میں اللہ تعالیٰ اتنے لوگوں کو نجات دیتا ہے جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں۔ (المشکوٰۃ)

شب برات کو ظاہر کرنے کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے شب برات کو ظاہر کیا اور لیلۃ القدر کو پوشیدہ رکھا اس کی حکمت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ لیلۃ القدر رحمت، بخشش اور جہنم سے آزادی کی رات ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھا تا کہ لوگ اس پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں اور شب برات کو ظاہر کیا کیونکہ وہ فیصلے، قضا، قہر و رضا، قبول و رد، نزدیکی و دوری، سعادت و شقاوت اور پرہیز گاری کی رات ہے۔ کوئی شخص اس میں نیک بختی حاصل کرتا ہے اور کوئی مردود ہو جاتا ہے۔ کوئی ثواب پاتا ہے دوسرا ذلیل ہوتا ہے۔ ایک معزز و مکرم ہوتا ہے دوسرا محروم رہتا ہے ایک کو اجر دیا جاتا ہے دوسرے کو چھوڑا جاتا ہے۔ کتنے ہی لوگوں کا کفن دھویا جاتا ہے اور وہ بازار میں مشغول ہوتے ہیں۔ کتنی قبریں کھودی گئیں لیکن قبر والا خوشی اور غرور میں ہے۔ کتنے ہی چہرے کھلکھلا رہے ہیں حالانکہ وہ ہلاکت کے قریب ہیں۔ کتنے مکانوں کی تعمیر مکمل ہوگئی لیکن ان کا مالک موت کے قریب پہنچ چکا ہے۔ کتنے ہی بندے رحمت کے امیدوار ہیں۔ پس انہیں عذاب پہنچتا ہے۔ کتنے ہی بندے خوشخبری کی امید رکھتے ہیں پس وہ خسارہ پاتے ہیں کتنے ہی بندوں کو جنت کی امید ہوتی ہے پھر ان کو دوزخ میں جانا پڑتا ہے۔ کتنے ہی بندے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے امیدوار ہوتے ہیں۔ لیکن جدائی کا شکار ہوتے ہیں کتنے ہی لوگوں کو عطائے خداوندی کی امید ہوتی ہے۔ لیکن وہ مصائب کا منہ دیکھتے ہیں کتنے ہی لوگوں کو بادشاہی کی امید ہوتی ہے لیکن وہ ہلاک ہوتے ہیں۔ اسی لیے شب برات کو ظاہر کیا گیا ہے تا کہ لوگ غافل نہ رہیں۔

Marfat.com

شب برات کی عبادت:

صوفیاء کا قول ہے کہ بدوں فرائض ادا کیے نفلی عبادت قابل قبول نہیں ہے ان کا ماخذ وہ حدیث ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ کوئی بندہ فرائض ترک کر کے نوافل پہ زور دے اور اللہ کے قرب کا خواہش مند ہو۔ (المراۃ المناجیح)

لہٰذا اس رات میں سب سے بڑی عبادت یہی ہے کہ بندہ اس رات کو غنیمت جانے اور اپنی فوت شدہ فرضی عبادت بجالائے۔ امید کافی ہے کہ اللہ رب العزت اسے نفلی عبادت کا ثواب بھی مرحمت فرمادے۔ امید رکھنا بھی عبادت ہے۔ یہ جہاں بھی امید پہ قائم ہے آئندہ بھی ہمارا سہارا امید ہی ٹھہرے گی۔

غسل:

یہ رات اتنی مبارک ہے کہ غسل کرنا بھی اس رات میں عبادت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ ''جو شخص بہ نیت عبادت شعبان المبارک کے مہینے کی پندرھویں شب کو غسل کرے تو اللہ تعالیٰ ہر قطرۂ آب کے بدلے میں اس کو اجر عطا فرمائے گا۔''

صلوٰۃ الخیر:

اس مبارک رات کی مخصوص عبادت صلوٰۃ الخیر ہے۔ اس نماز کے متعلق حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے تیس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حدیث بیان کی ہے کہ جو شخص اس نماز کو اس رات میں پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر بار نگاہ فرمائے گا۔ اور ہر دفعہ کی نگاہ میں ستر حاجتیں اس کی پوری کرے گا کہ ان میں ادنیٰ مغفرت ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

یہ نماز سو رکعت نوافل پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی جاتی ہے۔ یعنی ہر رکعت میں دس مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھیں۔ اگر کوئی چاہے تو دس رکعتیں نوافل کی ادا کرے اس طرح کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد (100) سو دفعہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ ہمارے اسلاف اس کا بطور خاص اہتمام کیا کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی با جماعت بھی ادا کیا کرتے تھے اور اس نماز کو صلوۃ الخیر کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اس کی بڑی فضیلت ہے اور ثواب بہت زیادہ ہے۔

Marfat.com

پندرھویں کا روزہ:

شعبان المبارک کے تمام روزوں کی فضیلت اپنی جگہ مگر شعبان المعظم کے پندرھویں دن کا روزہ بڑی فضیلت والا ہے۔ جو کوئی یہ روزہ رکھے گا، باری تعالیٰ اس کے پچاس برس کے گناہ معاف فرمائے گا۔ (اوقات الصلوٰۃ)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا یومھا۔ (المشکوٰۃ)

ترجمہ: یعنی ''جب شعبان کی پندرھویں رات آئے تو رات قیام کرو اور پندرھویں دن کا روزہ رکھا کرو۔'' اس روزے کی بڑی فضیلت ہے۔

توبہ بھی عبادت ہے:

روزے اور نماز کی طرح توبہ کرنا بھی عبادت ہے۔ اسی لیے حضور پرنور ﷺ ساری زندگی اس عبادت کے حامل رہے باوجودیکہ آپ گناہ سے پاک ہیں اور گناہ آپ کے قریب بھی نہیں آتا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم لوگ گناہ کر کے توبہ کرتے ہیں اور انبیاء کرام عبادت و بندگی کر کے توبہ کرتے ہیں۔

زاہدان از گناہ توبہ کنند
عارفاں از عبادت استغفار

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کے لیے دنیا میں دو امانیں ہیں۔ ایک نے پردہ فرمالیا ہے اور دوسری قیامت تک ہمارے پاس ہے۔ یعنی نبی ﷺ اور استغفار۔ (المراۃ المناجیح)

اللہ فرماتا ہے:

توبوا الی اللہ جمیعا ایھا المومنون۔

ترجمہ: اے مومنو! سارے ہی اللہ کی طرف رجوع کرو۔

Marfat.com

معلوم ہوا کہ ہر شخص توبہ کا حاجت مند ہے۔ گناہ گار اپنی سرکشی و بغاوت سے توبہ کریں اور نیک لوگ آئندہ گناہ کے ارتکاب سے توبہ کریں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ کہ رسول ﷺ نے فرمایا اے لوگو اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو دیکھو میں دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم: مشکوٰۃ)

اس حدیث پاک میں ہمارے لیے درس ہے کہ دیکھو میں گناہوں سے پاک، معصوم ہو کر بھی دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں تمہیں تو ہزاروں بار توبہ کرنی چاہئے بندہ جب اپنے آپ کو عاجز پاتا ہے۔ گناہوں پر آلودہ زندگی سے اسے نفرت ہونے لگتی ہے پھر وہ بارگاہ ایزدی میں عرض پرداز ہوتا ہے اور اپنے گناہوں پر نادم ہوتا ہے۔ آنسو بہاتا ہے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا اقرار کرتا ہے تو رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ مجھے غفار اور تواب سمجھ کر میرے دربار میں حاضر ہوا ہے اسے خالی نہیں جانے دونگا اور اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ صحیح توبہ یہ ہے بندہ گزشتہ گناہوں پر نادم ہو، آئندہ نہ کرنے کا عہد کرے۔ نمازیں ہوں تو قضا کرے، کسی کا قرض رہ گیا ہو تو ادا کرے، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توبہ کا کمال یہ ہے کہ دل لذت گناہ بلکہ گناہ بھول جائے۔ (المراۃ المناجیح)

ایصال ثواب و زیارت قبور:

اس دن تمام ارواح اپنے اعزاء و اقربا کے تحفوں یعنی دعا، صدقہ، خیرات، نذر وغیرہ کی منتظر رہتی ہیں۔ اس پر تمام مسلمان متفق ہیں کہ ایصال ثواب جائز ہے اور اس کا فائدہ مردوں کو پہنچتا ہے بلکہ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ ہر نیک عمل کا ثواب اسی شکل میں پہاڑ بن کر میت کو پہنچتا ہے۔ اگر روٹی خیرات کی گئی تو وہ روٹی کی شکل میں ثواب میت کو ملے گا اور کپڑے کی خیرات کا ثواب کپڑے کی شکل میں، مگر اس میں رب کی طرف سے بہت برکت ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جنت میں جب اپنے ایک بندے کا درجہ بلند فرماتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے کہ اے بار الہ میرا درجہ بلند کیوں ہوا؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تیرا بیٹا جو تیرے لیے دعائے بخشش مانگتا ہے اس کے سبب سے۔ (مشکوٰۃ)

Marfat.com

شب برات میں قبرستان میں جانا سنت رسول ﷺ ہے۔ آپ ﷺ بذات خود قبرستان تشریف لے جایا کرتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا ہے "قبروں کی زیارت کرو کیونکہ قبروں کو دیکھ کر موت یاد آتی ہے"۔ قبرستان میں داخل ہو کر پہلے مردوں کو سلام کرے پھر فاتحہ پڑھ کر مغفرت کی دعا کرے تو وہ مردے اس کے لیے سفارش کریں گے۔ (شرح الصدور)

شب برات اور ہم:

افسوس کہ ہم نے شب برات کو شب فرصت سمجھ لیا ہے۔ اور ساری رات گپ شپ، لہو ولعب، شعر وشغب، ٹولیوں کی شکل میں مٹر گشت کرتے اور فضول گفتگو میں گزارتے ہیں، نہ خود عبادت کرتے ہیں نہ کرنے دیتے ہیں۔ طرفہ تماشا یہ کہ اس رات خوب پٹاخے چھوڑتے اور آتش بازی کرتے ہیں۔ اس بے ہودہ، فضول اور ہندوانہ رسم کی ادائیگی کے لیے دس دن پہلے ہی سے بارود کے ٹھیلے لگ جاتے ہیں۔ ہر سال کئی گھر جلتے ہیں۔ کئی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں اور کیسے یہ قبیح رسم اس بابرکت رات کا حصہ بن گئی ہے، جس نے اس شب رحمت کو شب ظلمت بنا دیا ہے۔ بالآخر یہ عظیم رات اپنی برکتیں و فضیلتیں لٹاتی اور مغفرت و بخشش کے پروانے بانٹتی گزر جاتی ہے مگر غفلت ولاپرواہی کے سبب ہماری بدبختی میں کوئی فرق نہیں آتا۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو بارگاہ الٰہی میں حاضری دیتے ہیں۔ سجدہ ریزی کرتے ہیں اپنے رب کو منا لیتے ہیں اور اپنی مرادوں کو پا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عبادت کی توفیق نصیب کرے (آمین)۔

☆☆☆

Marfat.com

ماہِ رمضان المبارک۔ ماہِ احتساب

☆ خود احتسابی کے حیرت انگیز درس پر مشتمل ایک انوکھی اور البیلی تحریر ☆

صورتِ شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب

یوں تو اسلام میں احتساب کا پہیہ گھومتا ہی رہتا ہے۔ ہر قدم، ہر لمحہ ہر وقت احتساب کی زد میں رہتا ہے۔ نتیجتاً جرم و گناہ کا ہر راستہ محدود بلکہ مسدود ہو کر رہ جاتا ہے۔ جس سے نیکی کو ابھرنے اور پھیلنے کا موقع ملتا ہے۔ اللہ کریم کو بھی وہی بندہ پسند ہے جو نیکی کو پسند اور بدی کو پابند کرنے میں لگا رہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰکُمْ ط

ترجمہ: "بے شک اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہی ہے جو تم میں سے زیادہ تقویٰ والا ہے"۔

اور خودی کے احتساب سے مراد بھی تقویٰ ہی ہے۔ (کیمیائے سعادت)

روزے کا مقصد:

روزے کا مقصد بھی تو تقویٰ ہے یعنی محنت و مشقت، صبر و استقامت اور مجاہدہ و محاسبہ کے ذریعے گناہوں سے بچنا اور پرہیزگاری اختیار کرنا۔ اسی کا نام احتساب ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے۔

لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (ترجمہ): "تاکہ تم بچتے رہو"۔

اب سوال یہ ہے کہ روزہ کیونکر احتساب کرتا اور پرہیزگار بناتا ہے؟ تو دیکھئے جب پیٹ مسلسل بھرا رہے تو عناصر شہوت متحرک رہتے ہیں۔ جس سے حیوانی جذبات کا غلبہ اور گناہوں کا ملبہ دماغ پہ چھایا رہتا ہے۔ ذہن میں فسق و فجور کے شعلے بھڑکتے ہیں۔ دل میں فتور کے تنور جلتے ہیں۔ افکار پہ دھواں چھا جاتا ہے۔ خیالات پہ دھول جم جاتی ہے۔ پاسبانِ عقل

Marfat.com

غفلت کے گرد و غبار میں بھی لمبی تان کے سوتے رہتے ہیں اور عقل کا دیا بجھ جاتا ہے۔ ایسے میں روزے کی بھوک ہی ہے جو پاسبانِ عقل کو غفلت سے جگاتی اور احساس احتساب کے ساتھ راہ پر لاتی ہے۔ عقل کا دیا جلاتی ہے۔ جس کی روشنی میں بندہ اپنے اعمال کا جائزہ لیتا ہے تو اس کا ضمیر اسے بتاتا ہے کہ میاں! تم ابھی تک تو بے نشاں ہی (پینڈے) کرتے رہے ہو۔ جب معاشرے کے ہر فرد کا احساس جاگ جائے اور اپنے اعمال کی نگرانی کا جذبہ اور قوت بیدار ہو جائے تو معاشرے سے بری عادتیں اور قبیح رسمیں ہجرت کر جاتی ہیں۔ ایسے معاشرے میں کسی ''اور'' کو نگراں بنانے کی ضرورت نہیں رہتی کہ وہاں تقویٰ و پرہیز گاری کی سلطنت ہوتی ہے جس کا ہر فرد اپنے اعمال کا خود ہی محتسب اور نگران ہوتا ہے۔

اب اگلا سوال یہ ہے کہ معاشرے میں خود احتسابی کا یہ خود کار نظام کیسے رائج کیا جائے؟ ایک مسلمان کے لیے اس کا جواب تلاش کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اسلام کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ اک ذرا بھولا ہوا سبق یاد کر لیا جائے۔ اسلاف کی سیرت سے آگاہی اور قرآن و حدیث تک رسائی حاصل ہو جائے تو پتا چلے گا کہ خود احتسابی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرّہ امتیاز رہی ہے اور آج تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہے۔ ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دن جمعہ کے خطبہ میں اعلان فرمایا کہ آج میں صدقہ کے اونٹ تقسیم کروں گا جسے لینا ہوں وہ اطلاع دے کر آئے۔ ایک شخص ہاتھ میں مہار لیے بغیر اطلاع کے حاضر ہوا۔ آپ کو اپنی ہدایت کی خلاف ورزی پر غصہ آیا اور تادیباً اس شخص کی مہار سے اسے پیٹا۔ تقسیم سے فراغت پاتے ہی اس شخص کو طلب فرمایا وہ حاضر ہوا تو فرمایا ''بھائی میں نے تجھے اس مہار سے مارا تھا، تم بھی مجھے اس مہار سے مار کر اپنا بدلہ لے لو''۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے۔ ان سے رہا نہ گیا، بولے:

''اے خلیفۃ الرسول یہ رسم قائم نہ کیجئے، آخر آپ نے اسے ناحق تو نہیں مارا تھا''۔ فرمایا: یہ ٹھیک ہے، لیکن قیامت میں اگر اس کا محاسبہ ہوا تو اللہ کو کیا جواب دوں گا۔ (بخاری)

Marfat.com

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ نے قرابت داری کے خیال سے بنوقریظہ کو ان کے انجام یعنی ذبح وقتل کے نبوی فیصلے سے قبل از وقت آگاہ کر کے (رازِ نبوی) کو فاش کیا۔ پھر جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت کے جرم کا احساس ہوا تو نہایت شرمندہ و نادم ہوئے اور خود کو یہ قسم کھا کر مسجد نبوی کے ستون سے باندھ لیا کہ ان کو سوائے رسول ﷺ کے کوئی نہیں کھولے گا۔ ان کی صاجزادی آتیں اور نماز وقضائے حاجت کے لیے کھولتیں۔ دس دن سے زیادہ گزرے تو ایک دن نبی ﷺ ان کے پاس اللہ کی وحی لائے اور انہیں کھولا۔ (صاوی: ص۱۲۲)

گویا قبل از وقت اپنے ہاتھوں اپنا احتساب کر کے اللہ ورسول ﷺ کے عتاب سے بھی بچے اور توبہ کی قبولیت کا ثواب اور رسول اللہ ﷺ کا اعتماد بھی لوٹ لائے۔

نفس کی تادیب وتہذیب اور اصلاح کی خاطر اس سے یہی سخت گیر رویہ اختیار کرتے ہوئے حریفانہ کھینچ کر راہ پر لائیے ورنہ! ذرا سی ڈھیل پا کر خواہشات نفس کے بھیڑیئے تمہارے دین کی بکری کو چیر پھاڑ کر تمہیں ذلیل ورسوا کرڈالیں گے۔ آقائے نامدار ﷺ کا ارشاد ہے:

مؤمن کا دین (ایمان) گویا بکری ہے اور خواہشات نفس بھیڑیئے ہیں۔

(مرات جلد ۷، ص ۱۹)

نفس کی تعلیم وتربیت کے لیے ضروری ہے کہ نفس کا بے رحم اور سفاک احتساب کیا جائے جو اس کی ہر خواہش کا گلا دبا دے۔ توقعات کا جنازہ نکالے۔ امیدوں پر پانی پھیر دے۔ خوابوں کا خون کر دے۔ نفس کو صبر کی زنجیر میں جکڑ کر شکر کی تلقین کرے۔ نفس کے ہیر پھیر اور گناہوں کے ڈھیر کو آتش توبہ میں جلا کر راکھ کر دے تو ممکن ہے آدمی کے سینے میں حیا کا بیج نمو پائے۔ نیکی جڑ پکڑے، برگ وبار لائے اور پنا رنگ دکھائے۔ کیونکہ نیکی صدائے طیبہ کی پاسداری میں ہے اسلام سے دستبرداری اور مغربی تہذیب کی آبیاری میں نہیں۔ ذرا یہ پیغام حرم تو سنو!

لیس البر ان تولوا قبل المشرق والمغرب ولکن البر من التقی۔

ترجمہ: مشرق ومغرب کی طرف منہ پھیرنا نیکی نہیں ہے نیکی تو تقوی میں ہے۔

Marfat.com

آج دنیا مشرقی و مغربی تہذیب میں واضح طور پر بٹ چکی ہے اور اسلامی اقدار چکی کے ان دو پاٹوں میں پس رہی ہیں۔ ایسے میں بندگان خدا کے لیے اسی آیت میں واضح پیغام ہے کہ نیکی و بھلائی اور حکمت و دانائی مغرب کی مردانِ آوارہ و زنانِ فاحشہ کی بے کیف و بے لذت ننگی تہذیب یا مشرق کے توہم پرست، حیرت و حسرت سے پر استحصالی تمدن میں نہیں بلکہ نیکی تو رب المشرقین اور رب المغربین کے ارسال کردہ ضابطۂ حیات اسلام کی روحانی اور اعلیٰ اقدار کے تحفظ اور اسلام کی رحم دل تہذیب میں ہے۔ آج انسانیت جمہوریت کے بے رحم شکنجے میں سسک رہی ہے۔ ان جمہوری درندوں کے بھٹ سے نکل کر ہی سکھ کا سانس لیا جا سکتا ہے۔ اسلامیت سے بیزار، جمہوریت کے مدہوش حواریوں اور مغرب کے ہدی خوانوں کو اس صدائے حرم پر غور کر کے اپنا احتساب کرنا چاہیے ورنہ!

جزا و سزا سب یہیں پہ ہوگی
یہیں عذاب و ثواب ہوگا
یہیں سے اٹھے گا شورِ محشر
یہیں پہ روزِ حساب ہوگا

(ان اللہ لسریع الحساب) (القرآن)

ماہِ رمضان میں احتساب کی خصوصیت:

احتساب ایک مستقل و مسلسل عمل کا نام ہے، مگر رمضان المبارک میں احتساب کی اہمیت اس لیے بڑھ جاتی ہے کہ یہ مہینہ نیکیوں کی بہار کا موسم ہوتا ہے۔ اللہ کے کرم کا ساون برستا ہے اور برستا ہی چلا جاتا ہے۔ عفو و درگزر کی پاکیزہ ہوائیں رحمت کی موسلا دھار بارشیں برساتی ہوئی گزرتی ہیں۔ مغفرت و بخشش کے جام پہ جام چلتے اور نجات کے پروانے بٹتے ہیں۔ یوں پیار و محبت اور شفقت و مہربانی کے سائے میں قلب کی اصلاح اور نفس کی درستی اور بھی آسان ہو جاتی ہے۔ دوسری طرف اس ماہ میں احتساب کا حکم بھی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

من صام رمضان ایماناً و احتساباً غفرله ما تقدم من ذنبہ۔ (مرات ج ۳، ص ۱۳۴)

ترجمہ: ''جس نے رمضان کے روزے ایمان و احتساب کے ساتھ رکھے اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

گویا یہ ایک ماہ کا محاسبہ کورس ہوتا ہے۔ جس میں اعمال و افکار کے پرکھنے کی عادت ڈال دی جاتی ہے تا کہ بندہ آئندہ سال بھر اس پر عمل پیرا رہ کر نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور صحرائے خرافات و خطرات میں بھٹک کر خسر الدنیا والآخرہ کا نمونہ بننے سے بچ جائے۔ اس تربیتی کورس میں ایمان اور احتساب کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ بھوک و پیاس کی مشقت اور ذکر وفکر کی تگ و دو انہیں کے گرد گھومتی ہے۔

ایمان:

اس کا مطلب ہے کہ توحید، رسالت، وحی، عذابِ قبر، آخرت اور ملائکہ پر ایمان لانا ہے اسی لئے ہندوؤں، مشرکوں، قادیانیوں وغیرہ کا روزہ صرف بھوک اور نری پیاس ہے۔

احتساب:

اس کا مطلب ہے جانچ پڑتال کرنا، شمار کرنا، ناپسندیدہ بات سے روکنا اور احتساب کا ایک معنی اخلاص بھی ہے۔ جس کا مطلب ہے تلچھٹ سے صاف کیا ہوا مکھن۔ اسی لیے اگر کوئی مریض علاج کی غرض سے روزہ رکھے تو وہ روزہ ہی نہیں کہ اس میں اخلاص نہیں۔

(مرات، ج ۳، ص ۱۳۴)

ماہِ احتساب کے تین عشروں کا جائزہ

عشرۂ اول:

رمضان کی آمد سے قبل نیکی کی کہیں خیر خبر نہیں ہوتی۔ شر دندناتا پھرتا ہے اور اللہ کریم

Marfat.com

کے نیک و پاکباز بندے صبح سے شام تک امت مرحومہ کے نوجوانوں کو مغربی تہذیب کی گرم ہواؤں میں خزاں رسیدہ پتوں کی طرح آوارہ گردی کرتے ہوئے دیکھ کر کڑھتے اور ہر مہینہ رمضان کا مہینہ ہونے کی دعا کرتے ہیں۔ اچانک ان کے دل کی مراد بر آتی ہے۔ رمضان کی آمد کا اعلان ہوتا ہے۔ رحمت کی گھٹائیں چھا جاتی ہیں۔ ابرِ کرم برسنے لگتا ہے۔ مغفرت و بخشش کے چشمے پھوٹ کر ندی نالوں کی صورت بہتے ہیں۔ عفوو درگزر کی مہکی مہکی ہوائیں چلتی ہیں۔ شر سمٹ کر محدود ہو جاتا ہے۔ نیکی ابھرتی اور پیش قدمی کرتے ہوئے پھیلنے لگتی ہے۔ اعمال کی اجڑی بستیاں پھر سے بسنے لگتی ہیں۔ من کے ویرانے ذکر و فکر سے آباد ہوتے ہیں۔ اس رحمٰن و رحیم رب کے پر جوش دریائے رحمت کی پر شور لہریں ''وسعت رحمتی کل شئ'' کی صدائیں بلند کرتی ہوئی نخل انسانیت کو سیراب کرتی ہیں۔ جس سے چمنستان آدمیت کی ہر شاخ خلوص وللّٰہیت کے غنچوں سے لد جاتی ہے۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا:

> جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے۔ اے طالب خیر آگے بڑھ اور اے طالب شر بس کر! (احیاء العلوم، ص ۳۶۵)

☆ پیارے آقا ﷺ کا فرمان ہے: رمضان المبارک کی پہلی رات کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر نظر ڈالتا ہے اور جب کسی بندے کی طرف نظر کرم فرماتا ہے تو اسے عذاب نہیں دیتا۔ (غنیۃ، ص ۴۵۶)

☆ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: رمضان المبارک کی ہر رات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین بار یہ اعلان ہوتا ہے کہ ہے کوئی سائل کہ اس کا دامن بھر دوں ...... ہے کوئی تائب! کہ اس کی توبہ قبول کروں ...... ہے کوئی بخشش کا طالب کہ اسے بخش دوں ...... کون شخص ایسے غنی کو قرض دیتا ہے جو ضائع نہیں کرتا اور ظلم و زیادتی کے بغیر پورا کرتا ہے۔ (غنیۃ، ص ۴۵۷)

رب کریم کے جوش رحمت و انداز شفقت و مہربانی دیکھ کر دلوں میں احساس عمل کی چنگاری فروزاں ہوتی ہے اور بندہ کرم کی امید پر اپنے اعمال و افکار کا جائزہ لینے اور احتساب کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

عشرہ دوم:

یہ عشرہ مغفرت و بخشش کا عشرہ ہے۔ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے"واوسطه مغفرة" روزہ چونکہ نفس امارہ کی موت ہے۔اس لیے عشرہ اول کی بھوک و پیاس کی شدت سے نفس پر نزع کا عالم طاری ہو جاتا ہے اور بندہ میں صبر و شکر اور احتساب کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔اور وہ توبہ واستغفار کرنے لگتا ہے۔ استغفار کا ایک مطلب جائزہ لینا بھی ہوتا ہے۔ بندے کی نظر جب اس کے اپنے گناہوں پر پڑتی ہے تو ندامت و شرمندگی کا پسینہ شبنم کے قطروں کی طرح اس کی پیشانی پر پھیل جاتا ہے۔ اس کے دل سے آنسوؤں کا چشمہ ابل آتا ہے۔ پھر آن کی آن میں ساری غلطیاں، بے ادبیاں، گستاخیاں اور گناہ آنسوؤں کی آبشار میں خس و خاشاک کی طرح بہہ جاتے ہیں اور اس کے دل کے سوتے جاگ جاتے ہیں۔یہی روزے کی تعلیم و تربیت اور مقصد بھی ہے۔

توبہ واستغفار اس عشرہ کی خاص بات ہے۔فرشتے معرفت و حقیقت کے جام بھر بھر کے پلاتے ہیں اور اس مئے خانۂ مغفرت و بخشش کی نگرانی خود رب قدیر فرماتا ہے۔ استغفار سے دستبرداری سراسر ذلت و خواری ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کو ایک شہر میں داخلے کے وقت تواضع کے اظہار کے لیے (حِطَّةٌ) پڑھنے یعنی توبہ واستغفار کرنے اور مغفرت و بخشش طلب کرنے کا حکم ہوا۔ مگر انہوں نے استہزا کرتے ہوئے (حِنطَةٌ) یعنی گندم! گندم! کہنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ذلت و مسکنت مسلط فرمادی۔(البقرہ)

آج بدقسمتی سے ہمارا مذہب سے لگاؤ محض زیبائشی و نمائشی رہ گیا ہے۔فرائض سے گریز اور گناہوں سے لبریز دامن ہماری غفلت و بے حسی کا اعلان کر رہا ہے اور ہم توبہ واستغفار سے فرار اور اللہ سے کیے گئے عہد و پیمان سے دستبردار ہو کر جاہ طلبی میں گرفتار ہوئے جا رہے ہیں۔ایسے میں بندہ ماہ احتساب کے دوسرے عشرے میں مکمل خشوع و خضوع، تواضع اور سوز و گداز سے قیامُ اللّیل کا اہتمام کرے۔اپنی کوتاہیوں اور تقصیروں پر روئے، گڑگڑائے، آنسو بہائے اور توبہ واستغفار کرتا رہے تو اسی میں اس کی دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔وجہِ وُجود آدم ﷺ کا فرمان ہے:

Marfat.com

''مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب وجگر پر کالا نکتہ لگ جاتا ہے پھر جب توبہ واستغفار کرتا ہے تو اس کے دل کی صفائی ہو جاتی ہے۔ اور جب کثرت گناہ میں ملوث ہوتا ہے تو وہ کالا نکتہ پھیل کر پورے دل کو ڈھک لیتا ہے۔ (مشکوٰۃ، ص ۲۰۴)

عشرہ اخیرہ:

رمضان المبارک کا مہینہ اپنے احتساب سمیت جوں جوں دبے پاؤں ماضی کی کتاب کا بوسیدہ ورق بننے کے لیے بڑھتا ہے۔ اللہ کریم کی رحمتوں، عنایتوں اور نوازشوں میں تیزی آتی جاتی ہے پھر دن کم ہوتے جاتے ہیں اور انعامات وکرامات میں اضافہ ہوتا جاتا ہے تاکہ کیف وسرور، سوز ومستی اور ذوق وشوق کی لذت برقرار رہے۔

ان الوداعی لمحات میں جذبات کا عجیب رنگ ہوتا ہے۔ ایک طرف صالح ومتقی لوگ اس ماہ مقدس کی جدائی میں بلک بلک روتے ہیں، دہائی دیتے اور واسطے ڈالتے ہیں مگر وہ تو مہمان ہے۔ اسے کب رک جانا ہے۔ اور دوسری طرف عطایائے ربانی کی بارش زوروں پر ہوتی ہے۔ شب قدر کی تلاش شروع ہو جاتی ہے۔ راتیں آنکھوں میں کٹتی ہیں۔ اعتکاف کیلئے تیاریاں ہوتی ہیں۔ ذکر وفکر یادو بندگی اور عبادات کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ تلاوت قرآن سے راتیں پرنور ہو جاتی ہیں۔ سحر خیزی کی عادت پختہ اور لذت بڑھ جاتی ہے۔ نجات کے پروانے بٹتے ہیں۔ صدقۂ فطر بھی تو ادا کرنا ہے۔ جس کے بغیر روزہ معلق رہتا ہے اور پھر فوراً ہی عید آجاتی ہے جو ان تمام نوازشوں کی انتہا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ فرشتوں سے سوال کرتا ہے بتاؤ! جب کوئی مزدور مزدوری کرلے تو اس کی مزدوری کیا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے مالک اسے پورا اجر عطا فرما۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں اللہ رب العزت فرماتا ہے۔ اے فرشتو! گواہ رہنا میں نے ان سب کو بخش دیا ہے۔ پھر فرماتا ہے۔ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو! مجھے میری عزت وجلال کی قسم! آج تم دنیا و آخرت کیلئے جو کچھ بھی مانگو گے عطا کروں گا اور مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! جب تک تم میرے احکام کی حفاظت کرو گے میں تمہاری خطاؤں کی پردہ پوشی کروں گا۔ تم نے مجھے راضی کیا میں تم سے راضی ہوا۔ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ سن کر فرشتے خوش ہوتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۴۷۵)

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

کان یجتهد فی العشر الاخیر مالا یجتهد فی غیرہ۔ (مسلم)

یعنی نبی پاک ﷺ جتنی مشقت آخری عشرے میں کرتے تھے دیگر عشروں میں اتنی نہیں کرتے تھے۔

احتساب کے زاویئے

فکر کا احتساب:

افکار کا جائزہ لیا جائے تو شک وشبہ کے جراثیم ذہن کو بیمار کر کے اعمال میں تلخی پیدا کرتے ہیں۔ آج ہماری حالت، حمیت وحریت فکر سے خالی ایک بے روح مجسمے کی سی ہے جس کی نہ کوئی مرضی ہے نہ رائے! جس کے افکار بوسیدہ، جذبات کی لہریں منجمد، ذہنی وفکری صلاحیتیں مسخ، سوچیں آوارہ، خیالات بے پارہ اور بصیرت مغربی تہذیب کے سیاہ سمندر میں غرق ہو چکی ہے۔ اس کے تخیلات کے پرندے قابل پرواز نہیں رہے۔ گردش لیل ونہار نے اس کی سوچوں کا محور ہوا و ہوس اور وھائٹ ہاؤس بنا دیا ہے۔ **(فاعتبروا یااولی الابصار)**

روزہ ہمارے افکار میں حمیت وحریت اور جذبوں میں صدق واخلاص پیدا کر کے تصور و خیال پر خشیت الٰہی کا پہرہ بٹھاتا ہے۔ فکر وانداز فکر اور اس کے اظہار پر رضائے الٰہی کی قدغن لگاتا ہے۔ ورنہ معاشرے میں ہنگامے پھوٹ پڑیں۔ روزہ ہماری سوچوں کا تعاقب کر کے گنبد خضریٰ کے مرکز پر مجتمع کرتا ہے۔ دل ودماغ کو فاسد خیالات کے ہجوم سے نکال کر دل کے ٹوٹے ہوئے تار حرم کعبہ سے جوڑتا ہے۔ روزہ ہمارے کان، آنکھ اور ہاتھ وغیرہ پر اثر انداز ہو کر ان ناگوار اشیاء سے ہمیں بچاتا ہے جو ہماری فکر کو اُچاٹ کرتی ہیں۔ **(افلا تعقلون)**۔

عمل کا احتساب:

کھانے پینے، سونے جاگنے، دیگر معاشرتی ومعاشی اور سماجی مسائل نے ہمیں ایسا الجھا

Marfat.com

دیا ہے کہ تہذیب نفس کی مہلت ہی نہیں ملتی، لہٰذا نفس باغی ہو کر خسیس اعمال کا مرتکب ہوتا ہے۔ یوں ذرا سی غفلت سے ہماری نکیل شیطان کے ہاتھوں میں چلی جاتی ہے۔ ایسے میں اللہ کا فرمان یوں رہنمائی کرتا ہے۔

ترجمہ: ''بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے (وہ) ہوشیار ہو جاتے ہیں (اور) اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور وہ جو شیطانوں کے بھائی ہیں شیطان انہیں گمراہی میں کھینچتے ہیں پھر کمی نہیں کرتے'' (اعراف، ۲۰۱-۲۰۲)

اعمال میں سستی ولاپرواہی اور کردار میں حیلہ سازی و مکر سے احکام خداوندی کو بے اثر کرنے کی کوئی سازش اللہ کو پسند نہیں ہے، لہٰذا سیرت وافعال پر نظر رکھو: فرمانِ الٰہی ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے۔ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (حشر، ۱۸)

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

''حاسبوا قبل ان تُحاسبوا''

اپنا احتساب کرو قبل اس کے کہ تمہارا احتساب کیا جائے۔

☆ روزہ، حرارت عمل عطا کرتا ہے۔

☆ روزہ، ذوق عمل کی عملی تعبیر دیتا ہے۔

☆ روزہ، ایمان کی گرمی یقین میں اضافہ کرتا ہے۔

☆ روزہ، ایمان کی لذت وحلاوت کو بڑھاتا ہے۔

☆ روزہ، گناہوں سے تار تار دامن کردار کی رفوگری کرتا ہے۔

☆ روزہ، بندے کو اللہ کے رنگ میں رنگ کر بندۂ مولا صفات بناتا ہے۔

☆ روزہ، تلخی اعمال کو اسوۂ رسول ﷺ کے شہد سے میٹھا کرتا ہے۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اس کے اعمال میری سیرت کے مطابق نہ ہوں۔ (مشکوٰۃ)

Marfat.com

جسم کا احتساب:

خمار اناج کی مستی میں لہراتا ہوا جسم شہوت وشیطنت کا گڑھ بن جاتا ہے۔ بندے اور اللہ کے درمیان غفلت کا پردہ حائل ہو جاتا ہے۔ نفس کی محبت سے معصیت کا دروازہ کھل جاتا ہے اور بندہ بخشش کے جام پینے سے محروم رہ جاتا ہے۔ روزہ کی بھوک سے غفلت کا بھوت غائب ہو جاتا ہے۔ طلب رحمت اور اللہ سے محبت کا پاکیزہ جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ روزہ کی بھٹی میں لوحِ قلب پر تہہ در تہہ جمی گناہوں کی میل جھڑ جاتی ہے۔ جذبات کی برف پگھلتی ہے اور تن پرستی میں مبتلا آسودہ حال لوگ، غرباء و مساکین اور مفلس و نادار پر توجہ دینے لگتے ہیں۔ اگر وہ انہیں لائق توجہ نہ جانیں تو وہ مفلس قلاش لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

امیر شہر سے سارے حساب لے لیں گے
غریبِ شہر کے بچے جوان ہونے دو

معاشرے کے یہ پسے ہوئے نظر انداز کیے ہوئے لوگ جو حساب لیں گے اس میں انتقام کی گھناؤنی اذیت بھی شامل ہوگی۔ اس لیے خود ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کرو جس کا سنہری موقع آپ کو روزہ عطا کرتا ہے۔ حلال وحرام کی چھان بین کے بغیر، ظلم واستحصال ملاوٹ، جھوٹ، کھوٹ، دغا وفریب اور چوری وڈاکے کے مال ومنال کی طاقت کا نشہ پلا پلا کر اپنے اعضاو جوارح کو پال کر جارح نہ بناؤ کہ تمہیں بھی ڈس جائیں۔ یہ آستین کے سانپ آج تمہارے تابع و فرمانبردار ہیں تو کل قیامت میں تمہارے خلاف وعدہ معاف گواہ بننے کو تیار ہوں گے۔ یہ اور بات ہے کہ تم سے نسبت اور تمہاری نحوست کی وجہ سے بچ نہ پائیں گے کہ تمہارے رب کی پکڑ نہایت سخت ہے۔

"ان بطش ربك لشديد"۔

اگر مؤثر احتساب یعنی ایمان واخلاص اور روزے کی حدت سے جسم پہ بڑھتی اور آنکھوں پہ چڑھی ہوئی چربی کو پگھلا دیا جائے (جو روزے کا خاص عمل بھی ہے) تو نفس سوکھ، جل کر راکھ اور جسم پاک ہو جائے گا۔ آئندہ اجتناب سے مالک الملک پر ہمارا اعتقاد اور اس کا ہم پر اعتماد بڑھے گا جو ہماری توبہ واستغفار کی قبولیت کا سبب ہوگا۔

Marfat.com

وما اللہ بغافل عما تعملون۔

ترجمہ: اللہ جانتا ہے جو جو کارنامے تم انجام دیتے رہتے ہو۔

روح کا احتساب:

عفوودرگزر اور صبروشکر کی بجائے انتقام اور شکوہ وشکایت کا ناآسودہ جذبہ انسان کو اندر ہی اندر گھن کی طرح چاٹے جارہا ہے۔ غیبت وچغلی، بہتان وبدگمانی، سب وشتم، حسد اور کینہ نے انسان کو کمینہ بنادیا ہے۔ خودنمائی وسطحی احتساب اور ہماری جھوٹی توبہ وفریب نظر سے پیدا ہونے والے وسوسوں اندیشوں اور بدگمانیوں کے کرب سے ہمارا ضمیر مردہ ہو چکا ہے۔ اللہ پر اعتماد اور دوری کے سائے مزید گہرے اور لمبے ہوتے جارہے ہیں، یہی وجہ ہے ہماری محرومیوں کی۔

بندے کو چاہئے کہ "تخلقوا باخلاق اللّٰہ" کے پیغام طیبہ پر عمل کر کے مظہر لطف الٰہی ہو جائے۔ روح کا روزہ رکھ کر ظاہروباطن اور خلوت وجلوت میں اپنی حرکات وسکنات اور افکار وخیالات کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے تابع کرنے کا ملکہ حاصل کرے۔ اعتکاف کے دنوں میں عزلت نشینی اختیار کرے اور ذکروفکر میں مشغول رہ کر روح کو زندہ کرے۔ اللہ ورسول ﷺ کی یاد میں ایسا غرق ہو کہ "یاد" بھی یاد نہ رہے۔ تصورِیار میں کھو کر تصویر یار کے جمال کا ایسا مشاہدہ کرے کہ دنیا میں پھر جی نہ لگے۔

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے دن
بیٹھا رہوں تصورِ جاناں کیے ہوئے

ماہِ احتساب کے بعد:

روزہ ہمارے ظاہری وباطنی درد کی دوا ہے۔ ایمان واخلاص اور احتساب واجتناب پرہیز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کوئی دوا بغیر پرہیز کیے اثر نہیں دکھاتی۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے اور چلا بھی جاتا ہے مگر ہماری حالت اور رویوں میں کوئی تبدیلی نہیں آتی اور نہ ہماری ترجیحات کے پیمانے بدلتے ہیں۔ رسمی ونمائشی روزہ دار بھوک کی آگ میں جل کر راکھ ہو جاتے ہیں۔ وہ سرکش وباغی اور مجرم قرار پاتے ہیں۔ ان کے مہینہ بھر کی مشقت اور تگ ودو اکارت جاتی ہے۔ ان کے اعمال کا حشر

وقدمنا الیٰ ما عملوا من عمل فجعلنہ ھباء منثوراً۔

Marfat.com

کے آئینے میں بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔

ہاں! کامل جذبہ، خلوص، شعور اور للّٰہیت رکھنے والے جلا اور صلۂ وفا پاتے ہیں۔

یوم نحشر المتقین الیٰ الرحمٰن وفداً۔

کے بہترین سلوک کے مستحق ہوتے ہیں۔ اس مقدس مہینے میں بھی جو اپنے اعمال کو احتساب کی چھانی میں نہ چھانے تو اس کے دل پر ایک گدھ ہمیشہ ہمیشہ ٹھونگیں مارتا رہتا ہے۔ جو خود اس کے اپنے پرفریب افکار و اعمال اور جھوٹی توبہ کی تخلیق ہوتا ہے۔

رمضان المبارک کی عظمت:

رمضان، رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے۔ مگر پولیس اور تاجروں نے اسے ''مچان'' یعنی شکار کا مہینہ بنا رکھا ہے۔ پولیس روزہ خور کا شکار کرتی ہے اور تاجر روزہ دار کا شکار کھیلتے ہیں۔ حکومت نے بھی مریضوں اور مسافروں کے نام پر ''شکار'' کی سہولت دے رکھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان المبارک کے آتے ہی ہسپتالوں میں مریضوں اور ریلوے اسٹیشنوں پر مسافروں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہو جاتا ہے ان شکارگاہوں پر پہرے داری کے حصول کے لیے پولیس میں بھاگ دوڑ شروع ہو جاتی ہے۔ ادھر سارا دن روزے دار کو روزہ محسوس ہو یا نہ ہو مگر افطاری کی خریداری کے وقت جب اس کا حلق سوکھتا اور سانسیں رکنے لگتی ہیں تو اسے پتا چلتا ہے کہ وہ روزے سے ہے۔ شکار بھوکا پیاسا ہو تو جلدی پھنستا ہے۔ ارباب حکومت سے استدعا ہے کہ ان بھتہ خوروں، منافع خوروں اور روزہ خوروں سے باز پرس کر کے کیفر کردار تک پہنچا کر رمضان المبارک کے احترام کا انتظام کر کے تقدس بحال کرے تاکہ رمضان المبارک کی برکتوں سے صرف جھوٹے مسافر، جعلی مریض و ڈاکٹر، تاجر اور پولیس والے ہی مستفید نہ ہوں بلکہ معاشرہ اجتماعی طور پر رحمتوں کی برسات میں شریک ہو، ورنہ بے بس لوگ! اس مہینے کی (بر) ہٹا کر صرف (کتوں) کے مہینے کے نام سے پکارنے لگیں گے جو ایک المیہ ہوگا۔

پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: جب تک میری امت رمضان المبارک کی عظمت و حرمت برقرار رکھے گی کبھی ذلیل و رسوا نہ ہوگی۔ (غنیۃ، ص ۴۶۰)

رب کریم اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے سے ہمیں توبہ و استغفار اور اپنے اعمال کے احتساب کی توفیق رفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

برادری کی اِصلاح اُمّت کی فلاح!

3 مئی 2010ءکومحترم نسیم احمد کمبوہ صاحب کی فرمائش پر
ماہنامہ کمبوہ انٹرنیشنل لاہور کے لیے لکھا گیا ایک مضمون

قوم، قبیلہ، برادری اور نسب تو معاشرے کے اُفراد کی انفرادی پہچان، اصلاح اور ترقی کے لیے ہوتے ہیں۔ تا کہ اچھے برے کی پہچان ہو اور باہمی معاملات میں کسی بھی گڑبڑ اور نقصان سے بچا جا سکے۔ اور معاشرے کو خیر و فلاح کے فروغ کا گڑھ بنا کر شر و فساد سے پاک کیا جا سکے۔ انجام کار یہ برادری و قبیلہ یا خاندان کی انفرادی ترقی و اتحاد بالآخر اُمّت کے اتحاد و اتفاق پر منتج ہو۔

لہٰذا برادری، قبیلہ، قوم اور نسب کو تکبر و تبختر، غرور و فتور یا دوسروں کو حقیر و ذلیل جاننے کا باعث نہیں بننا چاہیے۔ ورنہ نبی ﷺ کا یہ فرمان ہمیں یاد رکھنا چاہیے:

"کُلُّکُم بنو آدم و آدَمُ خلق من تراب ولینتھین قوم یفخرون بآبائھم اَوْ لَیَکُونن اَھْون علی اللّٰہ من الجعلانِ" (بزاز)

ترجمہ: تم سب آدم کی اولاد ہو۔ اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔ لوگ اپنے باپ دادا پر فخر کرنے سے باز آجائیں ورنہ وہ اللہ کے نزدیک گوبر کے کالے کیڑے سے بھی زیادہ حقیر و ذلیل ہونگے۔

آج بھی عظمت انسان کا یہی ہے معیار
جس کو ہوگا غمِ انسان وہی انسان ہوگا

خدمت خلق:

خدمت خلق وہ عظیم عمل ہے جس سے رب کریم کا قرب آسانی سے حاصل ہو جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ "جو شخص اپنے بھائی کی خدمت میں مصروف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس

Marfat.com

کے کاموں میں مصروف ہو جاتا ہے" گویا اس کے کام اللہ کریم اپنے ذمہ کرم پر لے لیتا ہے۔
چنانچہ ایک شخص اللہ سے ملاقات کے لیے ایک اونچے مینارے پر چڑھنے لگا تو ھاتف غیبی سے آواز آئی "اے بندے کس کی تلاش میں ہو؟ اس نے عرض کیا اے اللہ میں تیری تلاش میں ہوں، آواز آئی: میں تو مخلوق میں رہتا ہوں۔ جاؤ مجھے میرے بندوں کے درمیان تلاش کرو۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"**الخلق كلهم عيال الله**" ترجمہ: ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔

برسوں کی ریاضت سے اک لمحہ ہے وہ بہتر
جو تم نے گزارا ہے انساں کی خدمت میں

جب ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے تو کنبہ کا سردار جبھی خوش ہوگا جب اس کے کنبے کی خدمت کی جائے۔ ورنہ کل قیامت میں وہ پوچھے گا تو کیا جواب دیں گے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ "ایک شخص سے بروز قیامت اللہ پوچھے گا بتاؤ تم نے میری تیمارداری کیوں نہیں کی؟ وہ بندہ تعجب سے پوچھے گا اے اللہ کیا تو بھی بیمار ہوتا ہے؟ اللہ کریم فرمائے گا میں تو بیمار نہیں ہوتا مگر تیرا پڑوسی بیمار تھا اگر تو اس کی تیمارداری کرتا تو یقیناً یہ میری ہی تیمارداری ہوتی۔
اب اگر برادری کی خدمت و ترقی کے لیے کام کرنا ہے تو رضائے الٰہی و آخرت کی جوابدہی کے لیے ہونا ضروری ہے۔ اور اسے "**وانذر عشيرتك الأقربين**" یعنی اے رسول ﷺ! پہلے پہل اپنے نہایت قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرایئے۔ اللہ کے حکم کی تعمیل و تکمیل میں ہونا چاہیے کیونکہ:

یہ ایک چراغ کئی آندھیوں پہ بھاری ہے

خیر خواہی:

نبی ﷺ کا فرمان ہے "**الدين النصيحة**" (دین تو سراسر بھلائی و خیر خواہی ہے)۔
جنگل میں جب کوئی سانپ یا کوئی دوسرا شکاری درندہ نکلتا ہے تو جنگل کے تمام باسی چیخ و پکار شروع کر دیتے ہیں۔ دراصل وہ اپنے اپنے عزیز و اقارب کو اس ظالم درندے کے خطرے

Marfat.com

سے آگاہ کر کے اپنی خیر خواہی کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ درندے کے ظلم وستم سے کوئی بچ سکے یا نہ بچ سکے لیکن وہ اپنی کوشش سے سبکو آگاہ اور چوکنا ضرور کر دیتے ہیں۔

جگانا آتا ہے اس کو کئی طریقوں سے
گھروں پہ دستکیں دینے خدا نہیں آتا

برادری کو جمع کرنا بھی دراصل اپنے عزیز و اقارب سے خیر خواہی و خیر سگالی کا اظہار ہے۔ اور اپنی برادری کے ہر فرد کو ظلم و استحصال، فکر روزگار، اور صحت و تعلیم کے مسائل سے دوچار ہونے سے خبردار کرنا اور مناسب طریقے سے اجتماعی کوششوں سے مشکل مسائل کا حل نکالنا ہے۔

ارے معجزوں کی دنیا میں، امکانات کی زمینوں میں تو کوّے بھی انڈے دے کر سفید بچوں کی خواہش کرتے ہیں۔ تیری برادری پھر بھی جیتے جاگتے انسان ہیں جو خواب دیکھتے ہیں اور خواہش رکھتے ہیں۔ اگر کوئی معجزہ ممکن ہے تو سُن !!

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انسان کو
اخوت کا بیان ہو جا، محبت کی زبان ہو جا

برادری کا اتحاد:

اتحاد میں بڑی برکت ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''ید اللہ علی الجماعۃ'' اللہ کا دستِ کرم جماعت پر ہے۔ اتحاد سے انسان باوقار و سلیقہ مند، باشعور و عقل مند اور خوشگوار و پُر بہار زندگی بسر کرتا ہے۔ اتحاد و اتفاق سے انسان کا وزن بڑھ جاتا ہے اور کئی خطرے تو اس اتحاد و اتفاق کے نام سے ہی ٹل جاتے ہیں۔ اور کچھ کا آسانی سے حل نکل آتا ہے۔ جنگل میں رہنے والے معصوم جانور صرف اپنے اتحاد سے ہی درندوں کے درمیان جیتے ہیں اور ان کا مشترکہ مسئلہ زندہ رہنا ہے۔ مگر برادری میں اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے کے لیے کسی ایسے مشترکہ مسئلہ کو نکتہ آغاز ہونا چاہئے جس پر برادری کے تمام لوگ با آسانی جمع ہو سکیں۔ مثلاً اصلاح و فلاح کے مشترکہ منصوبے، تعلیم، صحت اور انصاف کی فراہمی میں مشترکہ کوششیں، معذور و مجبور اور کمزور افراد کی بحالی و روزگار کا انتظام اور برادری کے لیے ٹرانسپورٹ و کاروبار اور ہاؤسنگ سوسائٹی کا قیام وغیرہ۔

Marfat.com

شوق محکم ہوتو اڑ جاتے ہیں یوں بھی طائر
پَر، ضروری تو نہیں کوششِ پرواز کے ساتھ

اخلاص:

حسنِ نیت واخلاص کا اُعمال پر بڑا گہرا اثر پڑتا ہے۔نیت اچھی ہوتو راستے میں کانٹے بچھانا بھی نیکی بن جاتا ہےاور نیت خراب ہوتو راستے سے کانٹے چننا بھی برائی بن جاتا ہے۔ایک بادشاہ نے گزرتے ہوئے ایک باغ سے انار کھایا جونہایت میٹھااور لذیذ تھا۔گھر واپسی پر بادشاہ نے سوچا کہ میری سلطنت میں باغ ہےاور ایک بزرگ غریب آدمی کی ملکیت میں ہے یہ باغ تو میرے پاس ہونا چاہئے۔اس نے اپنے لوگوں کو باغ پر قبضہ کے لیے روانہ کیا جب وہ وہاں پہنچے اور انار کھانے لگےتو سب انار کھٹےاور خراب لگنے لگے۔انہوں نے بزرگ مالک سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہوا پہلےتو اس باغ کے انار نہایت میٹھے تھے وہ بولے بادشاہ کی نیت میں فتورآ گیا ہوگا۔

نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

"انما الأعمال بالنیات"

ترجمہ: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

جب کبھی برادری کے سالانہ یاماہانہ پروگرام ہوں تو ان میں نہایت اخلاص کے ساتھ معاشرتی برائیوں اور سماجی مسائل پرکھل کر گفتگو کی جائے اور برادری کے پلیٹ فارم سے اجتماعی کوششوں کے ذریعے ان مسائل سے نپٹنے کا طریقہ کار بھی طے کیا جائے۔جو مقاصد حاصل ہوجائیں ان کا ذکر کریں جن کے لیے مزید تگ و دو کرنا ہے اس کی فکر دیں۔مگر ہمارے جلسے نشستاً، گفتاً، خوردن اور برخواستاً سے آگے نہیں بڑھتے۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

ان اللہ لاینظر الی صورکم ولاالی اموالکم ولکن ینظر الیٰ قلوبکم واعمالکم...... (مسلم)

ترجمہ: اللہ تمہاری شکلوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور عملوں کی طرف دیکھتا ہے۔

Marfat.com

آدمی نہیں سنتا آدمی کی باتوں کو
پیکر عمل بن کر غیب کی صدا ہو جا

خود احتسابی:

برادری کی خدمت واتحاد کا کام نہایت نازک ہے یہ ایک سہانا سپنا ہے جسے اعتماد کی قوت سے ہی شرمندہ تعبیر کیا جا سکتا ہے اور اعتماد کو قائم کرنے کے لیے خود احتسابی کا عمل ضروری ہے۔ برادری کے اتحاد کے لیے کوشاں لوگوں کو ہر وقت بازپُرس کے لیے تیار رہنا چاہئے۔ برادری کی اصلاح وفلاح کے لیے جمع کردہ فنڈز او دیگر تمام پراپرٹی برادری کے لوگوں کی امانت ہے۔ اسے مناسب اور صحیح جگہ پر خرچ ہونا چاہئے۔ فنڈز کا مکمل ریکارڈ ہونا چاہیے۔

احتساب کے عمل سے ہر شخص کو گذارا جائے کوئی مستثنیٰ نہ ہو۔ جو احتساب سے خود کو بالاتر سمجھے اسے برادری کی ہر طرح کی خدمت سے الگ کر دیا جائے، کیونکہ گذشتہ لوگ اسی لیے تباہ ہو گئے تھے کہ وہ اپنے معزز اور مالدار لوگوں کا احتساب نہیں کرتے تھے اور غریب ونادار لوگوں کو پھنسا دیتے تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھرے مجمع میں حج کے موقع پر ایک عام سے آدمی نے تقریر سے روک کر کہا: ''امیر المؤمنین! ہم آپ کی تقریر سنیں گے مگر پہلے یہ بتایئے کہ کپڑا تو سبکو برابر ملا تھا جس سے آپ کا کرتہ نہیں بن سکتا تھا تو پھر یہ کرتہ آپ نے کیسے اور کہاں سے بنایا ہے'' آپ نے عبداللہ بن عمر سے فرمایا کہ جواب دو' انہوں نے بھرے مجمع میں بدو کو جواب دیا کہ میرے والد کا حصہ بھی ہمارے ہی جتنا تھا مگر میں نے اپنا حصہ بھی اپنے والد کو پیش کر دیا جس سے ان کا یہ کرتہ بننا ممکن ہوا ہے۔

اس واقعہ سے لوگوں میں کتنا اعتماد پیدا ہوا ہوگا اپنے خلیفہ پر جس کی بنیاد پر آپ نے دنیا کو بہترین فلاحی واصلاحی اور اسلامی ریاست قائم کر کے ایک عظیم تحفہ عطا فرمایا۔

دنیا میرے پڑوس میں تھی آباد مگر
میں نے دعا سلام نہ کی اس ذلیل سے

Marfat.com

اظہارِ رائے:

برادری کے اُفراد جب اکٹھے ہوں تو ان میں کوئی غریب وامیر، تاجر وفقیر کمتر یا حقیر، استاد ووکیل، اور مزدور وکسان نہ ہو بلکہ سبھی پردھان ہوں۔ تمام اُفراد کو بولنے کا موقع ملے، ہر کسی کی بات کو غور سے سنا جائے اور پھر قانون، اصول، مذہب، اخلاق، اُقدار، رسم ورواج اور دلیل کی بنیاد پر اسے قبول یا رد کرنے کا فیصلہ ہونا چاہیے۔ مگر ہر کسی کی عزت نفس پامال کیے بغیر حوصلہ افزائی کرتے ہوئے یہ فیصلہ ہونا چاہیے نہ کہ جھڑک کر یا ڈانٹتے ہوئے۔ نہ جانے کس منہ سے کوئی موتی جھڑے اور وہ برادری کی ترقی وفلاح کا ضامن بن جائے۔

اگر یہ نہیں تو پھر سب جھوٹ ہے بابا!

جا ان حسرتوں سے کہہ دے کہیں اور جا بسیں
اتنی جگہ کہاں ہے اس دل داغدار میں

آخری بات:

اگر خیر خواہی، خود احتسابی، اخلاص نیت، اظہار رائے، جذبہ خدمت اور باہمی ہمدردی و محبت کی بجائے برادری کے پلیٹ فارم پر بھی خودغرضی، دوریاں، نفرتیں، درجے بندی اور انتشار وافتراق کے بت ہی پالنا ہیں تو پھر خدا کے لیے خدمت کا ڈھنڈورا نہ پیٹیں۔ برادری کو سیاست کی سولی پہ نہ لٹکائیں ہمارا 60 سالہ تجربہ ہے کہ ہم نے سیاست کے ذریعے دہشت ووحشت تو پھیلائی ہے خدمت نہیں کر سکے ہیں۔ اگر آپ کو سیاست کا شوق ہی ہے تو پھر جائیے سیاست کے گندے جوہڑ میں اتر کر غرق ہو جائیے۔ مگر خدارا برادری کا بیڑا غرق نہ کریں

غم کدے میں نہ چھیڑ نایا رو
راحتِ بے ثبات کی باتیں

☆☆☆

Marfat.com

اللہ کے بندوں کی توہین

نومبر 2010ء کو تلاش حق فاؤنڈیشن نے یہ پمفلٹ تقسیم کیا تھا گیارھویں شریف کے موقع پر

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا عَظِيْمًا۔ (احزاب۔۵۸)

اور جو لوگ مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو بغیر کسی جرم کے ایذا (تکلیف) دیں۔وہ (بہت بڑے) بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔مسلمانوں کی تنقیص و توہین کرنا، بدنام کرنا، بہتان لگانا، غیبت کرنا، دھوکا دینا، ملاوٹ کرنا، الٹے ناموں سے پکارنا، گالی دینا، حسد کرنا، اس کے مال، جان اور عزت آبرو پر بری نگاہ ڈالنا، درشتی و بد اخلاقی سے پیش آنا، اس پر ظلم کرنا، تکبر و تشدد اور غرور و نخوت سے پیش آنا، اور اسے حقیر و کمتر جاننا وغیرہ سب وہ اعمال ہیں جو مسلمان کی توہین ہے اور کائنات میں سب سے پہلے کسی مومن کی توہین و ایذا کا مرتکب شیطان ہوا تھا۔ جسے اللہ نے ہمیشہ کے لیے اپنی رحمت سے دور کر دیا تھا، کیونکہ شیطان نے اس کی توہین کی تھی، جسے اللہ نے عزت دی تھی۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ۔ (القرآن)

(اور ہم نے نبی آدم کو عزت دار بنایا ہے)

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ (القرآن)

ترجمہ: اور عزت تو صرف اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کے لیے ہے۔

لہٰذا نسل انسانی اور بالخصوص مسلمانوں کا ادب و احترام کرو۔ مومنوں کو اللہ نے عزت دار بنایا ہے ان کی توہین و تنقیص سے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا نہ دو، تمھارا یہ چھوٹا سا عمل تمھاری عبادت کی کمی کو پورا کر دے گا مگر یاد رکھو! تمھاری شب و روز کی عبادت اور یاد و بندگی بھی مسلمانوں کی توہین و ایذا رسانی اور بد اخلاقی کے داغ کو کبھی دھو نہ سکے گی۔

Marfat.com

نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔

اے مسلمانو! تو ایک دوسرے کی جان، مال اور عزت و آبرو کے محافظ و نگہبان بن جاؤ جب ہی تم مسلمان کہلانے کے حقدار بنو گے۔ اور نہ صرف اللہ کی بارگاہ میں محبوب و مقبول ہو جاؤ گے بلکہ دنیا میں بھی فتنہ وفساد اور شر کی آگ سے محفوظ رہو گے۔

اے مسلمانو!

۱۔ اگر تم عظمت رفتہ کی تلاش میں سرگرداں ہو!

۲۔ اگر تم پھر سے دنیا کی امامت کے خواہش مند ہو!

۳۔ اگر تم خود کو عالمی قیادت کا اہل ثابت کرنا چاہتے ہو!

۴۔ اگر تم امن وسکون کے ساتھ جینا چاہتے ہو!

۵۔ اگر تم آنے والے نسلوں کا افتخار بننا چاہتے ہو!

۶۔ ہاں ہاں!! اگر تم وطن عزیز پاکستان کی حفاظت کرنا چاہتے ہو!

۷۔ تو سنو!! مسلمانوں کی عزت و توقیر اور ادب واحترام کو اپنا شعار بنالو۔

۸۔ مسلمانوں سے عاجزی وانکساری اور تواضع و وفاداری سے پیش آؤ!

۹۔ بس اسی طرح سے تم اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتے ہو!!

فرمان الٰہی ہے:

اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْ مِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ

(مسلمانوں سے تواضع اختیار کرنا ہی کافروں پر تمہیں غلبہ عطا کرسکتا ہے)

مسلمان اللہ کا بندہ ہے اور اللہ کا بندہ کسی دوسرے اللہ کے بندے کی توہین کبھی نہیں کرتا۔

☆☆☆

Marfat.com

گولڈن کی اسکیم اور چینل لنکس

☆ ۱۷/۱۰ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو اسکالرز اکیڈمی کے تحت جامعہ باب القرآن میں منعقد ہونے والے مناقشہ کے لیے لکھی گئی تحریر ☆

گولڈن کی اسکیم کے طریقۂ کار پر غور کرنے سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(الف) خریدار کو ایک مخصوص دوا کی بوتل یا پیکٹ خریدنا ہوتا ہے۔ جس کی قیمت بازار میں Rs.9,000/= روپے ہے۔ یہ دوا صرف گولڈن کی اسکیم کے ذریعے ہی دستیاب ہے، مگر خریدار کو یہ نو ہزار والی دوا لازماً Rs.19,000/= میں خریدنا پڑتی ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ اگر خریدار مزید ممبر گاہک فراہم کرے گا تو اسے حسب مراتب مقررہ کمیشن ادا کیا جائے گا، ورنہ صرف دوا ہی ملے گی۔

اس مندرجۂ بالا صورت میں بیع کے اندر شرط رکھی گئی ہے کہ خریدار نہ صرف (9000) کی دوا خریدے بلکہ مزید (10000) روپے ادا کر کے خود کو گولڈن کی اسکیم کا ممبر بھی بنائے اور مزید گاہک ممبر بھی بنا کر دے، ورنہ 10,000/= سے بھی محروم ہو جائے گا اور کمیشن بھی نہیں ملے گا۔

اب اسلام میں کسی شئے کی خرید وفروخت میں ایسی شرط رکھنا کہ جس کا خرید وفروخت سے کوئی تعلق نہ ہو، باطل ہے۔ مثلاً کوئی شخص کپڑا خریدے اور شرط لگا دے کہ تم یہ کپڑا کٹوا کر اور سلوا کر دو گے تو یہ شرط ناجائز ہے کیونکہ اس میں نقصان کا اندیشہ ہے اگر ممبر نہ بنا سکا تو 10,000/= سے ہاتھ دھونا پڑیں گے اور اگر ممبر بنالیا تو دھوکا دہی میں شریک ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ ۔ (مسلم۔ کتاب البیوع)

ترجمہ: اسلام میں نہ نقصان اٹھایا جائے گا اور نہ نقصان پہنچایا جائے گا۔

اور پھر ان شرائط کی موجودگی میں خریدار کا مقصد دوائی خریدنا نہیں رہے گا بلکہ اب اس کا

Marfat.com

مقصد وہ جادو کی چھڑی (پانسہ) خریدنا ہوگا جو اس کی متوقع آمدن کا ذریعہ بنے گا یا متوقع نقصان کا پیش خیمہ ہوگا۔ اس لیے یہ تجارت یا خرید و فروخت نہیں بلکہ جُوا ہے جسے زمانۂ جاہلیت میں "تقسیم بالا زلام" یعنی پانسوں کی تقسیم کہا جاتا تھا۔ اس لیے یہ خرید و فروخت نہ صرف گناہ ہے بلکہ دعوتِ گناہ بھی ہے۔

(ب) خریدار سے دوا کی قیمت 9000/= کے ساتھ 10,000/= روپے کی اضافی رقم تجارت میں شمولیت اور اشتہارات کی مد میں خرچ کرنے کی غرض سے لے کر پہلے سے موجود ممبران میں ان کی حیثیت کے مطابق تقسیم کر دی جاتی ہے۔

مندرجہ بالا عمل میں دو قباحتیں ہیں:

۱۔ خریدار سے تجارت میں شمولیت اور اشتہارات کے اخراجات کے نام پر دس ہزار روپے وصول کر کے ممبران میں تقسیم کرنا دھوکا ہے اور جھوٹ ہے اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ۔ (مسلم۔ کتاب البیوع)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوکے والی بیع سے منع فرمایا ہے۔

عربوں میں لوگ بکری و گائے وغیرہ کے تھنوں میں دودھ روک لیتے تھے تا کہ خریدار اس کے دودھ کو دیکھ کر قیمت زیادہ لگائے۔ یا بھیگے غلّہ کو خشک غلّہ میں چھپا کر خشک غلّہ کی قیمت میں فروخت کرتے تھے، کیونکہ یہ دھوکا ہے۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَصُرُّوا الْاِبِلَ وَالْغَنَمَ۔ (مشکوٰۃ۔ کتاب البیوع)

ترجمہ: اونٹنی اور بکری کا دودھ نہ روکو۔

۲۔ خریدار سے تجارت میں شمولیت اور اشتہار کی مد میں وصول کی جانے والی رقم موجودہ ممبران میں کس خدمت کے عوض تقسیم کی گئی ہے۔ یقیناً یہ قوم کو لالچی و حریص بنانے اور اپاہج کرنے کا سبب ہے جو کسی طرح بھی جائز قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔

چینل لنکس:

چینل لنکس کا سرٹیفکیٹ خرید کر 300/= روپے کی تین ادائیگیاں کرنا پڑتی ہیں۔

Marfat.com

ساتویں نمبر، پہلے نمبر اور کمپنی کے نام یہ ادائیگیاں ہوتی ہیں۔ ان ادائیگیوں کے بعد کمپنی خریدار کو مزید تین سرٹیفکیٹ دیتی ہے جن میں خریدار کا نام ساتویں نمبر پر ہوگا۔ خریدار کو لازماً یہ تینوں سرٹیفکیٹ دو ماہ میں فروخت کرنا ہوتے ہیں۔ جس سے خریدار کو =/900 روپے واپس مل جاتے ہیں، اگر خریدار دو ماہ میں یہ سرٹیفکیٹ فروخت نہ کر سکے تو اصل اور اضافہ دونوں ضائع ہو جائیں گے۔

اب خریدار کاروبار کا حصہ بن جاتا ہے۔ اب جوں جوں سرٹیفکیٹ بکتے جائیں گے خریدار کا نام اوپر آتا جائے گا اور ڈیڑھ سال میں =/300 والے 2187 ڈرافٹ حاصل کر کے =/6,56,100 روپے کا مالک بن جائے گا۔

مندرجہ بالا کاروبار میں چند قباحتیں ہیں:

۱۔ خریدار تین ادائیگیاں نامعلوم مقصد اور نامعلوم لوگوں کو کرتا ہے اور اس طرح معدوم شئے کی خرید و فروخت میں لگاتا ہے، جس میں دھوکا کا اندیشہ ہے اور یہ بیع غرر کہلاتا ہے جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ۔

(مسلم۔ کتاب البیوع)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوکے والی بیع سے منع کیا ہے۔

۲۔ اس میں خریدار پر یہ شرط لگائی گئی ہے کہ دیئے گئے تین سرٹیفکیٹ وہ دو ماہ میں بیچ دے ورنہ اصل سرمایہ اور اضافہ دونوں سے ہاتھ دھونا پڑیں گے اور یہی قمار (جوا) ہے کہ یا تو اصل مال کے ساتھ مزید بھی آئے گا یا اصل مال بھی جاتا رہے گا اور جوا حرام ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ۔ (مائدہ۔۹۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! بے شک شراب اور جوا اور پانسے اور (قسمت معلوم کرنے کیلئے) فال (نکالنے کے تیر) یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں۔

۳۔ بیع کے اندر اس طرح کی شرط لگانا منع ہے یہ بالکل اس اخباری معمہ کی طرح ہے جس میں معمہ کا ٹکٹ یا اخبار خرید کر معمہ پُر کرنے والا گویا عوض ادا کرتا ہے اس مقابلے میں اسے جو

Marfat.com

عوض ملتا ہے اس میں ملنے یا نہ ملنے کا اندیشہ ہے۔ اس طرح ''خطر'' پیدا ہوا۔ اسی کا نام جُوا یا قمار ہے کہ خریدار کو شبہ ہے کہ مال پائے گا یا اگلا بھی گنوائے گا۔

سر ٹیفکیٹ بکے یا نہیں مگر کمپنی اور مزید دو افراد کو تو بیٹھے بیٹھائے =/300 روپے کا فائدہ ہوا ہے۔

۴۔ خریدار نے جو ڈیڑھ سال میں =/300، 2187 ڈرافٹ حاصل کیے ہیں یہ معلوم نہیں کہ وہ ڈرافٹ اسے ملیں گے یا نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لوگ اسے ڈرافٹ نہ بھیجیں۔ یہاں نقصان کا اندیشہ ہے۔ جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ (مسلم۔ کتاب البیوع)

ترجمہ: نہ نقصان دیا جائے گا نہ نقصان لیا جائے گا۔

ان اسکیموں کے مندرجہ ذیل اثرات معاشرے پر مرتب ہوں گے۔

۱۔ ایک اہم اور بڑی خرابی یہ ہے کہ چند ظاہری فوائد کے علاوہ یہ نظام واسطہ در واسطہ کی بھول بھلیوں اور پیچیدگیوں سے اٹا پڑا ہے۔ اس نظام کو اجتماعی شکل دینا تقریباً ناممکن ہے۔ اس نظام کے جال میں پھنسنے والا مالی فوائد اور جسمانی صحت کی تمنا لیے روحانی موت مر جاتا ہے اور '' اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ '' کا مصداق بن جاتا ہے۔

۲۔ دوسری خرابی ان اسکیموں کی یہ ہے کہ ان کی وجہ سے ممبر گاہک یا خریدار کی صورت میں ایک ایسا طبقہ جنم لیتا ہے جسے دوائی یا سر ٹیفکیٹ یا مریض کی صحت یا غریب سے ہمدردی کا کوئی جذبہ یا دور کا کوئی واسطہ بھی نہیں ہوتا بلکہ انہیں اپنے کمیشن سے مطلب ہوتا ہے جس طرح گھڑ دوڑ اور قمار خانے کے مالک کو اپنا کمیشن چاہیے، خواہ کوئی ہارے یا جیتے!

۳۔ مزید یہ کہ ان اسکیموں سے دھوکا دہی، جُوا، استحصال، جہالت، احتمال سود، غلط تشہیر اور خود غرضی جیسی ذہنیت جنم لیتی ہے جو نہ صرف اخلاقی قدروں کی پامالی کا سبب بنتی ہیں بلکہ اخلاقی برائیوں کو جنم بھی دیتی ہیں۔

اس لئے اگر چہ ان اسکیموں میں چند فوائد ہوں گے مگر نقصان زیادہ ہے تو ان اسکیموں

Marfat.com

کو جائز قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ قرآن میں نفع کے مقابل ''ضرر'' نہیں ''اثم'' آیا ہے اور عرب میں ''اثم'' روحانی واخلاقی مفاسد اور ''ضرر'' مادی اور جسمانی مضمرات کے لیے آتا ہے۔

معلوم ہوا کہ حلال وحرام کے لیے جسمانی ومادی فوائد ونقصان نہیں بلکہ روحانی واخلاقی فوائد ونقصان ہی پیمانہ ہیں۔ اگر ہم یہ اصول ترک کر دیں تو حرام وحلال کی تمیز ختم ہو جائے گی کیونکہ حرام میں کچھ فائدہ بھی ہوتا ہے جو ہمارے خیال میں نیکی کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ اِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ''۔ (بقرہ۔۲۱۹)

ترجمہ: لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا مسئلہ پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو اس سے دنیاوی فائدہ بھی ہوتا ہے لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت زیادہ ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

بابِ چہارم

شعلہ احساس

Marfat.com

تفکر و تدبر کا اسلامی تصور، ایک تحقیقی جائزہ

تفکر و تدبر قوموں کی تقدیر بدلنے کا ضامن ہے۔ جن قوموں کا شعار تفکر و تدبر ہو وہ کبھی ڈگمگایا نہیں کرتیں۔ تفکر و تدبر کو سمجھنے کیلئے مناسب ہوگا کہ ہم اس کے لغوی اور اصطلاحی مفہوم سے واقفیت حاصل کریں تفکر و تدبر دو ہم معنی و مترادف الفاظ ہیں۔ تاہم ان کے معنی و مفاہیم کو ہم الگ الگ بیان کریں گے۔

تفکر کا لغوی مفہوم:

"تَفَکُّر" فِکْر سے باب تفعل ہے۔ اَلْفِکْرُ اور اَلْفَکْرُ کا معنی ہے:

" إعمالُ الخَاطِرِ فِی الشَّیْءِ"

یعنی "کسی چیز کے اندر کھٹکا یا تردد پیدا ہونا"

(ابن منظور افریقی۔ لسان العرب۔ باب الفاء۔ ص۲۹۴، دار الاخیار۔ ریاض۔ طبع جدیدہ۔ ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶م)

فکر دراصل "فرک" سے مقلوب ہے جس کا معنی مَلنا، رگڑنا اور کھرچنا ہے۔ کیونکہ جس معنی میں یہ مستعمل ہے وہ "فرکِ الامور والبحث" ہے۔ یعنی طلبِ حقیقت و تلاشِ معرفت۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ "اَلْفِکْرُ" دراصل "اَلْفَرْكُ" تھا۔ جو کثرت استعمال سے "اَلْفِکْرُ" بن گیا۔ اور "اَلْفَرْكُ" کے معنی ہیں:

"دَلْكُ الشَّیْءِ حتی ینقطع قشرہ عن لبہ کالجَوْزِ"۔ (لسان العرب۔ ص۲۳۸)

یعنی "کسی شی کو اتنا رگڑنا کہ اس کا چھلکا اس کے گودے سے الگ ہو جائے جیسے اخروٹ"

تفکر کا اصطلاحی مفہوم:

شیخ شریف جرجانی لکھتے ہیں:

Marfat.com

''تصرف القلب فی معانی الأشیاء لدرك المطلوب''۔

(السید الشریف ابوالحسن علی بن محمد بن علی۔ التعریفات۔ باب التاء۔ص ٦٧۔ دارالکتب العلمیہ ،الحسنی الجرجانی الحنفی متوفی ٨١٦ھ۔، بیروت۔طبع اولیٰ ١٤٢١ھ/٢٠٠٠م)

یعنی''مطلوب کو پانے کیلئے دل کو اَشیاء کی حقیقت ومعنی کی تلاش میں استعمال کرنا۔''

فکر کی تعریف یوں بھی کی گئی ہے:

''سِراجُ القلب یریٰ به خیره وشرّه ومنافعه و مضارّه وکل قلب لا تفکّر فیه فهو فی ظلمات یتخبط''۔

(السید الشریف ابو الحسن علی بن محمد بن علی۔ التعریفات۔ باب التاء ۔ص ٦٧۔ دارالکتب العلمیہ ،الحسنی الجرجانی الحنفی متوفی ٨١٦ھ،بیروت۔طبع اولیٰ ١٤٢١ھ/٢٠٠٠م)

یعنی''فکر دل کا چراغ ہے جس سے اس کیلئے بھلائی وشراور منافع ونقصان کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور ہر وہ دل جس میں فکر کی عادت نہ ہو وہ اندھیروں میں ہے جو اس کو دیوانہ کردیں گے۔''

اور کہا گیا ہے کہ:

''اَلفِکرُ، مِصْبَاحُ الِاعتبَارِ وَمِفتَاحُ الِاختِیَارِ''

(السید الشریف ابوالحسن علی بن محمد بن علی۔التعریفات۔باب التاء۔ص ٦٧۔ دارالکتب العلمیہ ، الحسنی الجرجانی الحنفی متوفی ٨١٦ھ،بیروت۔طبع اولیٰ ١٤٢١ھ/٢٠٠٠م)

یعنی''فکر،عقل کا چراغ اور حقائق کی چابی ہے۔''

فکر کو طائرِ حکمت کا جال بھی قرار دیا گیا ہے چنانچہ شیخ شریف جرجانی لکھتے ہیں:

''اَلفِکرُ شَبَکَةُ طائرِ الحِکمَةِ''۔(التعریفات ص ٦٧)

تدبر کا لغوی مفہوم:

''اَلتَّدَبُّرُ'' اَلتَّفَکُّرُ فِیه۔

یعنی''کسی شئی میں کچھ جاننے یا پانے کی کوشش کرنا۔'' (لسان العرب باب الدال ص ٢٧٧)

Marfat.com

جیسا کہ کہا جاتا ہے:

"فلان مَا یدری قِبَالَ الْاَمْرِ مِنْ دِبَارِہٖ"

یعنی "وہ شخص اس کام کے آگے اور پیچھے سے واقف نہیں (یعنی آداب و اصول اور نتائج سے آگاہ نہیں)"۔

تدبر کا اصطلاحی مفہوم:

"اَلتَّدَبُّرُ، عِبَارَۃٌ عَنِ النَّظْرِ فِی عَوَاقِبِ الْاُمُوْرِ"

یعنی "تدبر دراصل زندگی میں پیش آنے والے معاملات کے اثرات اور نتائج وثمرات سے آگاہی حاصل کرنے کو کہتے ہیں"۔

(التعریفات۔ باب التاء۔ ص ۵۸)

تفکر اور تدبر کا باہمی فرق:

تفکر وہ قوت ہے جو کسی کام کو انجام دینے سے پہلے کوئی دلیل تلاش کرنے میں عقل اور دل کی راہنمائی کرے، جبکہ تدبر وہ صلاحیت ہے جو اپنی قوت قاھرہ سے اس کام کی انجام دہی کے بعد پیدا ہونے والے اثرات اور مرتب ہونے والے نتائج سے دل و دماغ کو خبر دے۔ چنانچہ شیخ شریف جرجانی لکھتے ہیں:

أن التکفر تصرف القلب بالنظر فی الدلیل والتدبر تعرفه بالنظر فی العواقب

یعنی "تفکر دل کو دلیل کی تلاش میں راہنمائی فراہم کرتا ہے اور تدبر اس کے قائم ہونے سے اس کے نتائج واثرات کے جاننے میں مدد کرتا ہے"۔

(تعریفات۔ باب التاء۔ ص ۵۸)

استادِ گرامی علامہ اللہ بخش اویسی فرماتے ہیں:

تفکر کا لغوی معنی غور کرنا ہے اور اصطلاحی منطق میں دو معلوم شدہ تصورات کو ملا کر ایک مجہول شی کا حاصل کرنا تفکر کہلاتا ہے جیسے حیوان اور ناطق دو معلوم شدہ تصورات کو ملایا تو ہمیں ایک

Marfat.com

مجہول شئ ، انسان کا علم ہوا۔ دوسرے لفظوں میں امورِ معلوم کو ترتیب دے کر امورِ مجہولہ کے حاصل کرنے کو تفکر کہتے ہیں۔

جبکہ امورِ مجہولہ کے حصول کے بعد اس پر عمل کرنے سے خطرناک نتائج کا ڈر ہو، دل متردد ہو، تو یہ درد، شک اور شبہہ کی قوت متحرکہ جو علم کی جستجو اور نتائج وعواقب اور اثرات وثمرات کی طلب وتڑپ میں کود کر معلوم شئ تک آنا چاہتی ہے یہ تدَبُّر ہے۔ جو فکر پہ سوار ہوتا ہے۔ اور فکر کی قوت حسبِ عقل ونظر اسے آگے بڑھاتی ہے تاکہ وہ آئندہ مرتب ہونے والے اثرات سے آگاہ ہو سکے۔ لہٰذا فکر کیلئے مطلوبہ شئ کا تصور وتصویر کا دل میں ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے اللہ کی ذات کی بجائے صفات میں تأمل ونظر کرو۔ مختصر یہ کہ تفکر سواری ہے اور تدبر سوار ہے۔

(علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی (متوفی ۷۲۵ھ) تفسیر خازن، ج۔ا ص ۳۳۲۔ دار الکتب العلمیہ۔ بیروت۔ طبع اولیٰ ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴م)

تفکر وتدبر کی اہمیت:

اللہ کی ذات وصفات اور تخلیقات کو سانچۂ ذہن میں لا کر ان کے مقاصد کا کھوج لگانا غور وفکر کہلاتا ہے۔ تدبر وتفکر دراصل کسی ذہن کی اس قوت وصلاحیت کا نام ہے جو علم کو تلاش کر کے معلوم بناتی ہے۔ اور پھر اس معلومات کی روشنی میں مستقبل کے اہداف کا تعین، مسائل کا حل اور منزلوں کی نشاندہی کرتی ہے۔ چنانچہ صاحبِ تفسیر الحسنات لکھتے ہیں:

''غور وفکر وہ عملی قوت ہے جو نامعلوم شئ سے معلوم تک لے جاتی ہے اور یہ صرف انسان کا خاصہ ہے''۔ (ابو الحسنات سید محمد احمد قادری۔ تفسیر الحسنات۔ ج۔ا ص ۶۹۲۔ ضیا القرآن پبلی کیشنز۔ لاہور)

غور وفکر کی صلاحیت ہر انسان میں ہوتی ہے تاکہ وہ اپنے مقصد زیست کا پتا لگا سکے۔ وہ اپنی حیثیت، اللہ کی معرفت اور اس کے شاہکار اعظم کی حقیقت سے واقف ہو سکے۔ اور وہ یہ راز بھی پالے کہ وہ کہاں سے آیا ہے۔ اس وقت کہاں ہے۔ پھر کب اور کس وقت اسے کہاں چلے جانا ہے۔ چنانچہ علامہ صاوی لکھتے ہیں:

''فَثَمْرَةُ الْفِكْرِ الْاِسْتِدْلَالُ وَالْمَعْرِفَةُ بِاللّٰهِ۔

یعنی'' فکر کا نتیجہ استدلال ومعرفت الٰہی ہے۔'' (حاشیہ صاوی۔ ج۔ا ص ۲۶۱)

Marfat.com

بیداری کی لہر!

اسلامی تعلیمات کے ذریعے سے معمولی عمل کو بھی غیر معمولی بنایا جاسکتا ہے کیونکہ اسلام بندے کو لکھنا، پڑھنا اور سوچ کے ذریعے آگے بڑھنا سکھاتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ انسان کی خفیہ صلاحیتوں کو تدبر و تفکر اور سوچ و بیچار کی عادت و مشقت سے ہی بیدار کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ علامہ محمود بن عمر زمخشری لکھتے ہیں:

"الفكرة تذهب الغفلة وتحدث للقلب الخشية كمايحدث المآء للزرع النبات وما جليت القلوب بمثل الأحزان ولا استنارت بمثل الفكرة"۔

یعنی "غور و فکر کی عادت سے غفلت کے پردے دور ہوتے ہیں، دل کی قساوت و سختی، نرمی میں بدل جاتی ہے۔ جہاں خیر و بھلائی کے خیالات جنم لیتے ہیں۔ دل غم کے کانٹوں سے پاک اور فکر کی تمازت و گرمی سے منور ہو جاتا ہے۔" (تفسیر کشاف۔ ج۔ ا ص ۳۴۷۔ دارالکتاب۔ العربی، بیروت۔ ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء)

عقلمندی کا نشان!

تدبر و تفکر اور سوچ و بیچار سے خود آگاہی و خود تنقیدی کی قوت پیدا ہوتی ہے جس سے بے معنی و فضول زندگی اور بامعنی و محبوب زندگی کا تصور و خیال جنم لیتا ہے۔ بندے کے دل میں کوئی ہنر آزمانے، دنیا کو حیران کرنے اور کوئی عظیم کارنامہ انجام دینے کی امنگ و آرزو پیدا ہوتی ہے۔ صبر و تحمل، ربط و ضبط، برداشت و پرداخت اور جذب و استقلال کی استعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے اور بندہ دانشمندی و عقلمندی کا نشان بن جاتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

"اَلَّذِینَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا"۔ (آل عمران۔۱۹۱)

Marfat.com

ترجمہ: یعنی ''وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں کے بل لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمانوں وزمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا۔''

ترقی کا راز!

مسلمانوں کی سماجی، سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی ترقی کا راز قرآنی آیات میں غور وفکر کرنے اور انہیں اپنانے میں پوشیدہ ہے۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

آنکھوں کو عبادت میں سے انکا حق دو! عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ انکا عبادت سے کیا حصہ ہے؟ فرمایا: قرآن مجید دیکھنا اور اس میں غور وفکر کرنا اور اس کے عجائبات سے نصیحت حاصل کرنا۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۳۷۸)

تدبر وتفکر کے زاویئے:

تدبر وتفکر کے زاویئے درست ہونا لازم ہے۔ اور تدبر وتفکر کے زاویئے کو اتباع رسول ﷺ سے ہی درست رکھا جاسکتا ہے۔ تدبر وتفکر اور سوچ کا محور ومرکز اگر بیت اللہ اور گنبد خضریٰ نہ رہے تو انسان ڈھول بنکر خود کو بھی بھول جائے گا۔ اسی لئے رب کریم نے فرمایا ہے:

''وَلَا تکونوا کا الّذین نَسُوا اللّٰہَ فَاَنسٰھُمْ اَنفُسَھُمْ''

یعنی ''تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی انکو اپنے آپ سے غافل کردیا۔'' (حشر۔۱۹)

گویا سوچ کا قبلہ اور فکر کا کعبہ اگر درست سمت (قرآن وحدیث بیت اللہ وگنبد خضریٰ) نہ رہے تو شکستہ وبیمار اُفکار جنم لیتے ہیں جو معاشرے کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتے ہیں۔

گو فکرِ خداداد سے روشن ہے زمانہ مگر
آزادیٔ اُفکار ہے ابلیس کی ایجاد

Marfat.com

تدبر و تفکر کی فضیلت:

انسان کا وجود باطنی نفس اور ظاہری بدن سے مرکب ہے۔ لہٰذا اسے چاہئے کہ انفس و آفاق اور مصائب و مشکلات میں غور و فکر کیلئے روحانی و قلبی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے تاکہ نتیجہ جلد اور پُر تاثیر ظاہر ہو۔ چنانچہ رب کریم فرماتا ہے:

"سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِي اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقّ"

ترجمہ: عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود انکی اپنی ذات میں بھی یہاں تک اُن پر واضح ہو جائے کہ یہی حق ہے۔ (حم سجدہ۔ ۵۳)

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کفار مکہ کو اپنی قدرت دکھائیں گے شمس و قمر، نجوم، ریاح، مطار، جبال، بحار اور دیگر عجائبات اور انفس میں ان کی پہلی پیدائش، نطفہ، علقہ، مضغہ، عظاماً، پھر پیٹ میں رہنے کی مدت، پھر نہایت ضعف کے ساتھ دنیا میں آنا، پھر قوت کا آنا وغیرہ چنانچہ علامہ شیخ احمد بن محمد الصاوی (متوفی ۱۲۴۱ھ) لکھتے ہیں:

"لِاَن حكمة هذه الآيات النظر، والتَّأمُّلُ وَالِاعْتبار، فمن اعتبر بهذه الآيات فقد سعد، ومن تر كه فقد شقي"

یعنی "ان آیات کی حکمت یہ ہے کہ غور و فکر، تأمل و اعتبار کیا جائے تو جس نے ان آیات سے عبرت پکڑی وہ سعادت مند ہوا، اور جس نے ان آیات کو غور و فکر کیئے بغیر ہی چھوڑ دیا تو وہ بد بخت ہوگا۔" (حاشیہ الصاوی۔ ج۔ ثالث۔ ص ۱۴۱۷۔ دار الکتب العلمیہ۔ بیروت۔ طبع رابع ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶م)

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ کھانا اور پینا جاتا تو ایک ہی رستے سے ہے مگر پھر الگ الگ راستوں سے بر آمد ہوتا ہے۔ اختلاط نہیں ہوتا۔ اور ذرا آنکھ کو دیکھو کہ زمین سے پانچ سو سال کی دوری پر آسمان کو دیکھتی ہے۔ کان مختلف آوازوں کے درمیان فرق کرتا ہے۔ یہ سب کیسے ہوتا ہے؟

(حاشیہ الصاوی۔ ج۔ ثالث۔ ص ۱۴۱۷۔ دار الکتب العلمیہ۔ بیروت۔ طبع رابع ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶م)

امام ابو جعفر الطبری (متوفی ۳۱۰ھ) لکھتے ہیں:

Marfat.com

"وَخُصَّ به اهل الفکرِ، لانهم أهل التمییز بین الأمور، والفحص عن حقائق مایُعرض من الشبهه فی الصدور"

یعنی ''اس آیت کے ذریعے اللہ نے اہلِ فکر کو خاص کیا ہے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو امورِ شریعت میں تمیز کر سکتے ہیں اور دلوں میں پائے جانے والے شکوک وشبہات میں سے حق کو تلاش کر سکتے ہیں۔'' (تفسیر طبری۔ جز۔۱۵۔ آیت۔۲۴۔ص۵۷۔محقق احمد محمد شاکر۔مؤسۃ الرسالۃ۔طبع اولیٰ ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰م)

نبی ﷺ نے فرمایا:

"وَلَا عِبَادَةَ کا التفکر"۔ (بیہقی۔فی شعب الایمان حدیث ۴۶۴۸)

''اور غور وفکر سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں ہے۔''

نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"تفَکّرُ ساعَةٍ خیر مِّنْ قِیَامِ لَیْلَةٍ" (تفسیر قرطبی۔جز۔۴۔ص۳۱۴)

یعنی ''ایک لمحہ کا غور وفکر ساری رات کی عبادت سے بہتر ہے''۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"تفکر ساعة فی اختلاف اللیل والنهار خیر من عبادة ثمانین سنة"۔(تفسیر روح المعانی۔جز۔۳ص ۳۶۷)

یعنی ''دن رات کے آنے جانے میں ایک ساعت فکر کرنا اسی سالہ عبادت سے بہتر ہے۔''

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"فِکْرَة ساعةٍ خیر مِّنْ عِبَادَةِ سِتینَ سَنَةٍ"۔

(تفسیر روح المعانی۔ج۔۴ص ۵۰۲)

یعنی ''ایک لمحے کا غور وفکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔''

حضرت عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

میں نے ایک، دو یا تین سے نہیں بلکہ کئی اصحاب رسول ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔

Marfat.com

"اِنَّ ضیاء الایمان اَوْ نورَ الایمان التفکُّرُ"۔

(تفسیر روح المعانی۔ج۔۴ص ۵۰۲)

یعنی "ایمان کی ضیا یا روشنی تفکر ہے۔"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

"الفکرۃ مرآۃ تُریکَ حسناتَك و سیّاتَكَ"۔

(ابو الفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی (متوفی ۷۷۴ھ)۔ تفسیر ابن کثیر۔ جز۔۲ص ۱۸۴۔ محقق۔سامی بن محمد سلامہ۔دار طیبہ، طبع ثانی ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹م)

"غور وفکر اور مراقبہ ایک ایسا آئینہ ہے جو تیرے سامنے تیری برائیاں اور بھلائیاں پیش کردے گا"۔

ملتے رہیں گے خاک میں لیکن بفیضِ فکر
اسرارِ کائنات پہ، چھاتے رہیں گے ہم

حضرت سفیان عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

"الفکرۃ نور یدخل قلبك"

یعنی "فکر ایک نور ہے جو تیرے دل میں داخل ہو جائے گا۔"

آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

اِذا الـمَـرء کـانـت لَـهُ فِـکْـرَۃٌ
فـفـی کُـلِّ شَـیٔ لَـهُ عِـبْـرَۃٌ

یعنی "جس شخص کو فکر کی عادت لگ جائے اسے ہر شئی میں عبرت نظر آتی ہے۔" (ابو الفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی (متوفی ۷۷۴ھ)۔ تفسیر ابن کثیر۔ جز۔۲ص ۱۸۴۔ محقق۔سامی بن محمد سلامہ۔دار طیبہ، طبع ثانی ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹م)

مؤمن کی فکر اسے خالق تک لے جاتی ہے جبکہ غیر مؤمن کی فکر مخلوق کی بناوٹ میں لے جاتی ہے۔ جس سے مادی ترقی تو ہو جاتی ہے مگر من کا اندھیرا نہیں مٹتا اور نہ ہی یقین کا چراغ روشن ہوتا ہے۔

Marfat.com

کافر کے دل سے آیا ہوں یہ دیکھ کر فراز
خدا موجود ہے وہاں اسے پتا نہیں

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

اہل عقل ہمیشہ ذکر کے ساتھ فکر کرتے رہتے ہیں اور فکر کے ساتھ ذکر کرتے رہتے ہیں۔ بالآخران کے دل بولنے لگتے ہیں تو وہ کلام حکمت کرتے ہیں۔

(امام محمد بن محمد الغزالی۔ مکاشفۃ القلوب ص ۳۸۰۔ مکتبہ اسلامیات اندرون دھلی دروازہ۔ لاہور)

حضرت عون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

''سَألْتُ أُمّ الدرداء ما کان أفضل عبادة أبی الدرداء؟ قالت: التفکر والاعتبار''۔ (روح المعانی۔ ج۔۴ص ۵۰۲)

ترجمہ: ''میں نے اُم درداء سے پوچھا کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ کی سب سے بہترین عبادت کیا تھی۔ فرمانے لگیں: غور وفکر اور عبرت پکڑنا۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے:

''طوبیٰ لِمن کان قِیله تذکُّراً وَصَمْتُه تفکُّراً ونظرهُ عَبْراً''۔ (تفسیر ابن کثیر۔ جز۔۲ص ۱۸۴)

ترجمہ: ''خوشخبری ہے اس شخص کے لیے کہ جس کی بات چیت اللہ کا ذکر ہو اور جس کی خاموشی میں تفکر ہو اور جس کی نظر میں عبرت ہو۔''

ابن ابی دنیا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نُزهة المؤمن الفِکْرُ لذة المؤمن العِبَرَ

(تفسیر ابن کثیر۔ جز۔۲ص ۱۸۵)

ترجمہ: یعنی ''مؤمن کی تفریح فکر کرنا ہے اور مؤمن کی لذت عبرت پکڑنا ہے۔''

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

خاموشی کے ذریعے کلام کرنے پر اور فکر کے ذریعے استنباط کرنے پر مدد حاصل کرو۔ کیونکہ حکمت درستگی فکر سے ہی ممکن ہے۔ (مکاشفۃ القلوب۔ ص ۳۸۰)

Marfat.com

تفکر و تدبر کی دعوت!!

اسلام اپنے ماننے والوں کو غور و فکر، تدبر و تفکر، سوچ و بیچار کرنے اور عقل و خرد کی صلاحیتوں کو کام میں لا کر دانش ور و دانشمند بننے کی نہ صرف دعوت دیتا ہے۔ بلکہ اس کے طریقے بتا کر مواقع بھی فراہم کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فاعتبروا یا اولی الأبصار"۔ (حشر۔۲)

ترجمہ: یعنی "غور و فکر کرو اے عقلمندو!"

اس لئے کہ فکر و تدبیر ہی ہدایت و حکمت کا راستہ کھول سکتی ہے۔ یہ آیت قیاس کی محکم دلیل ہے اور قیاس بھی غور و فکر، تدبر و اعتبار اور اجتہاد کا نام ہے۔

"فاعتبروا" اُمر کا صیغہ ہے۔ گویا اللہ کریم غور و فکر اور اجتہاد و اعتبار کا حکم ارشاد فرما رہا ہے۔ اب عقلمند وہی ہوگا جو اس حکم الٰہی پر عمل کرے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

"وَفِی اَنْفُسِکُمْ أفلا تُبْصِرُوْنَ"۔ (ذاریات۔۲۱)

ترجمہ: یعنی "وہ (اللہ) تمہارے دل میں رہتا ہے کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کائنات کی وسعتوں میں باریکی و نزاکتوں کا مطالعہ نہ کر سکو تو اپنے اندر ہی جھانک کر دیکھ لو۔ چنانچہ علامہ احمد بن محمد الصاوی لکھتے ہیں:

"اَفلا تبصرون جُملة مُسْتَانفة قَصَدَ بِهَا الْحَثَّ عَلَی النَّظْرِ وَالتَّاَمُّلِ"۔ (حاشیۃ الصاوی۔ جلد رابع۔ ذاریات۔۲۱)

ترجمہ: یعنی "أفلا تبصرون" جملہ مستانفہ ہے جس سے اللہ کریم نے اپنے بندوں کو دقت نظری سے مطالعۂ کائنات اور تامل (غور و فکر) کرنے پر ابھارا ہے"۔

رب کریم فرماتا ہے:

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَقُوْلُوا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا"۔ (بقرہ۔۱۰۴)

ترجمہ: یعنی "اے ایمان والو! "راعنا" نہ کہا کرو اور کہا کرو کہ ہماری طرف توجہ فرمائیے۔"

Marfat.com

علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں:

"قیل هو من نظر البصیرة والمراد به التفکر والتدبر فیما یصلح حال المنظور فی أمره والمعنیٰ تفکر فی أمرنا" (روح المعانی۔ جز اول۔ ص ۴۷۵۔ دار الحیاء التراث العربی۔ بیروت ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء طبع جدید اولیٰ)

یعنی "کہا گیا ہے کہ "انظرنا" کی درخواست کا مطلب ہے دل کی آنکھ سے دیکھنا۔ اور اس سے مراد تفکر و تدبر کرنا ہے۔ التجا کرنے والوں کے معاملات میں فکر کرنا اور ان کے مسائل کے بارے میں سوچنا اور حل کرنا تفکر و تدبر کہلاتا ہے۔"

اللہ کریم فرماتا ہے:

"فسیروا فی الأرضِ فانظروا کیف کان عاقبة المکذبین"۔ (نحل۔۳۶)

ترجمہ: یعنی "زمین میں سیر و سیاحت کرو اور فکر کرو، عبرت حاصل کرو کہ جھوٹوں کا انجام کیا ہوا تھا۔"

شیخ احمد بن محمد الصاوی (متوفی ۱۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

"أمر لأهل مکة بالسیر، والنظر فی أحوال من تقدمهم" (حاشیۃ الصاوی۔ جلد ثانی۔ ص ۲۶۷۔ دار الکتب العلمیہ۔ بیروت طبع رابع ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء)

ترجمہ: "اس آیت میں اہل مکہ کو سیر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور گزرے ہوئے لوگوں کے حالات میں تفکر و تدبر کرنے کا کہا گیا ہے۔"

رب جلیل فرماتا ہے:

"أَفَلَا یَتَدَبَّرُونَ الْقُرآن"۔ (سورۃ نساء۔۸۲)

ترجمہ: "کیا وہ لوگ قرآن میں تدبر و تأمل نہیں کرتے۔"

Marfat.com

امام فخری الدین رازی (متوفی ۶۰۴ھ) لکھتے ہیں:

"دلت الآیۃ علی وجوب النظر والاستدلال"۔ (تفسیر کبیر۔مجلد الخامس۔ص۱۵۷مسئلۃ الرابعہ۔دار الکتب العلمیہ۔بیروت ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴م)

یعنی" یہ آیت نظر و استدلال (تدبر و تفکر) کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے۔"

اللہ کریم کا ارشاد ہے:

"اُنظُرُوا اِلیٰ ثَمَرِہٖ اِذَا أثمَرَ وَیَنعِہٖ"۔ (سورۃ الانعام۔۹۹)

ترجمہ: "ہر ایک (درخت) کے پھل کو دیکھو جب وہ پھل اٹھاتا ہے اور پھر پھل جب پکتا ہے۔"

اس آیت کریمہ میں (انظروا) کے معانی اعتبار و استدلال یعنی تفکر و تدبر ہے۔یعنی غور و فکر کرو کہ کس طرح اللہ اپنی قدرت سے سوکھے اور ٹنڈ منڈ درختوں سے پھل لاتا ہے اور پکاتا ہے۔

چنانچہ علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی (متوفی ۷۲۵ھ) فرماتے ہیں:

"والمعنی انظروا نظر استدلال واعتبروا کیف اخرج اللہ تعالیٰ ھذہ التمرۃ الرطبۃ اللطیفۃ من ھذہ الشجرۃ الکثیفۃ الیابسہ" (تفسیر الخازن۔مجلد ثانی۔ص۱۴۰۔دار الکتب العلمیہ۔بیروت طبع اولیٰ ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴م)

"اور (انظروا) کے معنی ہیں غور و فکر اور استدلال و اعتبار کرنا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ تازہ اور لطیف کھجوریں اس کثیف اور سوکھے درخت سے نکالتا ہے۔"

قرآن کہتا ہے:

"اَفَلَا تعقلونَ"۔ (سورۃ الانبیاء۔۱۰)

ترجمہ: "تو کیا تمہیں عقل نہیں ہے۔"

اس آیت کے ضمن میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

"کالبعث علی التدبر فی القرآن لأنھم کانوا غفلاء

Marfat.com

لأن الخوض من لوازم الغفلة و التدبر دافع لذالك الخوض و دفع الضرر عن النفس من لوازم الفعل فمن لم يتدبر فكأنه خرج عن العقل۔'' (تفسیر کبیر۔مجلد حادی عشر۔ص ۱۲۴۔دار الکتب العلمیہ ۔بیروت۔طبع ثانی ۱۴۲۵ھ ۲۰۰۴م)

ترجمہ: ''گویا کہ قرآن میں تدبر و تفکر پر اُبھارا گیا ہے کیونکہ وہ لوگ غافل تھے اور مشغولیت غفلت کے لوازمات میں سے ہے اور تدبر اس مشغولیت کو دور کرتا ہے اور نفس کو ہر طرح کے خطرات و نقصانات سے بچانا فعل کے لوازمات میں سے ہے تو جو کوئی تدبر نہیں کرتا وہ عقل کے دائرے سے نکل جاتا ہے۔''

خلاصہ:

رب کریم چاہتا ہے کہ تمام لوگ ادراک و شعور سے کام لیں اندھے اور آنکھیارے، جاہل اور عالم، دوست اور دشمن، حلال اور حرام میں تمیز کریں اور کوئی بھی شخص بے خبر نہ رہے۔ کیونکہ جہالت و لاعلمی اور غفلت و بے خبری انسان کو ذلیل و رسوا اور تباہ و برباد کردے گی۔اسی لئے قیامت تک یہ صدائے حرم گونجتی رہے گی۔

اَفلا تتفکرون۔(الانعام۔۵۰) (ترجمہ): کیا وہ تفکر نہیں کرتے!

اَفلا تعقلون۔ (انبیاء۔۱۰)(ترجمہ): کیا وہ عقل نہیں رکھتے!

اَفلا یتدبرون۔(محمد۔۲۴)(ترجمہ): کیا وہ تدبر نہیں کرتے!

اس تنبیہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے اللہ فرماتا ہے:

''اِنّ فی ذَالِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَار''۔(آل عمران۔۱۳)

یعنیٰ ''بے شک اس میں آنکھ والوں (دیکھنے والوں) کیلئے عبرت ہے۔''

پھر فرمایا:

''اِنَّ فِی ذالك لَاٰیَةً لِّقَومٍ یَّعقِلونَ''۔(نحل۔۶۷)

ترجمہ: ''بے شک اس میں عقل سے کام لینے والوں کیلئے نشانیاں ہیں''۔

Marfat.com

اور پھر فرمایا:

"اِنَّ فی ذالك لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ"۔ (النحل:٦٩)

ترجمہ: "بے شک اس میں غور وفکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔"

مزید ارشاد فرمایا:

"هُدًى وَّذِكْرىٰ لِاُولِى الْاَلْبَابِ"۔ (مؤمن۔۵۴)

ترجمہ: "ہدایت ونصیحت تو عقل والوں کیلئے ہے۔"

اس کا مطلب ہوا کہ ہدایت ونصیحت قبول کرنے اور واقعات وحادثات سے عبرت حاصل کرنے کیلئے بھی غور وفکر اور سوچ و بے چار کی ضرورت ہے۔ یہی فکری ایمان وعقیدہ ہی انسان کی اصلاح وفلاح کا ضامن ہے۔ فقط کسی مسلمان کے ہاں جنم لے لینا ہدایت ونصیحت پانے اور عقل مند ہونے کی نشانی نہیں ہے۔

غور وفکر کہاں کیا جائے!

اسلام نے نہ صرف ہمیں غور وفکر کی دعوت دی ہے بلکہ ہمیں غور وفکر کے مواقع بھی سمجھا دیئے ہیں چنانچہ فرمان رسول ﷺ ہے:

عن عبدالله بن سلام قال: "خرج رسول الله علي أصحابه وهم يتفكرون فقال: لاتفكروا في الله تعالىٰ ولكن تفكروا فيما خلق"۔ (روح المعانی ج۴ ص۵۰۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سلام سے اصبہانی نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ "نبی ﷺ اپنے صحابہ کے پاس آئے اور وہ غور وفکر میں مشغول تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو بلکہ جو کچھ اس نے پیدا کیا ہے اس میں غور وفکر کرو۔"

گویا نبی ﷺ نے مخلوق کے اندر غور وفکر کا حکم دے کر شعور کو تازگی اور فکر کو بالیدگی عطا کر کے جدید سائنس کا دروازہ کھول دیا۔ آج مخلوقات میں غور وفکر کے نتائج وثمرات ہمارے سامنے ہیں۔

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص آسمان اور ستاروں کو دیکھ رہا تھا اور پھر غور وفکر کرتے ہوئے بولا:

"واللّٰہ انّی لأعلم أن لك ربّاً وخالِقاً اللّٰھمّ اغفرلی فنظر اللّٰہ تعالیٰ له فغفرله"۔ (تفسیر کشاف۔ج۔۱،۲ص ۳۴۷)

ترجمہ: "اللہ کی قسم مجھے یقین ہے تمہارا بھی کوئی پالنے والا اور پیدا کرنے والا ہے۔ اے اللہ میری مغفرت فرما!! تو اللہ نے اس پر نگاہِ لطف وکرم ڈالی اور اسے بخش دیا۔"

گویا مخلوقات کی چمک دمک، بناوٹ، سجاوٹ اور حسن وجمال اور ہنر وکمال میں ہی گم نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ ان کی صفات میں غور وفکر کرتے ہوئے ان کے خالق و مالک تک پہنچ جانا چاہیے۔

علامہ اقبال نے بھی کہا تھا:

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن حضرت سہل بن علی کو دیکھا کہ وہ ساکن اور غور وفکر کر رہے ہیں فرمایا: کہاں تک پہنچے ہو؟ کہا: پُل صراط تک۔

گویا وہ غور وفکر کے ذریعے آخرت کی منزلیں ناپ رہے تھے۔ اور سوچتے سوچتے پُل صراط تک جا پہنچے تھے۔ معلوم ہوا کہ اپنی آخرت اور انجام کے متعلق غور وفکر کرنا چاہئے کہ دنیا و آخرت کی کامیابی کا راز اس میں چھپا ہے۔

حضرت ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

آنکھ کو رونے اور دل کو غور وفکر کرنے کا عادی کرو۔ اور دنیا میں غور وفکر آخرت سے حجاب اور اہل اللہ کیلئے عذاب ہے آخرت میں غور وفکر حکمت دیتی اور دل زندہ کرتی ہے۔

گویا دنیا میں غور وفکر آخرت سے غافل کر کے مخلوقات میں مشغول کر سکتا ہے جو اللہ کے ماننے والوں کیلئے عذاب ہے، لہٰذا دنیا میں غور وفکر نہ کرو، آخرت میں غور وفکر سے دانائی وحکمت ملتی

Marfat.com

اور دل زندہ ہوتا ہے۔ یہ حکمت و دانائی دنیا و آخرت میں عزت و عظمت عطا کرتی ہے۔ لہٰذا آخرت میں غور و فکر کر کے زندہ و جاوید ہو جاؤ!!

حضرت ابو شریح رحمۃ اللہ علیہ جا رہے تھے۔ اچانک بیٹھے، کمبل اوڑھا اور رونے لگے۔ ان سے اس عمل کا سبب پوچھا گیا تو بولے میں نے عمر گزر جانے، کم عمل کرنے اور موت کے قریب ہونے پر غور کیا تھا تو یہ حالت ہوگئی۔ (مکاشفۃ القلوب۔ ص ۳۷۹)

گویا آخرت، موت، عمر کے مسلسل گھٹنے پر غور کرنے سے انسان ظلم و تعدی اور ناانصافی واستحصال جیسے کبیرہ گناہ سے بچتا ہے اور عاجزی و ندامت، احسان مندی و مہلت کے تصور سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ لہٰذا آخرت، موت اور عمر رفتہ پر غور و فکر کرو۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

لَو تفکر الناس فی عظمة الله تعالیٰ لِما عصوهُ۔

(تفسیر ابن کثیر۔ جز۔۲۔ ص ۱۸۵)

کہ اگر لوگ عظمت الٰہی میں غور و فکر کریں تو اللہ کی نافرمانی نہ کریں۔

گویا گناہ اور نافرمانی سے بچنے کیلئے عظمت الٰہی میں غور و فکر کرنا چاہئے۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

سب سے عمدہ اور بلند پایۂ مجلس وہ ہے جو میدان توحید میں فکر کے ساتھ ہو۔

(مکاشفۃ القلوب ص ۳۷۸ تا ۳۸۰)

فرمانِ الٰہی ہے:

"سنریهم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسهم حتیٰ یتبین لهم انه الحق" (حم سجدہ۔۵۳)

ترجمہ: "عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں دکھائیں گے آفاق میں اور خود ان کے اپنے وجود میں یہاں تک کہ وہ مان لیں گے کہ یہی حق ہے۔"

آفاق اُفق کی جمع ہے جس کا معنی ہے کنارہ گویا آسمان و زمین کے قلابے ملنے کی جگہ اُفق کہلاتی ہے۔ اُفق بلندی یا بلند کنارے کو کہتے ہیں۔ وہاں شمس و قمر، نجوم، ہوا، بارش، پہاڑ، دریا

Marfat.com

اور دیگر عجائبات غور وفکر کی دعوت دے رہے ہیں اور مظاہرِ فطرت (انفس) یعنی ان کے وجود میں ان کی پیدائش کے مختلف مراحل، مثلاً نطفہ، علقہ، مضغہ اور عظام پھر پیٹ میں رہنے کی مدت، پھر نہایت صنعت کے ساتھ دنیا میں آنا اور پھر لمحہ بالمحہ قوت و زور میں آنا۔ پھر کھانے اور پینے کا ایک ہی راستے سے اندر جانا اور الگ الگ راستوں سے خارج ہونا۔ آنکھ زمین سے پانچ سو سال کی دوری پر آسمان کو دیکھ سکتی ہے۔ کان مختلف آوازوں کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ یہ سب غور وفکر کی ہی دعوت دے رہے ہے۔ (حاشیۃ الصاوی۔ جلد ۳ حم سجدہ۔ ۵۳)

مگر لوگ غور وفکر سے غافل ہیں۔ ورنہ معرفت الٰہی کا چراغ جل چکا ہوتا۔ چنانچہ شیخ احمد بن محمد الصاوی (۱۱۷۵ھ۔ ۱۲۴۱ھ) لکھتے ہیں:

"لأن حكمة هذهِ الآيات النظر، والتأمل، والاِعتبار فمن اعتبر بهذه الآيات فقد سعد ومن تركه فقد شقي"۔ (حاشیۃ الصاوی جلد ۳ فصلت۔ ۵۳۔ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

اس لیے کہ ان آیات کی حکمت یہ ہے کہ غور وفکر، سوچ بے چار اور خوب مغز ماری (دقت نظری سے مطالعہ کرنا) سے کائنات اور انسانی وجود کا مطالعہ کرنا تو جس نے بھی تحقیق و ریسرچ کی اور دقت نظری سے گہرا مطالعہ کیا تو وہ سعادت تمند ہوں گے (کامیابیاں پائیں گے) اور جو آفاق وانفس میں تحقیق و ریسرچ سے جی چرائیں گے اور دقت نظری سے مطالعہ نہیں کریں گے۔ وہ بد بخت رہیں گے (کبھی ترقی نہ کرسکیں گے)۔

گویا آنفس و آفاق میں تحقیق و ریسرچ اور عمیق و گہرا مطالعہ ہی ترقی کے راستے کھولتا ہے۔ جس کی مثال یورپ کی ترقی ہے اور مسلمانوں کی پسماندگی ہے۔

وفي انفسكم أفلا تبصرون۔ (سورۃ الذاریات۔ ۲۱)

ترجمہ: اپنی حس و حرکات اور حیات میں غور کرو۔

اپنے اطراف واکناف اور اردگرد کے ماحول میں غور کرو شاید اختلاف زبان و صورتیں، رنگ و طبائع کے اختلافات کے عجائب و غرائب تمہارے اندر معرفت الٰہی کے چراغ روشن کردیں تو کیا تم غور نہیں کرو گے؟ (حاشیۃ الصاوی جلد رابع۔ ذاریات۔ ۲۱)

Marfat.com

وإن لكم فی الأنعام لعبرة۔ (النحل۔٦٦)

ترجمہ: ''تمہارے لئے چوپایوں میں بھی عبرت ہے۔''

اس کا مطلب ہے کہ ذرا تفکر و تدبر سے کام لو تا کہ تم جان لو کہ اتنے گرانڈیل اور طاقتور جانور بھی تمہارے لئے اللہ نے مسخر کر دیئے ہیں تا کہ حضرت انسان غور کرے اور اللہ کے سامنے جھکا رہے۔

تفکر و تدبر کا حصول:

تفکر و تدبر اگر کسی عادت و خصلت کا نام ہے تو سوال یہ ہے کہ کس طرح کوئی شخص اس عادت کو اپنا سکتا ہے؟ اور اگر تفکر و تدبر اللہ کی نعمت اور خداداد صلاحیت ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ کوئی شخص یہ صلاحیت کب اور کیسے حاصل کر سکتا ہے؟

چنانچہ ان سوالوں کے جوابات دیتے ہوئے علامہ محمود آلوسی فرماتے ہیں:

''تفکر ذکر پر دوام اور ثابت قدمی سے نصیب ہوتا ہے جو متنبہ کرتا ہے کہ عقل ہدایت کیلئے کافی نہیں ہے۔ نہ ہی عقل ذکر الٰہی کے نور سے منور ہوگی بلکہ تفکر کے حصول کیلئے ذکر کے ساتھ رجوع الی اللہ اور شریعت کی رعایت رکھنا بھی ضروری ہے، کیونکہ شریعت کی مخالفت پہ کمر بستہ عقل نے گمراہی کا لباس پہن رکھا ہوتا ہے، سو اس طرح کی عقل سے تفکر و تدبر کرنا سوائے گمراہی کے کچھ نہیں لاتا ہے۔ (روح المعانی۔جلد۴۔ص۵۰۲)

امام حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

''یا ابن آدم، کُلْ فی ثلث بطنك واشرب فی ثلثة ودع ثلثة الآخر تتنفس للفكرة''۔

(تفسیر ابن کثیر۔جز۔۲ص۱۸۵،نسآ۔۱۹۱)

ترجمہ: ''اے ابن آدم! پیٹ کا تیسرا حصہ کھایا کر اور تیسرا حصہ پانی پی اور دوسرا تہائی حصہ خالی چھوڑ دے تا کہ وہ تفکر و تدبر کی کوشش کرے۔''

Marfat.com

گویا تفکر و تدبر کے حصول کیلئے ضروری ہے کہ کم کھایا جائے اگر زیادہ کھانا کھایا گیا تو خمار چھایا رہے گا جو سستی و کاہلی کا باعث ہوتا ہے اور فکر کو ناکارہ کر دیتا ہے۔

حکیم لقمان کا قول ہے:

"اِن طول الوحدة اَلْهَمُ للفكرة، وطولَ الفكرة دليل على طرق باب الجنة"۔ (امام محمد بن جریر طبری۔ تفسیر طبری۔ جز۔۱۵ ص ۷۵ محقق احمد محمد شاکر (متوفی ۳۱۰ھ) مؤسسۃ الرسالہ۔ طبع اولیٰ ۱۴۲۰ھ ۲۰۰۰ء)

ترجمہ: "بے شک طویل تنہائی فکر کی طرف متوجہ کرتی ہے اور طویل فکر جنت کے راستوں کی نشاندہی کرتی ہے۔"

گویا کسی گوشۂ عافیت میں طویل تنہائی کی مشق سے تفکر و تدبر کی صلاحیت حاصل ہوتی ہے۔ جو بالآخر جنت کے دروازے پر لا کھڑا کرتی ہے۔

حضرت صوفی رب نواز لکھتے ہیں:

تفکر، کثرت ذکر و مجاہدہ اور مراقبہ و محاسبہ سے حاصل ہوتا ہے۔ جو راہِ سلوک وا کرتے ہوئے ولایت کبریٰ کے مقام تک لیجاتا ہے۔ تفکر و تدبر کی عادت، اطاعت و عبادت، استقامت اور علم و حکمت کی بنیاد ہے۔ صالحین کی صحبت سے بھی فکر جاگتی ہے۔ سوچ کی گرہیں کھلتی ہیں اور معرفت حق کی کلیاں کھلتی ہیں۔

بنتے ہیں مری کارگہِ فکر میں انجم
لے تو بھی اپنے مقدر کا ستارہ پہچان

ہماری سوچ کا مرکز گنبد خضریٰ اور فکر کا محور بیت اللہ ہونا چاہیے۔ ہمارے تفکر و تدبر کا منبع و مبداء محبت رسول ﷺ ہونا چاہئے تو ان شاء اللہ العزیز دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں کامیابی ہوگی۔ (کنز العرفان۔ ص ۱۳۱۔ دربار عالیہ گھمکول شریف۔ کوہاٹ)

☆☆☆

Marfat.com

قرآن و حاملین قرآن جدید علوم کے بانی

۱۳ر جولائی ۲۰۰۴ء کو جامعۃ القمرنیٔ آبادی، سعید آباد کراچی میں
(دو ماہی دورۂ قرآن و حدیث مع فقہ و تصوف) میں پیش کیا گیا مقالہ

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ۔ (اعراف۔۵۲)

ترجمہ: ''ہم ان لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب لے آئے ہیں، جس کو ہم نے علم کی بنا پر مفصل بنایا ہے۔''

یوں تو تخلیق آدمیت کے ساتھ ہی اللہ کریم نے حضرتِ انسان کو زیورِ علم سے آراستہ کر کے دیگر مخلوقات پر اسے فضیلت و برتری عطا فرمادی تھی جس کی گواہی قرآن یوں دیتا ہے۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا۔ (بقرہ۔۳۱)

ترجمہ: اور آدم کو ساری چیزوں کے نام سکھائے۔

معلوم ہوا کہ علم و حکمت اور معرفت و حقیقت سے واقفیت و آگاہی تو حضرتِ انسان کو اس کی تخلیق کے ساتھ ہی دے دی گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں قدم رکھتے ہی انسان تلاش و جستجو، تحقیق و تفتیش اور کھوج میں لگ گیا۔ پھر قدرت الٰہیہ کے خفی و جلی اشاروں نے اس کی راہنمائی کی تو اس نے علوم و فنون اور ایجادات و انکشافات کے ڈھیر لگا دیئے۔ جن کے کرشموں سے آئے روز انسان کی حیرتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پھر وہ سیر کام نہیں ہوا ہے بلکہ اس کی طلب و تڑپ سے ''ھل من مزید'' کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ جو قانونِ الٰہی ''كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَانٍ'' کی تعمیل میں لگی ہوئی ہیں اور تا قیام قیامت ایسا ہی ہوتا رہے گا۔

اللہ کریم نے اپنی مخلوق کی اصلاح و فلاح، ہدایت و راہنمائی، صحت و سلامتی، وحدت و یگانگت اور اسے نصب العین عطا کرنے کے لیے غارِ حرا کے خلوت کدے میں قرآن کریم کے نزول کا آغاز فرمایا تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ ساتویں صدی عیسوی میں برپا ہونے والے قرآنی انقلاب نے انسان کے فکر و عمل، عقیدہ و شعور، مقصد زندگی اور اس کے شب و روز کو بدل کر رکھ دیا تھا۔ اس

Marfat.com

قرآنی انقلاب نے علم کو نور و حکمت اور خیر کثیر قرار دیا بلکہ حصول علم کو عبادت بنا دیا تھا۔ حکمت کی جستجو عبادت و بندگی کی روح قرار پائی۔ علماء کی قدر و منزلت اور اہلِ علم کا احترام تہذیب ٹھہری اور عالم کو عابد پر فوقیت دی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کی ابتدائی تین صدیوں میں ہی اہلِ اسلام مشرقی و مغربی علوم کی تلاش میں تڑپ اٹھے اور چشمہ ہائے علوم کے دروازوں پر یوں ٹوٹ پڑے جیسے کوئی پیاسا شخص کنویں کی طرف لپکتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے "اِقْرَاء" اور "رَبِّ زِدْنِی عِلْماً" کی صدائیں اپنے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے کانوں خود سنی تھیں اور دعائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں خوب یاد تھی۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الاَ شْیَاءَ کَمَا ھِیَ۔

ترجمہ: اے اللہ ہمیں اشیاء کی حقیقت دکھا جیسی کہ وہ ہیں۔

قرآنِ کریم جدید سائنس کا بانی ہے، اس لیے جدید سائنس قرآن یا اسلام کی حریف نہیں حلیف ہے۔ اس لیے کہ جدید سائنس اسلامی اقدار کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ جو معرفتِ الٰہی کے عظیم مقصدِ انسانی کے لیے چراغ راہ کا کام دیتا ہے۔

اسلام نے عربوں کو وصیت کی ہے کہ وہ اپنے خالق کو پہچانیں اور خودی سے آگاہ ہوں۔ کیونکہ معرفت و اطاعت الٰہی تدبر و تفکر کی معراج ہے۔ تدبر و تفکر کے سوتے دماغ سے پھوٹتے ہیں اور اللہ دماغ کا خالق ہے۔ اور دماغ علم کا سرچشمہ ہے۔ جو شاہراتِ حیات کے اندھیرے دور کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ لہٰذا سائنس کا مطالعہ کرو کہ یہ مظاہرِ فطرت کی پہچان کا باعث ہے۔ اور اللہ کا مقرر کردہ نظام ہے جو الکیمیا، نظامِ شمسی اور فلکیات کے اجزا کا خالق ہے۔ گویا سائنس معرفتِ صفاتِ الٰہی کا بنیادی سبب ہے۔

چنانچہ قاسم اگرام اپنی کتاب "طبیعی علوم کی بنیادیں" میں لکھتے ہیں کہ اسلام تہذیب و ثقافت اور تمدن کا مرقع ہے جو عام معنوں میں صرف مذہب ہی نہیں بلکہ اصولوں کا مجموعہ ہے، جس سے روم، یونان اور ایران بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے، لہٰذا جان لینا چاہیے کہ قرآن نہ صرف جدید علوم کا حامی و حلیف ہے۔ بلکہ موجد ہے اور اسلام کے علمی انکشافات ہی موجودہ ترقی کی بنیاد

Marfat.com

ہیں، اگرچہ قرآن کا بنیادی موضوع اللہ اور اس کی مخلوق ہے مگر بعض جدید سائنسی علوم کے اصول و ضوابط اور موضوعات کا تذکرہ بھی قرآن میں موجود ہے تاکہ انسان ان مظاہرِ فطرت کی حقیقت سے اللہ کی معرفت تک آجائے۔

چند مخصوص سائنسی موضوعات جن کا تذکرہ قرآن کریم میں ہوا ہے:

۱۔علوم حیاتیات (Biology)

جو زندگی کی ساخت اور نوعیت سے بحث کرتا ہے۔

۲۔علم فلکیات (Astronomy)

جو آسمان، چاند، سورج، تارے، رات، دن، سال، خلا، سیارے، شہاب ثاقب اور نظام شمسی و نظامِ قمری کے متعلق بحث کرتا ہے۔

۳۔علم کائنات (Cosmology)

جو کائنات کی تخلیق، ہیئت اور کائنات کے تصور اور مقصد سے بحث کرتا ہے۔

۴۔علم آفرینش (Cosmogony)

جو کائنات کے قوانین اور اسباب سے بحث کرتا ہے۔

۵۔علم تشریح الاعضاء (Anatomy)

جو انسانی جسم کی بناوٹ اور مختلف اعضاء کے مختلف فنکشن سے بحث کرتا ہے۔

۶۔علمِ ارضیات (Geology)

جو زمین کی ساخت، چٹانوں، پہاڑوں، ریت، اور قیمتی دھاتوں کے متعلق بحث کرتا ہے۔

۷۔علمِ معدنیات (Minerology)

جو زمین کے اندر سے نکلنے والی اشیاء مثلاً سونا، چاندی، گیس، پیٹرول، ڈیزل، ڈامر اور تانبہ وغیرہ کی تلاش واستعمال سے بحث کرتا ہے۔

۸۔علمِ فلزاتیات (Metallurgy)

یہ کیمیکل کے ذریعے دھاتوں کو صاف کر کے قابلِ استعمال بنانے کا علم ہے۔

Marfat.com

۹۔علمِ موسمیات(Meteorolgy)

جو موسم کے گرم یا سرد ہونے، بارش ہونے یا خشک رہنے کی پیشن گوئی کے فن سے بحث کرتا ہے۔ ہوا، بادل، برف باری، آندھی، طوفان یا سمندری جوار بھاٹے کی اطلاع بھی دیتا ہے۔

۱۰۔علمِ زراعت(Agriculture)

جو مختلف اناج، غلہ یا فصلیں اگانے کے فن یعنی کھیتی باڑی یا کاشتکاری کے اصولوں سے بحث کرتا ہے۔

۱۱۔علمِ شجریات(Horticulture)

جو پودے، پیڑ، پھل دار درخت، سبزہ زاری اور سبزیاں اگانے اور انہیں پانی دینے کے طور طریقوں سے بحث کرتا ہے۔

۱۲۔علمِ گلہ بانی(Animal Hasbandry)

جو گائے، بھینس، اونٹ، گھوڑے، بھیڑ، بکری اور دیگر مویشی پالنے کے طور طریقوں سے بحث کرتا ہے۔

۱۳۔علمِ شیر خانہ(Dairy Farming)

جو صرف دودھ دینے والے جانوروں کی اچھی نگہداشت سے وافر مقدار میں دودھ حاصل کرنے اور پھر مخلوق تک پہنچانے کے متعلق بحث کرتا ہے۔ دودھ سے دہی، مکھن اور لسی بھی بنانے کے گر بتاتا ہے۔

۱۴۔علمِ فن جہاز رانی(Navigation)

یہ علم نہروں، دریاؤں اور سمندروں میں سفر یا مال برداری کے لیے کشتیاں اور جہاز بنانا اور پھر پانی کے اندر سفر کرنا، صحیح سمت معلوم ہونا، صحیح راستہ جاننا اور کسی ہنگامی صورتحال میں احتیاطی تدابیر کے متعلق بحث کرتا ہے۔

۱۵۔غذا کی حفاظت کا علم(Food Perservation)

یہ غلہ، فصل، دالیں، چاول اور گندم وغیرہ کی حفاظت کے طریقے جاننے کا علم ہے۔ خوراک، راشن یا روٹی پانی وغیرہ کو خراب ہونے سے بچانے کے فن کا نام ہے۔

Marfat.com

۱۶۔خوراک کا نظامِ رسد (Rationing)

خوراک میں استعمال ہونے والی اشیاء کی مختلف لوگوں اور شہروں کو ترسیل کا نظام ہے۔

۱۷۔ذخیرہ اندوزی (Storage)

خوراک یا پھل وغیرہ کو آئندہ استعمال کے لیے حفاظت کی غرض سے جمع کرنا۔

۱۸۔علمِ ذخائرِ آب (Resources of Water)

یہ علم سمندر، دریا، چشمے اور بارش و سیلاب سے جمع شدہ پانی یا حاصل شدہ پانی کی حفاظت، استعمال اور تقسیم سے بحث کرتا ہے۔

۱۹۔علمِ بحری حیاتیات (Marine Biology)

جو مینڈک، مچھلیوں، سانپوں، کچھوؤں، اور دیگر پانی کی مخلوقات کے متعلق بحث کرتا ہے۔

۲۰۔جنگلی حیات (Wild Life.

مثلاً ہاتھی، بھیڑیئے، کتے، بندر، شیر چیتے اور نیل گائے وغیرہ کے پیدائش تا مرگ حرکات وسکنات کا مطالعہ۔

۲۱۔علم الحشرات (Entomology)

مثلاً مچھر، ٹڈیاں، چیونٹیاں، مکھیاں، مکڑیاں، شہد کی مکھیاں اور جوں وغیرہ کا علم۔
جانوروں اور کیڑوں کے نام پر قرآن میں کئی سورتیں ہیں۔ مثلاً نمل (چیونٹی) عنکبوت (مکڑی) نحل (شہد کی مکھی) بقرہ (گائے) وغیرہ۔

Marfat.com

قرآن کے سائنسی نظریات کی مثالیں

ا۔علمِ کائنات(Cosmology)

شمس وقمراور نجم وارض، کائنات کے مختلف حصے ہیں۔ چنانچہ سائنس نے یہ نظریہ پیش کیا: کہ ''زمین ساکن ہے اور کائنات کا مرکز ہے۔اور سبھی چاند ستارے حتیٰ کہ سورج بھی اس کے گرد گھومتا ہے۔'' یہ بطلیموس کا نظریہ تھالیکن مغربی سائنسدانوں نے اس نظریے کی تردید کی اور یہ دعویٰ کیا کہ زمین ساکن نہیں ہے۔ بلکہ سورج ساکن ہے اور زمین اس کے گرداور اس کے ساتھ ساتھ اپنے محور کے گرد گھومتی ہے۔لیکن قرآن اپنا نظریہ یوں پیش کرتا ہے۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ ۔ (ابراہیم۔۳۳)

ترجمہ: اورتمہارے نفع کے واسطے سورج اور چاند کومسخر بنایا جو ہمیشہ چلتے ہی رہتے ہیں۔

یعنی قرآن کا نظریہ یہ ہے کہ سورج اور چاند دونوں ہی گردش میں ہیں اور متحرک ہیں۔ ایک دوسرے کے پیچھے اپنے اپنے مدار میں گھومتے رہتے ہیں۔کتنی صدیوں تک مغربی سائنسدان سورج کوساکن مانتے رہےاورقرآن کے مندرجہ ذیل حکم کوٹھکراتے رہے۔لیکن آج وہ اس حقیقت کوتسلیم کررہے ہیں کہ واقعی سورج بھی حرکت کررہاہےاورساکن نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن فرماتا ہے:

وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَالِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ○ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ○ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِىْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ○ (یٰسین۔۳۸ تا ۴۰)

ترجمہ: اور آفتاب ہے کہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔ یہ اندازہ باندھا ہوا ہے اس کا جو زبردست علم والا ہے اور چاند کے لیے منزلیں مقرر کیں۔ یہاں تک کہ ایسا رہ جاتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی، نہ آفتاب کی مجال ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے اور دونوں اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔

Marfat.com

۲۔ علمِ نباتات (Botany)

قرآنِ حکیم میں نباتات پر بہت سی آیات موجود ہیں جو درختوں، پودوں اور جڑی بوٹیوں کی پیدائش سے استعمال تک کے فوائد ونقصانات بیان کرتی ہیں: مثلاً

وَهُوَ الَّذِىٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ
شَىْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا
وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ
وَّ الزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ اُنْظُرُوْا اِلٰى
ثَمَرِهٖ اِذَا اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ اِنَّ فِىْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ٥ (انعام۔۹۹)

ترجمہ: اور وہ اللہ ایسا ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس میں سے ہر قسم کی نباتات کو نکالا پھر ہم نے اس سے سبز شاخ نکالی کہ اس سے ہم اوپر تلے چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے درختوں سے یعنی ان کے گچھے میں سے خوشے ہیں جو نیچے لٹکے جاتے ہیں اور ہم نے انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار پیدا کیے جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہیں ہوتے ہر ایک کے پھل کو دیکھو جب وہ پھلتا ہے اور اس کے پکنے کو دیکھو ان میں بھی دلائل ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔

اس قرآنی نظریئے میں سب سے پہلی بات یہ بیان ہوئی ہے کہ نباتات اور پھل پانی سے پیدا ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جس طرح انسان اور حیوان جوڑا ہیں۔ اسی طرح نباتات بھی جوڑا جوڑا ہیں اور ان میں بھی نر اور مادہ کا وجود تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ وہ قرآنی نظریہ ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے عرب کے بے آب وگیاہ ریگستان میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے خالق دو جہاں کی طرف سے پیش کیا تھا۔

Marfat.com

۳۔علمِ حیوانات وحشرات (Wild Life and Entomology)

قرآنِ کریم میں ہاتھی، گھوڑے، گدھے، گائے، اونٹ، مکڑی، چیونٹی، ہدہد اور دیگر کئی پرندوں، درندوں، چرندوں اور حشرات کا ذکر موجود ہے۔

i۔قرآن کہتا ہے:

اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِ بِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ۔ (غاشیہ۔۱۷)

ترجمہ: کیا وہ اونٹ پر غور نہیں کرتے کہ وہ کیسے پیدا کیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ اونٹ کے پاؤں اور تختے کی ریسرچ کے بعد ہی جہازوں کے پہیے موجودہ شکل میں بنانا ممکن ہوا ہے۔

ii۔قرآن کہتا ہے:

وَاِنَّ لَکُمۡ فِی الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَۃً نُسۡقِیۡکُمۡ مِمَّا فِیۡ بُطُوۡنِہٖ مِنۡ بَیۡنِ فَرۡثٍ وَّ دَمٍ لَّبَناً خَالِصاً سَآئِغاً لِّلشّٰرِبِیۡنَ۔ (نحل۔۶۶)

ترجمہ: اور تمہارے لیے تو مویشیوں میں بھی غور وفکر کی باتیں ہیں۔ان کے پیٹ میں جو گوبر اور خون ہے ان کے درمیان میں سے صاف اور (حلق میں) آسانی سے اُترنے والا دودھ ہم تم کو پینے کو دیتے ہیں۔

iii۔قرآن کہتا ہے:

وَاَوۡحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحۡلِ اَنِ اتَّخِذِیۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتاً وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعۡرِشُوۡنَ٥ ثُمَّ کُلِیۡ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرَاتِ فَا سۡلُکِیۡ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلاً یَّخۡرُجُ مِنۡ بُطُوۡنِهَا شَرَابٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُہٗ فِیۡہِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِیۡ ذَالِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ٥ (نحل۔۶۸۔۶۹)

ترجمہ: اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ تو پہاڑوں میں، درختوں میں اور لوگوں کی بنائی ہوئی اونچی عمارتوں

Marfat.com

میں اپنے گھر (چھتے) بنا۔ پھر ہر طرح کے پھلوں سے (رس) چوستی پھر اور پھر اپنے رب کے آسان راستوں پر چلتی رہ۔ اس کے پیٹ میں سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے، جس کی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں اور اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی دلیل ہے جو سوچتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ کریم نے اونٹ کی تخلیق، جانوروں کے پیٹ میں دودھ کی تیاری اور شہد کی مکھی کو شہد بنانے کے لیے دی گئی ہدایات میں غور وفکر کی دعوت دی ہے۔

۴۔ سیاحت و جہاز رانی (Tourisam and Navigation)

سیاحت و جہاز رانی سے مختلف اشیاء کا مشاہدہ کیا جاتا ہے پھر ان کا جغرافیہ اور نباتات و حیوانات کے متعلق معلومات کو قلم بند کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کئی آیات میں سیاحت و جہاز رانی کی ترغیب دی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (جاثیہ۔۱۲۔۱۳)

ترجمہ: اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے دریا کو مسخر کیا تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اس سے روزی تلاش کرو اور تاکہ تم شکر ادا کرو اور جتنی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں ان سب کو اپنی طرف سے مسخر بنایا بے شک ان باتوں میں ان لوگوں کیلئے دلائل ہیں جو غور کرتے رہتے ہیں۔

اور دوسری آیت کا مفہوم کچھ یوں ہے:

ترجمہ: اور وہ اللہ ایسا ہے جس نے تمہارے لیے ستاروں کو پیدا کیا تاکہ تم ان کے ذریعے سے خشکی اور دریا کے اندھیروں میں راستہ معلوم کرو بیشک ہم نے دلائل خوب کھول کھول کر بیان کر دیے ہیں ان لوگوں کیلئے جو خبر رکھتے ہیں۔

Marfat.com

۵۔ علمِ جغرافیہ وحساب (Geography and Mathematics)

قرآنِ کریم کی چند آیات سے جغرافیہ اور حساب کے علوم کا بھی پتا چلتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

i۔ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَاءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ؕ (یونس۔۵)

ترجمہ: وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو روشن بنایا اور اس کے لیے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو۔

ii۔ وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّهَارَ اٰیَتَیْنِ فَمَحَوْنَا اٰیَةَ الَّیْلِ وَجَعَلْنَا اٰیَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ وَكُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا ؕ (بنی اسرائیل۔۱۲)

ترجمہ: اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا سو رات کی نشانی کو تو ہم نے دھندلا بنایا اور دن کی نشانی کو ہم نے روشن بنایا۔ تاکہ تم اپنے رب کی روزی تلاش کرو تاکہ برسوں کا شمار اور حساب معلوم کر لو اور ہم نے ہر چیز کو خوب تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

iii۔ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ (توبہ۔۳۶)

ترجمہ: یقیناً شمار مہینوں کا کتاب الٰہی میں اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں جس روز اس نے آسمان اور زمین پیدا کیے تھے۔

مندرجہ بالا آیات میں چاند کی منازل اور رات دن کے آنے جانے سے برسوں کا حساب جاننا اور کل مہینے جو ایک سال میں ہو سکتے ہیں وہ بارہ ماہ بتائے گئے ہیں یہ علم جغرافیہ اور حساب سے متعلق ہے جو ازآفرینش تا ایں دم درست ثابت ہو رہے ہیں۔

Marfat.com

٦۔ علمِ طِب (Pharmacology)

یوں تو قرآنِ حکیم روحانی بیماریوں مثلاً کفر، شرک، ظلم، گناہ اور جھوٹ کے علاج کے لیے اکسیر اعظم کا درجہ رکھتا ہے۔ اور اس کی افادیت سے کسی طرح بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ لیکن قرآنِ حکیم میں جسمانی بیماریوں کے لیے شہد بطور علاج تجویز کیا گیا ہے۔ جو آج بھی یونانی ادویات کی بنیاد ہے۔ جیسا کہ سورۃ النحل کی آیت (نمبر ٦٨۔٦٩) میں ہے۔

يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ۝ (نحل۔٦٩)

ترجمہ: اس کے پیٹ میں سے ایک پینے کی چیز نکلتی ہے جس کی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں کہ اس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے۔

چنانچہ بلاشبہ سائنسدانوں کو خدائی فیصلوں پر مہر تصدیق ثبت کرنا ہوگی۔ ورنہ وہ گمراہی کے تاریک اندھیروں اور ظلمت کی مہیب غاروں میں بھٹکتے رہیں گے اور ان کے ہاتھ کچھ نہیں آنے والا۔

قرآنِ کریم تمام انسانوں کے لیے سرچشمہ ہدایت ہے۔ وہ خوش نصیب ہے جو قرآنِ کریم کی بیان کردہ حقیقتوں پر یقین رکھتے ہیں وہ کبھی محروم نہیں رہتے، کیونکہ قرآنِ کریم ان کے لیے سراپا رحمت و ہدایت بن جاتا ہے۔ یقیناً آج ہم قرآنی علوم کو خضر راہ بنا کر اور اس کے ارشادات کا دامن پکڑ کر ہی اپنی منزل مراد کو پا سکتے ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

جدید ایجادات واختراعات اور اعجاز قرآنی

۱۔ سیاروں کی حرکت اور گردش:

سیاروں کی گردش اور حرکت کے متعلق سائنس دانوں میں مختلف نظریات پائے جاتے ہیں لیکن قرآن نے سیاروں کے حرکت کرنے اور اپنے اپنے مدار میں گردش کرنے کا جو نظریہ پیش کیا ہے کوئی بھی اسے رد نہیں کرسکتا بلکہ جدید سائنس قرآن کے پیش کردہ نظریات کی تصدیق کرنے پر مجبور ہے۔ قرآن کا نظریہ ہے:

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ○ (انبیاء۔۳۳)

ترجمہ: یعنی ہر ایک ان میں سے اس کائنات میں تیر رہا ہے۔

جدید تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ زمین اور دوسرے سیارے اس کائنات میں تیر رہے ہیں اور قرآنِ حکیم نے ان سیارگان کے تیرنے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ سیارے کائنات میں اس طرح تیر رہے ہیں جس طرح کشتی سمندر میں چلتی ہے۔

۲۔ چاند بھی زمین کا حصہ ہے:

جدید تحقیق کے مطابق یہ چاند اور زمین کسی وقت ایک ہی وجود تھے جو کہ بعد میں پھٹ کر جدا جدا ہو گئے۔ علامہ طنطاوی نے اس کے لیے قرآن کی اس آیت سے استشہاد کیا ہے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ (القمر۔۱)

ترجمہ: یعنی قیامت قریب آ گئی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے۔

ان کے نزدیک یہاں چاند کا زمین سے پھٹ جانے کا ذکر ہے۔ جس کے بعد یہ ایک مستقل حیثیت اختیار کر گیا اور بہت ممکن ہے کہ اسی قرآنی علم کی بنیاد پر بگ بینگ کا نظریہ سامنے آیا ہو، جو اگرچہ سورج کے متعلق ہے۔

Marfat.com

۳۔ کائنات میں لطیف مادے کی موجودگی:

علماء ہیئت نے اس کائنات میں ایک ایسے مادے کی موجودگی کا اعتراف کیا ہے جس میں زمین سمیت تمام سیارے تیر رہے ہیں۔ وہ مادہ کسی قدر کثیف اور سدیم (Nebola) کی شکل میں نمودار ہوا ہے اور اسی مادے سے تمام سیارگان کی تخلیق ہوئی ہے۔

قرآنِ حکیم نے س مادے کو دخان سے تعبیر کیا ہے: چنانچہ ارشادِ باری ہے:

ثُمَّ اسْتَوٰىٓ اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ۔ (حٰم سجدہ۔۱۱)

ترجمہ: پھر اس نے آسمان پیدا کرنے کا ارادہ کیا جبکہ وہ مادہ دُخانی (دھویں دار) کیفیت میں تھا۔

ہیئت دانوں کے نقطہ نظر سے یہ کثیف اور گرم مادہ تھا۔ جس کے لیے دخان کا لفظ ہی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

۴۔ تخلیقِ آدم علیہ السلام:

كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ۔ (آلِ عمران۔۶۹)

ترجمہ: اور جیسے آدم کی مثال کہ انھیں مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔

ارشادِ باری ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ۔ (روم۔۲۰)

ترجمہ: اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔

سالہا سال کی تحقیق کے بعد اب سائینس نے اس (تُـرَابٌ) کی حقیقت بیان کر دی ہے۔ یہ ایسی مٹی ہے جس کے اجزاء نباتات، حیوانات اور انسانوں کا حصہ ہیں کیونکہ انسانی جسم میں جو اجزاء پائے جاتے ہیں وہ زمین میں موجود ہیں اور وہ نباتات و حیوانات کے واسطے سے انسانوں کی پرورش کیلئے بھی استعمال ہوتے ہیں بلکہ کیمسٹری نے تخلیق و تحلیل کی جو نئی تراکیب استعمال کی ہیں، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ سب عناصر تخلیق ایک ہی ہیں صرف اجزاء میں تناسب کا فرق ہے۔ اجزاء کے تناسب میں پائے جانے والے اختلاف نے ہزاروں اور لاکھوں اقسام کو جنم دیا ہے۔

Marfat.com

۵۔ جدید ذرائع آمدورفت:

سورۂ یٰسین میں کشتیوں کا ذکر کرنے کے بعد قرآنِ حکیم بتاتا ہے:

وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ۔ (یٰسین۔۴۲)

ترجمہ: اور ہم نے ان کے لیے اسی (کشتی) کی طرح کی کئی اور چیزیں پیدا کی ہیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں (یا ہوں گے)۔

یہ آیات واضح طور پر ان سواریوں کی طرف اشارہ کر رہی ہیں جو زمانہ حال میں ایجاد کی گئی ہیں۔ جس میں بھاپ، برق، پٹرول، ڈیزل اور C.N.G پہ چلنے والی تمام گاڑیاں بلکہ نقل و حمل کے تمام ذرائع شامل ہیں۔

۶۔ فوٹوگرافی:

قرآنِ حکیم فرماتا ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا۔ (فرقان۔۴۵)

ترجمہ: کیا تم نے غور نہیں کیا اپنے رب کے کاموں میں کہ کس طرح اس نے سائے کو پھیلایا، اگر وہ چاہے تو اس سائے کو پھیلائے رکھے۔

متقدمین نے اس آیت کے جو بھی مفاہیم بیان کیے ہوں مگر علامہ طنطاوی کے مطابق یہ آیت فوٹوگرافی کے متعلق ہے، کیونکہ فوٹو بھی دراصل ہر ایک چیز کا سایہ ہوتا ہے، جس کو قید کرنے کی ترکیب اللہ نے انسانوں کو سمجھادی ہے۔

۷۔ ریڈیو کی ایجاد:

قرآنِ حکیم کا ارشاد ہے:

قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ۔ (فصلت۔۲۱)

ترجمہ: وہ کہیں گے کہ ہمیں اسی اللہ نے قوت گویائی عطا کی ہے جس نے ہر چیز کو نطق کی خاصیت عطا کی ہے۔

Marfat.com

علامہ طنطاوی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ آج ریڈیو، ٹیپ رکارڈر، گراموں فون (وائرلیس اور موبائل فون) وغیرہ یہ سب کیا ہے؟ بے جان حیثیت کا حامل ہونے کے باوجود آوازوں کو محفوظ کر کے دوبارہ انسانوں کی آوازوں کو سنادینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ہزاروں سال قبل گزرے ہوئے انسانوں کی آوازوں کو کھینچ کرنے پر بھی تجربات کیے گئے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر کامیابی ملی تو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبارک آوازیں بھی سن سکیں گے۔

۸۔نباتات میں زوجین:

جدید تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ حیوانات کی طرح نباتات میں بھی نر اور مادہ کی تمیز موجود ہے۔اور مذکر کے مادۂ تولید کا جب تک مؤنث کے مادۂ تولید سے امتزاج نہ ہو۔(جس کو تلقیح کہتے ہیں) تب تک ان کی نسل نہیں بڑھتی چنانچہ قرآنِ حکیم میں ہے:

وَاَنْبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيْجٍ ۔(ق۔۷)

اور اس میں ہم نے ہر قسم کی نباتات اور اشیاء کو جوڑا جوڑا (نر اور مادہ) بنایا ہے۔

مزید ارشادِ باری ہے:

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ ۔(حجر۔۲۲)

ترجمہ: اور ہم نے ہواؤں کو تلقیح کا ذریعہ بنایا ہے۔

یعنی ہر چیز کی طرح نباتات میں بھی مذکر و مؤنث ہوتے ہیں اور ہواؤں کی یہ ڈیوٹی ہے کہ وہ نر پودے سے مادۂ تولید کے جرثومے مؤنث پودے تک منتقل کریں تاکہ وہ پھل اور پھول لائیں اور ان کے بیجوں کے ذریعے نسل آگے بڑھے۔

۹۔طبی اُصول:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول صداقت کا آئینہ دار ہے۔آپ کے اقوال کی سچائی کو تو دشمن بھی تسلیم کرتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک قول ہمارے لیے دین کی حیثیت رکھتا ہے۔ان اقوال سے راہنمائی حاصل کرنا ہم پر فرض ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طب کے حوالے سے کچھ یوں ہدایات دی ہیں۔

Marfat.com

i۔صفائی

سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفائی کی ہدایت دی ہے۔آج صدیوں کی تحقیق کے بعد مغرب کے مفکرین و محققین بھی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ صفائی کا التزام کرنے والا صحت اور اخلاق دونوں کے لحاظ سے دوسروں کے لیے قابلِ رشک ہوتا ہے۔جبکہ صدیوں پہلے آقا علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانَ۔(ترجمہ): صفائی ایمان کا حصہ ہے۔

اس سے بڑھ کر فرمایا:

اَلطَّھَارَۃُ نِصْفُ الْاِیمَان۔

ترجمہ: یعنی طہارت وصفائی آدھا ایمان ہے۔

ii۔طاعون سے بچاؤ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون سے متعلق بھی ہدایات دی ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

اِنَّھَا مِنْ وَخذِ الجِنِّ (ترجمہ): بیشک طاعون، جن کی نشتر زنی ہے۔

واضح رہے کہ عربی میں " جن "پوشیدہ چیز کو کہتے ہیں اور طاعون سمیت تمام بیماریوں کے جراثیم پوشیدہ ہوتے ہیں۔

iii۔خنزیر کے گوشت کی حرمت:

اسلام میں خنزیر کا گوشت کھانے کی ممانعت کی گئی ہے۔آج کی تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ یہ طبی لحاظ سے بھی درست نہیں ہے کہ اس کا گوشت کھانے سے انسانی جسم میں ایک کیڑا پیدا ہوتا ہے جس کا نام Trichinae ہے جو مہلک بیماری کے وجود میں آنے کا سبب بنتا ہے۔اس لیے خنزیر کا گوشت انسانی صحت کے لیے مضر ہے اور اسلام میں اس کی سختی سے ممانعت ہے۔یہی حکم کسی برتن میں کتے کے منہ ڈال دینے کے متعلق ہے۔

Marfat.com

iv۔ تالاب اور کھڑا ہوا پانی:

تالاب اور جوہڑ کے رُکے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے اور نہانے سے بھی منع کیا گیا ہے کیونکہ اس پانی میں بیماری کے جراثیم موجود ہوتے ہیں۔ جو نہ صرف پانی میں تعفن پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں بلکہ اس میں نہانے سے ایک کیڑا انسانی جسم میں داخل ہو جاتا ہے جس سے نہروے کی بیماری لاحق ہو جاتی ہے، اس کو انگریزی میں (Goinea-Warm) کہتے ہیں۔ اسلام میں شراب نوشی سے ممانعت کا سبب بھی یہی ہے۔

حاملینِ قرآن کے سائنسی کارنامے:

1۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ساتویں صدی عیسوی میں نہرِ سوئز کی کھدائی کرائی۔ خشکی کی باریک پٹی ختم کروا کے یورپ اور عرب سمندر کو ملا دیا۔ ڈاک کا نظام، پولیس کا نظام اور کفالت کا نظام پہلی مرتبہ رائج کیا اور پہلی مرتبہ دنیا میں آپ نے مردم شماری کرائی اور بچوں کو وظائف جاری کیے۔ اس مردم شماری کے مطابق اس وقت مسلمانوں کی تعداد سات لاکھ تھی۔

۲۔ ساتویں صدی عیسویں کے اندر ہی قسطنطنیہ کے محاذ کے دوران یزید بن معاویہ نے ہوائی جہاز کا پہلا تجربہ کیا۔ جو غبارہ نما جہاز سے مجاہد کو اُڑا کر قسطنطنیہ کی دیوار تک اُتارتا تھا۔

۳۔ ساتویں صدی عیسویں مین ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جنگی بحری بیڑا تیار کیا تھا۔ جس سے آپ نے کئی ممالک فتح کیے۔

۴۔ نویں صدی عیسویں میں پہلی سائنسی پرواز ابن فرناس نے کی اور ہوائی جہاز کا باقاعدہ پہلا موجد ابن باجہ ہے۔

۵۔ نظامِ سیارگان کا پہلا نمونہ ابوالقاسم نے تیار کیا تھا۔

۶۔ ابراہیم بن جندب نے سب سے پہلی دوربین تیار کی تھی۔

۷۔ شیشہ سازی کی صنعت کا موجد عباس ابن فرناس ہے۔ (نویں صدی عیسویں)

۸۔ ۷۵۱ء میں مسلمانوں نے ہی روئی سے کاغذ بنانے کی صنعت سمرقند میں ایجاد کی۔

Marfat.com

۹۔ ۸۶۰ء میں احمد اور حسن (بنو موسیٰ بن شاکر) نے کھلونے، خودکار آلات اور تکنیکی ایجادات کا آغاز کیا۔

۱۰۔ دنیا کا سب سے پہلا انسائیکلو پیڈیا اخوان الصفاء نے ترتیب دیا۔ جس میں ہر موضوع پر ایک الگ رسالہ لکھا گیا تھا اور کل ۵۱ یا ۵۲ جلدیں تھیں۔

۱۱۔ نظریہ اضافت سب سے پہلے الباقلانی نے پیش کیا تھا۔ آئن سٹائن نے الباقلانی کی بات کو دہرایا تھا۔

۱۲۔ ریاضی، برہت، جیومیٹری اور ٹرگنومیٹری کا موجدِ اول ابوالوفا بوز جانی ہے۔

۱۳۔ ''تاریخ تہذیب'' نامی کتاب میں (پی۔ ویو۔ ڈوانٹ۔ ڈی۔ جیفر) نے ثابت کیا ہے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو کولمبس کرسٹوفر نے نہیں بلکہ اس سے پانچ سو سال پہلے ۱۱۰۰عیسوی میں عرب مسلمانوں نے دریافت کیا تھا۔

۱۴۔ آکسفورڈ یونیورسٹی لندن کا بانی اول ۱۱۰۰عیسوی میں ابو صالح بن داؤد تھا۔

۱۵۔ دنیا میں سب سے پہلے ابن الخطیب نے جراثیم دریافت کیے تھے سب سے پہلے جرثومہ کا نام کالی بلا (یہ بات یورپ بھی تسلیم کرتا ہے) اس کے علاوہ، جنگلی حیات، بحری حیات، خون اور دیگر طبی آلات و ادویات کے علاوہ انجینئرنگ میں بھی مسلمانوں نے نہایت گراں قدر خدمات انجام دی ہیں مگر افسوس کہ آج کروڑوں مسلم طلبہ اپنے اسلاف کے ان کارناموں سے واقف نہیں ہیں۔

آخری بات:

یہ تمام انکشافات واختراعات اور نت نئی ایجادات اس بات کی غماز ہیں کہ قرآن و حاملین قرآن نے کبھی بھی سائنسی ترقی کی راہ میں نظری و عملی کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی ہے اور نہ ہی فکری و علمی حیثیت سے اس کی مخالفت کی ہے بلکہ بحیثیت ایک فطری دین کے اسلام نے تحقیق و جستجو کی ترغیب دلائی ہے اور جدید سائنس کی مضبوط بنیادوں میں اپنا خون پسینہ ایک کیا ہے۔ آج دنیا کے پاس جو کچھ ہے وہ قرآن و حاملین قرآن کے مرہونِ منت ہے اور مسلمانوں کی محنتوں کا

Marfat.com

ثمر ہے۔ اسلام نے تو کائنات کی اک اک چیز کو انسان کے لیے تابع فرما بنا دیا ہے۔ مسخر کر دیا ہے۔ اب یہ انسان کا کام ہے کہ وہ انسانیت کی بھلائی کے لیے اس مادی دنیا کو کس کس طرح سے کام میں لاتا ہے یا اسے ترقی دیتا ہے۔ البتہ اس بات کا خیال ضروری ہے کہ قرآنِ پاک کے دیے گئے مسلمہ اصولوں سے روگردانی نہیں ہونی چاہیے یعنی توحید و رسالت کا اقرار اور رشد و ہدایت کے دامن کو مضبوطی سے تھامنا۔ اور اس بات سے اللہ کی پناہ مانگنا چاہیے کہ سائنس کسی کو گمراہ کر دے اگر کبھی ایسا ہوا تو گمراہی علم کی عطا کردہ نہیں ہوگی بلکہ یہ اس فرد کی اپنی کج روی کی باعث ہوگی۔ جس نے اس کو بھٹکا دیا۔

چاند ستاروں پہ بستیاں بسانے والو!
کرّہ ارض پہ بجھتے جا رہے ہیں چراغ

☆☆☆

Marfat.com

استفادہ کتب

اس مقالے کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۱۔ تفسیرِ کبیر، امام فخر الدین رازی

۲۔ تفسیرِ جواہر القرآن، علامہ جوہری طنطاوی

۳۔ قرآن، سائنس اور تہذیب و تمدن، ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری

۴۔ قرآنی آیات اور سائنسی حقائق، ڈاکٹر بلوک نور باقی

۵۔ اسلامی سائنسدان، مترجم۔ سید محمد فیروز شاہ گیلانی، (شاہکار فاؤنڈیشن)

۶۔ اسلامی سائنس انسائیکلو پیڈیا، (شاہکار فاؤنڈیشن)، سید قاسم محمود

۷۔ بائبل، قرآن اور سائنس، موریس بکائے

۸۔ طبیعی علوم کی بنیادیں، قاسم اِکرام

۹۔ سائنس میگزین، سید قاسم محمود، شاہکار فاؤنڈیشن کے مختلف شمارے

۱۰۔ اسلامی تاریخ کے مسلم سائنسدان، عبد الصمد کا تیار کردہ چارٹ، ۱۹۷۰ء، جبل پور۔

☆☆☆

Marfat.com

اسلام اور سرمایہ داری کی جنگ

اسلامک ریسرچ کونسل پاکستان کے زیراہتمام پہلی ایک روزہ قومی کانفرنس، منعقدہ 14/اپریل 2012ء، ریسرچ کارنر کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی میں پڑھی گئی تحریر

اعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
ان النفس لامارۃ باالسوء۔

معزز ومحترم اساتذہ کرام اورعزیز طلبہ ساتھیو!

آج ہمیں موجودہ جدید معاشی نظام اوراسلام کے درمیان کشمکش میں مسلمانوں کی پسماندگی وحیرانگی اورغربت وافلاس کے اسباب تلاش کرنے ہیں۔

حرص وہوس کو سرمایہ کہا جاتا ہے اور سرمایہ داری آزادیٔ افکار کی ٹھوس شکل ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں حرص وہوس کی تکمیل کرنے والے ہی قابل قدر ہوتے ہیں۔سرمایہ داروں کا عقیدہ ہے ''لا الہ الا الانسان'' یعنی انسان اوراس کی خواہشات ہی خدا ہے۔نعوذ باللہ یہ عقیدہ دراصل مذہب دشمن اور خدا دشمن ہے۔جس کا مطلب مادر پدر آزادی اور ہر خواہش اور چاہت کا حصول انسان کا حق جتانا ہے۔تحریک رومانیت بھی دراصل عیسائیت کا رد ہے۔یہ ہے وہ سرمایہ داری نظام جو امریکہ ومغرب کا طرز حیات ہے۔جہاں نفس اور خواہشات کو پال پوس کر جوان کیا جاتا ہے۔اور پھر ان کی تسکین کے لیے زنا، لواطت، شراب وکباب، سود، عریانی وفحاشی، رقص و سرور، گانے باجے اور حرام وناجائز دولت درکار ہوتی ہے۔اس اخلاقی پستی اور روحانی زوال کی اعلیٰ مثال مغرب اور امریکی معاشرہ ہے جہاں 70 فیصد لوگ مجرم ہیں حرامی ہیں انہیں نہیں معلوم کہ ماں کون ہے اور باپ کون ہے؟

جبکہ اسلام نفس کی پرورش کی بجائے اس کی تربیت کرتا ہے اگر باغی ہو جائے تو اس کے خلاف جہاد کا عزم رکھتا ہے۔اور ایک مسلمان کا عقیدہ ہے ''لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ'' اللہ معبود

Marfat.com

ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ گویا شریعت اسلامی انسانی الوہیت کا تخت الٹ دیتی ہے۔ اور ایک سچے اللہ کے حکم کو نافذ کرتی ہے۔ ایک مسلمان کی سوچ، فکر، عمل اور ہر حرکت وقدم اللہ اور اس کے رسول کی پیروی و محبت اور رضا کیلئے ہوتا ہے۔ چاہے نفس اسے پسند کرے یا نہ کرے۔

اب اگر مغربی و امریکی تہذیب کا اسلامی تہذیب سے تصادم ہوتا ہے تو یہ کوئی حادثاتی تصادم نہیں ہوگا بلکہ اس کے لیے بنیادی اختلاف موجود ہے۔ لہٰذا دونوں میں افہام و تفہیم ناممکن ہے۔ سمجھوتا بھی نہیں ہوسکتا۔ یا مغرب زندہ رہے گا یا پھر اسلام باقی رہے گا ایک کو تو ختم ہونا ہی ہے۔ اسی لیے مغرب میں مسلمانوں کے لیے ابہام و تشکیک پیدا ہوا ہے، کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اسلامی قوت کا مطلب مغرب کا زوال ہے۔

مغربی و امریکی تہذیب سے کوئی سمجھوتا یا افہام و تفہیم کے امکان کا نہ پایا جانا بتاتا ہے کہ بالآخر فیصلہ ''قوت'' سے ہوگا۔ جسے آپ تیسری جنگ عظیم بھی کہہ سکتے ہیں بعض حالات میں قوت ہی بہترین عادل ہوتی ہے۔ اور اس وقت اس قوت کا استعمال ناگزیر ہے یہ ایسی طویل جنگ ہوگی جو کفر و اسلام میں سے کسی ایک کے خاتمے پر ہی ختم ہوگی۔

نبی کریم ﷺ نے بھی ایک جہاد سے واپسی کے موقع پر ارشاد فرمایا

نحن نرجع من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر۔

یعنی اب ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹتے ہیں۔

اور یہ بڑا جہاد دراصل حرام ذرائع و وسائل سے لاتعلقی اور حلال ذرائع کی تلاش ہے۔

امریکا پر ہونے والے حملے کا اثر ان کی معیشت پر پڑا ہے۔ جو دراصل عالمی سرمایہ دارانہ نظام پر حملہ تھا۔ امریکا چونکہ سرمایہ داری کا خاص محافظ ہے بلکہ امریکا کا قیام ہی سرمایہ داری کے تحفظ کے لیے عمل میں آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 1776 میں امریکہ میں شخصی الوہیت کو قانون بنایا گیا۔

دوسری طرف سرمایہ داروں کی باہمی کشمکش کے نتیجے میں ایک طرف افغانستان میں اسلامی قوت اُبھری ہے۔ تو دوسری جانب مشرق وسطیٰ میں بھی اسلامی ریاست کی خواہش شدت اختیار کرتی جارہی ہے۔ اور ایک ایک کر کے اسلامی ریاستیں بیدار ہورہی ہیں۔ اور ہر آنے والی

Marfat.com

ریاست پہلے سے زیادہ راسخ العقیدہ ہوتی ہے۔ جو یقیناً مغربی تہذیب کے لیے خطرے کی گھنٹی ہے کیونکہ سلطان عبدالحمید کی خلافت کے 75 سال بعد ہی دوبارہ افغانستان میں خلافت کا قائم ہو جانا مغربی تہذیب کے لیے موت کا پیغام ہے جسے وہ کبھی سننا نہیں چاہیں گے، لہٰذا انقلاب ایران، سوڈان اور افغان مغرب کے لیے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔

لہٰذا مغربی و امریکی معاشرے کی بقا کے لیے ضروری ہے کہ اسلام کی ابھرتی ہوئی قوت کو پارہ پارہ کر دیا جائے۔ قوم پرستی اور لسانی عصبیت کے ذریعے اسلامی ممالک کو قومی ممالک میں بدل دیا جائے۔

اسلامی فکر رکھنے والوں کے حوصلے پست کیے جائیں اور قومی مفاد کو ترجیح دیئے جانے کے نظریئے کو فروغ دیا جائے تاکہ مسلمان قوم کو مسترد کر کے اسلام کو اپنا کر اُمت نہ بن جائیں۔ عراق، افغانستان، پاکستان، سوڈان، ایران، کشمیر و فلسطین وغیرہ میں مسلمانوں پر ظلم کی یہی وجہ ہے۔ ان حالات میں مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ جان لیں وہ کسی قوم کے فرد نہیں ہیں بلکہ ایک عظیم امت کے رکن ہیں اور امت کے لیے قومی مفاد و ملکی اغراض اہم نہیں ہوتے بلکہ شرعی احکام اور اللہ کا نظام اہم ہوتا ہے، لہٰذا قومی اغراض و مقاصد کی بجائے کلمہ طیبہ کی حفاظت کی جائے۔ یہ کلمہ ہی پھر ہمارا محافظ بن جائے گا اور 9/11 کے پراسرار حادثے کا سبب بھی یہی ہے۔

اسلامی عصبیت کو فروغ دیں۔ بازار و محلے کی زندگی کا محور و مرکز مسجد کو بنا دیں۔ امیر المؤمنین سے جذباتی وابستگی پیدا کریں اور جذبہ جہاد کو زندہ کریں۔ بس اس پیش بندی سے ہی سرمایہ داری کے خلاف طویل ترین جنگ کو جیتا جا سکتا ہے۔ جس کا وقوع ناگزیر ہو چکا ہے۔

افسوس صد افسوس کہ جن حرص انگیز وہوسناک معاشی المیوں کے خاتمے کے لیے اسلام نے قربانیاں دے کر حلال ذرائع و وسائل معاش کو توانا و عام کیا تھا۔ آج ہم اسی خواہشات سے لتھڑے ہوئے معاشی ذرائع کو اپنانے کے لیے تگ و دو کر کے اللہ کے غضب کو للکار رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی نظام معیشت اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام

☆☆☆

Marfat.com

اُمتِ پریشاں اور تعلیم نسواں

۱۹۹۶ء کے سال بچیوں کی بے راہ روی کے پے در پے واقعات کی وجہ سے تعلیم جدید کو مورِدِ الزام ٹھہرایا گیا اور بحث مباحثہ سے بات مناظرہ ومجادلہ تک جا پہنچی تھی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ۝ (علق۔ ۱تا۵)

ترجمہ: اپنے رب کے نام سے پڑھیے جو سب کو پیدا کرنے والا ہے۔ آدمی کو جمے ہوئے خون سے بنایا۔ پڑھیئے کہ آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور آدمی کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

ان آیات میں حصولِ علم کی مبادیات کا ذکر ہوا ہے۔ یعنی پڑھنے اور لکھنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ جن کے بغیر تعلیم کا عمل مکمل نہیں ہوتا۔ یہ حکم خواتین اور مردوں کے لیے عام ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ ثَلٰثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِیِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰی حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِیْهِ وَ رَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهٗ امة یَطَأُهَا فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَادِیْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ۔ (صحیح بخاری۔ کتاب العلم، باب تعلیم الرجل امتہ واھلہ)

Marfat.com

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کے لیے دو اجر ہیں:

(۱) اہلِ کتاب کا وہ شخص جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لایا۔

(۲) وہ غلام جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے مالک کا حق بھی ادا کرے۔

(۳) اور وہ شخص کہ جس کے پاس باندی ہو اور وہ اس سے مقاربت کرتا ہو تو وہ اسے بہترین ادب سکھائے اور اعلیٰ تعلیم دلائے پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کے لیے بھی دو اجر ہیں۔

اس حدیث میں تعلیم دینے اور ادب سکھانے کا ذکر ہے جو یقیناً اجر کو کامل کرنے کا باعث ہے کیونکہ تعلیم یافتہ اور ادب سے آراستہ خاتون باعث برکت ہوتی ہے اور دین و دنیا کے کاموں میں مددگار و معاون بھی ثابت ہوتی ہے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

عن ابن مسعود من کانت له ابنة فادبها واحسن ادبها و علمها فاحسن تعلیمها کانت له منعة وسترا من النار۔ (کنز العمال بحوالہ شرح صحیح مسلم جلد سابع ص ۹۶۰)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص اپنی بیٹی کو اچھا ادب سکھائے اور اچھی تعلیم دے وہ اس کیلئے دوزخ سے حجاب ہوگی۔

اس حدیثِ پاک میں بچیوں کو تعلیم دلانے کی فضیلت بیان ہو رہی ہے۔ لیکن اُمت مسلمہ آج بچیوں کی تعلیم و تربیت سے پریشان ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اسلام جب حصولِ علم کی ترغیب دیتا ہے تو ساتھ ہی اسلامی تربیت اور کردار کی تشکیل پر بھی زور دیتا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں تعلیم سے مراد اخلاق باختہ، حیا سوز، دین سے آوارگی اور آزادروی کو تعلیم سمجھ لیا گیا ہے۔ اس لادینی تعلیم نے اُمت کی عفت مآب بچیوں کو صبا کی پری بنا دیا ہے جو بدنظری کے

Marfat.com

سورج کی تمازت میں اپنی آزادی کے لیے پریشان اور حقوق کے لیے سرگرداں ہے۔ خود کو آزاد کرانے کی بجائے بے شمار مسائل کا غلام بنتی چلی جا رہی ہے۔ جبکہ اُمت کی بچیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ مغرب نے جس عورت کو آزاد کیا تھا وہ آج اپنے مردوں سے رابطہ کاٹ کر کئی طرح کی الجھنوں کی دلدل میں پھنس گئی ہے اور مغرب کے جغادریوں کے لیے دردِ سر بنی ہوئی ہے۔ چنانچہ قلندر اقبال کہتے ہیں:

ہزار بار حکیموں نے اس کو سلجھایا
مگر یہ مسئلہ زن رہا وہیں کا وہیں
قصور زن کا نہیں ہے اس خرابی میں
گواہ اس کی شرافت پہ ہیں مہ پرویں
فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور
کہ مرد سادہ ہے بے چارہ زن شناس نہیں

عورتوں کے لیے مذہبی و اخلاقی تعلیم اور سیرتِ طیبہ کی روشنی میں ان کے کردار کی تشکیل ہی حقیقی آزادی اور عزت و وقار عطا کر سکتا ہے۔ لیکن اگر یورپ کی دیکھا دیکھی اُمت کی بچیاں بھی "آزادیٔ نسواں" کے گمراہ کن نظریے پر کاربند رہنے کے لیے مصر ہیں تو پھر خود عورت کو ہی یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اس کے لیے کیا بہتر ہے۔ اقبال کہتے ہیں:

اس بحث کا کچھ فیصلہ میں کر نہیں سکتا
گو خوب سمجھتا ہوں کہ یہ زہر ہے وہ قند
کیا فائدہ کچھ کہہ کے بنوں اور بھی معتوب
پہلے ہی خفا مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند
اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش
مجبور ہیں، معذور ہیں، مرد ان خرد مند

Marfat.com

کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادیِ نسواں کہ زمرد کا گلو بند!

ہم اُمت کی بچیوں کو تعلیم دلانے کی مخالفت نہیں کرنا چاہتے بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ بچیوں کی تعلیم ایسی ہو جو اُمت کے نوجوانوں کے لیے انہیں بہترین شریکِ حیات اور آنے والی نسلوں کے لیے بہترین ماں بنا سکے۔ بچیوں کی تعلیم ایسی ہو جو ان کے لئے حقوق و فرائض کی پہچان کا ذریعہ بنے، فساد فی الزمان نہ بنے۔ بچیوں کی تعلیم ایسی ہو جو ان کے مسلمان ہونے پر ان میں فخر پیدا کرے اور ان کا کردار دوسروں سے الگ اور ممتاز نظر آئے۔ بچیوں کی تعلیم ایسی ہو جو انہیں سمجھائے کہ وہ مرد کی مدِ مقابل نہیں ہے بلکہ اس کی معاون و مددگار ہے۔ بچیوں کی تعلیم ایسی ہو جو اسے بتائے کہ وہ کوئی بکاؤ مال یا بازاری شئے نہیں ہے بلکہ وہ گھر کی ملکہ ہے۔ مرد کی جنت ہے وہ نایاب و قیمتی شئے ہے۔ بچیوں کی تعلیم ایسی ہو جو اسے بتائے کہ نقاب اور اسلامی لباس پسماندگی اور جبر کی علامت نہیں ہے بلکہ اس کی شرم و حیا، وقار و عظمت اور عزت کی نشانی ہے۔ بچیوں کی تعلیم ایسی ہو جو انہیں اسلامی اقدار و روایت سے محبت سکھائے اور ان کی پاک دامنی اور عفت و عصمت کے آبگینوں کی حفاظت کرے۔ بچیوں کی تعلیم ایسی ہو جو انہیں بتائے کہ اسلام امن و سلامتی، اخوت و محبت اور رواداری کا دین ہے۔ دینِ اسلام دہشت و وحشت نہیں، الفت و محبت کا دین ہے، لہٰذا وہ شجرِ اسلام سے جڑی رہیں اور مغرب کی مادر پدر آزاد، بدتمیز و بدتہذیب روش کی نقالی نہ کریں۔

چنانچہ سید عطاء الحسن بخاری لکھتے ہیں:

یورپ کی بڈھی نے تو باپ، ماں، بہن، بھائی اور آخر میں خاوند سے آزادی حاصل کی، پھر دوستی میں ایسی اتارو ہوئی کہ غلام احمد (قادیانی) کو بھی مات دے گئی۔ وہ بھی عورتوں سے دوستی پر یقین کرنے لگا تھا۔ مگر یورپ کی عورت، عورتوں کی دوستی میں بھی مردوں پر ہاتھ صاف کر گئی۔ اس نے بال کٹوائے، پردہ اتار پھینکا اور مردوں میں آنکھیں گاڑ کر باتیں کرنے لگی۔ خاوند ایک نہ رہا، چاہنے والے سینکڑوں کی تعداد میں ہو گئے۔ گویا! ایک انار سو بیمار!!

خاوند منہ دیکھتے رہ گئے، کچھ خودکشی کرنے لگے اور کچھ دوسری طرف گھوم گئے۔ یورپ

Marfat.com

کی عورت گھر سے نکلی، چولہا چھوڑا، چوک میں آئی ''لونگ گواچا'' اور پھر گواچا لونگ ڈھونڈنے نکلی تو واپسی کا راستہ بھول گئی۔ اے پاکستانی عورت! (اے اُمت مسلمہ کی بچیو!!) ابھی تیرا خیال تاریک ہے۔ یورپ خصوصاً آکسفورڈ اور ہارورڈ ایسی مادرانِ علمی کی ''مادرزادیاں'' تو روشن رو، روشن خیال اور ترقی پسند نرتکیاں ہوتی ہیں۔ ''روشنی'' میں نہا نہا کر ان کا جو حال ہے وہ عیاں ہے، تیرا کیا حال ہوگا؟ ''بی بی بچ موڑ توں''۔ اس ''اندھے موڑ'' سے آگے جو ''بلیک ہول'' ہے۔ اس میں سے تمہیں کون نکالے گا؟ جیسے یورپ کی ''بڈھی'' کہ اب اس سے نکلنا چاہتی ہے لیکن نکل نہیں سکتی۔ اس نے جہالت اور ظلمت کے زمانہ کی لونڈیوں اور طوائفوں کی نقل کی اور نقلی ہو کر رہ گئی۔ جھوٹے، جعلی، نقلی اور ''نقل النقل'' رویوں اور نظریوں کے سہارے زندگی گزاریں تو کب تک؟ اقبال نے کہا تھا کہ:

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

اور ''جھوٹے نگوں'' والی بے روح اور بے فیض زندگی کا انجام۔۔؟ وہی جو چشم بے نور اور اشکِ بے تاثیر کا ہوا کرتا ہے۔

اشک بے تاثیر سے کہہ دو نہ ٹپکے آنکھ سے
جھوٹے موتی کی طرح بے آبرو ہو جائے گا

یہ خاتونِ خانہ کو خاتون خانہ خراب، کس کی نقالی نے بنایا؟ اے کاش! کوئی اس کو سمجھا سکتا کہ تجھے نقل کرنی ہے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نقل کر، نقل ہی کرنی ہے تو سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی نقل کر، کہ فرشتے بھی تیری پاک دامنی کی قسم کھائیں اور تجھے عفت کی چادر سے ڈھانپ دیں۔

بتولے باش و پنہا شو ازیں عصر
کہ در آغوشِ شبیرے بگیری

(دل کی بات ۲۴ جولائی ۱۹۹۶ء، روزنامہ خبریں)

☆☆☆

Marfat.com

بنیاد پرستی کا اسلامی تصور!

بنیاد پرستی کے طعنے جب اہل اسلام پر برسنے لگے تو ردِ عمل کے طور پر یہ تحریر وجود میں آئی جو ۱۸ سال سے چھپنے کی منتظر تھی۔

اللہ کریم نے جو بھی شئے پیدا فرمائی ہے اس کی بنیاد بھی بنائی ہے۔ کیونکہ بے بنیاد شئے میں مفاد کی بجائے شر اور فساد ہوتا ہے۔ اور اس کا زیادہ دیر تک قائم رہنا بھی محال ہے۔ چنانچہ رب کریم مؤمن کی مثال بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (ابراہیم ۔۲۴۔۲۵)

ترجمہ: کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے ایک پاکیزہ کلمہ کی مثال کس طرح بیان کی ہے۔ جیسے کہ ایک پاکیزہ درخت کہ جس کی جڑ مضبوط ہے اور جس کی ٹہنیاں آسمان میں ہیں جو اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل لاتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے سامنے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ فکر کریں۔

قرآن کریم کی اس مثال میں غور و فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ کلمہ طیبہ یعنی "اسلام" یا "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ" جسے پڑھ کر کوئی شخص مؤمن بنتا ہے۔ جو ایمان کی بنیاد ہے۔ گویا مومن کی بنیاد یہ کلمہ طیبہ ہے۔ جس کی جڑیں نہایت مضبوط اور زمین کی گہرائی تک پھیلی ہوئی ہیں کہ زوردار آندھیاں اور جھکڑ بھی اسے جڑ سے نہیں اکھیڑ سکتے۔ اور اس کی چوٹی آسمان سے لگی ہے۔ یعنی اس کی شاخیں بہت اونچی اور زمینی کثافتوں سے دور ہیں اور یہ درخت سدا بہار ہے کہ بارہ مہینے صبح و شام تر و تازہ پھل اس پہ لگتا ہے۔ (صحیح مسلم۔ کتاب صفۃ القیامۃ۔ باب مثل المومن مثل النخلۃ)

Marfat.com

رب العزت نے مقصد تخلیق انسانیت بیان فرمادیا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○

یعنی ہم نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

گویا انسان کو جو تمام نعمتیں عطا فرمائی گئی ہیں اور بنیاد بھی فراہم کی گئی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کی عمارت تعمیر کرے۔ اس عمارت کے کچھ حصے تو صرف ''حقوق اللہ'' کے لیے مختص ہوں اور کچھ حصے ''حقوق العباد'' کے لیے وقف ہوں۔ اس عمارت کی بنیادیں ''کلمہ طیبہ'' پر اٹھائی گئی ہوں۔ اس عمارت کے ستون ''قیام صلوٰۃ'' سے بنائے گئے ہوں۔ اس عمارت کا صحن ''زکوٰۃ وصدقات'' کے خوبصورت پتھروں سے مزین ہو۔ اس عمارت کے اندر ''اخوت و بھائی چارے'' کا سبزہ ہو۔ جس کے بیچوں بیچ ''خندہ پیشانی'' کی راہداریاں ہوں۔ الفت کی کیاریوں میں عفوو درگذر کی گلکاریاں ہوں۔ جہاں رحم وکرم کی پھلیاں اور جود وسخا کی کلیاں کھلی ہوں۔ جنہیں ''خوفِ خدا'' کا پانی دیا جاتا ہو۔ جن کی تازگی کے لیے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کھاد دی جاتی ہو۔ ''خلوصِ نیت'' سے اس عمارت کی چاردیواری تعمیر کی گئی ہو۔ ''حج'' کے ذریعے عمارت کو حفاظتی جالیوں سے سجایا گیا ہو۔ تاکہ گند، کچرا اور کوڑا کرکٹ سے عمارت محفوظ رہے۔ ''نفل'' کے پردوں سے تزئین وآرائش بھی کی گئی ہو۔

''زندگی'' وہ مہلت ہے جس کے اندر اندر یہ عمارت تعمیر ہوگی۔ ''اعمالِ صالحہ'' کے اوزار استعمال ہوں گے۔ ''مذہب'' کے نقشے کے مطابق یہ عمارت تعمیر کی جائے گی۔ جس میں ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت'' کی انجینئرنگ استعمال ہوگی۔ جب سب سے پہلی عمارت کی تعمیر کے لیے انجینئر (حضرت سیدنا آدم علیہ السلام) تشریف لائے تو ''لینڈ مافیا'' ابلیس علیہ اللعنہ نے جھگڑا کیا اور کہنے لگا اے اللہ میں کسی کو تیری اطاعت کی عمارت تعمیر نہیں کرنے دوں گا۔ اللہ نے فرمایا: جس کے پاس میرا ''پرمٹ'' (کلمہ طیبہ) ہوگا اسے تو نہیں روک سکتا کیونکہ ان کی بنیادیں مضبوط ہیں اور ان کی عمارت کو قانونی حیثیت حاصل ہے۔ ملکیت کے کاغذات ان کے پاس ہیں، البتہ جن کے پاس ''کلمہ طیبہ'' کا پرمٹ نہ ہو۔ ''مذہب'' کا نقشہ بھی نہ ہو وہ غیر قانونی عمارتیں ہیں، جنہیں ہم خود ہی گرادیں گے۔

Marfat.com

اللہ کریم کا ارشادِ گرامی ہے:

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ ٱجْتُثَّتْ مِن فَوْقِ ٱلْأَرْضِ مَا لَهَا مِن قَرَارٍ۔ (ابراہیم۔۲۶)

ترجمہ: اور کلمہ خبیثہ کی مثال گندے درخت کی سی ہے جو زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ لیا گیا ہے اسے کچھ ثبات نہیں ہے۔

گویا ''کلمہ کفر'' میں ایسا بوداپن اور ناپائیداری ہوتی ہے جیسے کہ اندرائن کا پودا کہ جس کی جڑیں زمین کے اوپر ہی تیر رہی ہوتی ہیں اور ہوا کے ادنیٰ اشارے سے ہی ادھر سے ادھر نکل اور اکھڑ جاتی ہیں۔

ثابت ہوا کہ کائنات میں موجود ہر شئے کی ''بنیاد'' ہے، چاہے وہ ذرات کی قبیل سے ہو یا اجسام واجساد سے ہو۔ وہ حرکیات وعملیات سے تعلق رکھتی ہو یا کائنات کی کسی بھی اکائی سے اس کا تعلق ہو اس کی بنیاد ہوتی ہے۔ اور جب تک وہ اپنی بنیاد سے جڑی رہتی ہے یعنی ''بنیاد پرست'' بنی رہتی ہے تو قائم رہتی ہے جیسے ہی بنیاد پرستی چھوڑ کر ''مفاد پرستی'' کا ارادہ کرتی ہے تباہ ہو جاتی ہے۔ آج عالمِ کفر کے اندر معاشرے اور خاندان کی ٹوٹ پھوٹ، بے راہ روی اور آوارگی اسی غیر فطری طرزِ عمل ''مفاد پرستی'' کا شاخسانہ ہے۔

الحمد اللہ! اسلام کی عمارت عقیدۂ توحید کی فطری بنیادوں پر قائم ہے۔ جس کی جڑیں لوگوں کے دلوں میں اُتر چکی ہیں اور مضبوط ہیں۔ اینٹ ایک ہو مگر سیدھی ہو تو اس پر تعمیر کردہ عمارت سیدھی اور مضبوط ہوگی۔ اسی لئے مسلمانوں کے ہاں خاندانی نظام مضبوط ہے۔ اقدار ابھی زندہ ہیں۔ مگر ٹیڑھی اور ٹوٹی ہوئی شکستہ اینٹوں کا ڈھیر بھی اس قابل نہیں ہوتا کہ اس پر جھونپڑا ہی بنا لیا جائے۔ جیسے کہ جمہوریت، کمیونیزم، کیپٹل ازم، سوشل ازم، بدھ ازم، ماؤازم، ہندوازم اور دیگر طرزِ حیات ہیں۔

ہمیں فخر ہے کہ مذہب اسلام ہماری زندگی و بندگی کی بنیاد ہے۔ جس میں امن وآشتی، عظمت ووقار اور انسانیت ورحمت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کے بے چین ومضطرب انسان ٹھوکریں

Marfat.com

کھانے کے بعد تمام نظام ہائے زندگی سے جان چھڑا کر اسلام کے شجر سایہ دار کے نیچے پناہ لینے کے لیے کھنچے چلے آرہے ہیں۔ امریکا و یورپ میں اسلام کی روز افزوں ترقی اور سوڈان والجزائر وغیرہ میں اسلامی تحریکوں کی پیش قدمی اس کا ثبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چند لذت پرست، ہوس پرست، عناد پرست اور مفاد پرست عناصر بنیاد پرستی کا طعنہ دے کر اسلام اور اہلِ اسلام کو مطعون کر کے ان کے بڑھتے قدم روکنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے وہ مختلف حیلوں اور بہانوں سے دباؤ بڑھاتے رہتے ہیں مگر کسی نے سچ کہا ہے۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبائیں گے

☆☆☆

Marfat.com

جمہوریت اور اسلامیت

۱۹۹۲ء میں حالات حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ تحریر وجود میں آئی جواب تک چھپنے کی منتظر تھی۔

جمہوریت عیسائیت کی تبلیغی تحریک ہے۔ جو ہندوؤں کی (شدی) تحریک کی طرح عیسائیت کے فروغ اور اثر و نفوذ کے لیے چلائی گئی ہے۔ دوسرے لفظوں میں جمہوریت، اسلامیت کی جڑیں کاٹنے کے لیے رائج کی گئی ہے اور اس کے پیچھے یہود و نصاریٰ کی مکارانہ ذہنیت چھپی ہوئی ہے جس نے جب یہ جان لیا کہ اسلام نے آ کر افکار و اعمال پر سچائی کے پہرے بٹھا دیئے ہیں۔ سیاسی و سماجی اقدار اور اقتصادی اشغال کو اخلاق کے دائروں میں بند کر دیا ہے جس سے عام آدمی میں رنگ و نسل، قوم، وطن اور زبان کا امتیاز ختم ہو گیا ہے اور توحید کے سائے میں وہ سب ایک ہو گئے ہیں اور یہود و نصاریٰ کے مکر و فریب اور دجل سے محفوظ ہو گئے ہیں۔ تو انہیں اپنی سیاسی و سماجی برتری کا بُت زمین بوس ہوتے دکھائی دیا۔ ان کی جھوٹی خدائی، سرداری اور پوترپنے کا راز جب کھلنے لگا تو انہیں اپنی سانس گھٹتی دکھائی پڑی تو ان کے اوسان خطا ہو گئے۔

اب اس صورتحال کا علاج ایک ہی تھا کہ اپنی جھوٹی دنیا کے تپتے صحرا سے نکل کر اسلام کے شجرِ سایۂ دار میں پناہ لیں، مگر وہ نفس و شیطان کے پجاری ایسا نہیں کر سکتے تھے، لہٰذا انہوں نے اسلام کے اس درخت کو کاٹنے کی منصوبہ بندی شروع کر دی۔ اور پھر طرح طرح کے خود ساختہ نظام ہائے زندگی پیش کیے تاکہ لوگ اسلام کے چشمہ شیریں سے فیض یاب ہونے کی بجائے خواہشاتِ نفس کے گندے جوہڑ میں غرقاب رہیں۔ بس اسی مقصد کے تحت یہود و نصاریٰ نے آزادیٔ اظہارِ رائے اور انسانی ہمدردی و حقوق کے پردے میں اسلام کے خلاف ایک گہری اور گھناؤنی سازش کا آغاز کیا اور ایک ایسا نظامِ زندگی ایجاد کیا جس میں خواہشات نفس کی پیروی میں آزادروی اور دھن دولت کمانے کو مقصدِ زندگی بنا کر پیش کیا گیا تاکہ لوگ آسانی سے راغب ہوں۔ اس کا نام انہوں نے جمہوریت رکھا ہے۔

ع زندہ ہر دور میں ہے قصۂ فرعون و کلیم

Marfat.com

گویا جمہوریت کے نام سے انہوں نے ایک ایسا گرز تیار کیا تھا جو اسلام کے سخت اخلاقی قوانین کی دیوار میں نقب لگا کر اسے ڈھیلا ڈھالا کر کے بے راہ روی، گمراہی، اور عیسائیت و یہودیت کے اثر و نفوذ کی راہ پیدا کر سکتا تھا۔ آج حقوقِ انسانی، آزادیٔ نسواں، آزادیٔ اظہارِ رائے، حقوق نسواں، فیشن شوز، میراتھن ریس، مخلوط تعلیم اور آزادیٔ عمل جیسی تمام تحریکیں اسی بی جمہوریت کے بچے اور ذریت ہیں۔ جنہوں نے شراب خانہ خراب کو عام کیا۔ سود کھایا۔ زنا کیا۔ پھر بھی ہوس پوری نہ ہوئی تو لواطت کا بل پاس کیا۔ ماں، بیٹی اور بہن کا تصور مٹ گیا۔ خاندان کا شیرازہ بکھر گیا۔ عورت گھر کی ملکہ کے تخت سے گری اور گھر گھر دھکے کھانے لگی اور بالآخر بازار کی زینت بنی اور دکان میں سج گئی۔ مرد اپنے ہاتھوں آپ برباد ہو گیا۔ مرد کی مرد سے شادی اور عورت کا عورت سے نکاح ہونے لگا۔ ہر روز لاکھوں حرامیوں کی پیدائش نے یورپ اور امریکا اور آسٹریلیا کا منہ کالا کر کے تہذیب مغرب کی اینٹ سے اینٹ بجادی ہے اور یہ سب کچھ اسلام دشمنی میں ہو رہا ہے مگر اسلام کی شمع روز بروز فزوں تر ہے۔

ارے قلندر اقبال کی بھی تو سنو!!

تو نے دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندر سے چنگیز سے تاریک تر

جب کبھی انسانیت شرما جانے والے حادثات سے دوچار ہوئی اور انسان دنیا کی بھول بھلیوں میں گم ہو کر اپنے رب سے دور ہوا۔ کفر و شرک کے تاریک سائے پھیلنے لگے تو اللہ کریم نے اپنے بندوں کی راہنمائی و بھلائی کے لیے انبیاء کرام کو بھیجا۔ جنہوں نے انسانیت کو اللہ کی راہ دکھائی۔ انہیں تہذیب و تادیب اور اخلاق و اخلاص سے بہرہ ور کر کے شاہراہِ زندگی پر رواں دواں کیا۔ یہ اللہ کے خاص بندے جس دور میں بھی آئے انہیں کفر و شرک کے ٹھیکے داروں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ اللہ کے باغی جو چمگادڑ کی طرح صرف خواہشات کے اندھیروں میں دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں، اسلام کی سچی اور ٹھنڈی روشنی میں ان کی آنکھیں چندھیانے لگتی ہیں۔ وہ " اَنَـــا وَلَا غَیْـــرِی " کے مصداق صرف اپنے ہونے کا احساس ہی پالتے ہیں۔ لہٰذا وہ "مذہبیت" کا مقابلہ "جمہوریت" سے کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آدم علیہ السلام کا مدمقابل ابلیس تھا۔ ابراہیم

Marfat.com

علیہ السلام کے سامنے نمرود۔ موسیٰ علیہ السلام کے سامنے فرعون۔ عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے یہود اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ابوجہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ اور ولید تھے۔ حسین کے سامنے یزید اور آج ہر مسلمان کے سامنے نہ صرف یہود و ہنود اور نصاریٰ ہیں بلکہ صد افسوس کہ فاسق و فاجر اور تہذیب مغرب سے متاثر و مرعوب نام نہاد مسلمان بھی اس کیلئے سدراہ اور درد سر بنے ہوئے ہیں۔

ازل سے رہا ہے ستیزہ کار
چراغ مصطفوی سے شرار بو لہبی

سیاسی مداریوں کی شعبدہ گری، دھوکے بازی، لوٹ مار، ٹی اے، ڈی اے کی مراعات، بینکوں کے قرضے، سوشل کنٹریکٹ، بلیک ہارس، مزدور کا استحصال، سود زدہ معیشت، رشوت کے بازار، بے کار و بدکار اور شتر بے مہار نوجوانوں کی بھرمار، صبا کی پریاں، فائیو اسٹار ہوٹل کی عیاشیاں، بدقماشیاں اور سیاسی پنڈتوں کی غداریاں، جعلسازیاں اور سیاسی جغادریوں کی درندگی و غنڈہ گردی، تعصب، علاقائیت اور صوبائیت کا خطرناک زہر یہ سبھی کچھ جمہوریت ہی کا کمال ہے۔ ایسے تاریک معاشرے اور ہولناک ماحول میں کوئی بھلے مانس اور شریف انسان آخر کب تک جگنو بن کے، روشنی اوڑھ کر چلتا رہے گا۔ اور یہ جمہوریت کے علمبردار، کذّاب، دجّال، جھوٹے اور فریبی، نانجار و مکار سیاستداں کب تک غریب عوام کو اپنے ناجائز اقتدار کی بھینٹ چڑھا کر اللہ کے حوصلے اور حلم و برداشت کو آزماتے رہیں گے۔

نہ جا اس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

☆☆☆

Marfat.com

طلبہ پاکستان کا مستقبل ہیں

1991ء میں اردو کالج کی جانب سے ریڈیو پاکستان کراچی میں منعقدہ تقریری مقابلے میں راقم شریک ہوا۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امّا بعد!

فاعوذ باالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

صدر ذی وقار اور میرے ہم سفر شاہینو!

آج آزادی کی خوشیاں منانے سے پہلے آزادی کے سورج کی کرنوں سے ملنے والے جذبے سے ایمان، یقین، قوت، ہمت اور انسانی اقدار کی وہ خوشبو پیدا کرنی ہوگی جو آج بھی پاکستان کے گلستان کی خاص ضرورت ہے۔ آزادی کے مقاصد کے حصول کیلئے امن وآشتی، سکون وفنون اور یقین کی روشنی ملک کے کونے کونے میں پھیلانے میں طلبہ کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔

مستقبل کے معمارو!

ہم اس وقت تک ملک وملّت کی عظمت اور تعمیر وترقی کے لیے کچھ نہیں کر سکتے جب تک تعمیر وترقی کے جراثیم یا اس کی قوت ہمارے اندر فطرتاً موجود نہ ہو۔ یاد رکھئے نوجوان طلبہ ملک کا قیمتی اثاثہ ہوتے ہیں۔ ملک وملّت کا مستقبل انہیں سے وابستہ ہوتا ہے کسی ملک اور قوم کی ترقی و عظمت کا دارو مدار اس کے طلبہ اور نوجوانوں کی قابلیت اور سیرت وکردار پر ہوتا ہے اگر یہ اعلیٰ اوصاف کے مالک ہوں گے تو ملک وقوم دن دگنی رات چوگنی ترقی کریں گے لیکن اگر ان کی سیرتیں اعلیٰ اوصاف سے خالی رہ گئیں تو ملک وقوم کی ترقی کی تمام راہیں مسدود ہو جائیں گی۔

شمع علم کے پروانو!

ہمارا علم اس نہج پر ہو کہ جو آج کے مشینی دور کے مسائل ومشکلات، بلندی وپستی، نشیب و فراز اور مختلف عوامل ومحرکات کا نہایت باریک بینی اور خوش اسلوبی سے احاطہ کر سکے۔ آپ کا سرمایہ

Marfat.com

افکار و کردار ماضی، حال اور مستقبل کے ربط وضبط اور اسلامی تہذیبی وثقافتی حقیقتوں کا آئینہ دار ہو سکے۔

جب آپ اپنے کردار کو ذاتی و معاشرتی، ملی و آفاقی تمام کیفیات کو سامنے رکھ کر تعمیر کریں گے اور اپنے دل میں شخصی آرزوؤں کے ساتھ قوم کے درد اور ملک کے مستقبل کی تعمیر کو بھی جگہ دیں گے تو آپ ملک وقوم کی ترقی کا راز بن جائیں گے۔

علم وادب کے پاسبانو!

مستقبل کے لیے اچھا عزم ہی کافی نہیں ہے کیونکہ محض ارادے سے نتیجہ اچھا نکلنا محال ہے لھذا اچھے عزم کے لیے ایسی ہی اعلیٰ اور غیر معمولی تیاری کرنا بھی ضروری ہے یاد رکھئے ہمارا مستقبل وہی ہے جس کی تیاری ہمارے حال میں نظر آرہی ہے آیئے ہم اپنے مستقبل کو درخشندہ و تابندہ اور تابناک بنانے کے لیے واضح نصب العین اور ایک واضح مقصد سامنے رکھ کر اس کے حصول میں سرگرم عمل ہو جائیں پھر نہ دیکھیں رات نہ دن۔ دل کی پوری لگن کے ساتھ صحیح سمت میں منزل پہ منزل طے کرتے جائیں۔ یہاں تک کہ کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوں اور اپنا مقصد پالیں پھر مستقبل ہمارا ہے۔

ہے عمل لازمی تکمیل تمنا کیلئے
ورنہ رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے

صدر عالی قدر!

دنیا بھر میں ترقی یافتہ ملکوں کی ترقی کا راز ان کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی مرہون منت ہے۔ کسی قوم کا سرمائیہ افتخار اُس کے پڑھے لکھے ہنر مند نوجوان اور طلبہ ہی ہوتے ہیں اور طلبہ ہی کسی قوم یا ملک کی ترقی وتنزلی کا باعث ہوتے ہیں۔ اسی لیے آزادی کی تحریک ہو یا غلامی سے چھٹکارا، ظلم کی سیاہ رات ہو یا بدبختی کا سنگ خارا! ملک کی حفاظت کا مسئلہ ہو یا قوم کی عظمت کا معاملہ، ہر جگہ، ہر گھڑی، ہر وقت اور ہر موڑ پر طلبہ نے ہی ہراول دستے کا کردار ادا کرتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے ہیں۔

Marfat.com

جنابِ صدر!!

تعلیم ہی امنِ عالم کی ضامن ہے۔ اس لیے آیئے!! آج سے ہم اپنے نوجوانوں کو تعلیم یافتہ بنانے کا تہیہ کریں۔ انہیں سچائی و بے باکی اور حلم و بردباری کا سبق یاد کرائیں۔ انہیں خود اعتمادی وخودی کی دولت سے مالا مال کردیں۔ اُن میں اخلاق و اخلاص کی خوشبو پیدا کریں۔ ان میں بصیرت وسیرت پیدا کریں۔

جنابِ صدر!!

اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہوگئے تو پھر ہمیں مہلک ہتھیار بنانے پر سرمایہ ضائع کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں میں خودی صورت فولاد

☆☆☆

Marfat.com

تعمیر پاکستان میں طلبہ کا کردار!!

19 مارچ 2008ء کو S.M. Science کالج میں مقابلہ تقریر میں شرکت کے لئے آفاق احمد کے لیے لکھی گئی تحریر!!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب صدر گرامی قدر اور میرے ہمسفر شاہینو!

آج کا موضوع ہے (تعمیر پاکستان میں طلبہ کا کردار)

جناب صدر! طلبہ کسی بھی ملک کا عظیم سرمایہ ہوتے ہیں جو معاشرے میں انقلاب برپا کرنے، قوم کی تقدیر بدلنے اور ملک کا مستقبل محفوظ و مستحکم کرنے میں انتہائی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

صدرِ محترم! تاریخ کا منادی آج بھی چیخ چیخ کر اعلان کر رہا ہے کہ جب ہندوستان پر انگریزوں نے قبضہ کرلیا، مسلمانوں پر تعلیم و روزگار کے دروازے بند ہوگئے، ہندوؤں نے مسلمانوں کا جینا دوبھر کر دیا، برصغیر میں مسلمان ذلیل و رسوا ہوگئے تو طلبہ نے ہی آگے بڑھ کر قوم کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو سہارا دیا۔ اور قائداعظم کے ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔ اپنے محبوب قائد کا پیغام برصغیر کے کونے کونے میں پہنچایا۔ اور اپنی شبانہ روز محنت سے نظریۂ پاکستان کو قوم کے ایمان کا حصہ بنا دیا۔ اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے قوم کو روشن مستقبل سے آگاہ کیا اور بالآخر ملک پاکستان وجود میں آگیا۔

صدرِ ذی وقار! یہ وہ طلبہ تھے جو پورے اخلاص کے ساتھ حصولِ علم میں مصروف رہے اور کبھی بددل نہ ہوئے۔

☆ یہ وہ طلبہ تھے جو اسلامی اقدار اور روایات کے امین تھے۔

☆ یہ وہ طلبہ تھے جو مغرب کی حیا سوز اقدار اور تباہ کن فلسفہ حیات سے کبھی مرعوب نہ ہوئے۔

Marfat.com

☆ یہ وہ طلبہ تھے جو طوفانِ مغرب کا مقابلہ شریعت اسلامیہ کی چاندنی سے کرتے تھے۔

☆ یہ وہ طلبہ تھے جو جدید معاشی، معاشرتی اور سائنسی نظریات کو دین کی کسوٹی پر پرکھ کر قبول یا رَدّ کرنے کا فیصلہ کرتے تھے۔

☆ یہ وہ طلبہ تھے جو ماں باپ، اساتذہ اور بڑوں کا ادب واحترام کیا کرتے تھے۔

☆ یہ وہ طلبہ تھے جو غریبوں اور حاجت مندوں کی مدد کرنے کو سعادت سمجھتے تھے۔

☆ اور!! یہ وہ طلبہ تھے جو اسلام اور پاکستان میں کوئی فرق نہیں کرتے تھے۔

صدر محتشم! ملک پاکستان کو قائم ہوئے 60 سال ہو چکے ہیں۔ مگر قوم آزادی کے ثمرات سے تا حال محروم ہے۔ آزادی کے مقاصد بھلا دیئے گئے ہیں۔ ہمارے معاشرتی رویوں میں بگاڑ آ گیا ہے۔ ہمارا نظام تعلیم اسلامی اقدار وافکار سے خالی ہے۔ ہمارا نصاب ہمارے مستقبل کا تعین کرنے میں ناکام ہے نیتجتاً طلبہ منزل سے ہٹ چکے ہیں اور ہمارا ملک بھٹکے ہوئے راہی کی طرح خستہ حال ہے۔

جناب والا! ملک کی ترقی اور معاشرے کی اصلاح وفلاح کے لیے ضروری ہے کہ طلبہ کو اسلامی اقدار سے روشناس کرایا جائے۔ طلبہ میں اُستاد کی عزت وتکریم کا جذبہ بیدار کیا جائے۔ طلبہ کو جدید تعلیم سے آراستہ کیا جائے۔ طلبہ کو اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے مناسب مواقع فراہم کیے جائیں۔ طلبہ کو مثبت راہنمائی کے ذریعے فعال کیا جائے۔ طلبہ میں احساسِ ذمہ داری پیدا کی جائے تاکہ ہمارا ملک ترقی کرے، معاشرہ آگے بڑھے اور پھر بڑھتا ہی چلا جائے۔ ورنہ خدانخواستہ ان کے دل ودماغ احساس ذمہ داری سے بیگانہ ہو گئے تو یہ اپنے ساتھ ساتھ قوم وملک کو بھی لے ڈوبیں گے

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کردے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں
تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو
کتاب خواں ہے مگر صاحب کتاب نہیں

☆☆☆

Marfat.com

ہم سا بے درد کوئی کیا ہوگا

13 نومبر 2008ء کو آفاق احمد کے لیے مقابلے میں شرکت کی غرض سے لکھی گئی تحریر!!

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امّا بعد!

فاعوذ باﷲ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والعصرo انّ الانسان لفی خسرo

قسم ہے زمانے کی! بے شک انسان خسارے میں ہے۔

لائق صد احترام، جناب صدر جلسہ!

اور معزز محترم، سامعین وحاضرین

میرا موضوع ہے

"ہم سا بے درد کوئی کیا ہوگا"

جنابِ صدر!

قرآن کتاب ہدایت ہے۔ کعبۃ اللہ مرکز ملت ہے۔ ایمان درس امانت ہے۔ اسلام گوشۂ عافیت ہے محمد ﷺ سراپا رحمت ہیں۔ اور ہم قرآن پڑھنے والے، کعبہ کے چکر کاٹنے والے، ایمان کا دعویٰ کرنے والے، اسلام کے لیے مر مٹنے والے، نبی کو ماننے والے، مگر باوجود اس کے ہم اخلاقی برائیوں میں مبتلا، نامناسب رویوں کے حامل، انتشار وافتراق کے شکار، ظلم واستحصال کے مارے ہوئے اور اپنے مقصد تخلیق وزیست سے ناآشنا ہیں تو بتایئے!

ہم سا بے درد کوئی کیا ہوگا!

جنابِ صدر!

نبی ﷺ نے سود کو اللہ سے جنگ قرار دیا ہے۔ مقروض کی نماز جنازہ آپ ﷺ نے

Marfat.com

نہیں بڑھائی۔شراب کو ام الخبائث قرار دیا ہے۔قرآن نے زنا کے قریب بھی پھٹکنے سے منع کیا ہے۔جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کا پیغام دیا ہے۔مگر ہم سود کے ذریعے اللہ سے برسرپیکار ہیں۔جھوٹ کے سبب اللہ کی لعنت میں گرفتار ہیں۔ہماری آنے والی نسلیں بھی قرض سے بیمار ہیں۔شراب عام اور ہر شہر میں حسن کے بازار ہیں۔اس قدر اخلاقی قدروں کی سرعام پامالی کر کے بھی ہم کہتے ہیں کہ! ہم مسلمان ہیں اور اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہے! بتائیے!

ہم سا بے درد کوئی کیا ہوگا!

جناب صدر!

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ! یہ ہمارا نعرہ تھا۔یہ اللہ سے ہمارا وعدہ تھا۔یہ ہماری زندگی کا حاصل تھا۔یہ ہماری منزل تھا۔جب پاکستان بن گیا تو ہم اپنے نعرے سے دست بردار ہو گئے۔اپنے وعدے سے پھر گئے اور زبان وعمل کے اس تضاد نے ہماری منزل سے ہمیں کوسوں دور پھینک دیا! بتائیے!!

ہم سا بے درد کوئی کیا ہوگا!

جناب صدر!

آزادی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔جو لہو کے چراغ جلانے سے ملتی ہے۔اس کی حفاظت سروں کے مینار بنانے سے ہوتی ہے تاریخ بتاتی ہے کہ ہر دور میں انسانوں نے آزادی کی قیمت ادا کی ہے۔لیکن!

ہم دنیا کی وہ واحد قوم ہیں جنہوں نے آزادی کی بھرپور قیمت وصول کی ہے۔اس ملک سے، اس کی مٹی سے، اس کی عوام سے، اس کے وسائل سے اور پھر اس کے خزانوں کو لوٹ کر بھی ہم بہتر مستقبل کے خواب دیکھ رہے ہیں تو بتائیے!

ہم سا بے درد کوئی کیا ہوگا!

صدر ذی وقار!

معاشرتی، اقتصادی، معاشی اور صنعتی ترقی ہی اصل ترقی کی ضامن ہے، مگر ہم نے عدل

Marfat.com

وانصاف کو قتل کر کے معاشرہ کو محاصرہ بنا دیا ہے۔ اپنی عیاشیوں کی دھوم میں معیشت کا جنازہ نکال دیا ہے۔ اقتصادیات کو ہمارے نااھل لوگوں نے فسادات کا ذریعہ بنا دیا ہے اور صنعتوں کو ذاتی مفادات کی بھینٹ چڑھا دیا ہے تو پھر بتایئے!

؎ ہم سا بے درد کوئی کیا ہوگا!

صدرِ محتشم!

باہمی اعتماد و بھروسا ہی تجارتی ترقیوں کی واحد شاہراہ ہے، مگر ہماری خیانت، ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی اور ایک رات میں کروڑ پتی بننے کی خواہش نے ہمیں دنیا بھر میں رسوا کر کے ہماری تجارت کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ جبکہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا، جو ملاوٹ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا تھا۔ امانت دار تاجر جنت میں میرے ساتھ ہوگا! تو پھر بھی ہم جہنم میں چلے جائیں تو بتایئے۔

؎ ہم سا بے درد کوئی کیا ہوگا!

صدرِ عالی وقار!

قوم کی فکری، اخلاقی، عملی اور روحانی و جسمانی ترقی کا انحصار کسی بھی ملک کی یکساں تعلیمی پالیسی پر ہوتا ہے۔ مگر میرے پیارے ملک میں دیسی اسکول، انگریزی اسکول، سرکاری اسکول، غیر سرکاری اسکول آسٹریلین اسکول، امریکن اسکول، مشنری اسکول اے لیول اور او لیول جیسے درجنوں تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں اس طبقاتی اور فرسودہ نظامِ تعلیم نے اخلاق سے عاری، باغی، کینہ پرور اور شتر بے مہار و صبا کی پریوں کی فوج پیدا کی ہے۔ پھر بھی ہم اس نظامِ تعلیم کو بدلنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو بتایئے!

؎ ہم سا بے درد کوئی کیا ہوگا!

صدرِ محترم!

جب مسلمان علماء تحقیق اور تکنیک کے ذریعے سائنس کی بنیادیں رکھ رہے تھے۔ یورپ جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ جابر بن حیان، محمد بن زکریا رازی، ابن الہیثم، البیرونی،

Marfat.com

بوعلی سینا، خالد بن یزید، حضرت امیر معاویہ، یعقوب بن طارق، نوبخت، فضل بن نوبخت، علی بن عیسیٰ، حسن بن موسیٰ، ابوعثمان جاحظ، یعقوب کندی، سند بن علی، عباس ابن سعید، عبدالمالک، محمد بن موسیٰ، احمد بن موسیٰ، عمر بن فرحان، علی بن عیسیٰ ابن البنا، محمد دمیری، ابوالقاسم زہراوی، ابن رشد، ابن طفیل اور ابن باجہ، جیسے سینکڑوں مسلم سائنس دانوں کے ناموں، کاموں اور کارناموں سے کون واقف نہیں ہے مگر افسوس کل تک جو ہمارے گلشن علم وحکمت کے خوشہ چیں تھے آج ہماری جہالت پر خندہ زن ہیں تو بتایئے!

ہم سا بے درد کوئی کیا ہوگا

میں اس شعر پہ اجازت چاہوں گا۔

غم یہ نہیں کہ ہم کو زمانہ بُرا ملا
افسوس یہ ہے کہ ایسے زمانے کو ہم ملے

☆☆☆

Marfat.com

چھوڑیں گے نا ہم کوششِ تعمیرِ نشیمن!

گورنمنٹ بوائز سیکنڈری اسکول نمبر ا جہانگیر روڈ کے چھٹی جماعت کے طالبعلم عثمان کے لیے عجلت میں لکھی گئی ایک مختصر تحریر! (07-12-10) کو منعقد ہونے والے تقریری مقابلے میں وہ دوم آئے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امّا بعد! فاعوذ باالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

لَیس للاِنسان اِلّا مَاسعیٰo

صدق الله العظیم

صدرِ ذی وقار اور میرے ہمسفر شاہینو!

السلام علیکم

آج ہمارا موضوع ہے:

(چھوڑیں گے نا ہم کوششِ تعمیرِ نشیمن)

جناب صدر! تاریخ گواہ ہے کہ

i۔ جو قومیں اپنے نظریے سے غداری کرتی ہیں اُن میں کبھی جذباتی ہم آہنگی پیدا نہیں ہوتی ہے۔

ii۔ جو قومیں انسانی ہمدردی کے جذبات سے عاری ہو جائیں انہیں عزت و خودداری سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

iii۔ جو قومیں رواداری و یکجہتی کی عظمتوں کا اعتراف نہیں کرتیں اُن سے بصیرت چھین لی جاتی ہے۔

iv۔ جو قومیں چوری، ذخیرہ اندوزی اور خیانت میں مبتلا ہو جاتی ہیں اُنہیں دیوالیہ کر دیا جاتا ہے۔

v۔ جو قومیں برائی و بدنامی میں ناموری حاصل کرتی ہیں انہیں ذلیل و رسوا کر دیا جاتا ہے۔

vi۔ جو قومیں علم و شعور سے روگردانی کرتی ہیں ان کو جہالت کے اندھیروں میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

vii۔ جو قومیں مظلوم کی دادرسی نہ کرسکیں ان سے وطن چھین کر در بدر کردیا جاتا ہے۔

viii۔ جو قومیں دولت کی خاطر دھرتی بیچ ڈالیں وہ ہمیشہ کے لیے دوسروں کے دستِ نگر اور طفیلی بن جاتے ہیں۔

الغرض! جناب صدر!

ix۔ جو قومیں اپنی انا و خودی کا پاس نہ رکھیں وہ آگے بڑھنے کی بجائے ترقی معکوس کرتے کرتے عالمی طاقتوں کا کھلونا بن کر رہ جاتی ہیں۔ اور پھر انتشار و انارکی، طوائف الملوکی، ظلم و ناانصافی، بے راہ روی، تشدد و زیادتی کا شکار ہو کر ہمیشہ کے لیے برباد ہو جاتی ہیں۔

جناب صدر!

بدقسمتی سے وطنِ عزیز پاکستان بھی آج انہیں مسائل سے دوچار ہے۔ مگر ہم اپنی محنت، لگن، دیانت داری، جُہد مسلسل، پیہم عمل، تعلیم و تحقیق، انکشافات و ایجادات اور ادب و تکریم کے ساتھ پوری جاں نثاری سے ملک و قوم کی تعمیر و ترقی کو اپنا نصب العین قرار دیتے ہوئے آگے بڑھیں گے اور ان شاء اللہ ملک و قوم کی تقدیر بدل دیں گے۔

عربی کا ایک مقولہ ہے۔

مَنْ جَدَّ وَجَدَ یعنی جس نے کوشش کی اُس نے پالیا

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

☆☆☆

Marfat.com

ہم کسی سے کم نہیں!

۲۵ فروری ۲۰۱۲ء کو گورنمنٹ بوائز سیکنڈری اسکول گرین ٹاؤن کے سائنس ٹیچر ابرار صاحب کی صاحبزادی کیلئے لکھی گئی ایک تحریر

نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم: اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وفوق کل ذی علمٍ علیم (صدق اللہ العظیم)

صدرِ ذی وقار، احباب دانش وخردمند، مہمانانِ گرامی قدر اور میرے باشعور ساتھیو!

اس کائنات رنگ و بو میں ایک سے بڑھ کر ایک نابغۂ روزگار ہستی پیدا ہوئی ہے۔ جنہوں نے اپنے اخلاق، سیرت و کردار اور پیغام سے بے شمار دلوں کو متاثر کیا ہے۔ اسی لیے رب کریم نے فرمایا ہے:

وفوق کل ذی علم علیم ۔ (اور ہر بڑے عالم سے بڑا ایک عالم موجود ہے) ہم ان سب کی عظمتوں کو سلام کرتے ہیں اور ان کی رفعت و بلندی کا اعتراف کرتے ہیں، مگر آپ سے نہایت ہی ادب کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ ہم کسی سے کم نہیں!

جنابِ صدر!

ہم مفکر ہیں جو آنے والے خطرات سے قوم کو آگاہ کرتے ہیں۔

ہم دانشور ہیں جو مشکلات کا حل تجویز کرتے ہیں۔

ہم علم وادب کا مرقع اور فہم وفراست کا گہوارہ ہیں۔

ہم ایمان ویقین کی قوت وتوانائی کا سرچشمہ ہیں۔

جنابِ صدر! ہم بتانا یہ چاہتے ہیں کہ ہم کسی سے کم نہیں!!

صدرِ محترم!

Marfat.com

ہم مستقبل کی امانت اور عظمت کا مینارا ہیں
ہم محتاجوں کی امیدوں کا سہارا ہیں
ہم اپنے والدین کی آنکھوں کا تارا ہیں
ہم ملک و ملت کے دشمنوں کیلئے انگارا ہیں
کوئی دیکھے تو ہم موتی ہیں یا آب کھارا ہیں

جنابِ صدر! ہم عرض یہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہم کسی سے کم نہیں!!

صدرِ عالی وقار!

ہماری کامیابی، ہماری اقدار ہیں
ہم اپنے وطن کا حسن و شعار ہیں
ہم سائنسدان ہیں اور فنکار ہیں
ہم ادیب و عالم اور قلم کار ہیں
ہم ایوانِ باطل کیلئے اذار ہیں

جنابِ صدر! دراصل آج ہمیں یہ بات اجاگر کرنا ہے کہ "ہم کسی سے کم نہیں"!

صدرِ محتشم! ہمیں خالد بن ولید، محمد بن قاسم اور صلاح الدین ایوبی پر فخر ہے۔

دنیا کا بے تاج بادشاہ اگر ہے تو فقر ہے
دلوں پر حکومت، دراصل نیکی کا اثر ہے
کامیاب وہی ہے جو ہمارا ہم سفر ہے
کوئی نہ مانے تو بات دگر ہے

جنابِ صدر! آج ہمیں یہ واضح کر دینا ہے کہ "ہم کسی سے کم نہیں"۔

صدرِ ذیشان!

ہم غلامانِ محمد، اللہ کے پرستار ہیں
ہم چھوٹے ہیں مگر ذمہ دار ہیں
جس جس نے ہماری قدر نہ کی

Marfat.com

آج تک وہ بے چارے بیمار ہیں
ہم آپ کی توجہ کے حقدار ہیں

جنابِ صدر! مدّعا صرف یہی ہے کہ

"ہم کسی سے کم نہیں"

صدرِ بزم!

ہمارے دلوں میں جذبۂ ایثار ہے
ہر فرد کو ہم پہ اعتبار ہے
طے کر لیں گے ایک جست میں ہم
رستہ جتنا بھی پُر خار ہے
ہم میں سے ہر کوئی باکردار ہے

جناب، صدر! آج ہمیں یہ منوانا ہے کہ:

"ہم کسی سے کم نہیں"

صدرِ جلسہ!

ہم زندگی کے طور طریقے اور ڈھنگ جانتے ہیں
ہم اللہ اور اس کے رسول کو اپنا سنگ مانتے ہیں
ہم غریبوں کے پاس صرف محبت ہے
جبکہ امیر اب بھی پڑے زنگ چھانتے ہیں
ہم تعصب و نفرت کو ہمیشہ جنگ گردانتے ہیں

جنابِ صدر! آج ہمیں بانگ دُھل کہنا ہے کہ:

"ہم کسی سے کم نہیں"۔

صدرِ محفل!

حقوق و فرائض کی ہمیں پہچان ہے
ہم ہی مستقبل کا پاکستان ہیں

Marfat.com

یہاں سب کو جان و مال کی امان ہے
ملک و ملت کے ہم پاسبان ہیں
ہمارا دستور حیات بس قرآن ہے
ہم اپنے نبی کی سنت پہ قربان ہیں

جنابِ صدر! آج ہم یہاں چیخ چیخ کر بتانے آئے ہیں کہ سنو سنو! ذرا غور سے سنو کہ

''ہم کسی سے کم نہیں!

اس لیے:

اپنی ملت کو قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

☆☆☆

Marfat.com

انسانیت کے دشمن

۲۶ راگست ۲۰۰۰ء سنی کانفرنس نشتر پارک کراچی کے لیے لکھی گئی تحریر
اگرچہ صرف قرارداد پیش کرنے کا موقع دیا گیا۔

جہاں قرآن کریم میں انسان کی انفرادی و اجتماعی ترقی اور فلاح و کامیابی کے کئی منصوبے ذکر کیے گئے ہیں، وہیں انسان کی انفرادی واجتماعی ترقی کی راہ میں رکاوٹوں کا بھی ذکر ہوا ہے۔ جن میں انسانیت کے ان چار دشمنوں کا بطور خاص ذکر کیا گیا ہے۔ جنہوں نے اپنے اپنے دور میں سماج و معاشرہ اور تہذیب وتمدن کو اپنی خواہشات کی بھینٹ چڑھا کر تہس نہس کر دیا تھا۔ لوگوں کو بھوک کی سولی پہ لٹکا کر اپنے لیے قلعے اور سرے محل تعمیر کیے تھے۔ انہوں نے عوام کی محنت و مشقت کا خون نچوڑ کر اپنی جنتیں بسائی تھیں، انہوں نے لوگوں سے بیگار لے کر دھن دولت کے انبار جمع کیے تھے۔ انہوں نے لوگوں کو خدا سے بیگانہ و بے زار کر کے اپنی جھوٹی خدائی کے سحر میں گرفتار کر لیا تھا۔ انہوں نے اپنے ظلم وستم اور قہر و جبر سے اپنے ملکوں کو زنداں بنا دیا تھا۔ وہ اپنے اپنے ملک کے وسائل آمدنی اور ذرائع پیداوار پر قابض تھے۔ انہوں نے قانون اور مذہب کو اپنے گھر کی لونڈی بنا رکھا تھا۔ انصاف بھی سر بازار بکنے لگا تھا۔ دولت پر وہ سانپ بن کر بیٹھے تھے۔ لوگ بھوک اور افلاس کا مجسمہ بننے پر مجبور تھے، مگر ان ظالموں کے ذہنوں میں ابھی اور بھی فتور تھے۔ یہ ننگِ دیں، ننگِ وطن اور انسانیت کے دشمن تھے۔ قیامت تک ان کا نام استحصال واستبداد، ظلم و جبر اور مفاد پرستی کا نشان بنا رہے گا۔ یہ لوگ تھے، فرعون، ہامان، قارون اور شداد۔ اللہ کریم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا:

اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی۔

ترجمہ: (اے موسیٰ) جائیے فرعون کے پاس کہ وہ سرکش اور باغی ہو گیا ہے۔

ہماری بدقسمتی دیکھئے کہ آج فرعون، ہامان، قارون اور شداد ہمارے ملک پر مسلط و قابض ہیں اور ان کی سرکوبی کے لیے کوئی موسیٰ (علیہ السلام) نہیں آئیں گے بلکہ ان بوجہلوں،

Marfat.com

بولہبوں، عُتبہ و شیبہ کے فرزندوں اور عبداللہ بن ابیوں کے لیے آپ کو آگے آنا ہوگا اور انہیں للکارتے ہوئے یہ کہنا ہوگا۔

آپ گر تخت نشین ہیں تو بڑی بات نہیں
دھول بھی اُڑ کے بلندی پہ پہنچ جاتی ہے

ہاں ہاں !! آپ کو نظامِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نفاذ کے لیے عملی جد و جہد کرنا ہوگی۔ اپنے اتحاد و یکجہتی اور پختہ عزم وحزم سے اپنے اندر حوصلہ اور طاقت پیدا کرنا ہوگی۔ مذہب و مسلک اور ملک وملت کی بقا کے لیے مفاد پرستی کے گندے جوہڑ سے باہر آنا ہوگا۔ اجتماعی امور و مسائل کے حل کے لیے آپ کو اُٹھ کھڑے ہونا ہوگا اور اپنی محرومیوں اور بدنصیبوں سے جان چھڑانے کے لیے بہانگ دہل کہنا ہوگا کہ:

دیکھ فرعون کے لہجے میں ہم سے بات نہ کر
ہم تو پاگل ہیں خداؤں سے الجھ پڑتے ہیں

سنو سنو! اے سنیو!! ہمارے ملک میں مختلف فرقے اور فرقیاں نکاسیٔ آب و برسات کے ندی نالوں کی طرح جوش دکھا رہے ہیں جو اپنے ہی کناروں سے ٹکرا ٹکرا کر ختم ہوتے جا رہے ہیں، مگر نہ ہلچل ہے، نہ تحریک ہے، نہ اضطراب ہے نہ انقلاب ہے۔ بس یہ سب ایک خواب ہے۔

مگر، اے سنیو!! تم اس ملک کی اکثریت ہو۔ تم اس ملک کے حقیقی وارث ہو۔ اس ملک کو تم ہی بچا سکتے ہو۔ اُٹھو اور بے تاب ہو جاؤ، اپنے بے پناہ فکری وزن سے اضطراب پیدا کر دو۔ یاد رکھو! تم ہی اُٹھو گے تو انقلاب آئے گا۔

اُٹھ، از سرِ نو دھر کے حالات بدل ڈال
تدبیر سے تقدیر کے دن رات بدل ڈال
پھر، اس اخوت کی ضرورت ہے جہاں کو
آقائی و خدمت کے خطابات بدل ڈال

Marfat.com

قرارداد

26 اگست 2000ء بروز ہفتہ نشتر پارک کراچی میں جماعت اہلسنت پاکستان کراچی کے زیر اہتمام عظیم الشان سنی کانفرنس میں پیش کی گئی قرارداد!!

لاکھوں سنی عوام کا یہ اجتماع سودی نظام کی مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں فی الفور اسلامی نظام معیشت کا اجراء کیا جائے۔ یاد رہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل، فیڈرل شریعت کورٹ اور سپریم کورٹ نے سود کے خلاف فیصلہ دے دیا ہے تاہم حکومت اس پر عمل نہ کرکے اپنی بے حسی، سیکولر ذہن اور غیر اسلامی سوچ کی عکاسی کا مظاہرہ کررہی ہے، جسے اب ختم ہوجانا چاہیے۔ کیا آپ اس قرارداد کی تائید کرتے ہیں۔ ہاتھ اُٹھا کر جواب دیں۔ اس قرارداد کو تمام لوگوں نے ہاتھ کھڑے کر منظور کیا۔

☆☆☆

نیو ایئر نائٹ

2006ء میں نیو ایئر نائٹ کے موقع پر ائمہ کرام کی خدمت میں پیش کیا جانے والا

دعوت نامہ

آج رات ابلیس کے چرچے ہوں گے۔ رقص و سرور، شراب و کباب اور فواحش و منکرات کے ذریعے شیطان کا ذکر بلند ہوگا۔ اللہ کے بندوں پر واجب ہے کہ وہ ذکر و فکر، نعت خوانی تلاوت اور صلوٰۃ وسلام سے رحمٰن کا ذکر بلند کریں۔ تمام آئمہ سے درخواست ہے کہ رات بارہ (۱۲) بجے تک نعت خوانی اور ٹھیک بارہ بجے جھوم جھوم کر والہانہ سلام تقریباً بیس (۲۰) منٹ تک پڑھیں۔

منجانب

تلاش حق فاؤنڈیشن، اقصیٰ مسجد گولڈن ٹاؤن

Marfat.com

شائستہ کا ناشائستہ قدم!

2000ء ملیر ٹاؤن کراچی میں شائستہ نامی لڑکی نے آشنا سے مل کر ماں باپ اور بھائی کو رمضان کے مقدس مہینے میں قتل کر دیا۔ اس تناظر میں لکھی گئی ایک تحریر

اسلام نے عورت کو جو حقوق عطا کیے ہیں وہ کسی اور مذہب میں نہیں دیے گئے۔ دیے تو کیا جاتے الٹا سلب کیے گئے ہیں۔ عورتوں اور مردوں کے حقوق ان کی صنف کے اعتبار سے اور ذمہ داری کے حوالے سے بالکل مختلف اور جدا ہیں اور مرد کو عورت پر فوقیت حاصل ہے، البتہ حقوق کی ادائیگی میں دونوں برابر و یکساں ہیں۔ اسی میں عورت کا تحفظ، مقام و عزت و عظمت پوشیدہ ہے۔ اب ہمیں چاہیے کہ حقوق کی تقسیم الٰہی کو تسلیم کرلیں اور حقوق کی تقسیم میں برابری و مساوات کے پرفریب خیال کے جال میں پھنس کر خاندان کے قلعوں کو مسمار نہ کریں بلکہ حقوق کی ادائیگی میں برابری و یکسانیت کو فروغ دیکر خاندان و معاشرے کو مضبوط بنائیں۔ دین فطرت ہے اس لیے عورت کی فطری خواہش کا خیال رکھتے ہوئے عاقلہ و بالغہ عورت کو اپنی پسند سے نکاح کرنے کا دین نے حق عطا کیا ہے، مگر اس میں ولی و سرپرست کی رضامندی ضروری ہے، کیونکہ فطری طور پر ناقص العقل ہونے کی وجہ سے بالغہ، عاقلہ ہونے کے بعد بھی عورت کی تدبیریں اکثر الٹ ہو جاتی ہیں۔ ایسے میں ولی ہی عورت کی عزت کا باعث اور تحفظ کا ضامن ہو سکتا ہے، لہٰذا عورت کو اپنے والدین اور اعزا و اقربا کی رضامندی کا بھی خیال رکھنا چاہئے؟ جیسا کہ سورۃ نور کی آیت نمبر ۳۲ میں ارشادِ الٰہی ہے۔

وَاَنْکِحُو الْاَ یَامٰی مِنْکُمْ۔

ترجمہ: ''اور تم میں سے جو غیر شادی شدہ ہیں ان کا نکاح کردو''۔

اس بات پر تو تمام ائمہ وفقہا کا اتفاق ہے کہ نکاح کا مسنون و بہترین طریقہ یہی ہے کہ عورت اور مرد اپنی پسند و مرضی کے نفاذ کے لیے تنہا ہی نہ نکل کھڑے ہوں بلکہ والدین و بہن بھائیوں اور اقرباء و اولیاء کو اعتماد میں لے کر خاندان کے واسطے سے نکاح کا عظیم کام انجام دیں اس میں معاشرتی و سماجی اور تہذیبی مفادات اور اُخروی نجات پوشیدہ ہے۔

Marfat.com

بالخصوص لڑکیوں کا نکاح کے لیے خود سے نکل پڑنا نہایت معیوب اور بے حیائی کی سی بات ہے جس سے فواحش ومنکرات کے فتنے پھوٹ پڑنے کا خطرہ ہے۔ اسی لیے بعض احادیث میں عورتوں کو خود ہی اپنا نکاح کرنے سے روکا گیا ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے "لا نکاح الا بولی" یعنی ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا (صحیح بخاری۔ کتاب النکاح)۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

"ایما امرأة نکحت بغیر اذن ولیھا فنکا حھا باطل فنکاحھا باطل فنکا حھا باطلُ"

ترجمہ: یعنی جس عورت نے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل ہے۔ تو اس کا نکاح باطل ہے تو اس کا نکاح باطل ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب النکاح)

محدثین نے اس حدیث کو صحیح اور حسن مانا ہے (فیض الباری کتاب النکاح) لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ ولی اپنی من مانی اور مفادات کی نگہبانی کرتے ہوئے عورت پر بزورقوت نکاح مسلط کردے اور اگر ایسا کرے تو عورت کو حق حاصل ہے کہ بذریعہ عدالت نکاح فسخ کردے اور ولی کو عورت کی پسند کا خیال رکھنا ضروری ہے جیسا کر سورۃ بقرہ آیت 232 میں ہے:

"فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن اذا تراضوا بینھم بالمعروف"۔

ترجمہ: یعنی انہیں (عورتوں کو) ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جبکہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں۔

بچیوں کو بھی شرم وحیا کا نسوانی مظاہرہ کرتے ہوئے من مانی وخودسری نہیں کرنا چاہیے کہ اس سے جہاں غریب والدین، برادری اور غریب خاندان کی عزت پہ حرف آتا ہے وہیں بے ہودگی وبے غیرتی اور بے راہ روی کو فروغ حاصل ہوتا ہے اور عورت کی عزت وعصمت غیر محفوظ ہو جاتی ہے اور وہ کٹی ہوئی پتنگ کی طرح اپنا احترام ووقار کھو بیٹھتی ہے۔ جس سے ایک بگڑا ہوا ناجائز وحرام معاشرہ جنم لیتا ہے۔ پھر کبھی محبت کے نام پر کبھی عشق کے نام پر خواہشاتِ نفس

Marfat.com

اورہوس کی تکمیل ہونے لگتی ہے، جبکہ نفس کے اسیر کوفرق نہیں پڑتا کہ ''کھلا ذہن اور مادر پدر آزادی'' ان کا کلمہ ہے۔

ایسی کٹی ہوئی پتنگ سے ہمدردی کی آڑ میں پاکستانی میڈیا اور پاکستانی (N.G.O) کے ناپاک کارندے قوم کی بہو، بیٹیوں کے سروں سے دوپٹے اور جسم سے کپڑے نوچ کر حقوق کے نام پر خوب ڈرامے رچاتے ہیں اور اپنے کھلے ذہن و آزادی کی آوارگی کا خوب مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور قوم کو بے غیرت، بے حیا بنانے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتے۔ کسی کی عزت نیلام ہو یا عزت کا جنازہ سرعام ہو۔ ماں باپ خودکشی کریں یا خاندان تباہ ہو یہ کھیل میڈیا، N.G.O، پولیس اور حکمرانوں سے ہوتا ہوا ہوس پرستوں تک پہنچ کر ہی ختم ہوتا ہے۔ افسوس صد افسوس! کہ کئی شائستائیں، اسمائیں اور آفریدیائیں ان تنظیموں اور میڈیا کی بھینٹ چڑھ کر سب کچھ گنوا چکی ہیں مگر حکومت نہ تو میڈیا اور N.G.O کو لگام دیتی ہے اور نہ ہی والدین و خاندان کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے قانون سازی کرتی ہے۔ بلکہ ایسی بے راہ، بچیوں کی سرپرستی کرکے ''کھلے ذہن و آزادی'' کی آوارگی کی آگ میں قوم کو جھونکنا چاہتی ہے۔ اور یہ شائستائیں، اسمائیں اور آفریدیائیں بھی نہیں سوچتی ہیں کہ کسی بھی شائستہ کا ناشائستہ قدم خاندان و معاشرہ اور قوم کی تباہی کا سبب بن سکتا ہے۔ پس اے قوم کی عزیز بچیو!! فقیر کی نصیحت سُن لو!!!

بتولے باش و پنہاں شوازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرح عابدہ، زاہدہ اور پارسا ہو جا اور زمانے کی نگاہوں سے چھپ جا تاکہ تیری آغوش میں بھی حسین رضی اللہ عنہ جیسا فرزند تشریف لائے۔

☆☆☆

Marfat.com

آہ وفغاں!

ماہنامہ جہانِ چشت کے گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نمبر کے لیے لکھا گیا ایک اداریہ!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاید کہ اتر جائے ''کسی'' دل میں مری بات!

جس قوم کی بچیاں، آزادئ نسواں کے مغربی تصور کے زیر اثر اسلامی تہذیب کے زیور ''شرم وحیا'' سے متنفر اور پاکیزہ وعفت مآب اسلامی اقدار سے بغاوت کرتے ہوئے ''ذلتِ نسواں'' کا نشان بن رہی ہوں۔ انسانی واسلامی معاشرے کی اینٹ سے اینٹ بجا کر خاندان کی عزت وناموس کو روندتی ہوئی، نیم عریاں لباس میں بانہوں میں بانہیں ڈالے سرِعام دندناتی پھریں تو وہاں گناہوں کے انبار ہی تو لگیں گے۔

جس قوم کے بچے آزادی وجمہوریت کے نام پر شراب نوشی، زنا کاری، بدکاری، نوسر بازی، چوری، ڈاکہ، مار دھاڑ اور اغوا وتاوان کے کلچر میں گلچھڑے اڑا کر اسلام کے فطری ضابطوں کو پامال کر رہے ہوں تو وہاں فتنہ وفساد اور بغض وعناد کے انگارے ہی تو سلگیں گے۔

جس ملک کے قومی میڈیا پر اپنے ہی مذہب اسلام کو فرسودہ اور اپنے ہی ہم وطن مسلمانوں کو دہشت گرد بنا کر پیش کیا جا رہا ہو ''الجھن سلجھن'' جیسے مخرب اخلاق وحیا سوز پروگرام چلائے جاتے ہوں۔ ادب وتہذیب کے نام پر ننگے افسانے لکھے جاتے ہوں اور تفریح کے نام پر گندے ڈرامے دکھائے جاتے ہوں۔ علماء ومشائخ کے بجائے بھانڈوں، میراثیوں، رقاصاؤں اور فنکاروں سے فتاوے جاری کرائے جاتے ہوں تو ظاہر ہے وہاں (صلوٰۃ) کے معنی ''ناچنا، رقص کرنا، ڈانس کرنا، گانا، اور (زکوٰۃ) کا مفہوم بینکوں کے ذریعے لوٹ مار کرنا ہی تو ہوگا اور اس کا مصرف وزراء وسیاسی یتامیٰ کے بنگلے، گاڑیاں، پیٹرول اور دبئی کی شاپنگ ہی تو رہے گا۔

اس پر طرہ یہ کہ حاکم وقت توہین رسالت ایکٹ ختم کر کے پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ نکالتے ہوئے لوگوں کے دلوں سے بھی اسلام کا نام تک نکالنے میں مصروف ہو۔ وہ اسلام کو

Marfat.com

فرسودہ خیالات کا مجموعہ سمجھتے ہوئے اعلان کر رہا ہو کہ میں اسلامی حدود کو نافذ کر کے غریبوں کے ہاتھ کاٹ کر قوم کو ٹنڈا نہیں کر سکتا نیز داڑھی اور پردہ وغیرہ ذاتی مسائل ہیں انہیں اپنے اپنے گھروں تک رہنے دو اور حاکمِ وقت پھر بھی اصرار کرے کہ ملک میں اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہے، تو پھر بسنتوں، میراتھن ریسوں اور میلوں کی لذتوں میں الجھی ہوئی ایسی مردہ و بے ضمیر بانجھ اور دیوالیہ قوم کے لیے رحمتیں نازل نہیں ہوا کرتیں بلکہ عذاب اور صرف عذاب ہی آیا کرتا ہے۔

بس! اس طرح کی بھولی، بھٹکی، بہکی اور گمراہ ہوتی ہوئی قوم کی اصلاح وفلاح اور تربیت کے لیے ہم ''ماہنامہ جہان چشت'' کے اس شمارے کو ''گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نمبر) کے طور پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس امید پر کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سیرت کے چمکتے لمحات کا مطالعہ کرنے سے شاید کسی دل میں مسجد، خانقاہ، محفل ذکر، مدرسہ یا کسی بزرگ کی صحبت میں جانے کا خیال آ جائے۔ جو ذکرِ الٰہی و فکرِ مصطفیٰ سے شاد و آباد ہیں، پر بہار ہیں، جہاں اللہ کے لطف و کرم کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ جو پیپل کے سایہ دار درخت کی طرح گھنی چھاؤں میں فی اللہ محبت و اخلاص کے خوشنما ثمر بانٹ رہے ہیں۔ جہاں جود و عطا کی ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں۔ جہاں چند لمحوں کے لیے ستانے والا ادب، تہذیب، عقل، شعور، اور فکر و آگہی پا کر انسانیت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہوتا اور عذابِ الٰہی سے بچ جاتا ہے۔

آپ کا کیا خیال ہے! یہ جاننے کے لیے ہمیں آپ کے خطوط کا انتظار رہے گا۔

فقط والسلام

محمد اویس معصومی

چیف ایڈیٹر

☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

بابِ پنجم

تلاشِ حق فاؤنڈیشن

Marfat.com

تقریب استقبالیہ کی رپورٹ

تلاشِ حق فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ڈاکٹر محمد صحبت خان کوہاٹی کے اعزاز میں منعقدہ تقریب پذیرائی کی رپورٹ

ترا خاورِ درخشاں رہے تابد فروزاں
تری صبحِ نور افزاء کبھی شام تک نہ پہنچے

یہ ۱۷ر جنوری ۲۰۱۰ء کی بات ہے۔ شیخ زائد اسلامک سینٹر کراچی یونیورسٹی کے ایک کشادہ اور دل ربا ہال میں ارباب فکر و دانش جمع ہوئے۔ پروفیسرز، ڈاکٹرز، اسکالرز، دینی مدارس کے سربراہان، مذہبی و سیاسی کارکنان، وکلاء، طلباء، شہر کے نامور علماء اور زعما سے ایک خوبصورت بزم سجی۔ سلیقے اور طریقے سے رکھی آرام دہ کرسیاں، سجا سجایا اسٹیج، خوبصورت ڈائس، دل کو بھلا لگنے والا مائیک سسٹم، خوشنما ٹیبل پر حسین و جمیل گلدستہ اور جاذب قلب و نظر یادگاری شیلڈ شرکا محفل کو مسرور اور مسحور کر گئی۔ یہ جملہ اہتمام اور سارا انتظام علمی، ادبی، فلاحی تنظیم ''تلاشِ حق فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) کے عہدیداران واراکین نے کیا اور اس میں ''شیخ زائد اسلامک سینٹر'' کے سربراہ اور ان کے رفقاء کا تعاون ہر مرحلہ پر شامل حال رہا۔

اسٹیج پر صرف ۴ کرسیاں رکھی گئیں۔ فرائض نظامت فاؤنڈیشن کے چیئر مین نے بحسن و خوبی نبھائے۔ ملک عزیز کے نامور قاری، دارالعلوم حنفیہ غوثیہ کے ناظم اعلیٰ، عالمی ایوارڈ یافتہ شیخ القراء قاری محمد عبدالقیوم محمود نے محفل کی مناسبت سے دل آویز تلاوتِ کلامِ پاک سے باقاعدہ آغاز کیا۔ ناظم اسٹیج نے بصد ادب، صدرِ بزم سید السادات سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی بانی و ناظم اعلیٰ انجمن قمرالاسلام سلیمانیہ سے گزارش کی کہ آپ کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوں۔ ازاں بعد بالترتیب ''قمرالاسلام'' کے مہتمم علامہ ابوالازہر سید عظمت علی شاہ ہمدانی دامت فیوضہم ''قمرالاسلام'' کے رئیس دارالافتاء علامہ عبدالعزیز سیالوی مدظلہ العالی اور محفل کے دولہا ڈاکٹر محمد صحبت خان کوہاٹی حفظ اللہ الباری اسٹیج پر رونق افروز ہوئے۔ پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحب

Marfat.com

یہ کہہ کر مہمانانِ گرامی کی صف میں بیٹھ گئے کہ میں ایک طرح سے اس تقریب کا میزبان بھی ہوں لہٰذا اسٹیج پر صرف خاص مہمان تشریف فرما ہوں گے۔ شاہ صاحبان نے کمال محبت اور شفقت سے اپنے عزیز ''قمرالاسلام'' کے فاضل ڈاکٹر محمد صحبت خان کوہاٹی کو اپنے درمیان بٹھایا اور خود دائیں بائیں تشریف فرما ہوئے۔

ناظم اسٹیج نے تلاوتِ کلام پاک اور نشست گاہوں کی ترتیب کے بعد شرکاء محفل کو بتایا کہ آج کی یہ تقریب ''تلاشِ حق فاؤنڈیشن'' کے زیرِ اہتمام انعقاد پذیر ہے۔ البتہ شیخ زائد اسلامک سینٹر کے سربراہ اور ان کے رفقاء ہمارے معاون ہیں اور یہ کہ یہ تقریب ہم نے اپنے استاذِ گرامی، نامور ادیب وخطیب اور ''قمرالاسلام'' کے فیض یافتہ ڈاکٹر محمد صحبت خان کوہاٹی کے اعزاز میں منعقد کی ہے۔ انہوں نے ملکِ عزیز کی سب سے بڑی یونیورسٹی ''یونیورسٹی آف کراچی'' سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔ اس عظیم اعزاز پر انہیں خراجِ تحسین اور ہدیہ مبارک باد پیش کرنے کے لیے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے یہ استقبالیہ تقریب سجائی گئی۔ اس تمہید کے بعد خوش الحان نعت خواں جناب محمد عنایت چشتی نے صائم چشتی مرحوم ومغفور کا نعتیہ کلام کچھ اس ادا سے پیش کیا کہ محفل پر سحر طاری کر دیا۔ کئی آنکھیں اشکبار ہوئیں، خود محفل کے مہمانِ خصوصی فرطِ جذبات سے رو پڑے۔ صائم چشتی مرحوم کی نعت کا مطلع اور مقطع حاضرین کو بے حد پسند آیا۔

خود کو دیکھا تو تیرا جود و کرم یاد آیا
تجھ کو دیکھا تو مصور کا قلم یاد آیا

تلاوتِ کلام باری اور نعت رسالت مآب ﷺ کے بعد شیخ عبدالرحمٰن نورانی صدیقی نے تلاشِ حق فاؤنڈیشن کے سربراہ قاری محمد اویس معصومی کو اسٹیج پر آنے کی دعوت دی اور ان سے گزارش کی کہ وہ خطبۂ استقبالیہ پیش فرمائیں۔ قاری محمد اویس معصومی نے خطبۂ استقبالیہ اس انداز اور اس ادا سے پیش فرمایا کہ شرکاءِ محفل جھوم اٹھے۔ خطبۂ استقبالیہ ایک طرح سے مکمل خطاب تھا۔ اس میں ادب بھی ہے، شعر وشاعری بھی، ہدیۂ تبریک بھی، اپنوں کی تنبیہ بھی۔ اعترافِ عظمت بھی، واقعات بھی، حالات بھی۔ جبکہ سامعین کے لیے تادیب وبشارات کی آبشاریں بھی بہہ رہی ہیں۔

ہم یہ خطبہ استقبالیہ من وعن پیش کرنے کی سعادت پاتے ہیں۔

Marfat.com

خطبۂ استقبالیہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم! اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم٥

"والذین اوتو العلم درجات"

یہ سن ۱۹۸۵ء کی بات ہے کہ ایک دبلا پتلا شخص دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ پنجاب کالونی کراچی میں بطور استاذ وارد ہوا اور آتے ہی اپنی منفرد تحریر وتقریر، پرتاثیر تدریس اور دل فریب تہذیب سے دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کے اک اک فرد کو اپنا گرویدہ بنالیا اور اعلان کردیا۔

بنتے ہیں مری کارگہِ فکر میں انجم
لے تو بھی اپنے مقدر کا ستارہ پہچان

اور پھر کثیر تعداد میں طلبہ اُن کے اردگرد جمع ہونے لگے، تقریر، تدریس اور تہذیب کی پرتاثیر جاذبیت اور قوت ہی کا کرشمہ تھا کہ ان کا شمار معروف اساتذہ میں ہونے لگا۔

میں اس کا نام نہ لوں تو بھی لوگ پہچانیں
کہ آپ اپنا تعارف ہوا بہار کی ہے

میری مراد استاذِ گرامی حضرت علامہ ڈاکٹر محمد صحبت خان کوہاٹی دامت برکاتہم العالیہ کی ذات گرامی ہے۔ آپ بحیثیت استاذ طلبہ کے لیے نہایت شفیق ومہربان، ہمدرد، دوست اور بالخصوص نیک سیرت ذہین طلبہ کی حوصلہ افزائی کرنے میں پیش پیش رہا کرتے تھے۔

استاذِ گرامی حضرت علامہ ڈاکٹر محمد صحبت خان کوہاٹی ایک بے باک وشعلہ بیاں مقرر بھی ہیں۔ کسی زمانے میں سنی جماعت القراء پاکستان اہلسنت والجماعت کے دینی ومذہبی پروگراموں میں اسٹیج پر آپ کا طوطی بولتا تھا۔ زبان کی روانی، الفاظ کی فراوانی اور آپ کی قادرالکلامی کا ایک زمانہ معترف ہے۔ تقریر کے فن میں آپ نے بیش قیمت خدمات انجام دی ہیں اور کئی نامور شاگرد

Marfat.com

پیدا کیے ہیں۔ جنہوں نے مختلف مقابلہ ہائے تقاریر میں انعامات واعزازات حاصل کیے ہیں اور دارالعلوم انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ کے لیے مقابلہ تقریر میں سب سے پہلی اور خوبصورت ٹرافی بھی آپ کی تربیت کا نتیجہ تھا۔ اور یہ مقابلہ ''انجمن طلبہ مدارس عربیہ'' کے زیر اہتمام ''اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔'' کے عنوان پر جامع مسجد سلیمانیہ پنجاب کالونی میں ۱۹۸۵ء میں منعقد ہوا تھا اور دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کی جانب سے بندہ ناچیز محمد اویس معصومی نے شرکت کی تھی۔ الحمدللہ یہ عاجز اس مقابلہ میں اول آیا تھا۔

تدریس وتقریر کے ساتھ ساتھ قبلہ استاذِ گرامی نے تحریر کا کام بھی جاری رکھا، جس کے نتیجے میں کئی خوبصورت کتب وجود میں آئیں مثلاً ''شاہِ جیلان''، ''مؤذنِ رسول''، ''سیدنا بلال''، ''شعلۂ آواز''، تذکرہ لطیف اور حال ہی میں ایک ضخیم تاریخی علمی و تحقیقی تصنیف ''خانوادہ سیال شریف کی علمی ودینی خدمات''۔

سچی بات تو یہ ہے کہ قبلہ استاذِ گرامی دامت برکاتہم العالیہ کا لکھا ہوا مضمون اور تقریر کا مسودہ طلبہ کے لیے تقریری مقابلوں میں کامیابی کی ضمانت سمجھا جاتا تھا۔ اگر یقین نہ آئے تو دارالعلوم انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ کے آفس میں سجی ٹرافیاں دیکھ لیں یا پھر ان کی کتاب ''شعلۂ آواز'' کا مطالعہ کر لیجئے۔

یہی وجہ ہے کہ مدارسِ عربیہ کے علاوہ اسکول اور کالجز کے طلبہ بھی تقریر وتحریر کے فن میں رہنمائی کے لیے آپ سے رجوع کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ایک دینی واصلاحی مجلّہ ماہنامہ ''کاروانِ قمر'' کے مدیرِ اعلیٰ بھی ہیں گزشتہ ۱۵ سالوں سے آپ نہ صرف معاشرے کی اصلاح کا کام سرانجام دے رہے ہیں بلکہ دارالعلوم انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ اور سابق طلبہ کے درمیان پُل کا کردار بھی انجام دے رہے ہیں۔ مجھ سمیت کئی طلبہ کو اس مجلّہ کے ذریعے سے آپ نے لکھنا اور بولنا سکھایا ہے۔ بس میں اتنا کہوں گا۔

تیرے ساتھ بیتا ہوا زمانہ عجیب تھا
کبھی لمحہ بھر میرے خیال سے نہ نکل سکا

Marfat.com

ابھی حال ہی میں قبلہ استاذ گرامی حضرت علامہ محمد صحبت خان کوہاٹی دامت برکاتہم العالیہ نے ہمارے مشفق و مہربان دوست شیخ زائد اسلامک سینٹر کے ڈائریکٹر عالی قدر جناب حضرت علامہ ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحب مدظلہ العالی کی نگرانی میں ''خانوادہ سیال شریف'' کے مشائخ کی علمی و دینی خدمات پر تحقیقی مقالہ لکھ کر (Ph.D) کی ڈگری حاصل کی ہے اور آج کی یہ پروقار تقریب استاذِ گرامی کی خدمت میں تلاش حق فاؤنڈیشن کی جانب سے اس کامیابی پر ہدیہ تبریک پیش کرنے کی غرض سے منعقد کی گئی ہے، گو کہ اس تقریب کو بہت پہلے منعقد ہو جانا چاہیے تھا بلکہ کئی تقریبات منعقد ہونا چاہییں تھیں۔ اے کاش! کہ ہم اپنے اساتذہ، طلبہ، دوستوں اور شاگردوں کی حوصلہ افزائی کرنا سیکھ جائیں لیکن کیا کیا جائے کہ:

وہی لوگ محسوس کرتے ہیں دردِ خلش محبت کی
جو اپنے آپ سے بڑھ کر کسی سے پیار کرتے ہیں

البتہ ہم اپنے پڑوسیوں کے ہاں Ph.D کرنے والوں کے اعزاز میں منعقد ہونے والی تقاریب پذیرائی کی خبریں سنتے رہے ہیں کہ آج فلاں ادارہ تقریب کر رہا ہے تو آج فلاں ادارہ میں تقریب ہے۔ چنانچہ تلاشِ حق فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) کے ساتھیوں نے اس صورتحال کا جائزہ لیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ اس بے ایمان و بدکردار، بدبودار جوہڑ نما جھوٹے اور گندے معاشرے میں علماء و اساتذہ کا وجود کنول کے خوشنما پھول کی حیثیت رکھتا ہے، جو ہمارے اسلاف کی یادگار ہیں۔ جن کے نام کی روشنی، باتوں کی چاشنی، کردار کی چاندنی اور افکار کی مہک سے اس کائنات میں لہک اور چہک ہے۔ جن کی تربیت سے زندگی کے راستے کھلتے ہیں۔ جن کی صحبت سے زندگی کو قرینے ملتے ہیں، جن کی محبت سے زندگی کو عرفان کے نگینے ملتے ہیں، جن کی یادوں کے جگنوں زندگی کی تاریک راہوں کو روشن کرتے ہیں۔ ایسی نابغۂ روزگار ہستیوں کی عزت و تکریم سے موجودہ دجالی و شیطانی نظام لرز جاتا ہے، کیونکہ اس کی بنیاد ہی علم اور صاحبانِ علم کی ناقدری پر اٹھائی گئی ہے۔ دین اور علماء سے اس نظام کو خدا واسطے کا بیر ہے۔ ایسے کئی بطل جلیل، جو ہر قابل اور لائق و فائق لوگ زندگی کی صلیب کندھے پر اٹھائے معاشرے کی بے رخی کا رونا رو رہے ہیں۔

Marfat.com

لہٰذا تلاشِ حق فاؤنڈیشن نے ایک عالم دین، ایک استاذ، ایک صاحب علم شخصیت، ایک جوہر قابل کی عظمتوں، بلندیوں، صلاحیتوں، کامیابیوں اور کامرانیوں کا اعتراف کرتے ہوئے قبلہ استاذِ گرامی کے اعزاز میں اس تقریبِ سعید کا اہتمام کر کے اپنی اصلاحی و فلاحی سرگرمیوں کا آغاز کر دیا ہے۔ اس خیال کو دل میں رکھتے ہوئے کہ:

يمنون عليك ان اسلموا قل لا تمن على اسلامكم بل الله يمن عليكم ان هداكم للايمان۔

زہے نصیب گر قبول اُفتد!

اس سلسلے میں ہم نے اپنے ساتھیوں سے بھی مشاورت کی تھی مگر اس کا نتیجہ یہ نکلا۔

پچھلے برس یہ خوف تھا تجھ سے بچھڑ نہ جاؤں
اب کے برس دعا ہے کہ تیرا سامنا نہ ہو

ہم آپ کو ایک خوشخبری بھی سناتے جائیں کہ آج کی تقریب کے صدرِ محترم جناب پیر سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی کے کہنے پر ہی استاذِ گرامی حضرت علامہ ڈاکٹر محمد صحبت خان کوہاٹی دامت برکاتہم العالیہ نے ''خانوادۂ سال شریف کے مشائخ کی علمی و دینی خدمات'' پر تحقیقی مقالہ لکھا تھا اور اب وہ قبلہ سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی کی سرپرستی میں زیر طباعت ہے اور بہت جلد کتابی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔ ان شاء اللہ!

خطبہ استقبالیہ کے الفاظ گوکہ ذرا سخت تھے مگر محبت وعقیدت کے جذبات سے مغلوب۔ پُر تاثیر اور اخلاق کے اندر تھے۔ یا پھر یوں کہئے کہ خطبہ استقبالیہ کے الفاظ بھاری بھرکم تھے مگر نکل گئے تھے نسبتاً کمزور آدمی کے منہ سے اس لیے ہدف تنقید بن گئے، ورنہ ان الفاظ کی تاثیر کا کرشمہ تو سامعین تا دیر دیکھیں گے۔ چھوٹی سی جھلک تو تقریب کے اندر ہی دیکھی گئی کہ ساری تقریب میں دعوت نامے پر چھپا ایک جملہ'' تاخیر سے تشریف لانے والے مہمانان گرامی اپنی کوتاہی کے خود ذمہ دار ہوں گے۔ اولیس معصومی سے چپکا رہا اور کوئی بھی مقرر خطبہ استقبالیہ کے سحر سے نہ نکل سکا۔

Marfat.com

حضرت علامہ سید ابوالازہر پیر عظمت علی شاہ ہمدانی نے اپنے خطاب میں فرمایا:

''میرے لیے یہ بات باعث صد مسرت ہے کہ تلاش حق فاؤنڈیشن نے ایک عالم دین کی قدر دانی کی ہے۔ میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہوں اویس معصومی اور عبدالرحمٰن صدیقی ہمارے عزیز ہیں۔ اویس معصومی صاحب کے خطبہ استقبالیہ کے الفاظ شدت کا مظہر اور انداز جارحانہ تھا مگر ممکن ہے اپنے استاد گرامی سے محبت وعقیدت کے نکتہ کمال پر پہنچ کر انہوں نے بزرگوں اور دوستوں کو جھنجھوڑا ہو بہرحال ہمیں نہایت خوشی ہے یہ بھی قمرالاسلام کا فیض ہے''۔

سنی جماعت القرأ پاکستان کے چیئر مین قاری عنایت اللہ سیالوی نے فرمایا کہ:

''ہم تو قمرالاسلام کی طرف دیکھ رہے تھے کہ وہ کوئی تقریب منعقد کریں گے، مگر اویس معصومی صاحب نے پہل کرلی ہے ہم انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اویس معصومی صاحب ہماری سنی جماعت القرأ پاکستان کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ ہمارے ساتھ کام کرچکے ہیں، ہم اُن کے کہنے کے مطابق 17، 18، 19 مارچ 2010ء کو علامہ ڈاکٹر محمد صحبت خان صاحب کے اعزاز میں محفل حسنِ قرأت منعقد کریں گے اور انہیں عمرے کا ٹکٹ بھی پیش کریں گے۔ فی الوقت ہم ''فوز المقال جلد ششم'' کا ایک نسخہ اویس معصومی صاحب کی نذر کرتے ہیں مزید نسخے ہم خود العمر مسجد پہنچائیں گے۔

تقریب استقبالیہ کے مہمان خصوصی حضرت علامہ ڈاکٹر محمد صحبت خان کوہاٹی دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا:

''تلاش حق فاؤنڈیشن کے چیئر میں محمد اویس معصومی کے ذہن میں نہ جانے یہ معصوم سی خواہش کیسے پھوٹی کہ انہوں نے میرے اعزاز میں اتنی خوبصورت اور پروقار تقریب کا اہتمام کرڈالا۔ یہ نیکی ہے اور اللہ کریم کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا ہے۔اِن اللّٰہ لایضیع اجر المحسنین۔ انہوں نے فرمایا کہ دعوت نامے میں Ph.D کے عنوان کا ذکر نہ کرکے دراصل اویس معصومی صاحب نے دوست احباب کو متنبہ کیا ہے! کہ آؤ

Marfat.com

اور آگے بڑھ کر اپنی محبتوں اور عقیدتوں کا اظہار کرتے ہوئے اپنے لجپال پیر خانے کی لاج رکھو اور اُنکا نام خوب شائع کرو اور ایک بڑی تقریب کا اہتمام کرو۔

انہوں نے مزید فرمایا کہ:

میں اپنے والدین کا شکر گزار ہوں جن کی دعاؤں اور تربیت کے نتیجے میں آج اُن کے بیٹے کے اعزاز میں یہ تقریب سعید منعقد ہوئی ہے۔

انہوں نے فرمایا:

میری خوش نصیبی ہے کہ اللہ کریم نے مجھے یہ اعزاز بخشا ہے Ph.D کا اور آج میں سیدین کریمین کے درمیان بیٹھا ہوا ہوں"۔ تلاش حق فاؤنڈیشن کے چیئر مین محمد اویس معصومی نے "یا اُستاذی" کے عنوان سے ایک غزلی نظم پیش کی جسے خوب سراہا گیا۔

آخر میں شیخ زائد اسلامک سینٹر کے ڈائریکٹر عالی قدر جناب حضرت علامہ ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحب نے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور اپنے شاگرد رشید جناب ڈاکٹر محمد صحبت خان کوہاٹی کی Ph.D کے مختلف مراحل کا ذکر کیا اور فرمایا یہ ہمارے دوست ہیں، ان سے پہلے میں نے کسی کو Ph.D نہیں کروایا ہے اور قسم کھائی تھی کہ پہلے اپنے دوست کو Ph.D کرواؤں گا پھر کسی اور کو تو اب دروازہ کھلا ہے جو Ph.D کرنا چاہے وہ آگے آئے اور منزل مراد پالے۔

انہوں نے تلاش حق فاؤنڈیشن کی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے اس تقریب سعید کے انعقاد پر مبارکباد بھی پیش کی اور آئندہ کسی بڑی تقریب کے انعقاد کا عندیہ دیتے ہوئے اپنی تقریر کو اُس وقت کے لیے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں تلاش حق فاؤنڈیشن کے چیئر مین اویس معصومی کے لیے علامہ اقبال کا یہ جملہ بھی دہرایا:

"اسیں گلاں ای کردے رہ گئے تے ترکھاناں دا منڈا بازی لے گیا"۔

تقریب کے اختتام پر تلاش حق فاؤنڈیشن کی جانب سے حضرت پیر سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی، پیر طریقت حضرت علامہ سید ابوالازہر عظمت علی شاہ ہمدانی اور پیر طریقت حضرت

Marfat.com

صوفی محمد اشرف معصومی نے اپنے ہاتھوں سے ڈاکٹر محمد صحبت خان کوہاٹی کو یادگاری شیلڈ پیش کی۔ جس کے بعد دُعا ہوئی اور دُعا کے ساتھ ہی یہ نہایت اعلیٰ، عمدہ پروقار مگر سادہ سی تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

تقریب میں شروع سے آخر تک ترتیب، تہذیب، تمہید، تاثیر وتاخیر الغرض ہر شے میں موتی سے پروئے ہوئے تھے۔ اِس تقریب سے لوگوں نے بہت کچھ سیکھا، بہت کچھ جانا ہے۔ اللہ کریم عمل کی توفیق دے اور پھر لنگر پیش کیا گیا۔

آخر میں فقیر اپنے استاذِ گرامی حضرت علامہ ڈاکٹر محمد صحبت خان کوہاٹی دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں تلاشِ حق فاؤنڈیشن کے تمام ساتھیوں کی جانب سے وطن عزیز کی سب سے بڑی یونیورسٹی جامعہ کراچی سے Ph.D کی ڈگری حاصل کرنے پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہے اور مزید ترقیوں کے لیے دعاگو رہے گا۔

خدا کرے ہمیشہ رہے آپ کا آنگن خوشیوں سے بھرا
آپ کا شفقت بھرا سایہ ہم پہ قائم و دائم رہے سدا

☆☆☆

Marfat.com

خطبہ استقبالیہ برائے تقریب افتتاح

☆12 فروری 2011ء کو تقریبِ افتتاح کے موقع پر پیش کیا گیا☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انهم یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغباً ورهباً

وکانو النا خاشعین"۔(انبیاء۔رکوع نمبر۵)

انبیاء کی صفت ہے کہ وہ نیکی کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں (سستی کی وجہ سے کہیں وہ محروم نہ رہ جائیں اور ہمیں وہ پکارتے ہیں خوش دلی سے اور ڈرتے ہوئے۔اور وہ ہم سے خوف کھاتے ہیں۔

ہر نبی خدمتِ خلق کا علمبردار رہا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جو صنعتکار صنعت لگاتے ہوئے مخلوق خدا کی خدمت، منفعت اور بھلائی کی نیت کرے اس کی مثال امّ موسیٰ کی سی ہے۔ کہ جنہوں نے معصوم بچے کو دودھ بھی پلایا۔ نیکی بھی کمائی اور فرعون کی طرف سے انہیں تنخواہ بھی ملتی رہی۔ صنعت لگانے سے بے روزگاروں کو روزگار ملے گا دعائیں دیں گے اور دوسری طرف دنیا کا منافع بھی ملے گا۔(ان شاءاللہ)

آج کا دن 12 فروری 2011ء ہمارے علاقے کی تاریخ کا انقلابی دن ہے کہ آج تلاشِ حق فاؤنڈیشن (ٹرسٹ) کی جانب سے مایوسیوں کے اندھیروں میں اُمیدوں کے چراغ جلائے گئے ہیں۔ (تلاشِ حق کلینک، تلاشِ حق دفتر، المعصوم قرات اکیڈمی)۔اور 13 فروری کو لگایا جانے والا فری میڈیکل کیمپ!

اندھیری شب میں جلاتے ہیں ارتقاء کے چراغ!
لقب شناس ہیں چھوٹے لقب نہیں رکھتے

تلاش حق گزشتہ 8 ماہ سے تعمیر شخصیت وفلاحِ انسانیت کے لیے کوشاں ہے۔اس کی عمر

Marfat.com

کم ہے اس نے بڑے بڑے حوادثات کا سامنا کرتے ہوئے بھی امیدوں کے چراغ بجھنے نہیں دیئے ہیں۔اور مخلوق خدا مندرجہ ذیل خدمات سے فیض یاب ہو رہی ہے۔

۱۔ اب تک بیواؤں میں 80 ہزار روپے تقسیم کیے جا چکے ہیں۔

۲۔ اب تک بے روزگاروں میں 75 ہزار روپے تقسیم کیے جا چکے ہیں۔

۳۔ بے سہارا بچیوں کی شادیوں میں 40 ہزار روپے خرچ کیے جا چکے ہیں۔

۴۔ مستحق مریضوں کے علاج میں تقریباً 20 ہزار روپے تعاون کیا گیا ہے۔

۵۔ مستحق لوگوں میں عیدی تقریباً 70 ہزار روپے تقسیم کی گئی۔

۶۔ جب رمضان کے مہینے میں سیلاب آیا طوفانِ نوح بن کر اور ہر طرف تباہی پھیلا دی تو اس مشکل وقت میں تلاش حق فاؤنڈیشن (ٹرسٹ) کی جانب سے بھی امدادی کیمپ لگایا گیا۔ آپ نے تلاشِ حق فاؤنڈیشن پر بھرپور اعتماد کیا اور ہم نے الحمد للہ تین ٹرک سامان روانہ کیا۔ پی اے ایف فیصل، ٹھٹھہ اور ملیر ندی کے کنارے، منظور کالونی، ڈالمیا اور تین ہٹی میں بھی متاثرین کی امداد کیلئے سوز وکیاں روانہ کیں۔

اخبارات میں خبریں بھی چھپیں جبکہ ''اپنا'' چینل نے اپنے طور پر منظور کالونی کے متاثرین کے ذریعہ ''تلاشِ حق فاؤنڈیشن'' کی سرگرمیوں کو کوریج دی اور سراہا۔ اس طرح تقریباً 12 لاکھ روپے کا کام تلاشِ حق فاؤنڈیشن نے کیا ہے۔ جس سے ہمیں آگے بڑھنے کا حوصلہ پیدا ہوا اور ہم نے جانا کہ:

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

لہٰذا ہم نے پہلے قدم کے طور پر تلاشِ حق فاؤنڈیشن (ٹرسٹ) کے مرکزی دفتر کے قیام کے لیے کوششیں شروع کر دیں۔ اور بالآخر تلاشِ حق فاؤنڈیشن ٹرسٹ کے سرپرست اعلیٰ محترم جناب چوہدری محمد آصف ہنجرا صاحب کی دریا دلی سے ہمیں MC-1104 میں (ٹرسٹ) کی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لیے اجازت ملی۔ ظاہر ہے کسی بھی ادارے کے لیے اس کا مرکزی دفتر نہایت اہم ہوتا ہے جو اس کے تعلیمی، طبی اور فلاحی منصوبہ جات کی نگرانی اور ریکارڈ کی تیاری وحفاظت میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

Marfat.com

ہم نے آفس بھی قائم کرلیا ہے اور آفس اسسٹنٹ کے طور پر جناب دلاور سکندر کا تقرر بھی کر دیا ہے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ اللہ کریم ہمارے خیالات کی وسعت کی طرح مرکزی دفتر کو بھی خانقاہ بنا دے جہاں خانماں برباد لوگ آئیں اور تلاشِ حق فاؤنڈیشن کے فی اللہ اخلاص اور فی اللہ محبت کے سمندر میں آباد ہو کر قلندر بن جائیں اور رات دن تعمیر شخصیت و فلاح انسانیت کے لیے فکرمند ہو جائیں اور اعلان کر دیں۔

میری زندگی کا ہے یہی مدعا
ٹوٹے دلوں سے پیار کر اجڑے دلوں میں گھر بنا

تلاشِ حق فاؤنڈیشن (ٹرسٹ) نے وسائل کے حصول کے لیے ممبر شپ فارم کا اجرا کیا ہے۔ اس وقت تک ہم اپنی سرگرمیوں کو اسی ممبر شپ کے سہارے آگے بڑھانے میں مصروف ہیں۔ ممبر شپ فارم بابا جی رحمت علی صاحب اور جناب محمد اشرف منہاس صاحب کے پاس موجود ہے۔ آپ فارم پر کر کے تلاش حق کے ممبر بن سکتے ہیں۔

المعصوم قرات اکیڈمی

کسی نے کہا تھا:

شکوہ شب تاریک سے تو بہتر ہے
اپنے حصے کا ایک چراغ جلاتے جاؤ

یہ آواز ہم تک پہنچی تو تلاشِ حق فاؤنڈیشن (ٹرسٹ) نے بھی شکوہ و شکایت کے دفتر کھولنے کی بجائے اپنے حصے کا چراغ جلانے کا فیصلہ کیا ہے۔ علم کا چراغ، شعور کا چراغ، آگہی کا چراغ اور تربیت و اصلاح کا چراغ!! کیونکہ تعلیم کی اہمیت قوموں کی ترقی اور عروج و زوال میں مسلم ہے۔ تعلیم ہمیں منزل اور حصول منزل کا شعور دیتی ہے۔ تعلیم ہماری شاندار اقدار اور روایات کی حفاظت کرتی ہے۔ تعلیم ہماری ضروریات و ثقافت کی عکاس ہوتی ہے۔ تعلیم کردار سازی کے ذریعے ہمیں اچھا شہری بنا کر عصرِ حاضر کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے قابل بناتی ہے۔ تعلیم ہمیں مستقبل کے روشن امکانات کو تلاش کرنے میں مدد دے کر نئی نسل کا مستقبل محفوظ بناتی ہے۔ تعلیم ہمارے اندر قومی یکجہتی، حب الوطنی اور فکری ہم آہنگی پیدا کرتی ہے۔

Marfat.com

تعلیم ہمیں رشتوں کی پہچان اور نبھانے کا شعور دیکر ہمارے گھر کو جنت بناتی ہے۔
تعلیم ہمارے اخلاق اور رویوں پر اثر انداز ہو کر ہمیں انسانیت کے احساس سے بہرہ ور کرتی ہے۔
اور یاد رکھئے!! وہ تعلیم جو ہمارے اخلاق و رویوں میں انقلاب برپا کردے وہ قرآن کریم کی تعلیم کے علاوہ کوئی دوسری تعلیم نہیں ہے۔

''المعصوم قرات اکیڈمی'' ایک عظیم الشان یونیورسٹی کی طرف پہلا قدم ہے جہاں بہترین ولائق اور قابل اساتذہ کی نگرانی میں تجوید و قرات اور تربیت کے ساتھ قرآن کی تعلیم مفت دی جارہی ہے۔ آپ اپنے بچوں کی بہتر تعلیم و تربیت کے لیے المعصوم قرات اکیڈمی MC-1104 میں رابطہ کریں۔

طلبہ کی کردار سازی:

''تلاشِ حق فاؤنڈیشن'' کی جانب سے نوجوان طلبہ و طالبات کو متحرک و فعال رکھنے، انہیں باشعور بنانے، ان کے درمیان تعلیمی و تربیتی سرگرمیوں کو پروان چڑھانے اور اصلاحی و فلاحی کام آگے بڑھانے کے لیے مختلف موضوعات پر لیکچرز، سیمینارز، کانفرنسز، نعت، قرات اور تقریری مقابلوں کے انعقاد کا بھی انتظام کیا جائے گا۔ جس کے لیے ایک ہال تیار کروالیا گیا ہے۔ یقیناً اس کے معاشرے پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔

کیریئر پلاننگ:

الحمدللہ! تلاشِ حق فاؤنڈیشن کے پاس نوجوان و باشعور، خدمت خلق کے جذبے سے سرشار انجینئرز کا ایک گروپ بھی موجود ہے۔ جو میٹرک پاس اور میٹرک کے ان طلبہ کو جو امتحانات کے بعد فارغ ہوتے ہیں ''پرسنلٹی اینڈ فیوچر ڈیولپمنٹ'' P.AFD پروگرام کے ذریعے ان کی مدد کر کے ان کی شخصیت اور ان کے معاشرتی، سماجی کردار کو نکھارنے کا ہنر جانتے ہیں۔ میٹرک کے طلبہ سالانہ امتحان کے بعد فوراً تلاشِ حق فاؤنڈیشن کے مرکزی آفس MC-1104 سے رابطہ کریں۔ جہاں ان کی راہنمائی کے لیے اسٹاف موجود ہوگا۔

Marfat.com

فہم القرآن:

دین کی سمجھ اور قرآن فہمی کے لیے مغرب تا عشاء عنقریب ''فہم القرآن'' کے نام سے پروگرام شروع کیا جارہا ہے۔ طالبان اور دین سیکھنے سے دلچسپی رکھنے والا کوئی بھی شخص حصہ لے سکتا ہے

مہکا ہے شہر میرے تشخص کے عطر سے
حالانکہ تو پلا ہے گلابوں کی گود میں

مقولہ مشہور ہے کہ ''پوت کے پاؤں پالنے میں ہی بتادیتے ہیں مستقبل کا حال کیا ہوگا'' المعصوم قرات اکیڈمی کے یہ اقدامات کیا یونیورسٹی بننے کا پتانہیں دیتے !!۔

تلاشِ حق کلینک:

اس وقت ملک کی معاشی بدحالی کے سبب غریب طبقہ تو دور کی بات ہے متوسط طبقہ بھی علاج کی سکت کھوتا جارہا ہے۔ بدقسمتی سے حکام نے بھی طبی شعبے میں نجی شعبے کو لوٹ مار کی اجازت دے رکھی ہے، یہی وجہ ہے کہ ضرورت پڑنے پر ایک بیمار کا علاج گھر بھر کو نادار بنا دیتا ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ نجی شعبہ دولت کمانے کے لیے ہسپتال کھولتا ہے، مگر ہمارے ہاں نجی ہسپتال اور کلینک دونوں ہاتھوں سے بے تحاشا لوٹ مار کر کے بھی ذمہ داری قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتے جبکہ کاروبار کے بھی کچھ اخلاقی اصول ہوتے ہیں، بے بس ہو کر یہی کہنا پڑتا ہے کہ:

یہ کائنات بہشت بریں نہ بن جائے!
عدمؔ کسی کو کسی کا اگر خیال رہے

اس طرح کے استحصالی اور ظالمانہ ماحول میں صحت کے مسائل پر قابو پانے کے لیے ضروری ہے کہ ''امدادِ باہمی کے نظریئے کے تحت رضا کارانہ خدمت اور فری علاج کا تصور عام کیا جائے اور صحت کے شعبے سے وابستہ افراد صحت کے لیے بے لوث خدمت کرنے والے'' تلاشِ حق کلینک'' جیسے اداروں کو رضا کارانہ خدمات پیش کریں۔

Marfat.com

آدمیت ہی تو بنیاد ہے ہر خوبی کی
ہو نہ یہ بھی تو دھرا کیا ہے پھر انسان کے پاس

وطن عزیز پاکستان کی ایک معتبر و مقتدر شخصیت نے یہ اعتراف کیا ہے کہ "ہمارے ہاں صحت کے مراکز اور شفا خانے بھی نسلی ولسانی نفرتوں میں بٹ چکے ہیں" تو ہم عرض کرنا چاہیں گے کہ اگر ہم انسانیت کی حدوں سے گزر کر حیوانیت کی سرحدوں میں پہنچ گئے ہیں کہ یہ شریفانہ خدمات بھی بغیر کسی لاگ لگاؤ کے بے لوث ہو کر نہ دے سکیں تو ہمارے لیے زمین کی پیٹھ پر سوار ہونے سے اس کے پیٹ میں پیوست ہو جانا بہتر ہے۔

شداست سینہ ظہوری پُر از محبت یار
برائے کینہ اغیار درد لم جانیست

معزز سامعین!!

بے لوث خدمت کا تصور ایک ایسی فکر ہے جو اس نسل میں اگر ہم اتارنے میں کامیاب ہو گئے تو اچھائی و برائی کی مٹتی ہوئی تمیز کو شاید کل یہ لوگ پہچان سکیں۔

عالمی ادارہ صحت (W.H.O.) کے مطابق دنیا میں ایک ارب لوگ طبی سہولیات سے محروم ہیں۔ ایسے محروم و مجبور، بے بس و نادار اور کم آمدنی والے لوگوں کی طبی سہولیات تک رسائی کو ممکن بنانے کے لیے فنڈ ریزنگ کرنا چاہیے۔ اسی اصول اور ضابطے کے تحت ہم نے "تلاشِ حق کلینک" کی بنیاد رکھ کر صحت کا چراغ جلا دیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ تیل ڈالتے رہیں گے اور چراغ سے چراغ جلتا رہے گا۔ اور آج کی ہماری یہ تقریبِ افتتاح ہمارے علاقے کی تاریخ کا ایک روشن باب بن جائے گی، کیونکہ صحت مند لوگ ہی دنیا میں سربلند و سرفراز رہا کرتے ہیں۔

الحمدللہ! اس وقت "تلاشِ حق کلینک" میں ایمرجنسی ٹریٹ منٹ کے وہ تمام آلات موجود ہیں جو ایک 24 گھنٹے چلنے والے کسی بھی ہسپتال میں ہوتے ہیں۔

☆ کوالیفائیڈ ڈاکٹرز

☆ کوالیفائیڈ ڈسپنسرز

☆ اچھی اور اسپیشل ڈریسنگ کے لیے ڈریسر موجود ہے۔

Marfat.com

☆ شوگر کے مریضوں کے لیے ''اسٹرلائز ڈریسنگ'' کا بھی انتظام ہے۔

☆ سانس کے مریضوں کے لیے ''نیبولائزر'' اور شوگر ٹیسٹ، یورین ٹیسٹ بلڈ ٹیسٹ سمیت تمام ٹیسٹ کی سہولیات نہایت کم پیسوں میں دستیاب ہیں۔

مریم لیبارٹری کا کلیکشن پوائنٹ بھی قائم کر دیا گیا ہے، جس سے اب کسی بھی ٹیسٹ کے لیے لوگوں کو باہر جانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ ان شاء اللہ۔

فی الحال تلاشِ حق کلینک (شام 6 بجے تا رات 10 بجے) 4 گھنٹے کے لیے کھلے گا۔ آہستہ آہستہ انشاء اللہ اسے 24 گھنٹے کے لیے کھولیں گے۔ تاکہ ایک اچھا اور کنسٹنٹ کلینک بن جائے اور علاقے کے لوگوں کو المصطفیٰ یا فوجی فاؤنڈیشن نہ جانا پڑے۔

فری چیک اپ برائے طلبہ:

ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے علاقے کے تمام گورنمنٹ اور پرائیوٹ اسکولز تلاشِ حق کلینک سے فائدہ اٹھائیں اور سال میں دو مرتبہ بچوں کا مفت طبی معائنہ کرائیں۔ جس میں آئی ٹیسٹ اور شوگر ٹیسٹ بھی شامل ہو! امید ہے کہ تمام اسکولز T.H.C. کی اس آفر سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے۔

فری میڈیکل کیمپ:

13 فروری 2011ء بروز اتوار صبح 10 بجے تا رات 10 بجے فری میڈیکل کیمپ لگایا جارہا ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل ڈاکٹرز تشریف لا رہے ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر عاطف انجم صاحب، نیورو فزیشن ربچوں کے امراض کے ماہر اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔

۲۔ ڈاکٹر شفیق آرائیں صاحب (جنرل فزیشن)

۳۔ ڈاکٹر محمد آصف قریشی صاحب (نیورو سرجن) ریڑھ کی ہڈی وغیرہ کے ماہر

۴۔ ڈاکٹر محمد طارق (جنرل سرجن)

۵۔ ڈاکٹر امان اللہ (آئی اسپیشلسٹ)

۶۔ ڈاکٹر عدنان اور اس کے علاوہ دیگر جونیئر ڈاکٹرز بھی موجود ہوں گے۔

Marfat.com

ہمارے مستقبل کے منصوبہ جات کی تفصیلات کچھ اس طرح سے ہیں، جن میں آپ تعاون کر سکتے ہیں۔

یونیورسٹی کا قیام:

جدید علمی وسائنسی، فنی وتاریخی اور عصری ومذہبی علوم کے عظیم مرکز کا قیام جس کے لیے ایک بڑے قطعہ اراضی کی ضرورت ہے۔ آپ اس مرکز کے قیام کے لیے مالی تعاون یا زمین کی فراہمی سے اپنے مرحوم والدین یا کسی عزیز ورشتہ دار کے ایصال ثواب کے لیے صدقہ جاریہ کا چراغ جلا سکتے ہیں۔

ہسپتال کا قیام:

اچھی صحت کی تمام سہولیات، معاشرے کے محروم و مجبور لوگوں کا حق ہے۔ فری ڈسپنسری، ایمبولینس سروس اور جدید علاج کی سہولتوں کی فراہمی کیلئے ہمارے ساتھ تعاون کیجئے۔

جہیز فنڈ کا قیام:

بے سہارا، غریب اور یتیم بچیوں کی شادی اور جہیز کے لیے تعاون کریں اور انہیں اپنی بیٹی سمجھتے ہوئے عزت ووقار سے رخصت کریں۔ اللہ کریم آپ کی بچیوں کو سکھ دے گا۔

ہنر مندی:

مستحق ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، بھائیوں اور بیٹوں کو باہنر بنا کر، روزگار دلا کر معاشرے کا باوقار فرد بنایا جا سکتا ہے۔ ان بے بس ولاچار افراد کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے میں تلاشِ حق کے ساتھ تعاون کیجئے۔

سائبان:

یتیم، بیوہ، نومسلم خاندانوں، بے سہارا اور بوڑھے افراد کے لیے ہاسٹل، گھر اور رہائش گاہوں کی تعمیر کے لیے آپ کا تعاون درکار ہے۔ اپنے والدین یا کسی عزیز کے ایصالِ ثواب کے لیے پلاٹ، ہاسٹل کی تعمیر، یا مالی امداد کے ذریعے تعاون فرمائیں۔

Marfat.com

یاد رہے کہ تلاشِ حق فاؤنڈیشن (ٹرسٹ) ایک اجنبی اور معصوم بچہ ہے۔ جس نے چند مخلص دوستوں کی سرپرستی میں ابھی ابھی چلنا سیکھا ہے۔ اس لیے اس کے پاس آمدنی کے مستقل ذرائع نہیں ہیں۔ البتہ چند مخلص، بے لوث اور خدمت خلق کے جذبے سے سرشار دوستوں کی ماہانہ امداد سے ہی اپنی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ جبکہ مستقبل کے منصوبہ جات کی تکمیل اور جاری خدمات کے تسلسل کو قائم رکھنے کے لیے تلاشِ حق فاؤنڈیشن (ٹرسٹ) کسی صاحب ثروت و صاحبِ مال کی وسعت قلبی وفراخ دلی کی کرامت کے ظہور کا منتظر ہے جو اپنے لیے ذخیرہ آخرت یا اپنے کسی مرحوم عزیز یا ماں باپ کے ایصال ثواب کے لیے دست تعاون دراز کرے۔ اور ''ذوالکفل'' بن جائے۔

اللہ فرماتا ہے۔ (انّ اللہ لایضیعُ اجر المحسنین)۔

داوٴ پر ہم نے لگادی ہے گدائی اپنی
کام اب آپ کا ہے عزت سائل رکھنا

ہمیں اُمید ہے کہ آپ کے بھرپور مالی واخلاقی تعاون سے ہم ضرور اس مجرم ومحروم معاشرے کو تبدیل کر کے محترم ومحبوب اور خادم ومخدوم بنادیں گے۔ سچی بات یہ ہے کہ تعلیم وصحت کے اداروں کی مالی واخلاقی مدد اور معاونت کرنے والے اور رضا کارانہ خدمات انجام دینے والے لوگ ہی انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں۔

فقیر کے تمام دوست اور تلاشِ حق فاؤنڈیشن کے رفقاء نے رکاوٹوں کو عبور کرنا اور ہر سنگِ گراں کو نظر انداز کرنا سیکھ لیا ہے اب اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو حوصلہ، ہمت، صلاحیت اور طاقت وتوفیق عطا کرے کہ ہم بے لوث اور فری تعلیم وفری صحت کے فلسفہ کو اتنا عام کریں کہ ہر فرد امن، سکون، سکھ، عزت ووقار اور شعور وآگہی کے ساتھ صحت مند زندگی بسر کر سکے (آمین)

بارے دنیا میں رہو غمزدہ یا شاد رہو
ایسا کچھ کرکے چلو کہ بہت یاد رہو

☆☆☆

Marfat.com

تلاش حق فاؤنڈیشن کے اغراض ومقاصد

19 جون 2010ء کو پہلے تلاش حق کنونشن میں جناب عارف علی سندھو کیلئے لکھی گئی ایک تحریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدرِ جلسہ: محترم جناب ملک محمد بوستان صاحب القادری مدظلہ العالی

مہمانِ خصوصی: حضرت پیر سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی

مہمانِ ذی وقار: محقق عصر حاضر حضرت علاّمہ مفتی سید شاہ حسین گردیزی مدظلہ العالی

اور میرے دیگر تمام مہمانان گرامی، بھائیوں اور بچو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ علی اِحسانہ بندہ تلاش حق فاؤنڈیشن ٹرسٹ کا جنرل سیکریٹری ہے اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ عمر کے آخری حصے میں ہی سہی مگر خدمتِ خلق کا موقع مل رہا ہے۔

ایک دن تلاش حق فاؤنڈیشن کے بانی و چیئرمین اور ہمارے امام صاحب جناب حضرت مولانا محمد اویس معصومی صاحب نے بعض بزرگوں کی جانب سے فلاحی سرگرمیاں شروع کرنے پر اِصرار کے حوالے سے مجھ سے مشورہ کیا تو بندہ نے بھی اِس کام کے آغاز کی تائید کرتے ہوئے مشورہ دیا کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت خلق کی سنت کو زندہ کرنے کا عزم کریں ہم سب آپ کے ساتھ ہیں کیونکہ آپ امام ہیں اور امام سردار ہوتا ہے اور سردار وہی ہے جو:

ایوان سے نکلے سرِ بازار بھی آئے
سردار وہی ہے جو سرِ دار بھی آئے

مگر حضرت مولانا محمد اُویس معصومی صاحب اپنے سابقہ تلخ تجربات سے خوفزدہ تھے کہ تاریخ کہیں پھر نہ خود کو دُہرانے لگے، لہٰذا انہوں نے اپنی گوناں گوں مصروفیات کا ذکر بھی کیا مگر ہم نے انہیں بتایا ہے کہ بہترین و مقبول ترین کام مخلوقِ خدا کی خدمت ہے۔ خدمت بہترین عبادت ہے جو بہترین لوگوں کو عطا کی جاتی ہے۔ اور اُمت کی بے لوث خدمت خادم کو مخدوم بنا دیتی ہے اور پھر علماء کرام اور ائمہ مساجد اگر مسجد کے معطل شدہ سماجی کردار کی بحالی سے کنارہ کش اور سبکدوش ہو جائیں گے تو اِس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ بعض تنی گردنوں والے، ضدی و شر پسند

Marfat.com

عناصر مسجد کو اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات کے لیے استعمال کریں گے۔ کیونکہ

''اُجڑیاں باغاں دے گالہڑ پٹواری'' ہوا کرتے ہیں

اور پھر سچی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے دینی و دنیاوی، اخلاقی و روحانی اقدار بلکہ اجتماعی مفادات و مصالح کا تحفظ بھی دشوار ہو جائے گا اور بے چارے مسلمان جو پہلے ہی محتاج و معذور ہیں وہ مزید مجبور و مقہور بلکہ مفلوج ہو کر رہ جائیں گے۔

لہٰذا اِن عظیم دینی مصالح اور دنیاوی مفادات کے تحفظ کے لیے علماء و مشائخ کو ''خدمت خلق'' کے حوالے سے اِصلاحی و فلاحی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لیے نہ صرف کوئی ذمہ داری قبول کرنا چاہیے بلکہ مسجد کو اصلاحی و فلاحی سرگرمیوں کا مرکز بنا دینا چاہیے تاکہ اس دور بوجہل میں بھی اسلام کے بالاتر ہونے کا اِحساس زندہ و بیدار رہے۔

اور اس کی واضح مثال سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کا عزیز مصر کے دربار میں خود کو وزیر خزانہ و خوراک کے عہدے کے لیے پیش کرنا ہے تاکہ عدل و انصاف کے ذریعے اپنی قوم کو ظلم واستحصال سے نجات دلاتے۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلماں میں اسی لیے نمازی

اس بات کے مکمل ہونے کے بعد ہی اُنہوں نے اپنی رضا مندی کا اظہار کیا تھا اور ہم سب نے انہیں اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا ہے۔ الحمد للہ ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ ہمیں اللہ نے خدمت خلق کی سنت کو زندہ کرنے اور مخلوقِ خدا کی خدمت سے اللہ کو راضی کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ اور اویس معصومی جیسا انسان بطور امام ہمیں میسر آیا ہے۔ میری اپیل ہے کہ آپ اور ہم سبکو مخلوقِ خدا کی خدمت کے لیے شروع کی جانے والی ان فلاحی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ قبل اِس کے یہ موقع بھی ہاتھ سے نکل جائے اور آدمی بھی! اور پھر ہم کہتے پھریں:

چلتے چلتے وہ بھی آخر بھیڑ میں گم ہو گیا
وہ جو ہر صورت میں نظر آتا تھا سب سے الگ

کیونکہ ماحول اگر راس نہ آیا تو پھر!!

روشن کسی اور اُفق پہ ہو گا
سورج کبھی ڈوبتا نہیں ہے

Marfat.com

خطبہ استقبالیہ

19 جون 2010ء بروز ہفتہ پہلے تلاش حق کنونشن میں چوہدری محمد آصف ہنجرا نے پیش کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد اللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید
الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واَصحابہ اَجمعین۔

صدر جلسہ: محترم جناب ملک محمد بوستان صاحب القادری مدظلہ العالی
(چیئرمین فاریکس ایکس چینج)

مہمان خصوصی: حضرت مولانا پیر سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی
(بانی وناظم اعلیٰ انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ پنجاب کالونی کراچی)

مہمانِ ذیشان: محقق عہدِ حاضر حضرت علاّمہ مفتی سید شاہ حسین گردیزی مدظلہ العالی
(مہتمم دارالعلوم مہریہ گلشن اقبال کراچی)

اور دیگر تمام مہمانانِ گرامی، بھائیو اور دوستو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جس دُنیا میں ہم جی رہے ہیں یہاں صرف طاقتوروں کا راج ہے۔ جو حسبِ طاقت، حسب ہمت اپنی قوت کے بل بوتے پر کمزوروں کو روندتے اور رگیدتے ہوئے جیتے جا رہے ہیں۔ کمزوروں محتاجوں، یتیموں، مسکینوں، بیواؤں، مریضوں اور بے روزگاروں کی آہیں، سسکیاں اور چیخیں بھی ان کو سنائی نہیں دیتی ہیں۔ جس سے ایک عام آدمی کی زندگی اجیرن ہو کر رہ گئی ہے۔ اور معاشرے کی تصویر کچھ یوں دکھائی دیتی ہے:

آنکھوں میں اُڑ رہی ہے لُٹی محفلوں کی دُھول
عبرت سرائے دہر ہے اور ہم ہیں دوستو!

Marfat.com

جبکہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''اَلْخَلْقُ کُلُّھُمْ عَیَالُ اللّٰہِ''یعنی ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔

ظاہر ہے کہ اللہ کے کنبے کے کسی ایک فرد کو بھی نظر انداز کر کے ہم اللہ کو راضی نہیں کر سکتے جبکہ بندے کی زندگی کا مقصد ہی اللہ کی رضا ہے۔

یتیم کی پرورش کرنے والے کے لیے فرمایا:''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ساتھ ہوں گے۔(ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر ساتھ ہونے کا اشارہ کیا)۔

محتاجوں کی خدمت کرنے والوں کے لیے فرمایا: جو بندہ اپنے کسی ضرورت مند بھائی کی حاجت براری میں لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی حاجات کو پورا کرنے میں لگ جاتا ہے۔

مریض کی عیادت کو اللہ تعالیٰ کی عیادت قرار دیا گیا: فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک بندے سے پوچھے گا بتا تو نے میری تیمارداری کیوں نہیں کی تھی؟ وہ کہے گا اے اللہ! کیا تو بھی کبھی بیمار پڑتا ہے؟ اللہ فرمائے گا تیرے پڑوس میں فلاں شخص بیمار تھا اگر تو اس کی تیمارداری کرتا تو گویا وہ میری ہی تیمارداری ہوتی۔

مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلانا جنتیوں کی نشانی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب کسی مسلمان کو تنگ دست اور پریشان دیکھتے تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک اُتر جاتا تھا اگر کسی مسلمان کو خوشحال دیکھتے تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک کھل اُٹھتا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے کسی بے روزگار کو اپنے دست اقدس سے کلہاڑی میں دستہ ڈال کر روزگار پر لگا دیا اور کسی کو درخت اُگانے اور پالنے کی محنت و مزدوری کرنے کا مشورہ دے کر روزگار پہ لگا دیا تھا کیونکہ آپ ﷺ جانتے تھے۔

مفلسی حس لطافت کو مٹا دیتی ہے
بھوک آداب کے سانچوں میں نہیں ڈھل سکتی!

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں بے روزگاروں کے لیے ۲۰ درہم ماہانہ وظیفہ مقرر کیا تھا۔ جس میں معذور اور محنت پر آمادہ بے روزگار شامل تھے۔ آج کے برطانیہ کے ڈویل سسٹم کا یہ آغاز تھا۔

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں بے روزگار مردوں اور عورتوں کی باقاعدہ مردم شماری کرائی اور فہرستیں مرتب کروائیں پھر ایک متوسط خاندان کی ضروریات کا اندازہ لگا کر وظائف مقرر کر دیئے اور ایک وقت آیا کہ بچہ پیدا ہوتے ہی اس کا وظیفہ مقرر ہو جاتا تھا۔ پھر بھی ہر ہفتہ مدینہ کے گرد و نواح میں بستی بستی جا کر معلوم کرتے کہ کوئی بے روزگار تو نہیں ہے۔ آپ کی وسیع و عریض سلطنت میں بنیادی ضرورتوں کی حامل اشیاء بالکل فری تھیں۔ آپ نے قانون نافذ کر رکھا تھا کہ:

"لا اِجارَۃَ فی المآء و الکلاءِ و النار"

کہ پانی، چارے اور ایندھن پر کسی کی اجارہ داری اور قبضہ نہیں۔

تلاشِ حق فاؤنڈیشن کے دوست اللہ کی مخلوق کی خدمت، یتامیٰ کی کفالت، ضرورت مندوں کی حاجت براری، مریضوں کی عیادت، مسکینوں اور قیدیوں کو کھانا کھلا کر اور بیواؤں اور بے روزگاروں کو روزگاری پہ لگا کر یا انہیں وظائف جاری کر کے اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی سنتوں کو زندہ کر کے تعلیم کے چراغ روشن کر کے اپنے ماحول و معاشرے کی اِصلاح کے لیے ایسی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں جس پر اُمّت کے اتحاد و یکجہتی کی مضبوط دیوار تعمیر کی جا سکے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جس نے لوگوں کی حاجت براری کی اُس نے گویا تمام عمر اللہ کی خدمت میں گزاری۔

یہی ہے عبادت، یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں، انساں کے انساں

تصوّف دین کی روح ہے مگر افسوس کہ آج تصوف کے نمائندے عہدِ حاضر کے انسانی ذہن سے قطعی نا آشنا ہیں، جو تصّوف وہ پیش کر رہے ہیں وہ پرانا ہو چکا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ گزشتہ صدیوں میں اِس تصوف نے معاشرے کو متاثر کیا تھا، مگر آج ہمیں وہ تصوف درکار ہے جس کی بنیاد ''خدمتِ خلق'' کے فلسفہ پر ہو۔ کیونکہ اِسلام انسانیت کو آسان اور قابلِ فہم پیغام دیتا ہے اور اِسکی دلیل ''خدمتِ خلق'' کے سوا کچھ نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

Marfat.com

الدّین النصیحۃ ۔

ترجمہ: دین سراسر بھلائی اور خیر خواہی ہے۔

چنانچہ ''خدمت خلق'' کا عنصر اگر نکال دیا جائے تو معاشرہ جدید دور کے سارے عمرانی تقاضوں سے ہم کنار ہونے کے باوجود جنگل ہی رہے گا اور ظاہر ہے جنگل میں اُلو ہی پلتے ہیں اور بھینس بھی اُسی کی ہوتی ہے جس کے ہاتھ میں مضبوط لاٹھی ہو۔

یاد رکھیے: ''خدمتِ خلق'' کا جذبہ معاشرے کو اُستوار رکھنے کا ستون ہے جو ہمارے اختیارات وفرائض کی حدود ناپ کر ہمیں تہذیب عطا کرتا ہے اور ہماری خودسری کو بھی لگام دیتا ہے

آدمیت ہی تو بنیاد ہے ہر خوبی کی
ہو نہ یہ بھی تو دھرا کیا ہے پھر انسان کے پاس

''تلاشِ حق'' کا مطلب اللہ کی تلاش ہے۔ اور اللہ کی تلاش کا راز انسانیت کی خدمت میں پوشیدہ ہے۔ جس کا بیڑا تلاش حق فاؤنڈیشن نے اُٹھایا ہے۔ میں نے تلاش حق فاؤنڈیشن کی سرپرستی کا فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ 3 سال کا عرصہ کسی شخصیت کو پہچاننے کے لیے کافی ہوتا ہے جبکہ آپ میں سے بعض اُحباب تو معصومی صاحب کو مسجد سہروردیہ اور اقصیٰ مسجد گولڈن ٹاؤن میں اُن کی عظیم الشان خدمات کے حوالے سے بھی پہچانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک باصلاحیت شخص دیا ہے۔ جس کی فکر میں، تحریر میں اور تقریر میں بے پناہ آئیڈیاز اور پیغامات چھپے ہوتے ہیں۔ گزشتہ برس ان کی ایک منفرد کتاب ''بوڑھے لوگ اسلامی تعلیمات کے آئینے میں'' چھپی اور تین ماہ کے اندر اندر ہمارے پڑوسیوں نے اورنگی ٹاؤن کی پہاڑیوں سے (اسلامی اولڈ ہاؤس) قائم کرنے کا اعلان کر دیا جس کا سارا مرکزی خیال اس کتاب کے ایک عنوان ''بوڑھوں کی جنت'' سے لیا گیا تھا۔

آج اگر تلاش حق فاؤنڈیشن کی اصلاحی وفلاحی سرگرمیوں سے مسجد کا سماجی کردار بحال ہوتا ہے اور معاشرے میں خوشگوار فضا قائم ہوتی اور مثبت تبدیلی آتی ہے تو ہمیں ان کی (معصومی کی) قدر کرنا چاہیے۔ ان سے خوف نہیں کھانا چاہیے بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان کی صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے ہمارا یہی رویہ ہمیں آسودگی وخوشحالی دے سکتا ہے۔

Marfat.com

ہے تقاضا وقت کا، اِس وقت ہر اِک آدمی
سوچ کی حد میں نظر کا زاویہ پیدا کرے

تلاش حق فاؤنڈیشن کی بقیہ ٹیم کے ارکان کی بے داغ زندگی، پاک دامنی اور حُسنِ اخلاق کے ساتھ ساتھ اُن کی مسجد کے لیے مخلصانہ خدمات سے بھی آپ سب لوگ واقف ہیں۔

تلاش حق فاؤنڈیشن کے وائس چیئر مین جناب ہاشم علی رضا صاحب ہیں۔ مسجد کیلئے اُن کی گرانقدر خدمات سے کون واقف نہیں ہے۔ ان کی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے ہی تلاش حق فاؤنڈیشن نے فلاحی سرگرمیوں کا آغاز کیا ہے۔ تلاش حق فاؤنڈیشن کے جنرل سیکریٹری جناب عارف علی سندھو صاحب ہیں جو نہایت ہمدرد، مخلص اور خدمت خلق کے جذبے سے سرشار ہیں اور مسجد کے دیرینہ معاونین میں شامل ہیں۔ تلاش حق فاؤنڈیشن کے فنانس سیکریٹری جناب محمد اشرف منہاس ہیں جو مسجد العمر کے بانیوں میں سے ہیں سابقہ صدر بھی ہیں اور گزشتہ ۶۰ سال سے مسجد کے خدمتگار ہیں۔

ان کے علاوہ چوہدری لعل دین صاحب، چوہدری رشید صاحب، چوہدری رحمت علی صاحب، سید شفقت شاہ صاحب، غلام شبیب صاحب، محمد زبیر صاحب، رانا اطہر منیر صاحب، ملک محمد افضل صاحب اور جناب اظہر سلیم صاحب جیسے لوگ اِس ٹیم کا حصّہ ہیں۔

آپ کو یقیناً تمام ہی لوگ بڑی عمر کے اور بوڑھے لگ رہے ہونگے مگر یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے دین اور دُنیا دونوں سے نوازا ہے۔ یہ صرف اپنی آخرت سنوارنے کے لیے تلاشِ حق فاؤنڈیشن کی فلاحی سرگرمیوں میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اِن بزرگوں کی یہ کرامت ہے کہ یہ مایوسیوں کے اِس جنگل میں، حسرتوں کی شاخوں سے اُمید کے غنچے کھِلانا چاہتے ہیں:

بوڑھا ہمیں نہ جانو اللہ کے کرم سے
اب بھی ہمارے آگے یہ یار جوان کیا ہیں

ہماری جامع مسجد العمر (ٹرسٹ) کی انتظامیہ نہایت مخلص، دیانت دار اور شفیق و مہربان بزرگوں پر مشتمل ہے۔ انہوں نے تلاش حق فاؤنڈیشن کی فلاحی سرگرمیوں کے آغاز کو سراہتے ہوئے ''تلاش حق کنونشن'' مسجد کے اندر منعقد کرنے کی خصوصی اجازت دی ہے، لہٰذا تمام اہلِ محلّہ،

Marfat.com

معزز شرکاء کے سامنے تلاش حق فاؤنڈیشن کے سرپرست اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم نہ صرف آپ کے وفادار و جاں نثار بلکہ ہمیشہ آپ کے دست و بازو بنے رہیں گے، وہ گدھ جو کسی مُردار کے منتظر ہیں یا وہ دوست نما دشمن کہ جنہوں نے میٹھی چھریاں تیز کر رکھی ہیں یا وہ آستین کے سانپ جو کسی موقع کی تلاش میں ہیں ہم ان کے لیے سدِ راہ اور آپ کے لیے محافظین کا ہراول دستہ ثابت ہوں گے۔ ان شاء اللہ العزیز

ہم سب کی آج تک کی خدمات سے آپ سب اچھی طرح سے واقف ہیں۔ کیڑے نکالنے والے اور عیب جوئی کرنے والے تو اپنا کام کرتے رہیں گے اور اپنی موت آپ مرتے رہیں گے مگر ہم پھر بھی یہی پیغام دیتے ہیں کہ ''زندگی دوسروں کی عیب جوئی پر نہیں بلکہ اپنے اندر خوبی پیدا کر کے بسر کی جاتی ہے'' آیئے اور آگے بڑھ کر تلاش حق فاؤنڈیشن کی فلاحی و اصلاحی سرگرمیوں کا حصہ بن جایئے۔

بیٹھ جا رِندوں کی محفل میں خدا کے واسطے
زاہدِ مضطر گر تجھ کو ہے راحت کی تلاش

اب رہا یہ سوال کہ تلاش حق فاؤنڈیشن کی فلاحی سرگرمیوں کے لیے وسائل کہاں سے آئیں گے؟ تو عرض ہے کہ بحیثیت ایک مسلمان کے ہمیں اللہ پر توکل و بھروسا رکھنا چاہیے کیونکہ نبی ﷺ نے مدینہ منورہ میں آمد کے بعد ۱۰ اشرفیوں میں مسجد کے لیے جگہ خریدی تو لوگ سمجھے شاید آپ ﷺ اپنا گھر بنائیں گے۔ مگر آپ ﷺ نے مسجد کی بنیاد رکھی۔ تعمیر شروع ہوگئی اور باہمی امداد و تعاون سے مسجد کی تکمیل بھی ہوگئی۔ گویا نبی ﷺ نے اپنے عمل سے ہمیں بتا دیا کہ جب بھی کوئی کام اللہ کے لیے یا اُس کی مخلوق کے لیے کرنا ہو تو نیک نیتی سے اس کی بنیاد رکھ دو اور اپنی مدد آپ کے تحت مل جُل کر اُسے مکمل کر لیا کرو۔

ہم نے تلاش حق فاؤنڈیشن کی فلاحی سرگرمیوں کا آغاز نیک نیتی سے کر دیا ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز ہم سب مل جُل کر ہی اسے پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے، کیونکہ:

شمع بجھ جائے تو جل سکتی ہے
کشتی طوفان سے نکل سکتی ہے

Marfat.com

مایوس نہ ہو ارادے نہ بدل
تقدیر کسی وقت بدل سکتی ہے

لیکن میں آپ کی توجہ ایک خاص پہلو کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہر مسجد اپنے محلے اور اپنے علاقے کی نمائندہ و مرکز ہوتی ہے۔ یہاں سے جمع کیے جانے والے وسائل پر اِسی محلے اور علاقے کے یتیموں، بیواؤں، بے روزگاروں، مریضوں، مسکینوں اور مقروضوں کا حق ہے۔ مگر ہر سال رمضان میں اور بڑی عید پر مختلف لوگ بڑی مہارت سے یہ وسائل جمع کر کے اپنے جماعت خانوں، آستانوں اور مراکز میں پہنچا دیتے ہیں۔ اور اس محلے و علاقے کے غرباء، مساکین، بیوائیں، یتیم اور بے روزگار و معذور اور مریض لوگ منہ ہی دیکھتے رہ جاتے ہیں۔

جبکہ انہیں وسائل سے بیواؤں، یتیموں، معذوروں، بے روزگاروں اور محتاجوں کو وظائف جاری کیے جاسکتے ہیں، مفت علاج کی سہولت دی جاسکتی ہے۔ مفت تعلیم اور کفن کا انتظام کیا جاسکتا ہے۔ لیکن!

یہ کائنات بہشت بریں نہ بن جائے
عدمؔ کسی کو کسی کا اگر خیال رہے

مجھے امید ہے کہ تلاشِ حق فاؤنڈیشن کی فلاحی سرگرمیاں اس محلّے اور علاقے کے لیے نیم کا ٹھنڈا سایہ دار درخت ثابت ہوں گی۔ جس کی گھنی چھاؤں میں آپ، ہم، محتاج و معذور، غرباء و مساکین، بے روزگار و مریض، بیوائیں اور یتیم سب امن، سلامتی، ہمدردی، پیار، خدمت، محبت اور ادب سے جئیں گے۔

(انشاءاللہ) یاد رکھیے کہ:

برسوں کی ریاضت سے اک لمحہ ہے وہ بہتر
جو تم نے گزارا ہے انسان کی خدمت میں

☆☆☆

Marfat.com

اظہار تشکر

19 جون 2010ء تلاش حق کنونشن میں پیش کیا گیا اِظہار تشکر!!

الحمد لله الذی خلق الانسان ليكون عبدا شكوراo

والصلوٰة والسلام على النبى الذى من كان له فى القرآن

" وكان فضل الله عليك عظيما"۔

وعلى من تبعهم الذين كانوا لهم فى الآخره اجراً عظيماo

اما بعد:

فاعوذ با الله من الشيطٰن الرجيم ۔

بسم الله الرحمن الرحيم۔

فخلف من بعد هم خلف اَضاعُوا الصَّلوٰة واتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيّاً (مريم ـ ۵۹)

ترجمہ: تو اُن کے بعد اُن کی جگہ وہ ناخلف آئے جنھوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غَیّ کا جنگل پائیں گے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے"اضاعو الصلوٰة والتبعوا الشهوات" سے مراد مسجدوں کو معطل کرنا ہے یعنی لوگ نمازیں ترک کر کے صنعت و تجارت اور لذات و خواہشات میں کھوجائیں گے۔

اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسجد کو معاشرے کا عضو معطل بنا دیا گیا ہے اور لوگوں نے نماز کو بھی کہانی کی طرح پڑھنا شروع کردیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو بھی کالج کی ڈگری سمجھ لیا گیا ہے۔ دعوتِ دین اور تبلیغ اسلام کو سیاست وانانیت کے بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے۔ گویا معاشرہ "یُضِلّ بِہ کثیراً" کا منظر پیش کر رہا ہے۔ لہٰذا مدت سے یہ خواہش تھی کہ مسجد کے معطل شدہ روحانی، اخلاقی اور سماجی کردار کو بحال کیا جائے اور لذات و خواہشات، صنعت و

Marfat.com

تجارت اور ذاتی مفادات میں کھوئی ہوئی مست مخلوق کو خدمتِ خلق کے نقارے سے زندہ و بیدار کیا جائے اور پھر اس بے رحم، بنجر اور بانجھ ماحول میں سب مل کر اپنے اپنے آنگن میں:

اک درخت محبت کا لگائیں ایسا
پڑوسی کے گھر بھی جائے سایہ جس کا

ہم انہیں سوچوں میں گم تھے کہ کچھ دنوں میں جناب ہاشم علی رضا صاحب تشریف لائے اور بڑی دردمندی سے کہنے لگے:

کتنی بیٹیوں کے ورثے میں
اشکوں کے زیور ہوتے ہیں

تو کیوں نا ہم اِن بیٹیوں کو اپنی بیٹی بنا کر جہیز کا انتظام کریں۔ غریب مریضوں اور یتیموں کے لیے فری ڈسپنسری اور ایمبولینس سروس قائم کر کے اُن کے درد بانٹ لیں۔ اِس دستک کی گونج ابھی تھمی نہیں تھی کہ چند دنوں بعد ہی جناب چوہدری آصف ہنجرا صاحب ملے تو معاشرے کی بیوہ اور یتیم بچوں کا ذکر کرتے ہوئے چیخ اُٹھے کہ:

اونچے محلوں والے شاہد کیا جانیں
اک بیوہ نے بچے کیسے پالے ہیں

کہنے لگے ہمیں یتامیٰ، بیواؤں اور بے روزگار نوجوانوں کے لیے وظائف جاری کرنا چاہییں، الغرض کہ دونوں صاحبان نے بھرپور جانی، مالی اور اخلاقی تعاون کا یقین دلایا، مگر ہمارے سابقہ تجربات کی تلخیاں ابھی مٹی نہیں تھیں، اِس لیے ہم نے صاف کہہ دیا کہ ہے:

مجھے شادابیِ صحن سے خوف آتا ہے
یہی انداز تھا جب اُلٹ گئی تھی زندگی اپنی

کیونکہ:

Marfat.com

میں نے صرف یہی کہا تھا کہ میں دیکھ سکتا ہوں
مجھ پر ٹوٹ پڑا پھر سارا شہر نابینا

کچھ دوستوں کا کہنا تھا کہ

تیری جانب بھی نگاہوں کا اشارہ جائے گا
اہل شر کو شر پسندی پہ اُبھارا جائے گا

اور ہمارے قبلہ ریاض شاہ صاحب نے تو صاف فرما دیا ہے:

معصومی صاحب مٹھا ذرا گھٹ رکھیا کرو۔ ہماری قوم بڑی ڈاھڈی ہے یہاں تو

گُھٹ کے مر جائے گا اندھیروں میں
جو سحر کا پیامبر ہوگا

اور پھر ہمارے جان سے پیارے دوست ہمیشہ ہی ہمیں سمجھاتے رہتے تھے کہ:

پتھر ہی لگیں گے تجھے ہر سمت سے آکر
یہ جھوٹ کی دنیا ہے یہاں سچ نہ کہا کر

یہ سب پند و نصائح، تنبیہات اور مخلصانہ مشورے اپنی جگہ لیکن قوموں کی اصلاح و فلاح، ترقی اور کامیابی کا دارو مدار اُس کے مخلص اور محنتی بندوں پر منحصر ہوتا ہے جنہیں بندوں کی واہ واہ اور ستائش کی ضرورت نہیں ہوتی کہ اللہ خود اُن کی قدر کرتا ہے اور اللہ سب سے بڑا قدردان ہے جو کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ ''اِن اللہ لا یضیع اجر المحسنین '' اس لیے مخلص، دیانت دار اور خدمتِ خلق سے سرشار ساتھیوں اور بالخصوص مسجد انتظامیہ کی بے پناہ محبتوں اور فراخ دلی کا میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ جن کی شفقتوں نے میرے تمام اندیشہ ہائے دور دراز کو بھگا کر مجھے حوصلہ عطا کیا اور خاص طور پر صوفی باصفا، ولی کامل حضرت علامہ صوفی عبدالحمید دامت برکاتہم العالیہ صاحب کا میں نہایت احسان مند ہوں کہ جن کی اک ترچھی نگاہ نے خدمتِ خلق کے اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بندے کو روحانی قوت عطا کی ہے۔

Marfat.com

اقبال تیرے عشق نے دیے سب بَل نکال
مدت سے آرزو تھی سیدھا کرے کوئی

بس اِسی لیے ہم نے مخلوقِ خدا کو درماندگی و پسماندگی، ظلم واستحصال، مایوسیوں اور نا اُمیدی کے جنگل سے نکال کر خدمت، محبت، امن وآشتی کی روشنی میں لانے کا فیصلہ کرتے ہوئے یہ تہیہ کیا ہے کہ:

جہاں رہیں گے وہیں روشنی بنائیں گے
کسی چراغ کا کوئی اپنا گھر نہیں ہوتا

میں صدرِ مجلس ملک محمد بوستان القادری صاحب کا تہہ دِل سے مشکور ہوں کہ وہ اپنی گوناں گوں مصروفیات میں سے وقت نکال کر تشریف لائے۔

میں محسن و مربی حضرت پیر سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی کا بھی نہایت مشکور ہوں کہ اِس پیرانہ سالی کے باوجود اپنے ایک نالائق بچے کی حوصلہ افزائی کے لیے تشریف لائے ہیں۔ میں نہایت ہی دل کی گہرائیوں سے اپنی اور انتظامیہ کی جانب سے استادِ گرامی حضرت علاّمہ مفتی سید شاہ حسین گردیزی مدظلہ العالی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اپنے گرانقدر خیالات سے ہم سب کو مستفیض کیا۔

حضرت پیر اکرام النبی شاہ صاحب نہایت مخلص، درمند اور درویش طبع انسان ہیں اور تلاش حق کا نام اور کام آپ کا ہی تجویز کردہ ہے، آپ کے مشفقانہ سائے میں چند سال باب الاسلام بفرزون میں گزارے ہیں۔ الحمدللہ چراغ جل رہا ہے اور آنکھ والے دیکھ رہے ہیں اور انشاءاللہ یہ چراغ جلتا رہے گا، آنکھ والے دیکھتے رہیں گے۔

''رہیں چمگادڑیں تو اُنھیں تو سورج بھی نظر نہیں آتا''

میں اپنے کرم فرما ساتھیوں جناب آصف ہنجرا صاحب، ہاشم علی رضا صاحب، جناب عارف علی سندھو صاحب، اشرف منہاس صاحب، جناب ماسٹر محمد ارشد صاحب جناح پبلک اسکول والے بلدیہ پرائمری اسکول کے ہیڈ ماسٹر محترم جناب اطہر منیر رانا صاحب کا نہایت مشکور ہوں کہ جن کی

Marfat.com

محنتوں اور تعاون سے اس پروگرام کے انتظامات ممکن ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ اِن سب کو جزائے خیر عطا کرے۔ آمین

آپ تمام احباب اور بزرگوں کا بھی نہایت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ دور ونزدیک سے وقت نکال کر تشریف لائے۔ جزاکم اللہ خیراً!

میں آخر میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آئیے مِل جل کر معاشرے کے پسے ہوئے طبقات کی محرومیاں ختم کریں اور خدمت خلق کے اَثر سے مخلوقِ خدا کو راہِ راست پر لے آئیں۔ ورنہ!!

تیری بزم میں اور بھی گُل کھلیں گے
اگر رنگِ یارانِ محفل یہی ہے

☆☆☆

Marfat.com

پہلا سالانہ جلسہ

24 جولائی 2011ء پہلا سالانہ جلسہ حُسنِ کارکردگی و تقسیم "نشانِ اعتراف"

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم، امّا بعد۔
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
وتعاونوا علی البرّ و التّقویٰ

ترجمہ: اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو۔

صدرِ جلسہ عزت مآب والدگرامی قدر پیر طریقت حضرت صوفی عبدالمجید دیوانہ مدظلہ العالی مہمان خصوصی عالی قدر محترم جناب ملک محمد بوستان القادری صاحب زید مجدہٗ معززین علاقہ اور میرے دوستو بزرگو اور نوجوانو!!

امیر جمع ہیں احباب حالِ دل کہہ لے
پھر التفات دلِ دوستاں رہے نہ رہے

اللہ کے فضل وکرم سے تلاش حق فاؤنڈیشن گزشتہ تقریباً ڈیڑھ سال سے اپنی اصلاحی و فلاحی، تعلیمی اور صحت کی بنیادی سہولتیں پہنچانے جیسی خدمات جاری رکھے ہوئے ہے۔ سال کے بعد آپ کا یہ حق بنتا ہے کہ ہم آپ کو بتائیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ اور آپ جو ہم سے تعاون کرتے ہیں اس حوالے سے بھی ہم نہ صرف اپنا احتساب کریں بلکہ ہم خود کو آپ کے سامنے پیش کریں۔ آج کے اس عظیم الشان پروگرام کا یہی مقصد ہے۔

ا۔ اصلاحی سرگرمیاں:

سامعینِ محترم! آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ گزشتہ ڈیڑھ سال سے تلاشِ حق کے نام سے ایک اصلاحی پروگرام ہر ہفتہ بعد عشاء مختلف گھروں میں ہوتا ہے۔ اس کا مقصد جہاں

Marfat.com

اللہ اللہ کرنا ہے وہیں ان در و دیوار کو اپنے ایمان پر گواہ بھی بنانا ہے۔ یہ در و دیوار یہ سائے اور ہم پہ ہنسنے والے یہ سب ہمسائے انشاء اللہ ہمارے ایمان کی گواہی دیں گے۔

دوسرا بڑا مقصد اس اصلاحی پروگرام کا یہ ہے کہ مسلمانوں کو گھر گھر جا کر دین کا پیغام دیا جائے۔ لوگوں کے پاس چونکہ وقت نہیں ہے کہ وہ دین کی باتیں سننے کیلئے آئیں۔ تو تلاشِ حق نے سوچا کہ جب پیٹ کیلئے غذا گھر گھر پہنچائی جا سکتی ہے تو روح کیلئے بھی غذا گھر گھر پہنچائی جا سکتی ہے۔

تیسرا مقصد یہ ہے کہ معاشرے میں نیکی کے فروغ کے ساتھ ساتھ بچوں، نوجوانوں اور خواتین کی اصلاح کے ذریعے انہیں مثبت سرگرمیوں میں شریک کیا جائے۔ تاکہ وہ چوروں، ڈاکوؤں، شرابیوں اور زانیوں کے ساتھ بیٹھ کر اپنی دنیا اور آخرت برباد نہ کر لیں۔ بلکہ ان سب کو چھوڑ کر دور کہیں اللہ والوں اور اچھے لوگوں کے پاس اپنی دنیا آباد کر لیں۔ وہ لوگوں کو لوٹنے اور غم دینے کی بجائے ان کے دکھ درد میں شریک ہو کر غم مٹانے اور ان کی خدمت کرنے کے جذبے سے لیس ہوں۔ بس اسی مقصد کیلئے ہر ہفتے یہ تربیتی پروگرام منعقد ہوتا ہے۔ جو گھر گھر تلاشِ حق کے چراغ جلاتا ہے۔ بہت سے نادانوں نے تلاشِ حق کے اس چراغ کو بجھانے کی کوشش کی ہے اور گھر گھر جا کر بلکہ بعض والدین کو اپنے پاس بلا کر تلاشِ حق کے اصلاحی پروگرام میں شرکت سے اپنے بچوں کو منع کرنے کیلئے دباؤ ڈالا ہے۔ بھولے بھالے، بے وقوف اور احمق لوگ ایسا کر کے شاید تلاشِ حق کے چراغ کو بجھانا چاہتے ہیں۔ مگر وہ چراغ جسے اللہ جلائے اسے کون بجھائے۔

یریدون لیطفؤ انورا اللّٰہ بأفواھھم واللّٰہ متمّ نورہ ولو کرہ الکافرون ○

ترجمہ: وہ لوگ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اپنا نور مکمل کر کے ہی رہے گا اگرچہ کافروں کو کتنا ہی بُرا لگے۔

آج اللہ کے نور کی جلوہ گری میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ کتنے نوجوان ہیں جو تلاشِ حق کے چراغ کی روشنی میں جی رہے ہیں۔ اور دینی و دنیاوی فیض پا رہے ہیں۔ اب وہ گلی کے کونوں پر جو سب سے بُری جگہ ہے۔ اپنا وقت اور ایمان برباد نہیں کر رہے ہیں۔ ہمیں معاشرے کے ناسور،

Marfat.com

چور، ڈاکو، شرابی، زنا میں مبتلا، سود خور، رشوت پہ پلنے والے اور ذخیرہ اندوزوں سے بھی ہمدردی ہے اور ہم ان کی اصلاح کیلئے اللہ سے دعا گو بھی ہیں۔ اور ان کی خدمت کیلئے ہمہ وقت دستیاب بھی ہیں۔ ہم نے ایک عدد پملفٹ کے ذریعے بھی تلاشِ حق کا چراغ روشن کیا ہے۔ انشاء اللہ یہ چراغ تا قیامت جلتا رہے گا۔ آیئے! اپنی محبت، وابستگی اور محنت سے اس میں تیل ڈالیں کیونکہ:

ہم تو چراغِ اوّل ہیں اوّل شب ہی بجھ جائیں گے
تم ہی یارو آخر شب تک چراغ جلائے رکھنا

تعلیمی سرگرمیاں:

معزز سامعین! آج سے صرف چھ ماہ قبل ہم نے چھ بچوں کے ساتھ قرآن کریم کی مفت تعلیم کا آغاز کیا تھا۔ یہ چھ بچے بھی وہ تھے جو بعد نماز عصر مسجد میں فقیر سے رحمانی قاعدہ اور ناظرہ قرآن پاک پڑھتے تھے۔ آج چھ ماہ کے بعد المعصوم قرأت اکیڈمی میں تقریباً (150) ڈیڑھ سو بچے اور بچیاں قرآنِ کریم کی مفت تعلیم سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ جن کیلئے دو معلم اور دو معلمات مصروفِ عمل ہیں۔ بچوں کی تعداد کے ساتھ ساتھ اساتذہ کا بھی اضافہ ہوتا رہے گا۔ معلّمین و معلّمات کی تنخواہیں آپ کے خصوصی تعاون سے ہی پیش کی جا رہی ہیں۔ امید ہے کہ آپ کا یہ دست تعاون اگر اسی طرح آباد رہا تو ہم رمضان المبارک کے بعد انشاء اللہ العزیز شعبۂ تحفیظ القرآن کا اضافہ کرنا چاہیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ شعبۂ تحفیظ القرآن کے قیام اور کامیابی کو آپ ہی ممکن بنائیں گے۔ جس میں تجوید و قرأت کے ساتھ قرآن پاک کی تعلیم دی جائے گی۔ اور علاقے میں برکتیں نازل ہونگی۔ آج ہم سالانہ جلسے میں خدمتِ خلق کا جذبہ رکھنے والے بچوں کو ''نشانِ اعتراف'' پیش کر رہے ہیں جو یقیناً ایک عظیم مثال ہے۔ تو آپ دیکھیں گے کہ آئندہ برس شعبہ تعلیم القرآن کے بچوں اور بچیوں میں اسناد و شیلڈز تقسیم کی جائیں گی۔

یہ ماہِ تاباں سے کہہ دو وہ اپنی کرنیں چن کے رکھ لے
میں اپنی مٹی کے ذرّے ذرّے کو خود چمکنا سکھا رہا ہوں

Marfat.com

صحت کی سرگرمیاں:

سامعینِ کرام! الحمد للہ! ہم نے چھ ماہ قبل جو تلاشِ حق کلینک قائم کیا تھا۔ اس سے سینکڑوں مریضوں نے استفادہ کیا ہے اور صحت یاب ہوئے ہیں۔ صرف 20 روپے کی پرچی میں تشخیص ومشورہ اور دوا مفت دی جاتی ہے۔ محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ طارق صاحبہ نہایت خلوص سے یہ خدمت انجام دے رہی ہیں۔

تلاشِ حق کلینک میں مریم لیبارٹری کلیکشن پوائنٹ بھی قائم کردیا گیا ہے۔ جہاں نہایت ہی مناسب پیسوں میں تمام ٹیسٹوں کی سہولت دستیاب ہے۔ OPD سے حاصل ہونے والی رقم دواؤں کی فراہمی پر خرچ کردی جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ گائنی کی اسپیشلسٹ ہیں۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ میٹرنٹی ہوم کا آغاز کیا جائے۔ جس سے لازماً اخراجات میں اضافہ ہوگا اور ہمیں اس خاص مقصد کیلئے ایک کمرہ بھی ''لیبر روم'' کے طور پر تیار کرنا ہوگا۔ جس کیلئے ہمیں آپ کے تعاون اور سرپرستی کی اشد ضرورت ہے۔ اگر آپ میں سے کسی ایک نے بھی مخلوقِ خدا کی خدمت کا بیڑا اٹھالیا تو انشاء اللہ العزیز ہماری خواتین کو زچگی کیلئے باہر نہیں جانا پڑے گا۔

سامعینِ کرام! ہمارا علاقہ وسائل سے تو مالا مال ہے مگر احباب کی توجہ سے محروم ہے۔ کوئی شخص اگر شدید بیمار ہوتا ہے یا اچانک طبیعت بگڑ جاتی ہے تو اسے ہسپتال لے جانے کیلئے ایمبولینس کا اہتمام نہیں ہے۔ ٹیکسی کا انتظام کرتے کرتے بعض مریض جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ تلاشِ حق فاؤنڈیشن ایمبولینس کا اہتمام کرنا چاہتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ آپ کے خاص تعاون اور بھرپور اعتماد کے بغیر ایسا ممکن نہیں ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس سلسلے میں سنجیدہ کوشش فرمائیں گے۔ کیونکہ!

رنگ محفل چاہتا ہے اک مکمل انقلاب
چند شمعوں کے بھڑکنے سے سحر ہوتی نہیں

Marfat.com

فلاحی سرگرمیوں کی رپورٹ:

سامعین کرام!

گزشتہ سال سیلاب فنڈ سے لے کر اب تک احباب نے تلاشِ حق فاؤنڈیشن پر بھرپور اعتماد کیا ہے۔ جس کی بدولت ہر ماہ (=/30,000) تیس ہزار تنخواہوں کے علاوہ ماہانہ (=/15,000) پندرہ ہزار روپے بیواؤں اور بے روزگاروں میں تقسیم کیے جا رہے ہیں۔ گزشتہ دو ماہ سے فنڈز کی عدم دستیابی نے ہمارے ہاتھ روک دیئے ہیں۔ اس سال کفن ودفن، علاج اور یتیم و بے سہارا بچیوں کی شادی پر (=/40,000) چالیس ہزار روپے خرچ کیے گئے ہیں۔

تلاشِ روزگار کے سلسلے میں اظہر بھائی اور ارشد منہاس صاحب کی کوششوں سے کئی نوجوانوں کی مدد کی گئی ہے۔ البتہ اگر وسائل دستیاب ہو جائیں تو ایسے مستحق نوجوانوں کو روزگار کے اسباب مہیا کیے جاسکتے ہیں اور مستحق لوگوں کی امداد جاری رکھی جاسکتی ہے۔

ہماری سالانہ کارکردگی کی رپورٹ اور روئیداد ''دستک'' کے عنوان سے چھپ چکی ہے اور باہر اسٹال سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

خدا کرے ہمیشہ رہے آپ کا آنگن خوشیوں سے بھرا
آپ کا شفقت بھرا سایہ ہم پہ قائم و دائم رہے سدا

☆☆☆

Marfat.com

باب ششم

گوشۂ ادب

رازِ ناگفتہ!

''رازِ ناگفتہ'' کے عنوان میں وہ خطوط اب شائع کیے جا رہے ہیں۔ جو لکھے تو بڑے جذبات میں تھے مگر بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر ارسال نہ کیے جا سکے۔ اب کتاب میں شامل ہو کر محفوظ ہو گئے ہیں۔

Marfat.com

(۱) راز نا گفتہ اوّل

۱۶ مارچ ۱۹۹۲ء کو عید الفطر کے موقعہ پر بھائی عبد اللطیف کو عید کارڈ لکھا تھا جو لکھا ہی رہا۔

عید ایک مختصر، مگر مفہوم سے لبریز لفظ ہے۔ اختصار کے باوجود اپنے اندر خوشیوں کے انبار لئے ہوئے ہے۔ عید، مقدس و مبارک حروف کا مجموعہ ہے۔ عید، رنگ برنگی تقریبات کے ہجوم کا اظہار ہے۔ عید سہانے مگر انجانے خوابوں کی تعبیر کا پرچار ہے۔ عید اللہ کے احسانات پر شکریہ ادا کرنے کا ڈھنگ ہے۔ عید شیطانی احکامات کے خلاف جنگ ہے۔ عید تمام انسانوں بالخصوص مسلمانوں کی امنگ ہے تبھی تو شیطان تنگ ہے۔ الغرض عید ایک نہایت ہی دلکش و دلربا، صاف و شفاف اور شستہ لفظ ہے جہاں عید کو ہم بطور مذہبی تہوار کے مناتے ہیں وہیں اب یہ ہمارا عام روایتی جشن اور مسلمانوں کا قومی دن بھی بن گیا ہے یعنی حقیقت میں افسانے کی ملاوٹ بھی ہوگئی ہے۔

علما عید سے پہلے عید کا تذکرہ چھیڑ دیتے ہیں۔ فقرا رمضان کی جدائی میں مغموم ہو جاتے ہیں۔ نجبا اشکبار آنکھوں سے رمضان کو الوداع کہتے ہیں۔ نقبا عید کی رات بھی عبادت میں گزار دیتے ہیں۔ صلحا و شہدا پھر سے رمضان کا انتظار کرنے لگتے ہیں۔ غربا کے گھروں میں عید جذبوں کی صورت آتی ہے۔ اُمرا کے محلات میں عید خواہشات کی صورت آتی ہے۔ عشاق عید سے پہلے ہی سنورنے کا پروگرام کرتے ہیں۔ احبا دیدار کرانے کی تیاری میں لگ جاتے ہیں۔ فقہاء چاند کی تلاش میں سرگرداں نظر آتے ہیں۔

عید کا نام سنتے ہی بچوں، بوڑھوں، مردوں، عورتوں، چھوٹوں اور بڑوں، سب میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ ''کل عید ہے'' کے الفاظ ادا ہوتے ہی فضا خوشی کے ترانوں سے گونج اٹھتی ہے۔ ہوائیں بھی جھوم جھوم کر سرسراہٹ کرنے لگتی ہیں۔ بگولے مستی میں ریت اڑاتے ہیں، عید کی رات کو ستارے ٹمٹماتے ہیں، بادل آسمان کے نیلگوں چہرے کو صاف کرتے ہیں، چاند کی لَو تیز ہو جاتی ہے۔ الغرض ہر کوئی عید کی خوشی میں ایک دوسرے پر سبقت کا خواہاں ہوتا ہے۔

Marfat.com

اس خاموش مصروفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اداس لوگ غموں کا مداوا کرنے لگتے ہیں، مرجھائے ہوئے چہرے کھلنے لگتے ہیں، رخساروں کی رنگت نکھر جاتی ہے، لبوں پہ مسکراہٹ کھلنے لگتی ہے، ٹھوڑی پہ چاہت والفت کی نشانی بھنور بن کر ابھرتی ہے، دل مچلنے لگتا ہے، جگر میں دبی دبی سی آہٹ ہونے لگتی ہے، ذہن استقبال کے لیے پلان تیار کرنے لگتا ہے، پیشانی پسینے سے چمکنے لگتی ہے، اور ادھر بے پرواہ نگاہیں ٹکٹکی باندھے اچانک محوِ انتظار ہو جاتی ہیں، شاید کسی خوش نصیب کی آمد آمد ہے اور زبان موقع پا کر گویا ہوتی ہے، اللہ خیر کرے!!

عید کے دن انجانے، جانے بن جاتے ہیں، منہ بسورے ہوئے سینوں سے چپک جاتے ہیں، پرائے بھی اپنے بن جاتے ہیں، ناراضگیاں ختم ہو جاتی ہیں، دوستیاں مضبوط ہوتی ہیں، دوریاں نزدیکیوں میں سمٹ آتی ہیں، سینے سے سینے اور دل سے دل ٹکراتے ہیں، محبت بڑھتی ہے فاصلے گھٹ جاتے ہیں، نظر سے نظر ملتی ہے جام چل جاتے ہیں، رُخ سے پردہ اٹھتا ہے دیدار ہو جاتے ہیں، پیاسی نگاہوں کی پیاس بجھ جاتی ہے، زبان ہونٹوں پہ چلتی ہے اور قہقہے بلند ہونے لگتے ہیں، ہر طرف دھویں میاں کی گواہیاں خبریں دیتی ہیں کہ آج حلوہ، سویاں اور کھیر پکی ہے، مگر کہیں کہیں ہونٹوں پہ خاموشی کے تالے لگ جاتے ہیں، دل خون کے آنسوں روتا ہے اور احساس کمتری کے انگارے جلنے لگتے ہیں کہیں غربت کے سبب آہوں کے شعلے بلند ہوتے ہیں یعنی عید میں جذبات تو شامل ہوتے ہی ہیں حواس بھی عید کی تمنا کرنے لگتے ہیں اسی لئے اس عید کو کھٹی میٹھی عید بھی کہا جاتا ہے۔

عید کی شام پرندے گھونسلوں کا رُخ کرتے ہیں، مسافر گھروں کو لوٹتے ہیں، پردیسی اپنے اپنے دیس کی راہ لیتے ہیں، بھولے بسرے یاد آنے لگتے ہیں اور بچھڑے ہوئے مل جاتے ہیں، عید کے روز تنہائیوں میں شور وغل ہونے لگتا ہے، ویرانوں میں گفتگو سنائی دیتی ہے، سنسان گلیاں سج جاتی ہیں، بازاروں کی رونقیں بحال ہو جاتی ہیں، گاؤں میں چہل پہل ہونے لگتی ہے، گھروں میں تحفوں کے ڈھیر لگ جاتے ہیں، سلام و پیغام رسانی ہوتی ہے، دعوتیں اڑائی جاتی ہیں، کھڑکیوں میں چراغ روشن کیے جاتے ہیں بس پھر کیا! پروانے کو بہانہ مل جاتا ہے، شمع کے گرد

Marfat.com

دیوانہ وار چکر کاٹنے لگتا ہے اور شمع سے اپنی سریلی آواز میں یوں مخاطب ہوتا ہے۔

میں بھی آیا ہوں تمہیں عید کا تحفہ دینے
اپنی پلکوں میں جلائے ہوئے اشکوں کے چراغ

عید کے دن قدرتی نظاروں میں حسن بڑھ جاتا ہے، فضا معطر ہو جاتی ہے، سورج کی تپش ماند پڑنے لگتی ہے، دریاؤں میں سکون اور سمندروں میں سکوت چھانے لگتا ہے، سفینے رکنے لگتے ہیں، کناروں پہ پرندوں کے جھنڈ اترنے لگتے ہیں، باغوں میں بلبل اور کوئل نغمہ سرا ہو جاتی ہیں، تتلیاں اُڑ اُڑ کر پودوں میں رنگ بھرنے لگتی ہیں بھنورے اپنے اندازِ بھنبھناہٹ سے باغ کی رونقوں کو دوبالا کرتے ہیں، شاید یہ سب لوگ عید کی خوشیوں میں شمولیت کی آرزو کرتے ہیں، ارے اتنی ساری خوشیاں اور رعنائیاں بھر دی ہیں عید نے اور کیا آم لوگے!!

بعض ساتھی قدرت کی اس کاریگری کو طلسماتی کرشمہ اور جادوئی کہانی قرار دے کر اس سے چشم پوشی کرتے ہیں اور کچھ دوست یہ سارا منظر پتھرائی ہوئی آنکھوں سے دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں۔ کیوں؟ میں نہیں جانتا! کیونکہ آج ''عید'' ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

(۲) رازِ نا گفتہ دوم

یـارب بك الاعتـصـام و منك التـوفيـق

يـا شـفيـق، يا رفيـق نـجـنـی من كـلّ ضيـق

(اللہ کے گنہگار بندے کا خط، اللہ کو بھول جانے سے دوچار بندے کے نام)

محترم جناب حضور پہلوان العلماء صاحب،

سلامٌ علی ملۃِ رسولِ اللہ

عرض ہے کہ!

۱۔ **وللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنفقین لایعلمون۔**

اورعزت تو صرف اللہ اوراس کے رسول اور مومنوں کے لیے ہے لیکن منافق نہیں جانتے۔

۲۔ **واذا خاطبھم الجاھلو ن قالوا سلاماً۔ (القرآن)**

ترجمہ: اور جب ان سے جاہل لوگ بات کرتے ہیں تو وہ سلام کہہ کر بڑھ جاتے ہیں"۔

۳۔ **فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین۔ (القرآن)**

ترجمہ: اور یاد آ جانے پر ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو۔

آپ کو شاید بدگمانی ہوئی یا وساوس بد نے گھیر لیا ہے کہ فقیر کو آپ سے کوئی لالچ ہے۔ بخدا!! فقیر کو اللہ کے کسی غافل بندے سے کوئی حاجت نہیں ہے۔ اور پھر ایسے بندے سے جو سرتا پا دنیا سے لت پت ہو! (اللہ معاف کرے) فقیر تو فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (المومن مرآۃ المومن) پر عمل کرتے ہوئے اپنی اصلاح کے لیے درویش خدامست کی تلاش میں ادھر آنکلا تھا۔ کہ آئینے ہی میں خود کو دیکھ کر سنوارا جا سکتا ہے، مگر یہاں (جنگل دے پکار، دنیا مار رہی کلکار) کا تماشہ ہو رہا تھا اور آئینہ خود اندھا اور میلا تھا۔ سوچا کہ میل کھرچ کر افسانوں میں حقیقت کا رنگ بھرتے ہیں لیکن آئینے پر جمی میل کی موٹی تہہ سے جھوٹ، گالم گلوچ، جہالت و بداخلاقی اور بلیک میلنگ کی بدبو کے بھبھو کے اٹھنے لگے بلکہ اس اصلاحی کوشش کو فتنہ انگیزی سے تعبیر کیا گیا۔ میل کی تہہ مزید موٹی ہونے لگی تو فقیر کو اپنا آئینہ بھی میلا ہوتا نظر آیا اس لئے صرف اللہ اور اس کے رسول

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور رضا کے لیے ناتا توڑتا ہوں اس لئے کہ:

انّ صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ ربّ العلمین o

کیونکہ آپ اس میل کو نہ صرف سینے سے ہٹانا نہیں چاہتے بلکہ دھونس دھاندلی سے پھیلانا چاہتے ہیں اور فقیر اس اندھے پن سے باز آیا!! آپ کو آپ کی روٹیاں، گالیاں، بداخلاقی، سستی شہرت، اور جہالت کا اندھیرا مبارک ہو اور فقیر کو خلوت اور تنہائی کا اندھیرا مبارک رہے کہ جس کی قدر و قیمت اور لذت سے تو صرف واقفانِ حال ہی نہال ہوتے ہیں۔ پیارے!!! ساتھ رہ کر بدگمانیوں کے سانپ پالنے سے بہتر ہے کہ اجنبی رہا جائے۔ بس! سنگت سعد کی سچی جس میں رنگ ہو چوکھا"

" صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً - (القرآن)

ترجمہ: اللہ کا رنگ اور کتنا اچھا ہے اللہ کا رنگ۔

یہ ارتقا کا چلن ہے کہ ہر زمانے میں
پرانے لوگ نئے آدمی سے ڈرتے ہیں

امید واثق ہے کہ اب آپ کسی احساسِ کمتری کا شکار نہیں ہوں گے۔

" اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ " (القرآن)

ترجمہ: ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہمیں اس کی طرف لوٹ جانا ہے۔

" اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ o" (القرآن)

ترجمہ: (میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ میں جاہلوں سے ہو جاؤں)

والسلام علی من التبع الھدیٰ۔

کوئی گستاخی ہوئی ہو اس سے پہلے یا اس تحریر میں تو معاف فرمایئے گا اور دعاؤں میں یاد رکھئے گا۔ (رَعَاكَ اللّٰهُ رَعْياً)

یہ عبدِ ذلیل اپنے ربِ جلیل سے یہی عرض کر سکتا ہے کہ وہ اپنے بندے کو اپنی پناہ میں رکھے ہر قسم کے اور ہر کسی کے شر سے (آمین)۔

بندۂ حقیر: محمد اویس معصومی عفی اللہ عنہ

Marfat.com

(۳) رازِ ناگفتہ سوم

محترم جناب۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعدہٗ عرض خدمت ہے کہ گزشتہ دنوں جناب کا ایک اخباری بیان نظروں سے گزرا۔ پڑھ کر دلی مسرت ہوئی۔ اس میں آپ نے اعلان فرمایا ہے کہ تحریک منہاج القرآن تعلیمی اور اصلاحی انقلاب کے لیے جد و جہد کرے گی۔ صرف میں ہی نہیں بلکہ میری طرح کے اور دیگر سینکڑوں دوستوں نے خوشی کا اظہار کیا ہے اور آپ کے لیے کامیابی کی دعائیں بھی کیں۔

بندہ اسی سلسلے میں چند گزارشات پیش کرنے کی جسارت کرنا چاہتا ہے۔ لیکن پہلے اپنا مختصر سا تعارف کرانا ضروری سمجھتا ہے۔ بندہ کا نام محمد اویس ہے، اگرچہ باقاعدہ طور پر بشمول منہاج القرآن کسی تنظیم یا تحریک سے کوئی تعلق نہیں ہے، نہ سیاسی طور پر نہ ہی مذہبی طور سے البتہ منہاج القرآن سے پیار ضرور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب پانچ سال قبل سیاسی تحریک کا اعلان ہوا تو ہم جیسے مداحوں کو دلی صدمہ پہنچا اور اب اس اعلان سے خوشی ہوئی ہے اور ایسا لگتا ہے جیسے یہ میرے ہی دل کی آواز ہو۔

یقیناً میری گزارشات آپ سے پوشیدہ نہیں ہوں گی مگر اپنے دل کی تسلی اور آپ کے ''اعلانِ تعلیمی انقلاب'' کی خوشی میں تحریر کرنا چاہتا ہوں۔

قطع نظر اس کے عوامی تحریک نے اس عرصے میں کیا کھویا کیا پایا اور عوامی تحریک کا فیصلہ غلط اور سراسر گھاٹے کا سودا تھا۔ یا کوئی فخریہ اور مثالی کردار تھا۔ کچھ بھی ہو یقیناً گزشتہ پانچ سال میں مایوس کن حالات نے آپ کے لیے آئندہ رونما ہونے والے واقعات کے دریچے کھول دیے ہوں گے اور یقیناً آپ نے جان لیا ہوگا کہ مصطفوی انقلاب اور نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لیے جو رستہ ''عوامی تحریک'' کی صورت منتخب کیا گیا تھا وہ واقعی تاریک، الجھنوں سے پُر اور غلط رستہ تھا۔ جس کے ذریعے ہم اپنا مندرجہ بالا عظیم مقصد کبھی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ اور مصطفوی انقلاب کی منزل پانے کے لیے ہمیں

Marfat.com

اسی رستے کی ضرورت تھی جس کا انتخاب اب کیا گیا ہے میری مراد تعلیمی اور اصلاحی انقلاب کے لیے جدو جہد کرنا ہے۔ یہ بروقت فیصلہ قابلِ صد افتخار ہے کہ صبح کا بھولا شام کو گھر لوٹ آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے ہیں۔ انقلابات کی بنیاد علم و آگہی ہے۔ انقلاب کے لیے قوم کو ذہنی و جسمانی لحاظ سے تیار کرنا لازمی ہے۔

پاکستان کے حالات کا تقاضا ہے کہ ملک کے کونے کونے میں تعلیمی و اصلاحی تحریک کا جال بُن دیا جائے۔ تاکہ پاکستانی قوم شیطانی چنگل سے آزاد ہوکر ملک وقوم کی ڈوری نیک سیرت، باکردار و خوددار اور اللہ سے ڈرنے والے ہاتھوں میں تھمادے اور پھر امن وسکون اور وقار کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ اور یہ سب کچھ تعلیم کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اس لئے جب تک یہ قوم شعوری طور سے بالغ نہ ہو، اسلامی قوانین وطرزِ حیات سے واقف نہ ہو، قوم کو اسلامی طرزِ زندگی کے دینوی و اُخروی فوائد وثمرات ذہن نشین نہ ہوجائیں اور قوم یہ نہ سمجھ لے کہ اب اسلامی نظام زندگی اپنائے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ تب تک انقلاب کے لیے کسی بھی قسم کا کوئی بھی سیاسی اقدام بہت بڑا المیہ بن سکتا ہے۔ اور یہ تعلیم میں مضمر ہے۔ جسے جہادی بنیادوں پر پھیلانا ہوگا اور اس سلسلے میں ''فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب'' پر عمل کرنا ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ تعلیم اور شعور کے بغیر انسان اپنا لباس بھی تبدیل نہیں کرسکتا کجا یہ کہ ۱۸ کروڑ انسانوں کو جمہوریت کے شکنجے سے نکال کر اسلامیت کے چشمہ صافی پر لایا جائے۔ ہاں اگر ہمارے نوجوان علم و آگہی اور شعور کی منزلیں طے کرتے ہوئے انقلاب کے مفہوم سے آشنا ہوگئے تو تحریک خود بخود ایک ذہن سے دوسرے ذہن میں منتقل ہوتی رہے گی اور جب انقلاب اکثریت کی طلب بن جائے گا تو پھر تحریک انقلاب کے لیے خود راستہ منتخب کرلے گی۔ اے کاش کہ آپ کی اس تعلیمی و اصلاحی تحریک کے نتیجے میں عوام کو متفقہ قائد نصیب آجائے۔

آخر میں ایک مشورہ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہوں جو ہمارے ایک سنی عالم نے جبیس ہوٹل صدر کراچی میں ہونے والے ایک عظیم الشان کنونشن میں پیش کیا تھا کہ:

Marfat.com

"ڈاکٹر طاہر القادری صاحب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے صرف تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو جائیں۔ علامہ شاہ احمد نورانی صاحب 'تبلیغ' کا کام کریں اور علامہ عبد الستار نیازی صاحب J.U.P منظم کر کے سیاست کریں تو ملک میں انقلاب لایا جا سکتا ہے"۔

یہ مشورہ دینے پر انہیں جو کچھ سننا اور سہنا پڑا یہ عاجز آپ سے اس طرح کے سلوک کی توقع نہیں رکھتا ہے۔ جانے یا انجانے میں کسی بھی قسم کی بے ادبی و گستاخی کی معافی چاہتا ہوں۔

دعاؤں اور شفقتوں کا طلبگار

محمد اویس معصومی

Marfat.com

(۴) رازِ نا گفتہ چہارم

بخدمت جناب پرنسپل واراکینِ کمیٹی

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ'

جنابِ عالی!

گزارش ہے کہ اکیڈمی کے انوکھے والبیلے، غیرواضح اوراپنے من گھڑت قوانین کے مطابق تو ہم جیسے مزدوراپنے درد کے داماں کے لیے لب کشائی کا حق نہیں رکھتے، مگرایک ذہنی خلفشار ہے جسے آپ تک پہنچانے کی جسارت کرتا ہوں امید واثق ہے کہ جناب ضرور اس التماس پرالتفات فرمائیں گے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ مصنوعی لیبر قوانین کے ذریعے ادارہ کا نظم ونسق قائم رکھے ہوئے ہیں کیونکہ مروّجہ لیبر قوانین میں اساتذہ کوادارے کی ریڑھ کی ہڈی تسلیم کرتے ہوئے ان کے مستقبل کا تحفظ کیا جاتا ہے، جبکہ ایں جااستادفقط مزدورہی تصورکیا جاتا ہے۔ مروّجہ قوانین میں معاوضہ یا وظیفہ یکم تک یا یکم بعدادا کیا جاتا ہے پانچ یا سات تاریخ کونہیں اور ساتھ ہی آپ اسے اسلامی نظامِ تعلیم کی طرف ایک قدم بھی تصور کرتے ہیں۔اگراس خوش فہمی کو حقیقت کا روپ دینا چاہتے ہیں تو ذرااپنے طریقہ کار پہ نظرثانی کیجئے۔اسلام نے تو سکھایا ہے کہ مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے تک بلکہ اس سے بھی پہلے ادا کرواورآپ پسینہ تو کیا خون جلنے، بھننے کے بعد بدن خشک ہونے کوآجاتا ہے تو کٹی پھٹی قوانین سے زخم خوردہ، لولی لنگڑی تنخواہ بے چارے مزدوروں کے ماتھے ٹھینک دیتے ہیں۔مزدور جواسی لیٹ کے متعلق سوچ سوچ کر نڈھال ہوتا ہے۔بالآخراسی گنجی تنخواہ کواپنی جاں بخشی کی خاطروصول کرلیتا ہے پھراسے اتنا بھی یاد نہیں رہتا کہ ذرا یہی دریافت کرلیا جائے کہ اس بے چاری کو جو پہلے ہی دبلی پتلی ہے گنجا کیوں کیا گیا۔اگرلیٹ کا قانون اساتذہ کی بے رُخی کواستقلال میں تبدیل کرنے کے لیے گھڑا گیا ہے تو یہ ظلم ہے، بلکہ آپ کو بے رخی کی وجہ تلاش کرکے اس کا کھلے دل سے سدّ باب کرنا چاہیے، کیونکہ قوانین کی بھرمار سے ادارے کا وقاراورمعیارکا گراف گرتا ہے بلندنہیں ہوتا۔اس لئے کہ قوانین کی زیادتی اس بات کی نشان دہی کرتی ہے یا تو انتظامیہ نااہل اورظالم ہے یا کارکن یا عوام

Marfat.com

سرکش ہے اور پھر جب آپ کے قوانین کہتے ہیں کہ جس کا جو کام ہے وہ کرے بس! اور اس میں کوتاہی پر بہت سے غم سہنے پڑتے ہیں تو پھر یہ کیا ہے کہ آپ جان بوجھ کر ایسی غلطیاں کرتے ہیں جو نہیں کرنی چاہییں، مثلاً تین مہینے کے بعد ہم سے تنخواہ بڑھانے کا عہد کیا گیا تھا پھر سابق پرنسپل جناب اسدی صاحب نے بھی فرمایا تھا کہ اس مہینے آپ کی تنخواہ بڑھ کر آئے گی مگر تنخواہ نہیں بڑھائی گئی۔ بندہ اس مبہم سی تکلیف پر مطلع ہونے کا خواہش مند ہے اور پھر جمعرات کو بندہ کی حاضری کے باوجود ہفتہ کی غیر حاضری کی وجہ سے جمعہ کے دن کی کٹوتی کس قانون کے تحت کی گئی ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ بندہ کی حکم عدولی کی بھڑاس آپ اس طرح سے نکالنا چاہتے ہوں، بہر حال یہ بات ادارے کے ریکارڈ میں ایک خطرناک اور مہلک و تباہ کن اثرات کی حامل بات ہوگی، کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ بھی موجودہ حالات کے دھارے میں بہہ کر ایک بامقصد تعلیمی ادارے کی راہ سے ہٹ کر کاروباری راہ پر چل پڑے ہوں۔

جناب سے مندرجہ بالا پیدا شدہ صورتحال کی وضاحت مطلوب ہے تاکہ آپس کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم اور پائیدار بنایا جائے۔ امید ہے کہ جناب جلد وضاحت فرمائیں گے۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

احقر محمد اویس معصومی

Marfat.com

(۵) راز نا گفتہ پنجم

محترم جناب ۔۔۔۔۔۔السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض خدمت ہے کہ آپ کا دوست وہ نہیں ہے جو آپ کی ہاں میں ہاں ملاتا رہے۔ کیونکہ وہ کوئی منافق اور حیلہ گر بھی ہو سکتا ہے۔آپ کا دوست وہ ہے جو آپ کو آگاہ کرے کہ "کہتی ہے "تجھے خلقِ خدا غائبانہ کیا" اور آپ کو "ظاہر و موجود سے بیزار کر دے" اور حق جو مفقود ہے اسے آشکار کر دے۔ صرف فقیر ہی نہیں آپ نے میرے پیش روؤں کے ساتھ اس سے بھی بُرا سلوک کیا تھا۔

آپ کے جارحانہ وغیر متوقع "رویہ" سے محسوس ہوا کہ یا تو آپ احساسِ کمتری کا شکار ہیں یا غیر ضروری احساسِ برتری آپ پر سوار ہے اور یہ "خدائی بیزار" رویہ کسی جھوٹے خدا ہی کا ہو سکتا ہے کیونکہ سچا خدا تو بڑا "رحمٰن ، رحیم ، غفور، عفو و درگزر کرنے والا ہے" اور اس کے بندے بھی " **یخشون ربھم و یخافون سوء الحساب** " کا مظہر ہوا کرتے ہیں اور ان کے (رویے) بڑے ہی عاجزانہ، ناصحانہ اور اصلاحانہ ہوا کرتے ہیں البتہ حق سے ڈرے اور سہمے ہوئے جھوٹے خداؤں کا رویہ، جارحانہ و جابرانہ ہوا کرتا ہے اور فرعون کی طرح ان کی زبان پر (**انا ربکم الاعلیٰ**) کا دعویٰ باطل ہوتا ہے۔ ممکن ہے آپ نے بھی کوئی ایسا ہی (**انا و لا غیری**) کا کوئی جھوٹا دعویٰ کر رکھا ہو، جسے ثابت کرنے کے لیے آپ نے جارحانہ رویہ اپنایا ہوا ہے۔

اللہ کریم کا فرمان ہے:

لو لا الھۃ الا اللّٰہ لفسدتا فی الارض۔

آپ کے جیسا رویہ اگر فقیر بھی اپناتا تو فساد ہوتا اور خدائی کا جھوٹا دعوے دار بننا لازم آتا، لہٰذا بندہ نے جس طرح حق کو مان کر اپنے سچے خدا سے وابستگی برقرار رکھی اسے آپ نے بھی محسوس کیا۔ ساحر لدھیانوی نے کہا تھا:

آدمی کو چاہیے وقت سے ڈر کر رہے
کون جانے کس گھڑی وقت کا بدلے مزاج

Marfat.com

سوال کا غلط ہو جانا کوئی نئی، انہونی یا انوکھی بات نہیں ہے۔ دنیا بھر میں ایسا ہوتا رہا ہے اور لوگ اس سوال کو دورانِ امتحان ہی (حذف) کرتے یا بدل دیتے ہیں اور ایسا تنظیم المدارس کے سالانہ امتحانات اور جامعہ کراچی کے سالانہ امتحانات میں بھی ہو چکا ہے، جہاں دورانِ امتحان (فیکس) کے ذریعے ایک سوال کو غلط قرار دے کر حذف کر دیا گیا مگر (خدائی لہجہ) کسی نے نہیں اپنایا کہ انسان خطا کار ہے، بھول چوک اس کی سرشت میں ہے۔ اپنے نقش کو ہمیشہ بند ہی نہ رکھیں کبھی کبھی اسے کھول کر پڑھ بھی لیا کریں۔ آپ نے فقیر کی بات ہی نہیں سنی۔

اس جابرانہ رویہ کے زیرِ اثر اس لئے یہ جسارت کی ہے اور خطرہ تھا کہ آپ کے (خدائی) جذبات بھڑک نہ اٹھیں۔ اس لئے قلم و قرطاس کا سہارا لیا کہ نقش ان کا بھی بہر حال گہرا اور پختہ ہوتا ہے (واللہ اعلم) گستاخی اگر ہوئی ہو تو فقیر آپ سے معافی چاہتا ہے۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

اپنے رب جلیل کا عبدِ ذلیل

محمد اویس معصومی

Marfat.com

(۶) راز نا گفتہ ششم

قابلِ صد احترام جناب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض یہ کہ بندہ بڑی ہی عقیدت سے زیارت کے لیے حاضر ہوا، مگر خلاف معمول آپ کی انتہائی بے رخی اور آپ کے ساتھیوں کی بے نیازی و بے زاری سے بہت ہی اجنبیت محسوس ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ بندہ پناہ کی تلاش میں نہیں آیا تھا، کیونکہ پناہ تو اس ربّ قدیر سے مطلوب ہے جو حقیقی پناہ دینے والا ہے اور وہ صرف شاگردوں کو ہی نہیں بڑے بڑے استادوں کو بھی نہ صرف پناہ دیتا ہے بلکہ ان کے عیبوں پر پردے بھی ڈالتا ہے۔

استاذ محترم! سنا تھا کہ استاد کانٹے چنتے ہیں کانٹے بکھیرتے نہیں! مگر مفاد پرستی اور خود غرضی نے ان اقدار کا بھرکس نکال دیا ہے اور اب عام اور خاص میں کوئی بھی فرق نہیں رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب استاذ کہلوانا آسان مگر بننا مشکل ہو گیا ہے۔

استاذ محترم! ہم نے روشنی کی امید پر اپنے اساتذہ و مدارس کو دیا بنائے رکھا اور خود پروانوں کی طرح اپنا بجھا ہوا چراغ تھامے نہایت ادب و احترام اور عقیدت سے طواف کرتے رہے، مگر روشنی کے موکلات نے ہمیشہ ہمیں نظر انداز کیا بلکہ ضائع کر دیا ہے اور اب بدنصیب پروانوں کی طرح ہم بھی جاں بحق ہو چکے ہیں۔ کاش! کہ ہم لَو کی طلب میں دیئوں کے پیچھے نہ بھاگے ہوتے اور جگنو کی طرح خود اپنا چراغ جلاتے تو پھر روشنی بھی اپنی ہوتی اور اندھیرا بھی! کسی کو ہم سے وحشت نہ ہوتی۔ خیر! اس احساس کا جاگنا بھی نعمت ہے جس کا اثر اپنا رنگ ضرور جمائے گا۔ (ان شاءاللہ العزیز)

استاذ محترم! نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ آپ نے اپنے اردگرد نفرت وتعصب اور حقارت کے کانٹوں کی باڑ لگا دی ہے تاکہ ہم جیسا کوئی گنہگار آپ کے قریب بھی نہ بھٹکے۔ شاید اس سے آپ کے زہد و تقویٰ کو تلویث لاحق ہونے کا اندیشہ اور آپ کے وقار کو کمی کا خطرہ ہے۔

Marfat.com

(رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ۔ (آمین)

استاذ محترم! آپ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اور آپ کے اشتیاق و شدید تجسس کو محسوس کرتے ہوئے چند کلمات سپردِ قلم کرنے کی جسارت کی ہے۔ اگر آپ بُرا نہ منائیں تو بندہ کو معاف کر دیجئے گا۔ اللہ معاف کرے۔ آمین، والسلام

اپنے رب جلیل کا عبدِ ذلیل

محمد اویس عفی اللہ عنہ معصومی

Marfat.com

(۷) رازِ ناگفتہ ہفتم

لائق صد احترام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاجِ اقدس بخیر ہوں گے۔

قل لا أسئلکم علیہ أجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔ (القرآن)

کے ارشادِ الٰہی کے مطابق احقر کو آپ سے فی اللہ محبت ہو گئی ہے، کیونکہ علماء، فقہا، محدثین، مفسرین، مشائخ اور سادات سب کے سانجھے ہوتے ہیں۔ ان سے محبت کرنے کی ہر کسی کو اجازت ہوتی ہے۔ اور ہر کوئی اپنی نیت کے مطابق اجر پاتا ہے۔ احقر نے بھی آپ سے فی اللہ محبت کی ہے اور " المرأ مع من احبّ " کے ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ضرور اجر پائے گا۔ (انشاء اللہ)

مگر اونچی مچانوں پہ بیٹھے ہوئے بڑے لوگوں نے " الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس " کا مظاہرہ کرتے ہوئے حسد کی آگ جلا کر احقر کو " ومن شرِّ حاسدٍ اذا حسد " پکارنے پر مجبور کر دیا ہے۔ جبکہ یہ لوگ سورہ حجرات کے پیغام سے بھی خوب واقف ہیں۔ اے کاش! " قد افلح من تزکیٰ " کا پیغام حرم بھی یہ لوگ پڑھ لیں۔ ورنہ " انّ ربّک لیحکم بینھم فیما فیہ یختلفون " کا وعدہ الٰہی ضرور پورا ہوگا۔ انتظار کیجئے!

شاہ صاحب!

محبت تو ساری مخلوق سے ہوتی ہے۔ اور حسبِ مراتب ادب واحترام بھی ہوتا ہے مگر عقیدتوں کا مرکز ہر کوئی نہیں ہوتا۔ شاہ صاحب آپ تو معصومی کی عقیدتوں کا مرکز ہیں۔ نبی علیہ السلام کے فرمان کے مطابق احقر آپ سے عرض کرتا ہے کہ:

"شاہ صاحب I Love You"

مگر بعض کرم فرماؤں کو اوہام وفتور کے سانپ سنپولوں سے بچانے کے لیے یہ احقر

Marfat.com

''نور الانوار'' اور ''البحر الرائق'' کے اسباق جاری رکھنے سے عاجز ہے۔ احقر کی وجہ سے آپ کو بعض ناگوار باتیں سن کر جو کوفت اٹھانا پڑی ہے۔ احقر آپ سے معذرت چاہتا ہے۔ امید ہے کہ درگزر فرمائیں گے۔

البتہ آپ کی زیارت و شرف ملاقات کے لیے احقر ضرور حاضر ہوتا رہے گا۔ اللہ کریم آپ کا سایہ تادیر اس اُمت پر قائم رکھے۔ آمین

دعاؤں کا طلبگار

والسلام مع الاکرام

محمد اویس معصومی

☆☆☆

Marfat.com

(۸) رازِ ناگفتہ ہشتم

لائق صد احترام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج اقدس بخیر ہوں گے۔

عرض ہے کہ 26 فروری 2012ء کو انٹرنیشنل محفلِ حسنِ قرأت ونعت کے موقع پر آپ نے احقر کو نہایت ہی شفقت سے اپنے پاس بٹھاتے ہوئے حکم فرمایا تھا کہ مجھے آپ سے دو کام ہیں ایک ذاتی ہے اور ایک دینی ہے، لہٰذا جتنا جلدی ممکن ہو سکے، ملاقات کیلئے آئیں۔ ناچیز نے جلد ملاقات کا وعدہ کیا اور 28 فروری 2012ء کو شرف ملاقات کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خلافِ معمول آپ نے اس نکمّے کی تعریفوں کے پُل باندھ دیئے اور بندہ ان تعریفی کلمات کو آپ کی دعاؤں کا حصہ جان کر دل ہی دل میں آمین کہتا رہا۔

پھر آپ نے اس ناکارہ سے ذاتی و دینی معاملات میں مشورہ طلب فرمایا جو آپ کے سامنے مجھ جیسے ناقص العقل کیلئے کسی امتحان سے کم نہیں تھا۔ پھر بھی جو کچھ بن پڑا وہ جواب آپ کی خدمت میں عرض کیا، مگر آپ کے بے حد اصرار پر بے قرار ہو کر ان سوالوں کے جوابات لکھ کر پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

قبلہ استاذِ گرامی! آپ کا پہلا سوال تھا:

"ہمارے مدارس میں ہمارے بچوں کی تربیت واصلاح کیوں نہیں ہو پاتی؟

عرض ہے کہ علم اور تربیت میں بڑا فرق ہے۔ علم معلومات کے بوجھ کا نام ہے، جبکہ تربیت، سیرت وکردار کی چاندنی کو کہتے ہیں۔ جو اہل اللہ کی صحبت ومعیت سے حاصل ہوتی ہے۔ ہمارے تو مصلحین، مبلغین، مدرسین اور اساتذہ کرام کی تربیت واصلاح کا کام ابھی باقی ہے تو پھر ہم طلبہ کی تربیت واصلاح کیسے کر سکتے ہیں۔

اٹھیے! دنیا کی چھپر چھایا سے نکل کر کسی درویش خدا مست کی تلاش میں نکلئے، ورنہ

Marfat.com

ان مصلحین، مبلغین، مدرسین اور اساتذہ کی بدمزاجی، کوتاہ نظری، بے بصیرتی، قبح تصرفی اور ناخوش اندیشی نہ جانے کتنے ہی طلبہ کو دین سے بے گانہ و بےزار کر کے بیمار اور پھر راہِ فرار پہ مجبور کردے گی۔

کسے خبر کہ سفینے ڈبو چکی کتنے
فقیہ و صوفی و شاعر کی ناخوش اندیشی

۲۔ آپ کا دوسرا سوال تھا:

''ہماری زبان میں تاثیر کیوں نہیں ہے اور یہ بچے ہماری بات کیوں نہیں مانتے؟۔

عرض ہے کہ زباں میں تاثیر دینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل سے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق صرف اسی کی تابعداری کرتی ہے جو اللہ کی فرمانبرداری کرتا ہے اور یہ بچے بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔

کوئی کارواں سے ٹوٹا کوئی بدگماں حرم سے
کہ میرِ کارواں میں نہیں خوئے دل نوازی

۳۔ استادِ گرامی! پھر آپ نے فرمایا تھا'' ہم ایسے کیا اقدامات کریں کہ ہمارے طلبہ مدرسہ سے فراغت کے بعد بھی دین کے کاموں میں جڑے رہیں اور دین کی اشاعت کا کام کریں؟

عرض ہے کہ استفتاء، افتاء اور فتویٰ کی پہچان ہی کافی نہیں ہے بلکہ دنیا سے استغنا، قناعت اور تقویٰ کی شان بھی طلبہ کو عطا کریں تو یقیناً یہ دین کے کاموں میں مصروف رہیں گے اور گنگناتے رہیں گے۔

دنیا میرے پڑوس میں تھی آباد مگر
میں نے دعا سلام نہ کی اس حرام زادی سے

۴۔ قبلہ استادِ گرامی! آپ کا چوتھا سوال تھا کہ ہم طلبہ کو علمِ دین تو دے رہے ہیں اور کیا دیں؟ جبکہ مجھ ناکارہ کے ایک جملے پر آپ نے فرمایا تھا۔'' کبھی اہلسنت والجماعت سنی حنفی بریلوی مسلک

Marfat.com

پر بھی ایسا دور گزرا ہے کہ جب تمام تر وسائل اور افراد کی ساری توجہ ہماری طرف تھی۔ آج غیروں کی طرف ہے۔ اب اس حال میں رہ کر ہم کیسے دین کا کام کر سکتے ہیں؟

عرض ہے کہ آپ "اَدِّبوا اَولَادَ کم بَحبّ النبی صلّی اللّٰہ عَلیہ وَسَلّم" کے مطابق طلبہ کو ادب اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سکھاتے جائیں۔ میرے مرشد کریم حضور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔

"دوستو! ادب بڑی دولت ہے"۔ یقیناً اس ادب کے طفیل یہ بچے محبوب و مخدوم بن کر ستاروں کی طرح چمکیں گے اور صدائے طیبہ بھی یہی ہے:

"الدین النصیحۃ" (دین تو سراسر ادب ہے)

ادب کے ذریعے ہی معرفت نفس، معرفت انفس و آفاق، معرفتِ صاحبِ لولاک اور معرفتِ خالقِ کائنات حاصل ہوتی ہے۔ پیغام مدینہ ہے:

"من عرف نفسه فقد عرف ربّه" (جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے رب کو پہچانا) زندگی کے طویل سفر میں اپنے و پرائے، دوست و دشمن اور کھوٹے و کھرے کی پہچان نہایت ضروری ہے۔

لباس خضر میں پھرتے ہیں ہزاروں راہزن
جینے کی تمنا ہے تو پہچان پیدا کر

لیکن قبلہ استاد گرامی! اصل بات یہ ہے کہ ایک بوڑھے بادشاہ کا بیٹا جب سلطنت پر قبضے کے لیے اسے دریا میں ڈبو کر مارنے لگا تو اس کے باپ نے کہا: "مجھے ذرا آگے لے جا کر پھینکنا"۔ اس کے بیٹے نے پوچھا: "کیوں"۔ تو بوڑھے بادشاہ نے کہا "اس جگہ میں نے اپنے باپ کو پھینکا تھا"۔ بس اُس کا بیٹا ساری بات سمجھ گیا اور وہ اپنے باپ کو گھر لے آیا تو بوڑھے بادشاہ نے پوچھا "تو نے مجھے پھینکا نہیں"؟ بیٹا بولا: "ابا جان! آج سے میں یہ رسم ختم کرتا ہوں"۔

استاد جی! آج سے آپ بھی اپنے محسن اعظم حضرت پیر جسٹس محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اور اپنی مادر علمی "دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ" سے بغاوت و آزادی پر رجوع کر لیں اور

Marfat.com

اس رسم آزادروی وسرکشی کو خیرآباد کہہ کر ان کے مشن، تحریک اور مرکز سے وابستہ ہوجائیں تو ان شاء اللہ العزیز آپ کے طلبہ کبھی بھی آپ سے نہیں بھاگیں گے، ورنہ پھر کھاتے رہیئے دھکے، کرتے رہیئے شکوے اور زبان سے کفر تول تول کر انتظار کیجئے، اس دن کا جب آپ کی یہ روحانی اولاد آپ کو دریائے ظلمت میں ڈبودے گی اور آپ اس کے سوا کچھ نہ کہہ سکیں گے۔

''مجھے ذرا آگے لے جا کر پھینکنا''۔

استاد جی! آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے چند باتیں صفحہ قرطاس پہ منتقل کرنے کی جسارت کی ہے مجھ ہیچ مدان سے کوئی کوتاہی ہوگئی ہو تو دست بستہ معافی کا خواستگار ہوں۔

والسلام مع الاحترام

اپنے رب جلیل کا عبد ذلیل

محمد اویس معصومی

☆☆☆

Marfat.com

قصہ پارینہ !

قصۂ پارینہ ! کے عنوان سے وہ خطوط شاملِ اشاعت کیے جا رہے ہیں جو زمانہ طالب علمی اور اس کے بعد لکھے گئے تھے۔ اور ارسال کیے گئے تھے۔ ہر چند کہ یہ خطوط ''گوشۂ ادب'' میں شامل ہیں مگر! اس کے باوجود ان خطوط کو ''قصۂ پارینہ'' کے طور پر ہی پڑھا جائے۔

پہلا خط: مادرِ علمی دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ نے ماہنامہ مجلّہ ''کاروانِ قمر'' شائع کرنے کا فیصلہ کیا تو بندے نے یہ خط لکھا۔ ۴ دسمبر ۱۹۹۵ء

دوسرا خط: ''مجلّہ کاروانِ قمر'' کی پہلی سالگرہ کے موقعہ پر لکھا گیا خط

تیسرا خط: برادرم ڈاکٹر نور احمد شاہتاز کے خط کا جواب

چوتھا خط: استادِ گرامی سے راز کی بات کہنے کے لیے لکھا گیا خط

پانچواں خط: ''مجلّہ کاروانِ قمر'' کی اشاعت بند ہونے کی خبر سن کر لکھا گیا خط

چھٹا خط: گاؤں کے امام صاحب کا فرض نمازوں میں جماعت کرواتے ہوئے خلافِ سنت مؤکدہ، مشہورہ اور دائمہ پہلی صف کے درمیان میں کھڑے ہونا مقتدیوں کے ساتھ دیکھ کر مسجد کے متولیان کو لکھے گئے دو خطوط۔ (فساد سے بچنے کے لیے متولیان کے نام نہیں لکھے گئے۔)

ساتواں خط: ایک استادِ گرامی کے نام لکھا گیا خط

آٹھواں خط: اُستادِ گرامی کے نام لکھا گیا خط۔

نواں خط: اُستادِ گرامی کے نام لکھا گیا خط۔

دسواں خط: اُستادِ گرامی کے نام لکھا گیا خط۔

Marfat.com

(۱) قصہ پارینہ اوّل

استاذِ محترم جناب محمد صحبت خان کوہاٹی صاحب

مدیر اعلیٰ (مجلّہ کاروانِ قمر)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ بعدہٗ یقین کیجئے مجلّہ ''کاروانِ قمر'' کی اشاعت ادارے کے لیے نکیلِ حرم اور ہمارے دردوں کا درماں ثابت ہوئی ہے۔ اب جبکہ ادارے کا رخ سوئے حرم (ترقی کی جانب) ہو گیا ہے اور شریکِ کارواں بھی صحت یابی کی طرف محوِ سفر ہیں تو ہم میر کارواں اور نکیل بردار قافلہ سوئے حرم، سرپرستِ اعلیٰ، انتظامیہ اور اراکینِ مجلسِ ادارت کے بے حد مشکور ہیں کہ جنہوں نے مل جل کر بروقت اور موثر کاروائی کے ذریعے ادارے کے تشخص و کردار کو سہارا دے کر مستقبل کے اندیشہ ہائے اضطراب سے نکال کر منزل کا تعین کر دیا ہے۔ اور کارواں سے بچھڑے ہوئے آہوؤں کو مزید اندھیروں میں بھٹکنے، جلنے بھننے، سڑنے کڑھنے اور تعفن پھیلا پھیلا کہ پیوندِ خاک ہونے سے بچا کر، انہیں چمکنے اور آسمان کا تارا بننے کا حوصلہ بلکہ موقع بھی فراہم کیا ہے۔ اصلاحِ احوال و اعمال اور ذرائع ابلاغ کی اس کوشش کو مزید نکھارنے و سنوارنے اور موثر بنانے کے لیے اپنی محنت و لگن سے اس میں مزید وجد آفرینی، اثر پزیری اور جاذبیت پیدا کرنا ہوگی۔ جس کی وافر گنجائش موجود ہے۔

''کاروانِ قمر'' کے تمام شمارے میری دلچسپی کا مرکز رہے ہیں، البتہ نومبر کا شمارہ نمبر لے گیا۔ اس لیے کہ جناب نے بندہ کا نعتیہ کلام شائع کر کے جو حوصلہ افزائی فرمائی ہے، اس سے شوقِ تحریر کی آتشِ شعلہ بار کی بھڑکن فراواں ہوئی ہے۔ امید ہے کہ آپ آئندہ بھی ہماری کاوشوں کو زینتِ کارواں بنا کر ہماری لگن کی آگ کے شعلوں کو سرد کر کے سہاگ بناتے رہیں گے۔

دل کی گہرائیوں سے شکریہ کا تحفہ قبول کیجئے۔ اس گزارش کے ساتھ کہ قارئین کے خطوط کا سلسلہ اچھا سلسلہ ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ اس کا کوئی نیا نام تجویز کر لیا جائے۔ بطور نمونہ چند نام

Marfat.com

حاضر ہیں: (بزمِ کارواں) (کارواں کی نذر) (نامے اور نذرانے) (نامۂ شما برلب کارواں) کارواں سے بات چیت) (اثر یا آثارِ کارواں) (جوابِ آں غزل) یا اسی طرح کوئی بہتر نام چن لیا جائے۔

اسی طرح ادارے کا نام بھی ہونا چاہیے مثلاً (فکرِ کارواں) (احوالِ کارواں) یا (خیالِ کارواں) یا اس سے مزید بہتر نام تلاش کر لیا جائے تو یقیناً اس سے ایک نیا رنگ جنم لے گا۔
امید ہے کہ توجہ فرمائیں گے۔

والسلام، ذرہ گردِ کارواں
قاری محمد اویس معصومی

Marfat.com

(۲) قصہ پارینہ دوم

محترم جناب عزت مآب قبلہ استاد صاحب

محمد صحبت خان کوہاٹی صاحب

مدیر اعلیٰ ''مجلہ کاروانِ قمر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد ، عرض خدمت ہے کہ مجھے آپ سے چند ''کھٹی میٹھی'' باتیں کرنی ہیں لیکن میں خط کو ''طول وعرض'' دے کر ''ابنِ بطوطہ کا سفر'' نہیں بنانا چاہتا۔ پہلے تو کارواں کا ایک سال تک بخیر و خوبی سفر مکمل کرنے اور سفر کے ''پہلے میل'' پر پہنچ کر سالنامہ شائع کرنے پر مبارکباد قبول فرمائیں۔

منھے (کاروانِ قمر) کی پہلی سالگرہ میں '' تعارف '' کے ذریعے شرکت کر کے مجھے نہایت خوشی ہوئی۔ سالنامے کی تمام تحریریں بہت پسند آئیں البتہ ٹائٹل خوبصورت تو ہے مگر اتنا بھی نہیں کہ ہم داد و تحسین کے ''بھنڈار'' کھول دیں۔ آپ کا اور ہمارا اکثر ''ٹاکرا'' ہوتا رہتا ہے، ہر بات ''منہ ذروں'' ہو جاتی ہے۔ اب ہم نے سوچا کہ جب ہم ''لکھاری'' ہیں یعنی ''تحریر کے کھلاڑی'' اگر چہ جونیئر ہیں بہر حال ''لکھت پڑھت'' ہی کرنا چاہیے۔

ماہِ اکتوبر کا شمارہ آیا ہے تو اس میں بندہ کی ''نعت و نظم'' کو لگتا ہے کہ بادل نخواستہ چھاپا گیا ہے، وہ یوں کہ '' فہرست عنوانات '' میں ان کا کوئی ذکر نہیں ہے اور '' بی نظم'' کو جو کسی نے آنکھیں دکھائیں تو بیچاری سر پر پیر رکھ کر بھاگی اور جا ''چودھویں میل'' پہ ٹھہری۔ اب بتایئے اگر نظم کو بھی ابتدائی صفحات کی زینت بنایا جاتا اور فہرست عنوانات میں دونوں کا اشاریہ قائم ہوتا تو کیا کاروان کا بوجھ بڑھ جاتا یا کارواں کے اونٹ کو ''اٹکن بھٹکن '' کی ہچکیاں لگ جاتیں؟ اکتوبر کے شمارے کا '' اداریہ '' بہت پسند آیا اور تمام مضامین بھی دل کو بھائے، اگر چہ '' بنت سکندر '' کی '' کتاب فطرت '' کی پہلی قسط پڑھتے ہی ہمارے سینے میں '' چاول پکنا '' شروع ہو گئے ہیں۔

امید ہے دوسری قسط کے ساتھ ہی '' دیگ '' تیار ہو جائے گی ، ہم اپنے تاثرات کا مصالحہ

Marfat.com

چھڑک کر آپ کو یہ ''رنگ برنگی ڈش'' ضرور پیش کریں گے۔ ''نوں تو اور بھی بہت کچھ لکھوں ہوں پر مجھے ڈر لگے ہے'' کہیں آپ یہ نہ سمجھیں کہ ہم آپ کو کوئی ''مسکا'' لگا رہے ہیں کیونکہ مسکا تیل کا ہو یا مکھن کا دونوں مہنگے ہیں اور ہم ''غریبڑے'' تو ڈالڈا گھی'' کو ترس رہے ہیں۔

ایک عدد مضمون ''تعمیرِ شخصیت وفلاحِ انسانیت سیرتِ طیبہ کی روشنی میں'' کے عنوان سے پیش کیا تھا۔ امید ہے نومبر کے شمارے کی زینت بنے گا۔ اس لفظوں کی ''چاند ماری'' میں کوئی ''غلط کاری'' ہوگئی ہو تو معاف کر دیجئے گا۔ اللہ آپ کو مزید ترقی عطا فرمائے اور آپ کی ردّی کی ٹوکری گم ہو جائے اور انتظار گاہ کے بند تالے کی چابی کھو جائے، جس میں جا کر تحریر محصور ہو جاتی ہے اور انتظار کی اذیت برداشت کرتی ہے۔ آمین

والسلام

ذرہ گردِ کارواں

قاری محمد اویس معصومی

Marfat.com

(۳) قصۂ پارینہ سوم

محترم جناب ڈاکٹر پروفیسر علامہ نور احمد شاہتاز صاحب دامت برکاتہم العالیہ

عرضِ خدمت ہے کہ ۷ نومبر کو بندہ اپنے گھریلو نوعیت کے کام نپٹا کر واپس جب غریب خانے میں داخل ہوا تو جناب کے مربیانہ خط نے بندے کا استقبال کیا۔ شفقتوں سے لبریز وضاحتیں پڑھ کر خوشی سے اپنا سینہ پھول گیا اور سر فخر سے آسمان سے جا لگا کہ ایک صاحبِ علم وفضل شخصیت نے مجھے ''برادرم'' فرمایا ہے۔

سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کو سفرِ حج یا عمرہ پہ روانہ ہونے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بھائی ہمارے لیے بھی دعا کرنا''۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنا بھائی فرمایا ہے فخر سے میرا سر آسمان سے جا لگا۔

ذرا آپ ہی بتائیے جس شخص نے آج تک ''جرأتوں'' سے بھرپور ''جرأت'' اخبار نہ خریدا ہو، وہ الزام تراشی کی جرأت کیسے کرسکتا ہے ''خاکم بدہن'' وہ تو بس یونہی بطورِ مزاح لکھا تھا ''تحریر کے کھلاڑی'' ورنہ ''من آنم کہ من دانم''۔

ہم تو اناڑی ہیں صاف ستھرے اور کورے! آپ نے سمجھا شاید کہ ہم نے کوئی شیخی مار دی ہے اور خود کو کوئی ''گاماں پہلوان'' لکھ بیٹھے ہیں۔ جبھی تو آپ نے ہمیں میدانِ تحقیق میں حریفانہ کھینچا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرے لیے یہ میدانِ تحقیق اپنی ناتوانی کی وجہ سے میدانِ تضحیک نہ بن جائے۔

لہٰذا عرض ہے کہ اس دقیق و بادلیل موضوع کو نبھانے کے لیے لوازمات وضروریات اور وسائل کے حصول کے لیے بھی ہدایت و راہنمائی فرمائیں، کیونکہ وسیلہ ضروری ہے اور ہم وسیلہ کے قائل ہیں، وسیلہ ہو گیا تو حیلہ کر ہی لیں گے۔ وسیلہ نہ ہونے کی وجہ سے ہی ہم کھڈے لائن لگے ہیں۔

گدھا اگر شیخی مارنے لگے تو مالک بوجھ زیادہ کر دیتا ہے تو وہ پھر سے سنجیدہ ہو جاتا ہے،

Marfat.com

کچھ اس سے ملتا جلتا اپنا بھی حال ہے۔ آپ نے جو ستائش فرمائی ہے، شکریہ ادا کرتا ہوں۔

امید ہے آئندہ بھی اپنی سرپرستی سے نوازتے رہیں گے۔ آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ باتوں کی کھٹاس بوجھ تلے دب گئی ہے اور مٹھاس بکھری ہوئی ہے۔ یہ موضوع مجھ ایسے نحیف و نزار کے لیے کسی امتحان سے کم نہیں۔

والسلام علی من اتبع اللہ الھدیٰ۔

آپ کا احسان مند

قاری محمد اویس معصومی

Marfat.com

(۴) قصۂ پارینہ چہارم

لائق صد احترام استادِ گرامی

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد صحبت خان صاحب کوہاٹی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے۔

عرض یہ ہے کہ اک راز کی بات آپ کی خدمت میں عرض کرنا ہے۔ یہ راز بیان کرنے کے لیے آپ سے زیادہ معتبر میرے لیے کوئی نہیں ہے۔

ہوا یوں کہ ۲۳ جون ۲۰۰۹ء کو بندہ کے ساتھ جو حادثہ پیش آیا تھا۔ اس کے بعد بندہ کی حالت عجیب ہوگئی تھی۔ بندہ کو سب کچھ اُلٹ پلٹ، وکھرا وکھرا اور اُکھڑا اُکھڑا دکھائی دے رہا تھا۔ دل کو بجھانے اور دماغ کو سمجھانے کی بھرپور کوشش کے بعد بندہ نے فیصلہ کیا کہ اپنے اساتذہ و مادرِ علمی کی زیارت سے اس کیفیت کا علاج کرتا ہوں۔

بندہ آنکھوں میں پیار کے دیپ جلائے اور دل میں تقدیس کی خوشبوئیں بسائے جب بلندیوں کے شاہکار، عظمتوں کے منار، علم وعمل کے پہاڑ، جن کا نام خوشہ چینوں کا وقار، جن کی یادوں سے طالبانِ حق سرشار، جن کے افکار سے اُمت بیدار اور جن کی صحبت وتربیت سے بڑے بڑے فرعون بھی خمار تھے ان کی خدمت میں پہنچا تو دل ونگاہ کے سارے تار ٹوٹ گئے۔ کیونکہ یہ منظر اب بدل چکا تھا اور ان کی جگہ اب بہت چھوٹے، بونے، بودے وبے کار، گرد وغبار، جھاڑ جھنکار، قدیم آثار، لاغر وبیمار اور زندگی سے بیزار وبوسیدہ کردار نظر آرہے تھے۔ گویا

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

بندہ کو خیال ہوا کیوں ناں مادرِ علمی کی دہلیز کو چوما جائے ہم دیوانہ وار ماں کی طرف بھاگے، مگر اس کی آنکھیں اُجڑ چکی تھیں۔ اس کی گود ویران، آغوش حیران اور اس کی پیشانی پہ پریشانی کے نشان تھے۔ ماں کی یہ حالت بندہ کے لیے روحانی سوہان تھا۔ بس بندہ بے اختیار ماں کے قدموں سے لپٹ گیا اور زور زور سے چلانے لگا!

Marfat.com

ماں جی!

مائیں تو اپنے بچوں سے ہر عمر میں محبت کرتی ہیں۔ خود سے کبھی جدا نہیں کرتیں۔ اگر کسی مقصد کے لیے جدا ہو جائیں تو ان کی حفاظت، کامیابی اور واپسی کے لیے دن رات دعائیں مانگا کرتی ہیں۔ ان کے انتظار میں راتوں کو جگاتی ہیں۔ مگر!

ماں جی!

تیرا بچہ تیرے پاس آیا ہے۔ دکھڑے سنا رہا ہے۔ مگر تو خاموش ہے، نہ کسی جذبے کا اظہار، نہ غصہ نہ پیار، نہ شاباشی نہ مار۔

ماں جی!

تو نے اپنے بچوں کو دنیا کے رحم و کرم پر کیوں چھوڑ دیا ہے؟ اب تو ٹھوکریں کھا کھا کر تیرے بچے جوان بھی ہو گئے ہیں، دھکے سہہ سہہ کر تیری خدمت کے قابل بھی ہو گئے ہیں۔ کیا تجھے اب بھی پیار نہیں آیا ہے!

ماں جی!

ماں کو تو اپنے بچوں پر بڑا مان اور اعتبار ہوتا ہے۔ وہ اعتبار کی دیوار کسی صورت گرنے نہیں دیتی ہے۔ ماں کا یہی اعتبار بچوں کو پرہیز گار و شہسوار بناتا ہے۔ جبکہ تیرے بچے تیرے قدموں میں بیٹھے ہوتے ہیں اور تو شک کے تیروں سے انہیں گھائل کر رہی ہوتی ہے۔

ماں جی!

خدانخواستہ کہیں تو خود غرض تو نہیں ہو گئی؟ اگر ایسا ہے تو پھر تیرے بچے کبھی فاتح، عظیم اور کامیاب نہیں ہوں گے۔ ماں کی خود غرضی سے بچوں کے جذبے سرد اور ضمیر مردہ ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی ہی خود غرضی کے سمندر میں غرق ہو جاتے ہیں۔

ماں جی!

عمر بھر تیری محبت میری خدمت گر رہی
میں تیری خدمت کے قابل ہوا تو چل بسی
(اقبال)

Marfat.com

ماں جی کی قدم بوسی سے یادوں کے جگنوں اور غم کے آنسو لیے ہم گھر لوٹ آئے۔
مگر حالت مزید بگڑ چکی تھی۔ لہذا رات کی تاریکی میں تنہائی کی اوٹ میں ہم نے خود احتسابی کا خنجر اپنے قلب وجگر میں اتارا تو خونِ راز کا دھارا اُبل پڑا جس کا اک ایک قطرہ شور مچا رہا تھا:

''جسے اُلٹا دیکھ رہے ہو۔ یہی سیدھا ہے۔ آج تک جو سیدھا تھا وہ سب اُلٹا تھا کیونکہ شعور و آگہی کے بند دریچے ۴۰ سال کے بعد کھلتے ہیں۔ حقائق ظاہر ہوتے ہیں تو یہی حالت ہوتی ہے۔''

ہم سمجھ گئے کہ ۴۰ سال زندگی کے گزر چکے ہیں۔

پھر معلوم ہوا کہ ہر نبی اپنی نبوت کا اعلان ۴۰ سال کے بعد ہی کیوں کرتا ہے؟ بنی اسرائیل کے لیے چالیس راتیں کیوں اللہ نے منتخب فرمائیں؟

گویا یہ راز کھلنے کا آغاز اب ہو چکا ہے جب سب راز کھل جائیں گے تو ہم خود راز بن جائیں گے۔ صدیوں سے یہ سلسلہ جاری ہے اور نہ جانے کب تک جاری رہے گا۔

مجھے امید ہے کہ آپ راز کو راز بلکہ دراز ہی میں رکھیں گے۔

آپ کی دعاؤں، شفقتوں اور محبتوں کا طالب

قاری محمد اویس معصومی

Marfat.com

(۵) قصۂ پارینہ پنجم

میرے عزیز! ''کارواں''

مجلّہ کاروانِ قمر کے نام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزشتہ دو ماہ سے تیرے انتظار میں تھا کہ ناگہاں یہ خبر مجھ پر بجلی بن کر گری کہ تو بھی حوادثات زمانہ کی چیرہ دستیوں کی نظر ہو گیا ہے۔ ہائے افسوس! کہ تجھے بھی غفلت ولا پرواہی کی دہشت گردی کے سپرد کر دیا گیا۔ یقین جان! مجھ میں یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت ہرگز نہیں ہے۔ اس لیے کہ غافل ولا پرواہ اور سرتا پا دنیا میں ڈوبے ہوئے لوگوں کے ہاتھوں صرف تیرا ہی نہیں بہت سوں کا یہی انجام ہوا ہے، تو ہی بسترِ مرگ پر نہیں ہم بھی لبِ گور بیٹھے ہیں۔

ہاں ہاں! تجھ سے پہلے بھی میں ایک بہت بڑا صدمہ برداشت کر چکا ہوں۔ اپنی زندگی تو حوادثات کی خوراک رہی ہے۔ سن! میں نے۔ اسلام کا ''قمر'' آسمانِ علم وحکمت کے اُفق پر شہابِ ثاقب کی طرح چمکتے دیکھا تھا۔ جب تک اسے ''اخلاص بھائی اور ایثار بھائی'' کی سرپرستی حاصل رہی اس کی چمک سے زمانہ فیض یاب ہوتا رہا۔ پھر اچانک قیامت ٹوٹ پڑی اور ان کی جگہ ''مسٹر حرص اور مسٹر مفاد'' نہ جانے کہاں سے ٹرانسفر ہو کر آ گئے۔ ان کے آتے ہی ''قمر'' گہنا گیا اور پھر ایک تاریک وسیاہ پتھر کی مانند گر کر ہمیشہ کے لیے ڈوب گیا اور آج وہاں ''جنگل دے پکار، دنیا مار رہی کلکار'' کا تماشا ہو رہا ہے۔

میں بھی اس صدمے کی وجہ سے حالت قومہ میں تھا کہ خبر آئی ''سانحہ قمر'' کے اسباب پر تحقیق کی غرض سے ایک ''کارواں'' روانہ کرنے کی تجویز ہے۔ میں اس امید پر ساتھ ہو گیا کہ شاید اب کے ''برادر مکرم جناب اخلاص صاحب اور ایثار صاحب'' ضرور شریک ہوں گے مگر صد افسوس کہ تجھے مسٹر مفاد اور مسٹر حرص'' کے ساتھ روانہ کر دیا گیا، جنہوں نے بدگمانیوں، غلط فہمیوں اور خانقاہی تعصب کا زہر پھیلا دیا جس کے اثر نے مجھ ناکارہ کو ایسا آبِ کھارا کیا کہ جسے چکھتے ہی لوگ تھو تھو کرنے لگتے ہیں۔ میں حلق میں اٹک کر منہ سے اترا اور بالآخر نظروں سے گرتا ہوا ہمیشہ

Marfat.com

کے لیے تجھ سے جدا ہو گیا کہ ساتھ رہ کر نفرتوں کے سانپ سنپولے پالنے سے بہتر ہے کہ اجنبی رہا جائے ''بس سنگت سعد کی سچی جس میں رنگ ہو چوکھا''۔

صبغة اللّٰه و من احسن من اللّٰه صبغة۔

ہاں ہاں! میں غم سے نڈھال ہوں مگر افسوس کہ میں ناکارہ، دھتکارہ، جسے نہ دولتِ علم سے واسطہ نہ دولتِ دنیا سے یارا، سوائے دعاؤں کے تیری کوئی مدد نہیں کر سکتا اور میں ''مسٹر مفاد و مسٹر حرص'' کے خلاف آواز اٹھاؤں تو اس کی مجھ میں نہ ہمت ہے نہ سکت! ہاں! تجھے ایک تسلی دیتا ہوں۔ اے عزیز ''کارواں'' تو صبر کر، فکر نہ کر! تیرے مرنے کے بعد لوگ تجھے بہت یاد کریں گے۔ (رعاك اللّٰه رعياً)

والسلام

گردِ ''کارواں''

احقر محمد اویس معصومی عفی اللہ عنہ

Marfat.com

(۶) قصہ پارینہ ششم

محترمی ومکرمی جناب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاجِ گرامی بخیر ہوں گے۔

عرض ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ کے امام صاحب ''سنتِ دائمہ مشہورہ اور مؤکدہ'' کی خلاف ورزی کرنے پر اتراتے پھرتے ہیں اور گاؤں بھر میں ان کے علم کے چرچے زبان زدِ عام ہیں اور وہ فرض نمازوں کو ''خلافِ سنتِ متواترہ، دائمہ، مشہور اور مؤکدہ'' تباہ کر رہے ہیں۔

آپ مسجد کے متولی ہیں۔ اپنے امام صاحب سے فرمائیے کہ وہ اللہ سے ڈریں، کیونکہ آج سے ۱۲۵ سال پہلے (۱۳۰۵ ہجری ۲۶ ذوالحج) کو انڈیا کی ریاست پٹنہ کے قصبے عظیم آباد سے مجھ جیسے ایک مقتدی محترم جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب نے آپ کے امام جیسے ایک امام کے متعلق اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے فتویٰ طلب کیا تھا۔ جو (فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم صفحہ نمبر ۴ ۔ ۱۴۱) پر موجود ہے۔ رضا فاؤنڈیشن لاہور نے اسے شائع کیا ہے۔ اس فتویٰ کا عکس ارسال کر رہا ہوں۔ آپ بھی پڑھیں اور اپنے امام صاحب کو بھی پڑھائیں:

''شاید کہ اُتر جائے ان کے دل میں میری بات!''

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، نشانِ معرفت، غوثِ زماں حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن مدظلہ العالی کا ارشاد ہے کہ ''ایک امام یا مولوی کی اگر اصلاح ہوگئی تو سمجھو پوری بستی کی اصلاح ہو جائے گی، ورنہ پھر پیرِ طریقت رہبرِ شریعت، عالمی مبلغِ اسلام، قیوم زماں پنجم، حضور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے!

ادیار! میں نے داڑھی رکھی اسے دیکھ کر، پگ باندھی اسے دیکھ کر، میں نے نماز پڑھی اسے دیکھ کر، انہی علماء سے ذکر وفکر سیکھ کر میں یقین اور عمل کر کے جنت چلا گیا اور یہ حیران و پریشان ہو کر وہیں کا وہیں کھڑا رہا۔''

Marfat.com

ایسا نہ ہو کہ ہم جیسے ''جھلّے اور بے وقوف'' آگے نکل جائیں اور آپ کے امام صاحب چک میں بیٹھے رہیں۔ کیونکہ ہم تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ''سنتِ دائمہ، متواترہ، مؤکدہ اور مشہورہ'' کو زندہ کرنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں جبکہ آپ کے امام صاحب ''سنت مؤکدہ'' کو قتل کر کے اپنے نفس کو زندہ کرنے میں ڈٹے ہوئے ہیں نتیجہ تو پھر صاف ظاہر ہے۔

میں نے چراغ جلا کر سرِ راہ رکھ دیا ہے
اب بھی کوئی ٹھوکریں کھاتا ہے تو کھائے!
(اویس)

والسلام مع الاکرام
آپ کی دعاؤں کا طالب
محمد اویس معصومی

Marfat.com

(۷) قصہ پارینہ ہفتم

لائق صد عزت واحترام جناب!

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

امید ہے مزاجِ گرامی بخیر ہوں گے۔

عرض ہے کہ چند ماہ قبل فقیر اپنے گاؤں آیا تو مسجد میں نماز باجماعت غیر شرعی طریقے پر خلافِ سنت ادا کرتے ہوئے لوگوں کو دیکھا اور اپنی شرعی ذمہ داری نبھاتے ہوئے فقیر نے لوگوں کو اس غیر شرعی اور خلاف سنت طریقے پر نماز ادا کرنے سے منع کیا۔ آپ کے امام صاحب نے چونکہ بغیر تحقیق کیے اور علماء سے پوچھے بغیر یہ غیر شرعی اور خلافِ سنت قدم اٹھایا تھا لہٰذا فوری طور پر انہوں نے اصلاح کر لی اور پھر بحث ومباحثہ کی عادت پوری کر کے فقیر سے فتویٰ طلب کیا اور فقیر نے اس کی حامی بھی بھر لی تھی لیکن آپ کے امام صاحب کا خیال ہے کہ ''بس! مستند ہے میرا فرمایا ہوا'' جبکہ فقہاء کے امامِ اعظم حضرت سیدنا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر انسان نے بھی اعلانیہ ارشاد فرمایا کہ:

> میں ادنیٰ آدمی ہوں اگر میرے قول یا رائے کے خلاف کوئی ضعیف حدیث بھی مل جائے تو میری رائے اور قول کو کوڑے کے ڈھیر پہ پھینک دو''۔

مگر ایک آپ کے امام ہیں کہ غیر شرعی اور خلاف سنت طریقہ جماعت کو رواج دینے اور اپنے فرمائے ہوئے غلط عمل کو صحیح ثابت کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ چونکہ مسجد کے متولیوں میں سرِ فہرست ہیں آپ کی دینی و فلاحی خدمات، مسجد کی آبادی و امام صاحب کی ضروریات کا خیال رکھنے کی عادت سے بھی واقف ہیں، لہٰذا آپ سے بھی باز پرس ہوگی کہ ''امام صاحب کو اس غیر شرعی و خلاف سنت طریقہ باجماعت نماز سے کیوں نہیں روکا تھا۔'' لہٰذا مسجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی مانگا کریں۔

''اے اللہ ہمیں ایسا امام عطا کر جس کا ظرف ہماری مسجد کے صحن سے وسیع ہو...... جس کا اخلاقی قد ہماری مسجد کے مینار سے بھی بلند ہو...... جس کے سر کے ساتھ اس کا دل بھی اپنے رب

Marfat.com

کریم کو سجدے کرتا ہو...... جو انتشار کے کانٹے چُن کر پیار کے پھول کھلا دے...... جو دنیا کے لیے روٹھتا نہ پھرے بلکہ روٹھے ہوؤں کو منا لے...... جس کو اپنی ناک سے زیادہ آخرت کی آگ کی فکر ہو...... جو اپنی مرضی، خواہش اور ارادوں کے خول میں بند نہ ہو بلکہ اللہ کے احکام اور مصطفیٰ کریم ﷺ کی سنت کا پابند ہو"۔ (آمین)

فتویٰ حاضر ہے۔ آپ اپنے امام صاحب کو پیش کر کے خلاف سنت و غیر شرعی طریقہ جماعت سے منع کریں۔ اللہ تعالیٰ مسجد و مدرسہ کے حوالے سے آپ کی تمام خدمات قبول فرمائے۔ (آمین)

آپ کے امام صاحب کے غیر ذمہ دارانہ رویئے سے مجبور ہو کر چند باتیں لکھ دی ہیں، کسی بھی ناگواری کی معذرت چاہتا ہوں۔

والسلام مع الاکرام، طالبِ دعا

محمد اویس معصومی

☆☆☆

Marfat.com

(۸) قصہ پارینہ ہشتم

قابل صد احترام جناب مدیر اعلیٰ صاحب

مجلّہ کاروان قمر

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ماہ نومبر کا ''کارواں' موصول ہوا پڑھ کر دل کو جلا اور ایمان کو تازگی نصیب ہوئی۔ سارے ہی مضامین تحقیقی اور سنجیدہ تھے گویا کاروان کے شباب پر بہار کا مظہر تھے۔ ماشاللہ کارواں کا معیار قابل اعتبار ہوتا جارہا ہے اللہ تعالیٰ دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اس کی ترقی اور عروج کیلئے دعا گوہوں اس پر تو یقین ہے مگر اپنا معاملہ ذرا سنگین ہے کہ ہمارے نحیف و نزار قلم میں اتنی طاقت کہاں سے آئے جو حق کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر دلائل و براہین سے مزین کر کے تحقیقی مقالات تحریر کرے کیونکہ نوک پلک سنورانے کی ذمہ داری بھی تو آپ اپنے سر نہیں چاہتے۔ ''''ضیا حرم'' کی طرح آپ تو منہ ڈھلے ہوؤں کو گلے لگانا جانتے ہیں۔ مزا تو تب ہے کہ جب میلوں کو بھی اجلا بنا دیں۔ محترم جناب پروفیسر نور احمد شہتاز صاحب دام اقبالہ کا مضمون ''نبی اکرم بحثیت حکم و قاضی'' نہایت پسندیدہ ہے۔ مضمون پڑھ کر اپنی بھولی ہوئی اوقات یاد آ گئی جواب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بھولی ہوئی گمشدہ میراث ہوگئی ہے۔ یعنی (عدل و انصاف) پروفیسر صاحب کو دل کی گہرائیوں سے میرا اسلام عرض کر دیں اور مبارکباد بھی۔

اداریہ تو نومبر کے شمارے کی جان ثابت ہوا ہے اداریئے میں جس سچائی و بے باکی سے مدارس کی ویرانیوں کے اسباب پر روشنی ڈالی گئی ہے وہ قابل ستائش ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ ان مسائل کے جامع حل پر بھی روشنی ڈالی جائے۔ امید ہے کہ اسی طرح جاندار و شاندار اداریئے لکھ کر اصلاح کا یہ عظیم کارنامہ انجام دیتے رہیں گے۔ اس سے دین کی خدمت اور بہتوں کا بھلا ہوگا اور اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ آپ کو بزرگی و بلند پائیں گی عطا فرمائے گا۔ آمین۔

دعاؤں کا طالب

قاری محمد اویس کمبوہ

Marfat.com

(۹) قصہ پارینہ نہم

قابل صد احترام استاد گرامی حضرت علامہ ڈاکٹر محمد صحبت خان کوہاٹی

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

ماہنامہ کاروانہ قمر کی جانب سے استاد گرامی شاعر اہلسنّت حضرت علامہ نذر محمد راہی رحمتہ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر دوسو سے زائد صفحات پر مشتمل خاص نمبر شائع کرنے پر آپ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

یقیناً ہم اپنے علما و اسلاف کرام اور اساتذہ کے یادگار لمحات، پرنور عادات، پراثر تجربات اور علمی و دینی، ملکی و ملی خدمات کو محفوظ کر کے نہ صرف انہیں خراج تحسین پیش کر سکتے ہیں۔ بلکہ اپنی تاریخ، تہذیب اور روایات کا تحفظ کر کے اپنی اصلاح اور آئندہ نسلوں کی فلاح کا کام بھی لے سکتے ہیں۔

ہمارے ساتھیوں، عباس بلوچ، اکبر بلوچ، حافظ عبدالرحمٰن، مولوی الیاس، خطیب حافظ نصیر اور بالخصوص حافظ ظفر حسین نعیمی کی تحریریں نہایت اعلیٰ و اہم ہیں۔ کاش کہ آپ ہمارے ساتھیوں کے مکمل موجودہ ایڈریس اور فون نمبر بھی شائع کر دیا کریں جیسا کہ اس خاص نمبر کے طفیل بعض ساتھیوں سے رابطے کی سبیل پیدا ہو گئی ہے۔

استاد جی!

آپ ہمارا شکریہ کیونکہ ادا کریں گے؟

شکریہ تو ہمیں آپ کا ادا کرنا ہے کہ آپ نے ہمیں اس قابل بنا دیا ہے اگر کچھ ہے کہیں تو آپ کی تربیت و دعا کا صدقہ ہے۔ ہم ہمیشہ آپ کے احسان مند اور دعاؤں کے محتاج ہیں۔

ایک تجویز پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

استاد گرامی قبلہ شیخ القرا حضرت قاری غلام حسین شجاع آبادی رحمتہ اللہ علیہ کی قمر الاسلام سے طویل وابستگی اور فن قراءت کے حوالے سے ان کی عظیم و جلیل خدمات، شعبہ تحفیظ القرآن کی

Marfat.com

نگرانی، ناظم دارالاقامہ اور مسجد کی امامت سمیت ان کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے، جس کا تقاضا ہے کہ ایک عدد خاص نمبر (شیخ القراء) کے نام سے کاروان قمر شائع کرے۔اس سے (تاریخ قمرالاسلام) لکھنے والوں کیلئے کئی راز آشکارا ہوں گے۔

آخر میں عرض ہے کہ اگر ممکن ہو سکے تو مزید کچھ شمارے حاجی مقصود صاحب کے ہاتھ ارسال فرمائیں۔ بڑی عنایت ہوگی۔

والسلام علی من اتبع الهدیٰ۔

طالب دعا

محمد اویس معصومی

Marfat.com

(۱۰) قصہ ٔ پارینہ دہم

محترم ومکرم استادگرامی قدر حضرت علامہ محمد صحبت خان کوہاٹی دامت برکاتکم العالیہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج اقدس بخیر ہوں گے۔

احوال آنکہ ''کاروان قمر'' میرے (P.O.B 8778 صدر جی پی او کراچی) والے ایڈریس پر اب باآسانی پہنچ رہا ہے۔ فقیر آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے درخواست کرتا ہے کہ زرتعاون ختم ہونے کی صورت میں مجلّہ کی ترسیل روکنے کی بجائے اگر ایک چھوٹا سا تنبیہی رقعہ ارسال فرمادیا کریں تو قارئین اور کارواں کا رشتہ جڑا رہے گا امید ہے کہ اس پر خاص توجہ فرمائیں گے۔

علاوہ ازیں دنیا بھر کے تمام بڑے تعلیمی اداروں میں اپنے سابق وحاضر طلبا کی ستائش وحوصلہ افزائی کو نہایت اہمیت دی جاتی ہے ان کے اعزاز میں تقریبات منعقد ہوتی ہیں اور انہیں اپنے ہاں تدریس وتحقیق اور تصنیف کے شعبوں میں خدمات انجام دینے کی پیشکش کی جاتی ہے لیکن افسوس کہ ہمارے ہاں یہ روایت دم توڑ گئی ہے جو اداروں کی موت کا پتا دیتی ہے ابھی تو کئی پھوڑے سینے میں پھٹنے کے منتظر ہیں مگر بات یہیں ختم کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں اطلاع دینی ہے کہ دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کے ایک نہایت شریف وسادہ سابق طالب علم جناب محمد اسماعیل قادری نے جامعہ کراچی میں (Ph.D) کا مقالہ (مولانا عبدالعزیز میمن کا عربی ادب میں کردار) کے موضوع پر عربی زبان میں تحریر فرماکر جمع کروادیا ہے وہ ایک نہایت ہی محنتی اور شریف آدمی ہیں اور آج کل بے روزگاری کا عذاب جھیل رہے ہیں کیا آغوش مادر میں ایسے عظیم فرزندوں کیلئے کوئی جگہ نہیں؟ بس! ناچیز کو یہ سوال صرف آپ سے ہی کرنا ہے۔ اسماعیل قادری سے میرا رشتہ صرف یہ ہے کہ وہ بھی آپ کی طرح قمرالاسلام کے عظیم سپوتوں میں شامل ہے۔ محسن ومربی حضرت پیر سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی دامت برکاتھم العالیہ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کریں آپ کی شفقتوں کی نذر چند الفاظ کردیئے ہیں۔ کوئی گستاخی ہو تو امید ہے درگزر فرمائیں گے۔

والسلام مع الاکرام

محمد اویس معصومی

Marfat.com

داغ ہائے سینہ!

اس عنوان کے تحت حمد و نعت اور جس منظوم کلام کو منتخب کیا گیا ہے اس میں سے جو تصحیح شدہ ہے وہ زیادہ تر پہلے بھی چھپ چکا ہے۔ اب اس کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے کہ یہ کلام چھپ چکا ہے اور جو کلام تصحیح شدہ نہیں ہے وہ بھی شامل ہے۔

سب سے پہلے فقیر کے نعتیہ کلام کی تصحیح حضرت علامہ سید ریاضی الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی تھی۔ اس کے بعد نظم کے لیے حضرت ادیب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی حاضری دیتا رہا اور پھر مزید تصحیح اور راہنمائی عالی قدر جناب رئیس الرحمٰن باغی صاحب سے لی اور بیشتر کلام کی تصحیح انھوں نے ہی فرمائی ہے۔ جبکہ محترم جناب عبداللطیف دھلوی صاحب سے باقاعدہ فن عروض و قوافی سیکھنے کا موقع بھی ہاتھ آیا جو حضرت کامل جونا گڑھی کے شاگرد اور صاحبِ دیوان شاعر ہیں۔ تمام اساتذہ کے نام برکت کے حصول کے لیے لکھے ہیں ورنہ کلام جو خام ہے تو وہ فقیر کا ہی قصور ہے۔

اس کلام میں عربی، اردو، پنجابی اور انگلش کلام شامل ہے۔ یہاں ذوقِ شعر اور داغ ہائے سینہ کو دیکھا جائے جبکہ کلام کی دیگر خامیوں سے صرف نظر کرنے کی مؤدبانہ اپیل کی جاتی ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

الله الله ربی
الله الله میرا رب ہے
لا اشرك بہ شیأ
میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا

اعبده فهو عنی
میں اس کی عبادت کرتا ہوں
کفر کل سیا
اس نے اپنے کرم سے میرے سب گناہوں سے صرف نظر کر دیا

فی النوائب ینصرنی
مشکلات میں وہ میری مدد فرماتا ہے
وعند کل الرجا
اور میری ہر امید کو پورا فرماتا ہے

عزا و شرفاً اعطانی
مجھے عز و شرف عطا فرمایا
وعنده السفل و العلیٰ
اور اس کے ہاتھوں میں ہے عزت و ذلت

من العیون هو مخفی
وہ آنکھوں سے مخفی ہے
والظاهر فی الاشیا
اور اشیاء سے اس کی قدرت ظاہر ہے

یشبع الذی جوفی
وہ بھوک کے وقت میری بھوک
عند الجوع با الغذا
مٹاتا ہے غذا کے ساتھ

هو یسکن فی قلبی
وہ میرے دل میں رہتا ہے
فی الصباح و المسا
صبح و شام

حظ الاویسؒ عنده
اویس کا حصہ اس کے پاس ہے
یثبت و یمحو مایشا
جتنا اپنے کرم سے اپنے پاس رکھے اور جتنا چاہے ختم کر دے

☆ یہ حمد ماہنامہ سیف الصارم میں چھپ چکی ہے۔

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

کب تجھ سے یا الٰہی ہوگی میری شناسائی
بے پردہ دنیا ساری ہوگی تری تماشائی

دریا و صحرا سارے میں نے چھان مارے
فی انفسکم اس بارے ہے تیری ندا آئی

دنیا سے بے گانہ کیا مجھ کو تیرا دیوانہ کیا
یا رب تیری تلاشؔ میں ہے بہت سزا پائی

واللہ تجھ کو پاؤں یا تجھ میں کھو جاؤں
اور دنیا کو بتاؤں ہے تیری رضا پائی

یہ تمنا ابھی اویسؔ ہے کیوں تشنہ باقی
دیارِ حرم سے صبح کوئی بار صبا آئی

☆☆☆

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

تیری کس کس نعمت کا، کروں میں شکریہ ادا
ہے ادھر بھی تیری عطا ادھر بھی تیری عطا

میں تو شرمندہ ہوں گناہوں پہ اپنے مگر
ہے ادھر بھی تیری سخا ادھر بھی تیری سخا

جو نہ ہو تیرا فضل تو مر جاؤں گا تیری قسم
ہے ادھر بھی تیری وفا ادھر بھی تیری وفا

ان گنت ہیں احسان تیرے اس عاصی پر
اسی لیے تو سر نہ اٹھا سکا نہ اٹھا سکا

تو نے ہے ایسا کلیہ و قانون داں دیا
پھر نہ کہیں سے کوئی آسکا نہ آسکا

ہر چند کہ اویس سی حمد سب نے کہی
پر تیری تعریف کوئی نہ کر سکا نہ کر سکا

☆☆☆

Marfat.com

اللہ ہو اللہ ہو

ہر حال میں تو ہر قال میں تو اللہ ہو
میرے تصور اور خیال میں تو اللہ ہو
میرا عشق بھی تو، ایمان بھی تو اللہ ہو
میرا دین بھی تو، ایقان بھی تو اللہ ہو
میری آن بھی تو، میری شان بھی تو اللہ ہو
میری جند بھی تو، میری جان بھی تو اللہ ہو
میرا علم و شعور اور نور بھی تو اللہ ہو
میری معراج اور کوہِ طور بھی تو اللہ ہو
میرا امن بھی تو، اور جنگ بھی تو اللہ ہو
میرا ساتھی صاحب، اور سنگ بھی تو اللہ ہو
میری نس نس اور ہر انگ میں تو اللہ ہو
میرے طور طریقے، ڈھنگ میں تو اللہ ہو
میرا مسلک مذہب، مطلوب بھی تو اللہ ہو
میرا مقصد منزل، محبوب بھی تو اللہ ہو
ہر لحہ ہر ساعت میں بس تو ہی تو اللہ ہو
دم بدم قریہ بقریہ کو بہ کو اللہ ہو

نوٹ: یہ نظم ''تلاشِ حق فاؤنڈیشن'' کا ترانہ ہے۔

☆☆☆☆

Marfat.com

اللہ اللہ بول بندیا

اللہ اللہ بول بندیا
ایویں کفر نہ تول بندیا
غیض و غضب نئیں سجدا تینوں
پیار دی بولی بول بندیا
اللہ اللہ بول بندیا

اک دن ٹر جانا ایں سبناں
ہو جانے بستر گول بندیا
اللہ اللہ بول بندیا

ایتھے رہ جانے، ونج مہانے
رہناں عملاں کول بندیا
اللہ اللہ بول بندیا

چھڈ دے ہن سب اتاں لتاں
ایہناں دیناں رول بندیا
اللہ اللہ بول بندیا

کر صبر شکر تے ہو جا اعلیٰ
سپ دے کھ نہ پھول بندیا
اللہ اللہ بول بندیا

جے پاک رکھیں توں اندر نوں
ملسی جا انمول بندیا
اللہ اللہ بول بندیا

Marfat.com

چند رہ گئے دن حشر دے
اکھاں دل دیاں کھول بندیا
اللہ اللہ بول بندیا

بالی جا دیوے عشق نبی دے
قبر وچ پین ناں ہول بندیا
اللہ اللہ بول بندیا

منگی جا منگی جا بخشش دی دعا
کھل جان نہ کدرے پول بندیا
اللہ اللہ بول بندیا

جے توں خوش رہنا ایں سدا
سنت دا رنگ گھول بندیا
اللہ اللہ بول بندیا

لنگھیا ویلا ہتھ نئیں آوندا
کر نہ توں ٹال مٹول بندیا
اللہ اللہ بول بندیا

اویس خاکی، جے من لویں ساڈی
لیں پرواز نہ مول بندیا
اللہ اللہ بول بندیا

☆☆ شائع ہو چکی ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

اے مرے خدا!

آرزو ہے مری اے مرے خدا
خود آجا پاس یا مجھ کو بُلا

لت پت ہے گناہوں سے باطن میرا
پھر بھی ہوں مولا بندہ ترا

میرے قلب میں چمکے نور تیرا
میری نظر میں دمکے طور ترا

سینے میں مرے درد ہو ایسا
ہو جائے تری خلق کا بھلا

گھائل غم سے، اویسؔ ہوا
کرم سے اپنے، تو ہی جلا

☆☆☆

Marfat.com

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فکرِ عقبیٰ سے غافل بیٹھ سوتا رہا
یونہی غفلت میں سب کچھ میں کھوتا رہا

فردِ عصیاں تصور میں تھی جب میرے
آپ تھے سامنے اور میں روتا رہا

ہوں گنہگار ان کے کرم سے مگر
سرفراز ہر جگہ ہی میں ہوتا رہا

رکھ کے سر اپنا چوکھٹ پہ سرکار کی
آنسوؤں کی لڑی میں پروتا رہا

ہر قدم پر وہ مجھ کو بچاتے رہے
اپنی راہوں میں کانٹے میں بوتا رہا

مجھ کو امیدِ دیدار تھی اس لئے
خارِ فرقت کے دل میں چبھوتا رہا

ہر دفعہ وہ کنارے لگاتے رہے
بحرِ غم میں میں خود کو ڈبوتا رہا

ان کے آبِ کرم سے اویسِ حزیں
داغِ عصیاں میں دامن سے دھوتا رہا

☆☆ کاروانِ قمر (شمارہ نومبر ۱۹۹۵) میں چھپ چکی ہے۔

Marfat.com

نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جب جھکے سر جھکے خدا کیلئے
دل کے سجدے ہوں مصطفیٰ کیلئے

مل گئی ہے قبولیت کی نوید
ہاتھ جب بھی اٹھے دعا کے لئے

خاکِ طیبہ کا یہ بھی ہے اعجاز
آنکھ میں ڈال لو جلا کے لئے

یاد ان کی بڑی ہی ہے اکسیر
مرضِ عشق کی دوا کے لئے

ان کے دربار تک پہنچ جائے
رہ ملے آہِ نا رسا کے لئے

میری جانب بھی یا رسول اللہ
ہو نگاہِ کرم خدا کے لیے

دل میں لے جاؤ شمعِ عشقِ رسول
اے اویسؔ قبر میں ضیاء کے لئے

☆☆ جنوری وفروری ۱۹۹۶ء کے کاروانِ قمر کی زینت بنی۔

Marfat.com

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

میرے آقا کی یہ نوازش ہے
طیبہ جانے کی دل میں خواہش ہے

ہر طرف دیکھئے مدینے میں
ان کے انوار ہی کی بارش ہے

سبز گنبد سے جو دعا نکلے
اپنی بخشش کی یہ سفارش ہے

نعرۂ یا نبی سے جو روکے
نفس و شیطان کی یہ سازش ہے

سر سے پا تک جو بنا دے کندن
عشقِ سرکار کی یہ آتش ہے

نعت لکھتے رہو نبی کی اویس
جنتی بننے کی یہ کاوش ہے

☆☆ کاروانِ قمر میں چھپ چکی ہے۔

Marfat.com

نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

عشقِ احمد ہی دراصل وہ طُور ہے
ذاتِ باری کا روشن جہاں نور ہے
جو بھی شانِ نبی سے شناساں نہیں
ظلمتِ گمرہی میں وہ مستور ہے
جس کو قربت نبی کی میسر نہیں
رحمتِ ربِ اکبر سے وہ دور ہے
دور اس سے رہو کاٹ کر پھینک دو
ان کا گستاخ ملت کا ناسور ہے
جو مؤدب ہے ان کا وہ ہے سر بلند
بے ادب خوار ہے کیونکہ مغرور ہے
موت ان کی محبت میں آئی جسے
شک نہیں اس میں کوئی وہ مغفور ہے
محفل مصطفیٰ کی یہ پہچان ہے
ہر طرف نور ہے ہر طرف نور ہے
ہے اویسؔ عندلیبِ ریاضِ رسول
لب پہ نعتِ محمدؐ ہے مسرور ہے

☆☆ جون ۱۹۹۶ء کاروانِ قمر کی زینت بنی۔

Marfat.com

نعت شریف

کتنے تارے مری قسمت کے ہیں بالا آئے
خواب میں دوستو مرے شہہ والا آئے

کی جو تعریف کسی نے میرے نبی کی اے دوست
آنکھ میں آنسو محبت سے اے شہہ والا آئے

کرم سے آپ کے ادنیٰ غلاموں میں ہوا جو شامل
مرتبے بخت میں اس شخص کے اعلیٰ آئے

آپ کے ہجر میں گھل گھل کے بھی میرے آقا
دل مشتاق کو اک لطف دوبالا آئے

سفر طیبہ پہ جو لوگ گئے وہ اویس
اوڑھے ہوئے رحمت کی دو شالہ آئے

☆☆ کاروانِ قمر (شمارہ نومبر ۱۹۹۵) میں چھپ چکی ہے۔

Marfat.com

نعت شریف

آج کچھ ذکر شہہ معراج ہونا چاہیے
اور بیانِ عظمت سرتاج ہونا چاہیے

ہو محبت صاحب معراج سے ایسی ہمیں
نعل ان کا سروں کا تاج ہونا چاہیے

رویت باری تو ممکن ہے مگر ہاں اے کلیم
نورِ چشمِ نبی میں اک کاج ہونا چاہیے

چلے ہیں جانبِ سدرئ، صاحبِ لولاک لما
جگمگ جگمگ ہر منہاج ہونا چاہیے

وہ گئے پھر گئے ہیں دربارِ الٰہی میں
غلط اب عاصیوں کا، غم آج ہونا چاہیے

سنا ہے حشر میں وہ آئیں گے رفو گری کیلئے
چاک مرے دامن کا، ہر کاج ہو نا چاہیے

ٹوٹی ہے دیکھو فصیل قاب قوسین اب اویس
کیف او ادنیٰ کا ، بھی راج ہونا چاہیے

☆☆☆

Marfat.com

نعت شریف

اک بار مجھے آقا در پہ بلاؤ تو سہی　　یارسول عربی
دل سے مرے بوجھ ہٹاؤ تو سہی　　یارسول عربی

میں تو دیوانہ بنا، تیرا پروانہ بنا
آتش عشق میں یانبی جلاؤ تو سہی　　یارسول عربی

کاش کوئی بہانہ ملے طیبہ میں ٹھکانا ملے
نظر پھر مجھ سے کبھی ملاؤ تو سہی　　یارسول عربی

کون ہے تیرے سوا، میرا ملجا و ماویٰ
اے غمخوار میرا غم مٹاؤ تو سہی　　یارسول عربی

سبز گنبد کا نظارا ملے، اویس کو در تمہارا ملے
دریائے رحمت یا نبی بہاؤ تو سہی　　یارسول عربی

☆☆☆

Marfat.com

نعت شریف

آمنہ دا لعل آیا آمنہ دا لعل اے
خوشیاں نیں ہرپاسے ابلیس نوں ملال اے
اَج سکھیاں ایتھے کٹھیاں نیں
عشق مچایاں پٹھیاں نیں
پیڑاں مٹھیاں مٹھیاں نیں
آیا سوھنا نبی لجپال اے
جنہاں جنہاں ایتھے بہناں ایں
انہاں یا رسول اللہ کہناں ایں
اسیں دنیا توں کی لیناں ایں
آیا سوھنا نبی بکمال اے
ساڈی قسمت وی بڑی چنگی اے
اساں رحمت ربدی منگی اے
ایتھے کہندا ہر ہر سنگی اے
آیا سوھنا نبی بجمال اے
موجاں نیں ہن یارو لگیاں
لنگر دیاں مارو پھکیاں
دشمن دیاں ساڑو اکھیاں
کر کر میلاد ہر سال اے
نعت انجام ساڈا نعت آغاز اے
سب نعتاں توں وڈی نعت نماز اے
نعت کلام ساڈا نعت آواز اے
بن جا اویس عشق دا بلال اے

Marfat.com

نعت شریف

نی میں لگدی لگدی وساں
کدی رowواں کدی ہساں

مینوں ہو یا نبی نال پیار
نی میں رِکنوں رِکنوں دساں

جدوں مینوں غم ستایا
کوئی وی میرے کم نہ آیا

دے کے نبی نوں پکار
نی میں سوہنے نبی ول نساں

ایتھے لوکیں جین نئیں دیندے
پیار دا آٹا پیہن نئیں دیندے

موڑ کے ڈاچی دی مہار
نی لک سوہنے نبی ول کساں

نی آجا لو کے بھلیئے
اسیں رَل مدینے چلیئے

کریئے روضے دا دیدار
نی ویلا آیا مساں مساں

داڑھی دا زیور پا کے
اسیں پگاں سرتے سجا کے

کر کے سنتاں نال پیار
نی اسیں عزتاں پایئے لکھاں

Marfat.com

سوھنے نبی دا ناں سن کے
انگوٹھے چُمناں میں اپنے
کر کے ایہہ وچار
نی میں روشن کراں اکھاں

جان منگے تے وار دیئے
جہان منگے تے وار دیئے
کر کے ایہہ بیوپار
مُل پائے اویس ککھاں

☆☆☆

Marfat.com

(منقبت)

بہ حضور قیوم زماں خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

آج جشن معصوم ہے اللہ ہو کی دھوم ہے
انوار کی بارش ہے آئی ہم کو معلوم ہے
اللہ کی رحمت پائے گا پھر جنت میں وہ جائے گا
آ جائے اس محفل میں جو بھی محروم ہے
دکھ درد کے مارو ، چلے آؤ بے سہارو
کرتے ہیں وہ داد رسی ، جو بھی مظلوم ہے
وہ اللہ اللہ کرتے ہیں اور خالی کاسہ بھرتے ہیں
ان کے نام سے اس کا کام بنے جو بھی مغموم ہے
اہلِ نظر ہیں جانتے سب مناقب آپ کے
وہ دیکھ کبھی نہ پائے گا جو بھی مکتوم ہے
دیکھ کر شہنشاہی فقر میں ان کی بادشاہی
بنا ہے مصاحب آپ کا جو بھی مخدوم ہے
بند آنکھیں جب وہ کرتے ہیں سب کچھ پھر وہ پڑھتے ہیں
لوح محفوظ پہ یارو ، جو بھی مرقوم ہے
کیوں کہوں میں قیس کو یہ فخر ہے تیرے اویس کو
مجھ کو ملے گا ضرور مرا جو بھی مقسوم ہے

☆☆☆

Marfat.com

(منقبت)

بہ حضور عالمی مبلغ اسلام خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

عرسِ معصوم آیا ہے جشنِ بہاراں دیکھو
محفل پہ چھایا ہے ابرِ بہاراں دیکھو

میں بھی آیا ہوں تجدید وفا کے لیے
پلکوں میں سجے ہیں اشکِ چراغاں دیکھو

داؤ پہ ہے لگائی میں نے اپنی گدائی
چلے آئے ہیں مرے نصیب خراماں دیکھو

دیکھ کر مرے آقا کو اس محفل میں لوگو!
دیوانوں کا ہوا ہے ذوقِ فراواں دیکھو

یہ میلہ میرے خواجہ کا اویسؔ چلے آنا
تم خود کو کبھی ، جب حراساں دیکھو

☆☆☆

Marfat.com

(منقبت)

بہ حضور تاجدارِ تصوف محمد معصوم رحمہ اللہ علیہ

بہت پختہ ہے عہد و پیاں آپ کا
کتنا حسین ہے رخ تاباں آپ کا

حضرت معصوم کی ، ہر طرف ہے دھوم مچی
ہر ادا پہ ہے رب نازاں آپ کا

آپ کی صورت ہو یا آپ کی سیرت ہو
ہر طرف ہے پھیلا فرمان آپ کا

قریہ بہ قریہ کو بہ کو اللہ ہو اللہ ہو
ہر جگہ ہے پہنچا فیضان آپ کا

ذکر و فکر فقر و غنا اور استغنا
یہ ہے جنت کے لیے سامان آپ کا

یارو! جو کہیں سو ہو ، جو سوچیں وہ ہو
ہے اس قدر مضبوط ایمان آپ کا

چُپ رہو، چپکے رہو اور اپنی فکر کرو
انداز ہے کیا پیارا شایاں آپ کا

نکتہ ہے یقین کا جو ڈر گیا وہ مر گیا
کس قدر ہے نسخہ آسان آپ کا

یوں دوجہاں کی ہو فکر اویسؔ کو
سر پر ہے اس کے چھایا دامان آپ کا

☆☆☆

Marfat.com

یا اُستاذی!

17 جنوری 2010، بروز اتوار، شیخ زاید اسلامک سینٹر میں استاذ گرامی
علامہ ڈاکٹر محمد صحبت خان کوہاٹی کے اعزاز میں دی گئی تقریب استقبالیہ میں پڑھی گئی نظم

انزل اللّٰہ رحمہ، یا اُستاذی عَلیك
لنا الفوزو الفلاح، یااُستاذی لَدَیك
لاحَت بَشاراتُ السرور قَلْبی
یافر حتی واللّٰہ، یا اُستاذی بفوزك
سمعت قولاً، مَن جدَّ و جدا
رایتُ ھکذا، یا اُستاذی اِلیك
سَھرت اللّیالی، وَجَدْتّ دَکتوراہ
یدعو لَك دعوہٗ، یااُستاذی اَبوَیك
زادك اللّٰہ خیرا، وزاد التقویٰ
التبریك ھدی، یا اُستاذی الیك
بارَکت جُھُودَكَ، مبارَکةً مَبارکہ
بارَكَ اللّٰہ فیك، یا اُستاذی عَلیك
وَاِنَّ الْمَجْدَ، مَلاَ اِھَابَك
یاتی افواجا، یا اُستاذی اِلَیك
عَلّمْتنی علما، وتُربینی نفسا
مَنَنتُ وَلاَ امن، یا اُستاذی عَلَیك
تحیة تقدیرا، تحیة اکبار
ھَنّا اُوَیس، یا اُستاذی اِلیك

☆ یہ نظم کاروان قمر میں چھپ چکی ہے۔

Marfat.com

GO GO

How can you live with the cheeter
You can found better

Fire the all pleasure of you
Here is any one is your fo e
And make shows to you dagger
go go to surch the better
How can you live with the cheeter

There are many evil araund you
Any one does not listen sound of you
Here is every one called monitor
Go go to surch the better
How can you live with the cheeter

I don't know my friend and enemy
It is the big trouble for me
Every one make listen his matter
Go go to surch the better
How can you live with the cheeter

If they want with me dash
I also want for him crash
I will make my self high Jaker
Go go to surch the better
How can you live with the cheeter

Marfat.com

Many guy criticize to me
But can't satisfy to me
I have many counter
Go go to surch the better
How can you live with the cheeter

Every one here daily
And living for belley
These all are actors
Go go to surch the better
How can you live with the cheeter

(It had been completed on 26-02-1993 in Ramazan by Owais).

Marfat.com

کارواں

(۱۲ردسمبر ۱۹۹۶ کو ماہنامہ کاروانِ قمر کے نام)

تیرے لیے دعا گو ہے حلقہ ہائے یاراں
چمکے سدا افق پر تو مثل ماہِ تاباں
بھٹکے نہ دشت و در میں منزل ہو تجھ کو آساں
تیرا سفر نیا ہے لیکن نہ ہو ہراساں

بکھرے ہوئے تھے موتی اور ذہن تھا پریشاں
بھٹکا ہوا تھا آہو منزل سے تھا گریزاں
فیضِ کرم سے تیرے اے میرِ بزم یاراں
چمکا ہے ذرہ ذرہ جیسے کہ مہر تاباں

افکار کے قمر سے ہیں ذہن و دل درخشاں
کوئی بنا صحافی کوئی ہوا ثناء خواں
اور مجھ کو بھی ملا ہے ذوقِ ادب فراواں
کاوش مری ہوئی ہے اے دوست گل بداماں

اے رہ روِ صحافت اے پاسبان عظمت
تو ہے ادب کی دنیا میں ترجمانِ عظمت
خوشبو بکھیرتا ہے یہ گلستانِ عظمت
لب پر ہر ایک کے ہے اب داستانِ عظمت

یہ کارواں قمر کا چلتا رہے ہمیشہ
پودا امن کا یارب پھلتا رہے ہمیشہ
ہمراہ اویسؔ کو بھی کر لے چلو اے یارو
ممنون رہے گا دل کی گہرائی سے ہمیشہ

☆ یہ نظم کاروان قمر میں چھپ چکی ہے۔

Marfat.com

ساتھی

ہمارے لیے بڑھیں گے زمانے کے قدم
او میرے ساتھی او میرے ہمدم
کبھی نہ کبھی ہم سے آ ہی ملے گی منزل
بڑھتے چلو ساتھیو! میرے قدم بقدم
ذرا عزم تو کرو ! چاہے دو گام ہی چلو
منزل کبھی روٹھتی نہیں خدا کی قسم
بے خوف و خطر حقائق پہ رکھنا نظر
محنت و جفا کشی کو دوستو! بنا لو دھرم
بے خوف ہو کر چلو رستے جتنے بھی طے کرو
کبھی رُکنا نہیں دیکھ کر ہوائیں گرم
عجز و انکساری ہیں منزل کے دو پاسباں
گفتگو میں بھی رکھنا ذرا لہجہ نرم
علم و عمل اور حلم ہیں عظمت کے نشاں
کم ظرفی بھی دوستو! ہوتا ہے جرم
اخلاص کے جذبوں سے کر لو آراستہ جگر
راستے کا ہر پتھر ہو جائے گا خم
دعا کی درخواست پہ کہنے لگے بزرگ
ہم تو کرتے ہیں دعا ، تم بھی کرو شرم
آؤ کریں سفر کی ابتدا عشقِ رسول سے
غلامئ رسول میں پھر ہوگا کرم
دوستو! جاؤ گڑگڑاؤ ، کرو خدا سے التجا
اویس کے جذبات کا وہ رکھ لے بھرم

Marfat.com

سچائی

ہے کوئی مری آواز کو دبانے والا
سچ کے سوا کچھ کہتا نہیں ہوں میں
حقیقت پہ مبنی کرتا ہوں گفتگو
فسانے کبھی گھڑتا نہیں ہوں میں
دل کی بات کرتا ہوں اور سرِ عام کرتا ہوں
حاسدوں کے شر سے کبھی ڈرتا نہیں ہوں میں
مجھے دیکھ کر اس کے چہرے پہ مسکراہٹ مچل جاتی ہے
جیسے کہ اپنے دوستوں کو پہچانتا نہیں ہوں میں
میری بات پہ یقین رکھنا اے میرے دوست
جھوٹ کی بستی میں کبھی نکلتا نہیں ہوں میں
بات کرتا ہوں آفاق کی افلاک میں گم ہو کر
زمین پہ کبھی کبھی رہتا نہیں ہوں میں
ان باتوں کو میرے لطائف کا حصہ نہ سمجھے
جو کرتا ہوں اکثر وہ کہتا نہیں ہوں میں
اس دن پچھتاؤ گے جب کہہ دیا اویس نے
اس بھینس کے باڑے میں رہتا نہیں ہوں میں

☆☆☆

Marfat.com

ابوالوقت کے پھول

چار سو پھیلے گی ان کی خوشبو
پوچھے گا زمانہ ہے کس چمن کی بو

یہ مستقبل کے معمار ہیں
جذبوں سے سرِ شار ہیں
پیغام خدا پہنچائیں گے کو بہ کو
چار سو پھیلے گی ان کی خوشبو

اسلام کے یہ سالار ہیں
دشمن کے لیے تلوار ہیں
لڑیں گے ہر میداں میں دو بدو
چار سو پھیلے گی ان کی خوشبو

یہ وقت کے سردار ہیں
ایک نہیں یہ ہزار ہیں
چمکائیں گے دنیا کو سو بہ سو
چار سو پھیلے گی ان کی خوشبو

کٹھن رستے پُر خار ہیں
یہ قوم کے شہسوار ہیں
نکالیں گے ڈوبی ناؤ خو بہ خو
چار سو پھیلے گی ان کی خوشبو

یہ علم کی شمع کے پرچار ہیں
اندھیروں کے دن اب دو چار ہیں
جلائیں گے علم کے دیپ چار سو
چار سو پھیلے گی ان کی خوشبو

ظلم کے سامنے یہ دیوار ہیں
امن کے دنوں میں برد بار ہیں
پھیلائیں گے محبت کی مہک ہر سو
چار سو پھیلے گی ان کی خوشبو

Marfat.com

یہ ہمارا شعار ہیں
قوم کا سنگھار ہیں
کریں گے قوم کے لیے جستجو
چار سو پھیلے گی ان کی خوشبو

ابو الوقت کے ساتھی ادوار ہیں
ابن الوقت کے لیے بار ہیں
کریں گے ان کی سبھی آرزو
چار سو پھیلے گی ان کی خوشبو

میرے ساتھی سلجھے ہوئے کردار ہیں
بن ساتھی سبھی بیکار ہیں
بنائیں گے ساتھی یہاں ہو بہو
چار سو پھیلے گی ان کی خوشبو

ابو الوقت کے یہ گلزار ہیں
میرے ساتھی میری بہار ہیں
رہیں گے اویس بھی رو برو
چار سو پھیلے گی ان کی خوشبو

استاذ

ا .... امید کی کرن
س .... سایہ شفقت ورحمت
ت .... تابناک مستقبل کا ضامن
ا .... آگے بڑھانے والا
ذ .... ذکر وفکر کا امین

☆☆☆

Marfat.com

دیدار

آؤ میرے دیدار کے شوق میں
بیٹھا ہے دیوانہ اپنے ذوق میں
دنیا سے بے خبر اپنے سے بے خبر
ڈالے ہوئے سر طوق میں
پکارتا ہے کیا ذرا خبر تو لو
یہ جھومتے ہوئے موج میں
خدا کی قسم ہوتا ہے سچ کہتا ہے جو
پہنچا ہوا یہ گہرائی کی اوج میں
جسم ہے اس کا یہاں ، روح کہیں اور ہے
قائل ہے کوئی اور چمن کے سوق میں
پھولوں میں رہا، تو سکوں کبھی پا نہ سکا
ہوا ہے اطمینان مجھے ہمیشہ تیری کھوج میں
خاموش پانی کو دیکھو نہ گھور کر لوگو
چھپا ہے سمندر لہروں کی اوٹ میں
پہچانوں نہ قدر انساں کی اویس اگر
فرق پھر کیا ہے؟ انسان و اونٹ میں

☆☆☆

Marfat.com

مکرِ بے مثال

زخم۔ کچھ ایسے دیئے اس نے
کہ۔ اظہارِ غم محال ہے

زباں پہ لائیں حرف شکایت
ہماری کیا مجال ہے

اک میں ہی نہیں رنجیدہ
ہر چہرہ پُر ملال ہے

یہاں ہے ہنگامہ حشر بپا
تو چار سو قتل و قتال ہے

ہر زباں، ہر منہ میں اس کی
قیل و قال اور مقال ہے

دل پہ ہاتھ رکھ لو اویسؔ
مکر اس کا بے مثال ہے

☆☆☆

Marfat.com

زمانے کی منطق

زمانے کی یہ منطق ہے نرالی
بد سے بدنام برا ہوتا ہے

جو دے غمِ دو جہاں سے نجات
وہی جام برا ہوتا ہے

نوحہ کناں ہو جس پہ ضمیر
وہی دام برا ہوتا ہے

عمر بھر جو کوئی نہ سمجھ سکے
وہی انجام بُرا ہوتا ہے

چاہے جو بُرا تو اس کیلئے
صبح و شام برا ہوتا ہے

شامل نہ ہو اخلاص گر اویسؔ
تو ہر کام بُرا ہوتا ہے

☆☆☆

Marfat.com

یادیں

پھر دیکھ کر تمہیں دل شاد ہوا ہے
مادرِ علمی کا آنگن آباد ہوا ہے

یادیں پختہ کر لو، جی بھر کے لوگو!
یہ موقع ہمیں فراہم خدا داد ہوا ہے

آؤ مل کے کر لیں آج اس کا ازالہ
فرقت میں جو وقت برباد ہوا ہے

ٹوٹ گیا ہے جس کا مادرِ علمی سے رشتہ
زمانے میں وہی افتاد ہوا ہے

بڑھ کر اویس نے تھام لی ہے مینا
پی کے جام عرفاں استاد ہوا ہے

☆☆☆

Marfat.com

مدرسہ!

میں تو سمجھتا ہوں مدرسہ کو آنگن کی طرح
یہیں لوٹ آتا ہے کچھ وقت بچپن کی طرح

دنیا کی تڑپ، میرے پاکیزہ جذبوں میں
ہے پانی میں بہتی ہوئی ناگن کی طرح

بے ادب رہتا ہے سدا بے تاب زمانے میں
مشکل ہوتی نہیں حل کسی الجھن کی طرح

منتظر رہتی ہے سدا، آغوش پھیلائے ہوئے
میری مادرِ علمی ہے میرے ساجن کی طرح

احباب کی طوطا چشمی نے مار ڈالا ہے اویس
مقام مجھے نہ ملا کبھی، میرے فن کی طرح

☆☆☆

Marfat.com

چراغِ عرفاں

ارباب مدرسہ سے مری گزارش ہوگی
تھوڑی سی اور پلا دیں بڑی نوازش ہوگی

جل تو رہے ہیں دیے مگر خدا کے لیے
لو کچھ اور بڑھا دیں بڑی نوازش ہوگی

میری طلب، تڑپ اور دوا کے لیے
جام اک اور پلا دیں بڑی نوازش ہوگی

لذتِ علم سے سرشار کرنے کے لیے
نشہ کچھ اور ملا دیں بڑی نوازش ہوگی

چراغِ عرفاں نہ جلے اویسؔ دل میں ترے
پھر آگ لگا دیں بڑی نوازش ہوگی

☆☆☆

Marfat.com

شرابِ علم

بے لطف ہے زندگی اب آپ کے بغیر
یہ مشفق یہ ناصح طلاب کے بغیر

چراغ علم سے من کو روشن کر لو
دیکھنا پھر خدا کو نقاب کے بغیر

نشترِ تحقیق سے ہے یہ عقدہ کھلا
ہر ذرہ ہے ہم کلام، حجاب کے بغیر

میکدے میں حرام ہے تو ہم مسجد میں
پیئں گے شراب علم، حساب کے بغیر

جاہل بھی تو جیتے ہیں اویس مگر
اداس ہو جیسے شاخ، گلاب کے بغیر

☆☆☆

Marfat.com

خوابوں کے محل

نصیب صبح عروج نہ ہوگا جب تک
اپنی آہ کو پر تاثیر نہ کرو

عبرت گاہ ہے تماشہ نہیں دنیا
خود کو اسیرِ دامِ تزویر نہ کرو

پرواز فکر سے چھا جاؤ زمانے میں
طائرِ فکر کو قیدِ زنجیر نہ کرو

ہے وسعتِ فکر و نظر کا یہ تقاضا
ہر بات میں اپنی تعبیر نہ کرو

حق پہ جمے رہو، صرف سچ کی بات کرو
مختصر ہی سہی تفسیر نہ کرو

جھوٹ کا پیوند ہے یہ مذہب میں
مسلک کی کبھی، تشہیر نہ کرو

اعتماد بھی کرو الفاظ میں پیدا
ہر بات کو یوں تم تحریر نہ کرو

بہتر ہے حسد سے رشک کرو تم
مخلوقِ خدا کی مگر تحقیر نہ کرو

مسلک و تنگ نظری کے انگاروں سے
امت کو آزردہ و دلگیر نہ کرو

مانا کہ تم گلشن نہ کر سکو گے لیکن
میرا وطن زیر شمشیر نہ کرو

بہا کے اپنے ہاتھوں سے بھائیوں کا لہو
پاک وطن کو تم کشمیر نہ کرو

عداوت گر ہے تو ہوا کرے کسی سے
اچھی رائے کی مگر تنکیر نہ کرو

اپنے افکار میں کرو پیار بھی پیدا
خود کو کبھی لائقِ تعزیر نہ کرو

ہے بہت برا تقدیر پہ شاکی ہونا
اس سے بھی برا ہے کہ تدبیر نہ کرو

عدم فرصت کی ہے یہ شکایت کیسی
وقت کی تعظیم کرو، تقصیر نہ کرو

آگے بڑھنا ہے اگر آگے جانا ہے
عمل کرو پھر تم تقریر نہ کرو

دل کی روشنی چاہیے اجالوں کیلئے
مہر و ماہ کی تم، تسخیر نہ کرو

چراغِ عشق جل رہا ہے میرے سینے میں
صد حیف کہ تم، تنویر نہ کرو

یہ تو بنتے ہی بکھر جاتے ہیں اویس
خوابوں کے محل ، تعمیر نہ کرو

Marfat.com

دوستو جاؤ

دوستو! جاؤ تو علم کی کھوج لے کے جاؤ
تازہ فکر اور نئی سوچ لے کے جاؤ

بڑھ کے چوم لیں پیشانی زمانے والے
ایسی عظمت اور ایسا اوج لے کے جاؤ

جگمگا اٹھیں جس کی چمک سے بام و در
ایسا جذبہ اور ایسی موج لے کے جاؤ

ہل جائیں جس کی ہیبت سے اہلِ صلیب
اویسؔ تم ایسی اک فوج لے کے جاؤ

☆☆☆

Marfat.com

نغمہ محبت

آج دوستوں کو کچھ بتلانے آیا ہوں
نغمۂ محبت انہیں سنا نے آیا ہوں

یہاں پیار ملا، اخلاص اور ایثار ملا
آپ کی خاطر، یہی دہرانے آیا ہوں

محبت کرنے والے پھر ہم سے نہ ملیں گے
یہ بات دوستوں کو سمجھانے آیا ہوں

یاد رکھنا اویس اس محفل کو
محبت کا نکتہ یہ لٹانے آیا ہوں

☆☆☆

Marfat.com

بچوں سے!!

گھر بستے ہیں بچوں سے
باغ مہکتے ہیں بچوں سے

پھول کھلتے ہیں بچوں سے
غنچے چٹختے ہیں بچوں سے

ڈال مچلتے ہیں بچوں سے
پودے لہکتے ہیں بچوں سے

سب ناتے رشتے بچوں سے
سب پیار ہیں کرتے بچوں سے

آسماں برستے ہیں بچوں سے
بادل گرجتے ہیں بچوں سے

سب کام سنورتے ہیں بچوں سے
کیوں ہم لڑتے ہیں بچوں سے

ہم کو بھی دے دے اللہ میاں
آپ گھر بھرتے ہیں بچوں سے

☆☆☆

Marfat.com

یہ دورہ!

یہ دورہ یونہی جو چلتا، تو کچھ اور بات ہوتی
ہجر میں کوئی نہ جلتا تو کچھ اور بات ہوتی

ہم مل کے پھر دوبارہ تشنگی بجھاتے
چراغ پھر جو جلتا، تو کچھ اور بات ہوتی

پڑھاتے الحق منصوری اور سر حسین لکھوی
میں ان سے سوال کرتا تو کچھ اور بات ہوتی

یہی جام و ساقی یہی، میخانہ و میخوار ہوتے
اک دور پھر جو چلتا، تو کچھ اور بات ہوتی

زندگی کے سفر میں ، اویس اتنا ہی پیار کرتا
دل کا روگ جو نہ بنتا تو کچھ اور بات ہوتی

☆☆☆

Marfat.com

یہ میلے

کہاں دوستو! پھر یہ میلے ہوں گے
آج جمع ہیں کل اکیلے ہوں گے

پھر ہم اور دنیا کے جھمیلے ہوں گے
نہ ملنے کے بہانے البیلے ہوں گے

یہاں لوگوں کا آنا جانا بدل جائے گا
یہ میخانہ اور پے مانہ بدل جائے گا

ہمارے اٹھتے ہی یہ گھرانہ بدل جائے گا
ہمارا، تمہارا، سب کا آشیانہ بدل جائے گا

یہ تیرے ساتھی اویس یہ شریک کہاں ملیں گے
دور کے ہیں ڈھول یہ نزدیک کہاں ملیں گے

☆☆☆

Marfat.com

یہ دُعا رہے گی

جب تک زمانے میں یہ فضا رہے گی
میرے مولیٰ میری یہ دعا رہے گی

کر دے آشنا حیات جاودانی سے
میرے مولیٰ میری یہ صدا رہے گی

جب تک نہ کھائے ٹھوکریں انساں
اس کی بگڑی ہوئی یہ ادا رہے گی

حکیم و دانا اب پیدا کر ورنہ
جہلا پہ علم کی یہ قبا رہے گی

گر نہ تھا ما گرتے ہوئے اویس کو تو نے
دنیا میں اس کی عزت کیا رہے گی

☆☆☆

Marfat.com

آدم سازی نہ ہو گر!

پھر شوق ارتقا سے در و دیوار ہلا دو
باطل کی کہیں یارو پذیرائی نہ ہو

تیری ہر ادا، ہر سجدہ ہو خدا کیلئے
دنیا کے لیے تیری جبیں سائی نہ ہو

دامن ذہن میں ٹانک لو پیار کے موتی
بزم پھر وہ سجاؤ جو کہیں سجائی نہ ہو

اہلِ حرم کو جگاؤ تم ایسی اذاں سے
جس میں کہیں بھی خود نمائی نہ ہو

عربی زبان و بیان کو وہ وقار دو
ہم اہلِ حرم کی، کہیں رسوائی نہ ہو

غارت گری ہے نری تعلیم بھی اویس
آدم سازی نہ ہو گر روح افزائی نہ ہو

☆☆☆

Marfat.com

بُت پرستوں کی خواہش

بت پرستوں کی یہ خواہش ہے پرانی
دین پرستوں کی کہیں شعلہ نوائی نہ ہو
اُمت کو کیجئے اس مرض میں مبتلا
جس مرض کی کہیں پھر دوائی نہ ہو
پاجامے سے کھینچ کے پتلون میں ڈالیئے
اسلام رہے مگر کہیں بھلائی نہ ہو
محمدی لیلے کو بنا دو عیسیٰ کی بھیڑ
خود لڑیں ہم سے مگر لڑائی نہ ہو

O

انگریزی تہذیب ٹھونس دو ان کی گھٹی میں
عربی زباں کی پھر کہیں شنوائی نہ ہو
ہر گلی ہر کوچہ انگریزی اسٹریٹ ہو جائے
زبانِ محمد عربی مگر کہیں ہرجائی نہ ہو
جس کے دل میں ہو محمد عربی سے محبت
کوئی ہم سایہ ایسا کوئی ہم سائی نہ ہو
ہر شخص ہو لٹکا ہوا سولی پہ اویسؔ
کوئی فرد یہاں اب بے ٹائی نہ ہو

☆☆☆

Marfat.com

انسان

انسان کا زمین پر ورود دھماکے سے کم نہیں
یہ ایٹم بم تو نہیں مگر ایٹم بم سے کم نہیں

برداشت کرے تو صحرائے تھر کا اونٹ ہے
بپھر جائے اگر کبھی تو مست ہاتھی سے کم نہیں

نکھرے تو چراغ ہے بگڑے تو داغ ہے
سد راہ بنے تو پھر تم نہیں یا ہم نہیں

شریعت کا جو پابند ہے سب کو وہ پسند ہے
با اخلاق ہے جو ، اس میں کوئی خم نہیں

خدا نہ بھلائے ہمیں ، نہ کبھی بھلوائے ہمیں
دنیا کے بھلانے کا، اویس کو غم نہیں

☆☆☆

Marfat.com

الوداعی پارٹی

گورنمنٹ ٹیکنیکل سیکنڈری اسکول جہانگیر روڈ نمبر ا، پٹیل پاڑہ میں محترم جناب حفیظ الرحمٰن مرحوم، نسیم فاطمہ عبدالراشد اور سلیم سلیمی کو الوادعی پارٹی دی گئی تھی۔

(۲۷ اگست ۲۰۰۵)

تلاوت: مولانا غلام مصطفیٰ
نعت: ناچیز محمد اویس معصومی

یہ نئے ہیں مگر پھر بھی پرانے لگتے ہیں
ان کے ننگے ہیں جملے پھر بھی سہانے لگتے ہیں

نسیم فاطمہ صاحبہ کو اظہارِ خیال کی دعوت دیتے ہوئے کہا:

نسیم سحر کیا گئی کہ بچوں کی نانی چلی گئی
شریر بچوں کی تو ساری من مانی چلی گئی

شمیم احمد سلیمی کو ڈائس پہ بلاتے ہوئے کہا:

بہت یاد آئیں گی شمیم صبح کی عطر بیزیاں
رضوان کو ، اویس کو، شاہد اور جمیل کو

نوٹ: یہ چاروں کلرک تھے اور ان سے سلیمی صاحب کی ان بن رہتی تھی۔

عبدالرشید کو یوں اظہارِ خیال کے لیے بلایا!

۴۰ سال تک جلائے رکھا رشد و ہدایت کا چراغ
راشد بے چارے چلے گئے پر طارق نہ سنور سکے

Marfat.com

جناب H.M حفیظ الرحمٰن صاحب کو دعوت خطاب دیتے ہوئے کہا:

اسکول میں تنگ ہو کر کہتے تھے ہم تو جلد گھر جائیں گے
گھر میں بھی چین نہ پایا تو پھر کدھر جائیں گے

جناب حفظ الرحمٰن انچارج بنائے گئے تھے اور انہیں اکثر ٹیچر دادا جی کہا کرتے تھے ہم نے ان کو یوں اظہار خیال کی دعوت دی۔

نسیم، شمیم، راشد اور حفیظ تو اپنے گھر گئے
ہوشیار دادا جی! پھر نہ کہنا کہ بچے بگڑ گئے

پھر جب 2007ء میں جناب حفظ الرحمٰن صاحب (دادا جی) ریٹائر ہوئے تو ان کی الوداعی پارٹی میں ہماری (رگِ مشاعرہ) یوں پھڑ کی! سب سے پہلے اظہارِ خیال کے لیے طارق نثار کو یوں بلایا:

وہی اسکول نہ آنے نہ پڑھانے کی عادت رہی اپنی
پڑھانا پڑے جو اک پیریڈ تو دل ہوتا ہے سیہ پارہ
ایک میں ہی ہوں جس پہ کوئی اثر نہیں ہوتا
لوگ سمجھتے ہیں شاید ہر ٹیچر ہوتا ہے ناکارہ

محترمہ نسرین بیگم صاحبہ کو دعوت خطاب دیتے ہوئے کہا:

مکر و فریب، دھونس دھمکی اور حیلے بہانے
اسکول کے ہر بچے کو ہم، تراشنا سکھا رہے ہیں
E.D.O سے کہہ دو اپنے ایجنٹ چن کے رکھ لے
اسکول کے بچے بچے کو ہم بھاگنا سکھا رہے ہیں

Marfat.com

سید اشرف علی کو ان الفاظ کے ساتھ دعوت دی:

ان فرشتوں سے کہہ دو کہیں اور جا بسیں
ان کی جگہ کہاں ہے اس اجڑے دیار میں

آج کے مہمان جناب (دادا جی) کو ان الفاظ کے ساتھ اظہارِ خیال کے لیے بلایا:

ٹیچر، پھٹیچر نلے باز سب اکٹھے ہو گئے
تیرے جاتے ہی پھر یہ سب اکٹھے ہو گئے

نلے مارنے میں کوئی، رہی نہ تھی کسر باقی
تیرے جانے کے بعد ہٹے کٹے ہو گئے

نوید و عدیل تو ہیں بے چارے عبث بدنام
وہی پرانے لوگ ہی پھر چٹے اور بٹے ہو گئے

۳۱ دسمبر تھا یہاں، جشنِ آزادی کا سماں
بدقسمتی سے اعظم خان پھر چھٹے ہو گئے

ننھے بچوں نے دیکھے جو استادوں کے لچھن
بستے اپنے تھامے اور الو کے پٹھے ہو گئے

اب آیا ہے اختر دالی، اصلاح کی داغ بیل ڈالی
شہد سے میٹھے لوگ سب کھٹے ہو گئے

☆☆☆

Marfat.com

قصیدہ لکھو

کہتے ہیں بڑے ارمان سے قصیدہ لکھو
رہتے ہیں پریشان سے قصیدہ لکھو
آج تو آج کوئی کل بھی، نہیں سیدھی
کہتے ہیں مرے اوصاف حمیدہ لکھو
قدم رنجہ فرمایا ہے مجنوں نے جب سے
رہتے ہیں اسکول کے حالات کشیدہ لکھو
ان کے بچپن میں چھپا ہے بچپن یارو
تاریخِ ولادت کے مطابق عمر رسیدہ لکھو
کیا ہوا جو اظہار کے قابل نہیں مجنوں
دل کے خیالات مگر خط کشیدہ لکھو
کسے معلوم کہ دیو بندی یا پے وندی
نخلِ ایمان کی اک شاخِ بریدہ لکھو
درسِ توحید دیا اس قدر اسکول میں اس نے
بچہ بچہ ہوا ہے خاطر کبیدہ لکھو
نعرۂ یا نبی سے الرجک ہے وہ اس قدر
کہ ہر طالب علم کو اس کا مار گزیدہ لکھو
اس نفسیاتی کیس اور بدلے ہوئے بھیس پر
لکھنا چاہو تو اویسؔ سیاہ جریدہ لکھو

☆

Marfat.com

مجھے شاعر بنا دو!

اب کہتے ہیں وہ مجھے شاعر بنا دو
سب کہتے ہیں تو مجھے شاعر بنا دو
میں بھی تو ہوں پاگل دیوانہ مجنوں
سچ کہتا ہے وہ مجھے شاعر بنا دو
اندھوں میں تھا میں بھی کانا راجا
اب آ گیا ہے وہ مجھے شاعر بنا دو
شعر سنتا ہوں تو جی میں آتا ہے اُٹھو
اب تم بھی کہہ دو مجھے شاعر بنا دو
کچھ بتاؤ تو سہی ہوں جواب سے عاری
عذاب لگتا ہے وہ مجھے شاعر بنا دو
منہ تو بند کر دوں میں اس کا مگر
فسوں کچھ ایسا کرو، مجھے شاعر بنا دو
اتنا تو منت کھیلو! میری شرافت سے
بس کرو! اب تو مجھے شاعر بنا دو
میں پڑھا نہیں سکتا اسکول آ نہیں سکتا
لطیف بھائی سنو مجھے شاعر بنا دو
بچ کے نکل جاؤں اویس کے سحر سے
اتنا تو مرے یارو مجھے ماہر بنا دو

☆☆☆

Marfat.com

قطعات

جے آن فقیر بوہے تے خیر انہاں نوں پائیے
او دین دعاواں اسیں فیض انہاں توں پائیے
روزی رزق ہتھ وچ رب دے نہ اپنا آپ وڈیائیے
کر خدمت فقیراں دی اسیں صدقہ انہاں دا کھائیے

O

کل یوم ھو فی شان
مٹ گئے بڑے بڑوں کے نشان
تو ہے خالق کون و مکاں
پیدا کیے تو نے زمین و زماں

O

اینہاں فقیراں نال نہ آڈھے لایا کرو
اینہاں دی نئیں کوئی اپنی گل ہندی
جیویں آکھن اونویں رب کر دیندا
اینہاں دے کم وچ نئیں آج توں کل ہندی
اک توں نئیں پچھانی اینہاں دی رمز اویس
ویکھی جگ نے اینہا دی بل بل ہندی

O

داخلہ ملتے ہی مدرسہ میں گروی ہو گئے
چند دنوں میں ہی پھر وہ فدوی ہو گئے

Marfat.com

مدرسہ کی روٹی میں عجب تاثیر ہے یارو
جو آئے تھے محمد حسین وہ رضوی ہو گئے
رضوی کو کئی بار ہم نے دیکھا ہے اویسؔ
جس کے بھی ہوئے یار وہ جگری ہو گئے

O

لیجیے آتی ہیں اب فرقت کی گھڑیاں
لوٹ کے آتی ہیں کب الفت کی گھڑیاں
رخصت ہو رہی ہیں حکمت کی گھڑیاں
نصیحت کی گھڑیاں، محبت کی گھڑیاں
یاد رکھنا اویسؔ یہ شفقت کی گھڑیاں
عابد، رضوی اور عظمت کی گھڑیاں

O

میں نے تو چراغ جلا کر سرِ راہ رکھ دیا ہے
اب بھی کوئی ٹھوکریں کھاتا ہے تو کھائے
راستہ تو صاف نظر آ رہا ہے سب کو اویسؔ
اب بھی کوئی بھاڑ میں جاتا ہے تو جائے

☆☆☆

Marfat.com

اقوال

۱۔ مصنوعی پارسائی اور چاپلوسی ہی نفسیاتی جنگ کا سبب ہے۔

۲۔ خوداعتمادی کی قوت سے ہر جنگ جیتی جاسکتی ہے۔

۳۔ سچائی اور بے باکی ہی کامیابی کی کنجی ہے۔

۴۔ راہِ خدا میں بِک جاؤ انمول ہو جاؤ گے۔

۵۔ اونٹ کی کونچیں کاٹنے کے لیے اپنے گھٹنے ٹیکنے ہی پڑتے ہیں۔

۶۔ تم جھاڑن ''ڈسٹر'' بن جاؤ جو تختہ سیاہ کو صاف کر کے لکھنے کے قابل بناتا ہے مگر خود بے چارہ میلا اور گندہ رہتا ہے۔

۷۔ تم وہ جھاڑو بنو جو ماحول کو صاف ستھرا کر کے تہذیب کا آئینہ بناتا ہے مگر پھر بھی جھاڑو ہی کہلاتا ہے۔

۸۔ تم ''سیاہی چوس'' کی طرح ہو جاؤ جو سیاہی چوس کر صفحات کو صاف کر کے خود کالا ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com